أمانیہ
شرح
شاطبیہ

جلد اوّل

تالیف

فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد التھانوی
پروفیسر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی
اسلام آباد (پاکستان)

قرأت اکیڈمی
لاھور

إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤا ما تيسر منه

(مسلم)

حرز الامانی ووجہ التہانی

المعروف باسم

الشاطبیۃ

للامام ابی القاسم بن فیرّہ بن خلف بن احمد الشاطبی المتوفی ۵۹۰ھ

مع اردو شرح

الامانیۃ

فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد تھانوی

استاذ علوم القرآن والحدیث

(فی کلیۃ اصول الدین)

بالجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ۔ اسلام آباد

قراءۃ اکیڈمی

۲۸۔الفضل مارکیٹ ۱۷۔اردو بازار لاہور ۲

نام کتاب ــــــــــــ امانیہ شرح شاطبیہ (جلد اوّل)

مصنف ــــــــــــ پروفیسر المقری اظہار احمد تھانوی

ضخامت ــــــــــــ ۱۶۰ صفحات

پریس ــــــــــــ معراج دین پرنٹرز لاہور

ناشر و طابع ــــــــــــ قرآءت اکیڈمی اردو بازار لاہور ۲۔

قرآءت اکیڈمی کی مطبوعات درج ذیل جگہوں پر بھی دستیاب ہیں

کراچی ـــــ اسلامی کتب خانہ، عقب جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔
مکتبہ اسحاقیہ، جونا مارکیٹ پٹوول چوک کراچی۔
علمی کتاب گھر، اُردو بازار کراچی۔

لاہور ـــــ اسلامی اکیڈمی، ۱۷۔اُردو بازار لاہور۔
نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔
مکتبہ قاسمیہ، ۱۷۔اُردو بازار لاہور۔

کوئٹہ ـــــ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ۔

پشاور ـــــ مکتبہ امدادیہ، محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور۔

راولپنڈی ـــــ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی۔

گوجرانوالہ ـــــ مکتبہ نعمانیہ، اُردو بازار گوجرانوالہ۔

فیصل آباد ـــــ رحمانیہ دارالکتب، امین پور بازار فیصل آباد۔

بہاولپور ـــــ پاکستان بک کمپنی، شاہی بازار بہاولپور۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى

سبعۃ احرف

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

یہ قرآن سات حروف (وجوہ لغات وانداز تلفظ) پر اتارا گیا ہے، پس ان میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو، اس طرح سے پڑھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

قرآءتِ سبعہ، علومِ قرآنی میں انتہائی عظمت وشرف کا حامل علم ہے۔ حرز الامانی کا منظوم متن جو شاطبیہ کے نام سے مشہور ہے، قراءت سبعہ میں اہم ترین اور اساسی شمار کیا گیا ہے، ناظم رحمہ اللہ کے زمانہ سے اس وقت تک ہر دور میں اس کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا اور پڑھا پڑھایا گیا ہے۔ قرآءت میں یہ کتاب حجّت مانی گئی ہے اور مشکل و ادق ہونے کی وجہ سے علماء نے اس پر بے شمار شروح لکھیں، طویل، متوسط اور مختصر ہر انداز میں مصنفین نے کاوش فرمائی۔ چنانچہ ذیل میں ہم چند مشہور شروح کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں۔

۱۔۔۔ شرح شیخ برھان الدین ابراہیم بن عمر جعبری، متوفی ۷۳۲ھ بڑی مفید اور علمی شرح ہے اور شروح میں سب سے بہترین شمار کی جاتی ہے۔ ''کنز المعانی'' کے نام سے اس کو متعارف کرایا جاتا ہے مگر ابھی تک مخطوط ہے۔

۲۔۔۔ شرح شیخ ابو شامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل دمشقی متوفی ۶۶۵ھ۔ ''ابراز المعانی'' کے نام سے مطبوع و متداول ہے۔ مؤلفِ علّام کی یہ دوسری شرح ہے۔ اس سے پیشتر مفصّل شرح لکھی، مگر وہ نایاب ہے۔ تاہم ابراز المعانی بھی کافی مبسوط اور علمی مقام میں ممتاز شرح ہے۔

۳۔۔۔ شرح شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد المعروف شُعلہ، موصلی حنبلی متوفی ۶۵۶ھ۔ شرح کا نام ''کنز المعانی شرح حرز الامانی'' ہے۔ قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

۴۔۔۔ شرح شیخ امام علاء الدین علی بن عثمان بن محمد المعروف ابن القاصح بغدادی متوفی ۸۰۱ھ۔ ''سراج القارئ المبتدی'' کے نام سے متداول ہے۔

۵۔۔۔ شرح شیخ محقق ابو عبداللہ محمد بن الحسن بن محمد فاسی متوفی ۶۷۲ھ۔ ایک متوسط شرح ہے ''اللآلی الفریدہ'' نام ہے، مخطوط ہے۔

۶۔۔۔ شرح شیخ ابو العبّاس احمد بن محمد قسطلانی مصری متوفی ۹۲۳ھ۔ علامہ جزری کے زیادات کا اضافہ بھی کیا ہے اور بہت سے ایسے مفید مباحث ہیں جو دیگر شروح میں نہیں ملتے۔ نام ہے ''فتح الدّانی فی شرح حرز الامانی''، مخطوط ہے۔

۷۔۔۔ شرح شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ مخطوط ہے۔

۸۔۔۔ شرح شیخ جمال الدین حسین بن علی الحصنی۔ دو جلدوں میں ضخیم شرح ہے ''الغایۃ'' نام ہے، مخطوط ہے۔

۹۔۔۔ شرح شیخ العلوم مُلّا علی بن سلطان محمد القاری الہروی متوفی ۱۰۱۴ھ۔ انتہائی علمی شرح ہے، نکتہ سنج ذہن و فکر کے مالک، قارئین کو دیگر شروح سے بے نیاز کر دینے والی شرح۔ یہ شرح پہلے افغانستان اور پھر دار العلوم دیوبند میں چھپی، مگر اغلاط سے پُر۔ کاش مصر یا استانبول میں معیاری طباعت پر چھپ جائے۔

۱۰۔۔۔ شرح شیخ علی محمد ضبّاع، شیخ المقاریٔ المصریہ۔ "ارشاد المرید الیٰ مقصود القصید" کے نام سے مطبوع ہے۔ مختصر، مگر گرانقدر شرح ہے۔

۱۱۔۔۔ شرح شیخ عبد الفتاح القاضی المصری، رئیس الاساتذہ، الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ۔ زمانۂ حال کی تصنیف، اور تدریسی شغل میں بڑی مفید ہے، نام ہے "الوافی فی شرح الشاطبیہ"۔ شارح رحمہ اللہ کا گزشتہ سال ہی انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ

۱۲۔۔۔ شرح اردو، مفید و بسیط، تین جلدوں میں "عنایاتِ رحمانی" کے نام سے مطبوع ہے۔ مولانا قاری فتح محمد پانی پتی کی علمی کاوش و محنت۔

شروح کے سلسلے میں یہ ایک سرسری جائزہ ہے۔ اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو ناظرین کو حاجی خلیفہ کی مشہور کتاب "کشف الظنون"، جلد اوّل، صفحہ ۶۴۶ — ۶۴۹ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ہم نے ۱۹۷۴ء میں ایک مختصر مگر طلباء کی ضرورت میں مفید اردو شرح شاطبیہ لکھی اور توقع سے زیادہ طلباء میں مقبول ہوئی۔ عرصہ ہوا کہ ختم ہو گئی مگر اس کی مانگ برابر بڑھتی رہی، مصروفیتوں اور بے سامانیوں کے ہجوم میں اس شرح پر نظرِ ثانی کی گئی، بہت سے طویل البحث مسائل کا اختصار کیا گیا اور بہت سے تشریح طلب مقامات میں کچھ اضافے ہوئے۔

اس مرتبہ شرح کا نام امانیہ شرحِ شاطبیہ کا عنوان خوبصورت نظر آیا۔ اَمَانِیّ اُمْنِیَّۃ کی جمع، بمعنی آرزو، یعنی اِقْرَأْ اَمَانِیَّہْ (آرزؤں کو پڑھ) آخر میں ھاءِ سکتہ تصوّر فرمالیجئے۔

یہ شرح اس مرتبہ دو جلدوں میں شائع ہو رہی ہے، پہلی جلد اصول پر، اور دوسری فُرش پر مشتمل ہے۔ اس طرح عزیز طلباء کو خریدنے، اٹھانے اور سنبھالنے میں آسانی میسّر ہو گی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائے۔

اظہار احمد تھانوی
استاذ کلیۂ اصول دین، شعبہ علوم القرآن والحدیث
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی۔ اسلام آباد۔ پاکستان

۹ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ
۲۸ جولائی ۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

علامہ شاطبی

امام شاطبی کا نام ابوالقاسم بن فِیرُّہ[1] بن خلف بن احمد شاطبی اندلسی رعینی ہے، آنکھوں سے نابینا تھے ۵۳۸ھ کے اواخر میں شاطبہ[2] میں پیدا ہوئے۔

اولاً امام شاطبی اپنے وطن میں، ابو عبداللہ محمد بن ابی العاص نفزی کی خدمت میں رہ کر ماہر فن قرآت ہوئے اس کے بعد شہر بلنسیہ[3] گئے جہاں تیسیر للامام ابی عمرو دانی امام ابن ہذیل کی خدمت میں پڑھی اور قرآت میں اجراء کیا اور وہیں آپ نے علم حدیث پڑھا، نیز شیخ ابوعبداللہ محمد بن حمید سے کتاب سیبویہ، کامل للمبرد اور ادب الکاتب لابن قتیبہ میں مہارت حاصل کی۔

اس کے بعد براہ اسکندریہ، حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسکندریہ کے ماہر فضلاء جیسے ابوطاہر سلفی وغیرہ سے سماع کیا۔ وہ جب قاہرہ پہنچے تو طلباء ہجوم کی صورت میں ان کے گرد جمع ہوئے جو ان کے علوم وادب سے استفادہ کے لیے بے قرار تھے۔

مصر کے حکمران قاضی فاضل نے بھی علامہ شاطبی سے رابطہ قائم کیا اور ان کو قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ کا شیخ مقرر کیا۔

تدریسی میدان میں وہ جلدی ہی شیخ القرآت کے طور پر صدر نشین ہو گئے۔ اسی دور میں امام شاطبی نے اپنے حسب ذیل چار مشہور قصائد تصنیف فرمائے۔

۱۔ حرز الامانی، جس میں کتاب تیسیر کا اختصار کیا ہے، تیسیر فن قرآت پر امام ابوعمرو عثمان بن سعید دانی کی مشہور کتاب ہے۔

۲۔ عقیلۃ اتراب القصائد، مصاحف عثمانیہ کے رسم میں، امام دانی کی کتاب مقنع کا اختصار ہے۔

۳۔ ناظمۃ الزھر فی علم الفواصل۔ اس میں بھی علامہ دانی کی کتاب البیان فی عدّ آی القرآن کا اختصار ہے۔

۴۔ قصیدۂ دالیہ، جو ابن عبدالبر کی کتاب التمہید کی تلخیص پر مشتمل ہے۔

اس میں شک نہیں کہ علامہ شاطبی علوم قرآن، حدیث اور لغت میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ آیۃٌ مِنْ آیاتِ اللہ تھے، علمی توانائی کے ساتھ وہ زاہد، اور متورع تھے اور اعلیٰ درجے کے متقی اور صلحاء میں سے تھے۔

امام کی وفات ۲۸ جمادی الاخرہ ۵۹۰ھ میں ہوئی، قاضی فاضل کے مقبرہ میں دفن ہوئے، جو قاہرہ میں جبل مقطم

۱۔ فا کے کسرہ کے ساتھ، فا کے بعد یا ساکنہ، اس کے بعد را مشددہ مضمومہ اور ھاء ساکنہ ہے، اندلسی زبان میں بمعنی لوہا۔
۲۔ اندلس میں ایک شہر کا نام۔ ۳۔ اندلس کے ایک شہر کا نام۔

کے دامن میں ہے اور اب بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ | صحت اور تعددِ طرق کے اعتبار سے حدیث متواتر ہے۔ سَبْعَةُ أَحْرُفٍ سے مراد سات انواع تغیر ہیں، چنانچہ ابوالفضل رازی نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ اختلاف قراءت، سات انواع سے باہر نہیں ہے، جو حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ افراد، تثنیہ اور جمع میں اسماء کا اختلاف، مثلاً وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ اور طَعَامُ مَسَاكِينَ۔ (بقرہ) فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ اور بَيْنَ إِخْوَتِكُمْ (حجرات)۔ وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ اور فِي الْغُرْفَةِ آمِنُونَ (سبا)

اسی طرح افعال میں تذکیر و تانیث کا اختلاف، مثلاً لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور لَا تُقْبَلُ (بقرہ)

۲۔ افعال کے صیغوں کا اختلاف، ماضی مضارع اور امر کی صورت میں۔ مثلاً تَطَوَّعَ خَيْرًا اور يَطَّوَّعْ خَيْرًا (بقرہ)۔ فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ اور فَنُنْجِي مَنْ نَشَاءُ (یوسف)۔ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ اور قُلْ رَبِّي (انبیاء)

۳۔ اختلافِ وجوہِ اعراب، مثلاً وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ اور وَلَا تَسْأَلْ (بقرہ)

۴۔ اختلاف بالنقص والزیادہ۔ مثلاً سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اور وَسَارِعُوا (آل عمران)۔ يَا بُشْرَى هَذَا غُلَامٌ اور يَا بُشْرَايَ (یوسف)

۵۔ تقدیم و تاخیر کا اختلاف۔ مثلاً وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا اور وَقُتِلُوا وَقَاتَلُوا (آل عمران)

۶۔ اختلاف بالابدال یعنی ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ۔ مثلاً وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ اور فَتَوَكَّلْ (شعراء)

۷۔ اختلافِ لہجات۔ مثلاً فتح، امالہ، اظہار، ادغام، تسہیل، تحقیق، تفخیم و ترقیق۔ اور قبائل عرب کی لغت کا اختلاف بھی اسی نوع میں شامل سمجھنا چاہیئے۔ مثلاً خُطُوَات وَخُطْوَات۔ بُيُوت وبِيُوت۔ خُفْيَة وخِفْيَة۔ زُبُورًا وزَبُورًا۔ شَنَآنُ وشَنْآنُ۔ بِزَعْمِهِمْ بِزُعْمِهِمْ۔ يَعْزُبُ، يَعْزِبُ، وغیرہ۔

ایک غلط توجیہ | أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ سے وہ سات قراءتیں مراد لینا جو شاطبیہ وغیرہ میں سات ائمہ قراءت سے منقول و متواتر ہیں، غلط ہے۔

بلکہ سَبْعَةُ أَحْرُفٍ سے اختلاف و تغایر کی سات انواع مراد ہیں۔ قراءت خواہ کتنی بھی ہوں مذکورہ سات قسم کے انواع تغیرات سے باہر نہیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علم قراءت کی تعریف

هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ اخْتِلَافُ كَلِمَاتِ الْوَحْيِ الْقُرْاٰنِي۔ ایک ایسا علم جس سے وحی قرآنی کے کلمات کا اختلاف جانا جاتا ہے۔

موضوع

کلماتِ قرآنیہ باعتبار انواع تغیّر

غرض

صِيَانَةُ الْقُرْاٰنِ عَنِ التَّحْرِيْفِ۔ یعنی قرآنی کلمات کی ادا کو تحریف کی تمام اقسام سے بچانا۔

مقدمۃ الکتاب

۱ بَدَأْتُ بِبِسْمِ اللّٰهِ فِى النَّظْمِ اَوَّلَا ۔۔۔ تَبَارَكَ رَحْمَانًا رَحِيْمًا وَّمَوْئِلَا

مَیں نے نظم میں سب سے پہلے بسم اللہ سے ابتدا کی ہے کیونکہ وہی تمام بڑی اور چھوٹی نعمتوں اور پناہ گاہ ہونے کے اعتبار سے کثیر الخیر ہے۔

۲ وَثَنَّيْتُ صَلَّى اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَى الرِّضَا ۔۔۔ مُحَمَّدِنِ الْمُهْدٰى اِلَى النَّاسِ مُرْسَلَا

اور میرا دوسرا کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب، رحمتِ کاملہ بھیجے محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پر، جو تمام انسانوں کی طرف بطور رسول ہدیہ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

۳ وَعِتْرَتِهٖ ثُمَّ الصَّحَابَةِ ثُمَّ مَنْ ۔۔۔ تَلَاهُمْ عَلَى الْاِحْسَانِ بِالْخَيْرِ وُبَّلَا

اور آپ کے خاندان والوں پر اور تمام صحابہ اور ان تمام مومنوں پر جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان (آل واصحاب) کی بارشِ خیر بن کر اتباع کی۔

عِتْرَةٌ، قریبی رشتہ دار۔ تَلَاهُمْ، ان کی اتباع کی۔ وُبَّلًا، جمع وابل بارش۔ اِحْسَان، اخلاص۔

۴ وَثَلَّثْتُ اَنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ دَائِمًا ۔۔۔ وَمَا لَيْسَ مَبْدُوْءًا بِهٖ اَجْذَمُ الْعُلَا

اور میرا تیسرا کلام یہ ہے کہ حمد دائما اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع نہیں کی جاتی وہ مقطوع الشرف ہوتی ہے۔

أجْذَمُ الْعُلَا - مَقْطُوعُ الشَّرَفِ -

۵ وَبَعْدُ فَحَبْلُ اللّٰهِ فِينَا كِتَابُهُ فَجَاهِدْ بِهِ حَبْلَ الْعِدَا مُتَحَبِّلَا

اور ان ابتدائی کلمات کے بعد۔ پس واضح ہو کہ قرآن میں حَبْلُ اللّٰهِ سے مراد۔ ہمارے درمیان اس کی کتاب ہے لہٰذا اشکاری بن کر دشمنوں کے مکر و فریب کا اس قرآن ہی کے ذریعہ مقابلہ کرو۔

فَحَبْلُ اللّٰهِ ، اللہ تعالیٰ کی رسی - جَاهِدْ ، مقابلہ کر۔ حَبْل ، مکر و فریب - مُتَحَبِّلًا ، جال بنانے والا۔ عِدَا ، عَدُوّ کی جمع بمعنی دشمن۔

۶ وَأَخْلِقْ بِهِ إِذْ لَيْسَ يَخْلَقُ جِدَّةً جَدِيدًا مُوَالِيهِ عَلَى الْجِدِّ مُقْبِلَا

یہ کلام کس قدر عمدہ ہے، کیونکہ قرآن کبھی اپنی جدت میں پرانا ہوتا ہی نہیں۔ قرآن کے خدام باعزت ہوتے ہیں۔ اور پوری کوشش کے ساتھ خدمت قرآن ہی پر متوجہ رہتے ہیں۔

أَخْلِقْ بِهِ ، فعل تعجب ہے بمعنی جدیر۔ إِذْ ، تعلیلیہ ہے۔ يَخْلَقُ ، بمعنی پرانا ہونا۔ جِدَّة ، تازگی۔ جَدِيدًا جَدّ سے بمعنی عزت، شرف۔ مُوَالِي ، موالات سے بمعنی خدمت و اخلاص۔ مُقْبِلًا ، اقبال سے بمعنی متوجہ ہونا۔

۷ وَقَارِئُهُ الْمَرْضِيُّ قَرَّ مِثَالُهُ كَالْأُتْرُجِّ حَالَيْهِ مُرِيحًا وَمُوكَلَا

قرآن کا وہ قاری جو اللہ کو پسند ہو، اس کی مثال یوں قائم ہوئی جیسے ترنجبین کا پھل کہ اس کی دو حالتیں ہیں راحت دینے والا اور غذا بننے والا۔

قَرَّ ، قائم ہوئی ہے۔ الْأُتْرُجّ ، ایک مشہور خوشبودار پھل۔ أُتْرُجَّة کی جمع - مُرِيحًا ، راحت بخش۔ مُوكَلًا غذا بن جانے والا ، پیٹ بھرنے والا۔

حدیث میں ہے۔ مثل المومن الذی یقرأ القرآن مثل الاترجۃ ریحہا طیبٌ وطعمہا طیبٌ۔ (بخاری و مسلم)
قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور مزا بھی عمدہ۔

۸ هُوَ الْمُرْتَضَى أَمًّا إِذَا كَانَ أُمَّةً وَيَمَّمَهُ ظِلُّ الرَّزَانَةِ قَنْقَلَا

قرآن کا قاری پسندیدہ قائد ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ جامع الخصائل ہو اور پہاڑ کی طرح وقار کے سائے نے اس کا قصد کیا ہو۔
اَلْمُرْتَضٰی، پسندیدہ۔ اَمَّا، امامت وقیادت۔ اُمَّۃ، جامع الخصائل الحسنۃ۔ یَمَّمَ، تیمیم سے بمعنی قصد کرنا۔
رزانت، وقار۔ یَذْبُلُ، پہاڑ۔

۹ هُوَالْحُرُّاِنْ کَانَ الْحَرِیَّ حَوَارِیًا لَهٗ بِتَحَرِّیْهِ اِلٰی اَنْ تَنَبَّلَا

قاری آزاد ہوتا ہے اگر لائق ہو۔ اور اپنے طلب وقصد میں قرآن کے لیے مخلص ہو۔ مرتے دم تک۔
اَلْحُرُّ، آزاد۔ اَلْحَرِیّ، لائق۔ حَوَارِیًّا، مخلص، مددگار۔ تَحَرِّیْ، طلب وقصد۔ تَنَبَّلَا، یعنی مَاتَ۔ اِنْقَطَعَ عن الدنیا

۱۰ وَاِنَّ کِتَابَ اللّٰهِ اَوْثَقُ شَافِعٍ وَاَغْنٰی غَنَاءً وَاهِبًا مُتَفَضِّلَا

اللہ کی کتاب ایک مضبوط شفیع ہے۔ اور نہایت کافی اور بخشش وفضل والی۔
اَغْنٰی غَنَاءً، بہت کافی ہو جانے والی۔ مستغنی کر دینے والی۔
حدیث میں ہے۔ اِقْرَءُوا القراٰن فَاِنَّهٗ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِهٖ۔
قرآن پڑھو، قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفیع ہوگا۔

۱۱ وَخَیْرُ جَلِیْسٍ لَا یُمَلُّ حَدِیْثُهٗ وَتَرْدَادُهٗ یَزْدَادُ فِیْهِ تَجَمُّلَا

قرآن بہترین ہمنشیں ہے جس کی باتوں سے کبھی بھی اکتاہٹ نہیں ہوتی، اس کا بار بار ورد اس کے جمال میں اضافہ کا
باعث ہوتا ہے۔
لَایُمَلُّ، مَلَالٌ سے ہے اکتانا، تنگدل ہونا۔ تَرْدَاد، بار بار پڑھنا۔ تَجَمُّلَا، زینت۔

۱۲ وَحَیْثُ الْفَتٰی یَرْتَاعُ فِیْ ظُلُمَاتِهٖ مِنَ الْقَبْرِ یَلْقَاهُ سَنًا مُتَهَلِّلَا

اور وہ مقام (یعنی قبر) کہ جوان اس کی تاریکیوں میں بے چین ہوگا تو یہ قرآن مسرور وشاداب روشنی بن کر اس سے
ملے گا۔
یَرْتَاعُ، گھبرائے گا۔ مِنَ الْقَبْرِ، حَیْثُ کا بیان ہے۔ سَنَا، روشنی۔ مُتَهَلِّلًا، خوش رو، خندہ پیشانی۔

۱۳ هُنَالِكَ یَهْنِیْهِ مَقِیْلًا وَرَوْضَةً وَمِنْ اَجْلِهٖ فِیْ ذِرْوَةِ الْعِزِّ یُجْتَلَا

قرآن کریم قاری کو مبارکباد کہے گا، کیونکہ قبر آرام گاہ اور باغ ہو جائے گی۔ قرآن کی وجہ سے قاری عزت کی بلندیوں پر دیکھا جائیگا۔
هُنَالِكَ، قبر کے لیے اسم اشارہ۔ مَقِيلٌ، قیلولہ سے، آرام گاہ۔ ذِرْوَة، بلند جگہ۔ يُجْتَلَا، جلوہ نما ہوگا۔

۱۴ يُنَاشِدُ فِي إِرْضَائِهِ لِحَبِيبِهِ وَأَجْدِرْ بِهِ سُؤْلًا إِلَيْهِ مُوَصَّلَا

قرآن اپنے دوست کے لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں ضد کرے گا۔ قرآن کے ایک کامیاب مطلوب ہونے کا کیا کہنا ہے
يُنَاشِدُ، ضد کرے گا۔ أَجْدِرْ بِهِ، فعل تعجب، کس قدر لائق ہے، کیا کہنا ہے۔ سُؤْلًا إِلَيْهِ، مطلوب۔ مُوَصَّلًا، کامیاب۔

۱۵ فَيَا أَيُّهَا الْقَارِي بِهِ مُتَمَسِّكًا مُجِلًّا لَهُ فِي كُلِّ حَالٍ مُبَجِّلَا

پس اے وہ قاری کہ قرآن سے چمٹا ہوا ہے۔ اور ہر حال میں قرآن کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔
مُتَمَسِّكًا، چمٹنے والا۔ مُجِلًّا، اجلال سے توقیر کرنے والا۔ مُبَجِّلًا، تبجیل سے اکرام کرنے والا۔

۱۶ هَنِيئًا مَرِيئًا وَالِدَاكَ عَلَيْهِمَا مَلَابِسُ أَنْوَارٍ مِنَ التَّاجِ وَالْحُلَا

مبارک اور خوشگواری ہو تیرے والدین کے لیے کہ ان کو تاج و زیورات کے نورانی لباس پہنائے جائیں گے۔
هَنِيئًا، خوشگوار ہونا۔ مَرِيئًا، راحت بخش و لذیذ ہونا، یہ دونوں لفظ انتہائی تبریک کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔
اَلْحُلَا، حِلْيَة کی جمع زیورات۔

حدیث میں ہے:۔ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهٰذَا۔ (ابوداؤد وغیرہ)

جو قرآن پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے، اس کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ بہتر ہوگی۔ جبکہ وہ سورج دنیا کے گھروں میں ہو۔ ایسی صورت میں تمہارا خود اس قاری کے متعلق کیا خیال ہے۔

۱۷ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالنَّجْلِ عِنْدَ جَزَائِهِ أُولٰئِكَ أَهْلُ اللّٰهِ وَالصَّفْوَةُ الْمَلَا

تو خود اس صاحبزادے کی جزا کے وقت تمہارا کیا خیال ہے؟ یہی لوگ ہیں جو اہل اللہ اور باعزت مخلص ہیں۔
اَلنَّجْلُ، اولاد۔ اَلصَّفْوَةُ، مخلصین۔ اَلْمَلَا، باعزت لوگ۔

حدیث میں ہے:۔ إِنَّ لِلّٰهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ۔

(بزار و ابن ماجہ)

کچھ لوگ اللہ کے خاص دوست ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا قرآن والے اہل اللہ ہیں اور خاص لوگ ہیں۔

۱۸ أُولُوا الْبِرِّ وَالْإِحْسَانِ وَالصَّبْرِ وَالتُّقَىٰ ۔۔۔ حُلَاهُمْ بِهَا جَاءَ الْقُرْآنُ مُفَصَّلَا

نیک کردار، اخلاص اور صبر و تقویٰ والے، ان کے یہ وہ زیور ہیں جن کو قرآن مفصل لے کر آیا ہے۔

۱۹ عَلَيْكَ بِهَا مَا عِشْتَ فِيهَا مُنَافِسًا ۔۔۔ وَبِعْ نَفْسَكَ الدُّنْيَا بِأَنْفَاسِهَا الْعُلَا

اپنے لیے ان اوصاف کو لازم سمجھ جب تک تو دنیا میں زندہ ہے، ان ہی میں رغبت رکھ اور اپنے حقیر نفس کو ان نفیس عالی شان اعمال کے بدلے میں فروخت کر۔

عَلَيْكَ، اسم فعل بمعنی الزم۔ مُنَافِسًا، شدید رغبت کرنے والا۔ بِهَا، کی ضمیر گزشتہ شعر میں مذکور اعمال صالحہ کی طرف اور فِيهَا میں دنیا کی طرف راجع ہے۔

۲۰ جَزَى اللّٰهُ بِالْخَيْرَاتِ عَنَّا أَئِمَّةً ۔۔۔ لَنَا نَقَلُوا الْقُرْآنَ عَذْبًا وَسَلْسَلَا

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ان اماموں کو بہترین جزا دے جنہوں نے قرآن کو ہم تک پہونچایا اس شان سے کہ وہ نہایت شیریں اور مسلسل الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۲۱ فَمِنْهُمْ بُدُورٌ سَبْعَةٌ قَدْ تَوَسَّطَتْ ۔۔۔ سَمَاءَ الْعُلَا وَالْعَدْلِ زُهْرًا وَكُمَّلَا

ان آئمہ میں سے سات امام چودھویں رات کے چاند ہیں جو آسمانِ بلندی و عدل کے بیچوں بیچ روشن اور کامل ہوئے ہیں۔

زُهْرًا، جمع ازہر، روشن۔ کُمَّل، جمع کامل۔

۲۲ لَهَا شُهُبٌ عَنْهَا اسْتَنَارَتْ فَنَوَّرَتْ ۔۔۔ سَوَادَ الدُّجَى حَتَّى تَفَرَّقَ وَانْجَلَى

ان بدور کے لیے کچھ روشن ستارے ہیں جنہوں نے ان بدور سے روشنی حاصل کی، پھر سیاہ راتوں کی تاریکی کو روشن کیا۔ حتیٰ کہ وہ چھٹ گئی اور روشنی ہو گئی۔

شُهُب جمع شہاب، روشن ستارے۔ اِسْتَنَارَتْ، روشنی حاصل کی۔ نَوَّرَتْ، روشن کیا۔ اَلدُّجَى، جمع دُجیہ اریک راتیں

۲۳ وَسَوْفَ تَرَاهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مَعَ اثْنَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ مُتَمَثِّلَا

ان بدور کو تم دیکھو گے کہ ایک کے بعد ایک اس طرح آ رہے ہیں کہ ان کے اصحاب میں سے دو صاحب متعین طور پر بیان ہوں گے

یعنی ان بدور ــــ آئمہ ــــ کو یکے بعد دیگرے ذکر کیا جائے گا، اور ہر امام کے دو دو راوی بھی ذکر کیے جائیں گے، جو ان کے راوی ہونے میں بڑی شہرت کے مالک ہوئے ہیں۔

نوٹ: علامہ شاطبیؒ نے جن رواۃ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

۱ــــ وہ راوی جنہوں نے امام سے براہ راست اور بلا واسطہ روایت حاصل کی۔ جیسے قالون اور ورش نے امام نافع سے۔ اور شعبہ وحفص نے امام عاصم سے اور ابوالحارث و دوری کسائی نے امام علی کسائی سے۔

۲ــــ وہ راوی کہ ان کے اور ان کے امام کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ ہیں دوری بصری و سوسی، کہ ان کے اور ان کے امام ابوعمرو بصری کے درمیان ایک شیخ یزیدی کا واسطہ ہے۔ اسی طرح خلف و خلاد اور ان کے امام حمزہ کے درمیان شیخ سلیم واسطہ ہیں۔

۳ــــ وہ کہ اُن کے اور امام کے درمیان ایک سے زیادہ واسطے ہیں۔ اور وہ ہیں بزّی و قنبل اور ہشام و ابن ذکوان۔ کہ بزّی و قنبل اور ان کے امام ابن کثیر مکّی کے درمیان، اسی طرح ہشام و ابن ذکوان اور ان کے امام عبداللہ بن عامر کے درمیان ایک سے زیادہ واسطے ہیں۔

۲۴ تَخَيَّرَهُمْ نُقَّادُهُمْ كُلَّ بَارِعٍ وَلَيْسَ عَلَى قُرْآنِهِ مُتَأَكِّلَا

چھان پھٹک کرنے والوں نے ان حضرات کا بڑے بڑے ماہر مشائخ کے مقابلہ میں انتخاب کیا ہے۔ ان میں کوئی بھی، قرآن کے عوض دنیا کمانے والا نہیں تھا۔

تَخَيَّرَ، انتخاب کیا۔ نُقَّادٌ، ناقد کی جمع، بمعنی مبصرین۔ بَارِع، بڑا فاضل۔

۲۵ فَأَمَّا الْكَرِيمُ السِّرِّ فِي الطِّيبِ نَافِعٌ فَذَاكَ الَّذِي اخْتَارَ الْمَدِينَةَ مَنْزِلَا

پس خوشبو کے سلسلہ میں ایک عمدہ راز والے امام نافع ہیں۔ یہ وہ امام ہیں کہ مدینہ منورہ کو اپنی منزل کے طور پر منتخب کیا تھا۔

نافع بن عبدالرحمٰن ابو رُوَیم اصفہانی الاصل قرات و حدیث کے زبردست عالم، امام ابو جعفر کے بعد مدینہ میں قراءات کے شیخ القراء، قرات قرآن کے وقت منہ سے مشک کی خوشبو آتی۔ ایک مرتبہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، قرآن سنایا۔ آنحضرتؐ نے نافع کے منہ میں دم کیا، بس اسی وقت سے منہ میں سے خوشبو آنے لگی۔ امام نافع نے ستر تابعین سے قرآت میں استفادہ کیا تھا۔ پیدائش [illegible]، مدینہ میں ۱۶۹ھ میں وفات ہوئی۔

۲۶ وَقَالُونُ عِیسٰی ثُمَّ عُثْمَانُ وَرْشُهُمْ   بِصُحْبَتِهِ الْمَجْدَ الرَّفِیعَ تَأَثَّلَا

قالون عیسیٰ اور عثمان ورش دونوں نے نافع کی صحبت میں بڑا اونچا شرف حاصل کیا۔

یعنی نافع کے پہلے راوی عیسیٰ بن مینا ہیں، قالون کے لقب سے مشہور (قالون رومی زبان میں عمدہ کو کہتے ہیں) پیدائش ۱۲۰ھ۔ مدینہ میں وفات ۲۲۰ھ۔

دوسرے راوی ابو سعید عثمان بن سعید مصری، ورش کے لقب سے مشہور ہیں، نافع ان کو خوبصورت اور سپید رنگ ہونے کی وجہ سے ورش فرمایا کرتے تھے۔ پیدائش مصر ۱۱۰ھ، وفات مصر ۱۹۷ھ۔

۲۷ وَمَکَّةُ عَبْدُ اللّٰهِ فِیهَا مَقَامُهُ   هُوَ ابْنُ کَثِیرٍ کَاثِرُ الْقَوْمِ مُعْتَلَا

اور مکہ مکرمہ، امام عبداللہ کا مقام ہے، یہ عبداللہ بن کثیر ہیں جو بلندی میں لوگوں میں سب سے بڑھ کر تھے۔

کاثر، صیغہ اسم فاعل کثر سے۔ مُعْتَلٰی، اعتلاءٌ بمعنی بلندی سے مصدر میمی، تمیز ہے۔

یعنی قرآت کے دوسرے امام عبداللہ بن کثیر بن مطلب قرشی ہیں۔ پیدائش مکہ میں ۴۵ھ میں ہوئی، تابعین میں سے ہیں وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

۲۸ رَوٰی اَحْمَدُ الْبَزِّیْ لَهُ وَمُحَمَّدٌ   عَلٰی سَنَدٍ وَهُوَ الْمُلَقَّبُ قُنْبُلَا

احمد بزی اور محمد ــــ کہ وہ قنبل کے ساتھ ملقب ہیں ــــ بالواسطہ امام عبداللہ کے راوی ہوتے ہیں۔

احمد بن عبداللہ بن قاسم بن نافع بن ابی بزہ۔ استاذ ضابط و محقق، مسجد حرام کے مؤذن بھی تھے۔ پیدائش ۱۷۰ھ، وفات ۲۵۰ھ۔

دوسرے راوی محمد بن عبدالرحمن بن خالد قنبل، پورے حجاز کے بڑے قاری۔ پیدائش ۱۹۵ھ وفات ۲۹۱ھ۔

۲۹ وَاَمَّا الْاِمَامُ الْمَازِنِیُّ صَرِیحُهُمْ   اَبُوْ عَمْرِو الْبَصْرِیْ فَوَالِدُهُ الْعَلَا

اور خالص عربی امام مازنی ابوعمرو بصری ہیں ان کے والد کا نام اَلْعَلَا ہے۔

اَلْمَازِنِی، بنو مازن قبیلہ کی طرف نسبت۔ صَرِیْحُھُمْ، خالص النسب۔

یعنی قراءت کے تیسرے امام ابوعمرو بصری مازنی ہیں ۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ائمہ قراءت میں سب سے زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا۔ اور دوسرے امام ابن کثیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔ کوفہ میں ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔ قراءت کے علاوہ نحو و بلاغت کے بھی امام ہیں۔

۳۰ اَفَاضَ عَلٰی یَحْیَی الْیَزِیْدِیِّ سَیْبَہٗ فَاَصْبَحَ بِالْعَذْبِ الْفُرَاتِ مُعَلَّلاً

ابوعمرو بصری نے یحییٰ یزیدی پر اپنی علمی عطاؤں کا فیض جاری کیا۔ چنانچہ وہ علم کے اس میٹھے چشمۂ صاف سے خوب سیر ہوئے۔

اَفَاضَ، فیض جاری کیا۔ سَیْب، عطاء۔ اَلْعَذْب، شیریں۔ اَلْفُرَات، چشمۂ صاف۔ اَلْمُعَلَّل، سیراب۔

یعنی شیخ یحییٰ یزیدی جو بڑے عالم وقت تھے۔ امام ابوعمرو بصری سے فیضیاب ہوئے۔ شیخ یحییٰ یزیدی واسطہ ہیں امام اور ان کے دو راویوں کے درمیان۔ آگے دو راویوں کا ذکر ہے۔

۳۱ اَبُوْ عُمَرَ الدُّوْرِیْ وَصَالِحُھُمْ اَبُوْ شُعَیْبٍ ھُوَ السُّوْسِیُّ عَنْہُ تَقَبَّلاً

ابوعمرو دوری اور صالح ابوشعیب سوسی نے یحییٰ یزیدی سے قراءت کو منتقل کیا۔

پہلے راوی حفص بن عمر بن عبدالعزیز ہیں کنیت ابوعُمَر اپنے زمانہ کے امام القراء، یہ پہلے شیخ القراءت ہیں جنہوں نے قراءات جمع کیں۔ بغداد کے قریب ایک بستی دور میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ۲۴۶ھ میں وفات ہوئی۔

دوسرے راوی صالح بن زیاد سوسی ہیں ۲۶۱ھ میں بعمر ۹۰ سال تقریباً وفات ہوئی۔ بہرحال دوری بصری اور سوسی دونوں نے یحییٰ یزیدی سے قراءتِ بصری میں کمال پیدا کیا۔

۳۲ وَاَمَّا دِمَشْقُ الشَّامِ دَارُ ابْنِ عَامِرٍ فَتِلْکَ بِعَبْدِ اللّٰہِ طَابَتْ مُحَلَّلاً

اور ملک شام کا شہر دمشق، امام ابن عامر کا وطن ہے۔ یہ شہر ان عبداللہ ابن عامر کی وجہ سے طلبہ کے لیے عمدہ فرودگاہ بن گیا۔

یعنی چوتھے امام عبداللہ بن عامر یحصبی ابوعمران ہیں۔ جو ملکِ شام کے امامِ قراءت تسلیم کیے جاتے تھے۔ امام کبیر اور تابعی جلیل ہوئے ہیں۔ دمشق میں جامع اُموی کے خطیب، قاضی شہر اور مسندِ قراءت کے امام تھے۔ پیدائش ۲۱ھ۔ وفات ۱۱۸ھ۔

۳۳ هِشَامٌ وَعَبْدُ اللهِ وَهْوَ انْتِسَابُهُ لِذَكْوَانَ بِالْإِسْنَادِ عَنْهُ تَنَقَّلَا

ان کے دو راوی ہشام اور عبداللہ ہیں۔ اور عبداللہ کا انتساب ذکوان کی طرف ہے۔ ان دونوں نے ابن عامر سے بالواسطہ قرآت نقل کی ہے۔

ہشام بن عمار بن نُصَیر، ابوالولید کنیت، امام اہلِ دمشق، خطیب اور مقری، پیدائش ۱۵۳ھ۔ وفات ۲۴۵ھ۔

دوسرے راوی عبداللہ بن احمد بن بشر بن ذکوان دمشقی ہیں۔ ملکِ شام کے شیخ الاقراء، جامع دمشق کے خطیب، پیدائش ۱۷۳ھ وفات ۲۴۲ھ۔

ہشام اور ابن ذکوان دونوں نے ابن عامر کی قرآءت بواسطہ نقل کی۔

۳۴ وَبِالْكُوفَةِ الْغَرَّاءِ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ أَذَاعُوا فَقَدْ ضَاعَتْ شَذًا وَقَرَنْفُلَا

اور روشن شہر کوفہ میں ان ائمہ قرآءت میں سے تین امام ہوئے ہیں، ان تینوں نے قرآن کی اشاعت کی اور کوفہ، خوشبو اور لونگ کی طرح مہک اٹھا۔

اَلْغَرَّاءِ، اغر کا مؤنث بمعنی روشن۔ اِذَاعَةٌ، بمعنی نشر و اشاعت۔ شَذًا، خوشبو۔ قَرَنْفُلٌ، لونگ۔

۳۵ فَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ وَعَاصِمٌ اسْمُهُ فَشُعْبَةُ رَاوِيهِ الْمُبَرِّزُ أَفْضَلَا

۳۶ وَذَاكَ ابْنُ عَيَّاشٍ أَبُو بَكْرٍ الرِّضَا وَحَفْصٌ وَبِالْإِتْقَانِ كَانَ مُفَضَّلَا

ابوبکر، اور ان کا نام عاصم ہے۔ شعبہ ان کے راوی ہیں جو کہ افضل ہونے میں نمایاں ہیں۔

یہ شعبہ ابن عیاش ابوبکر ہیں پسندیدۂ خلائق، اور دوسرے راوی حفص ہیں جن کو روایت میں سب سے زیادہ فضیلت دی گئی تھی۔

اَلْمُبَرِّزُ، نمایاں، ممتاز۔ اَلْاِتْقَانُ، مضبوطیٔ روایت۔ مُفَضَّلَا، فضیلت دیے گئے۔

یعنی قراء سبعہ میں سے تین قاری شہر کوفہ میں ہوئے ان میں سے پہلے قاری عاصم بن بہدلہ ابوالنجود اسدی ہیں ابوبکر کنیت ہے۔

کوفہ کے شیخ القراء، فصاحت و اتقان کے مالک، حسن و صوت دونوں میں جمیل۔ تابعین میں سے ہیں۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے جانشین۔ ۱۲۷ھ کے اواخر میں وفات ہوئی۔

ان کے دو راوی شعبہ اور حفص ہیں۔

شعبہ ابن عیاش بن سالم ان کی کنیت بھی ابو بکر ہے۔ امام کبیر، عالم و عامل آئمہ اہل سنت میں سند ہیں
پیدائش ۹۵ھ وفات ۱۹۳ھ۔

دوسرے راوی حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی۔ قرآت عاصم کے سب سے بڑے عالم۔ پیدائش
۹۰ھ۔ وفات ۱۸۰ھ۔

۳۷ وَحَمْزَةُ مَا اَزْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ ۞ اِمَامًا صَبُوْرًا لِلْقُرَانِ مُرَتِّلَا

تورع کے اعتبار سے امام حمزہ کی پاکیزگی کا کیا کہنا، بڑے صابر امام تھے، قرآن بہت صفائی سے پڑھتے تھے۔
مَا اَزْكَاهُ، فعل تعجب زکات بمعنی پاکیزگی سے، تورّع، تقویٰ۔ مُرَتِّلًا، خوب ٹھیراؤ سے پڑھنے والے۔
یعنی کوفہ کے دوسرے امام حمزہ بن حبیب زیات تابعی ہیں۔ امام عاصم کے بعد کوفہ کے امام القراءۃ۔ پیدائش
۸۰ھ۔ وفات ۱۵۶ھ۔

۳۸ رَوٰى خَلَفٌ عَنْهُ وَخَلَّادٌ الَّذِيْ ۞ رَوَاهُ سُلَيْمٌ مُتْقَنًا وَ مُحَصَّلَا

ان سے خلف اور خلاد نے روایت کی، یہ روایت وہی ہے جو ان سے سُلیم نے کی تھی، جو روایت میں بہت مضبوط
ہوا کرتے تھے۔

یعنی امام حمزہ کے دو راوی خلف اور خلاد ہیں۔

خلف بن ہشام بزار بغدادی، ابو محمد کنیت، بڑی ثقاہت کے مالک، زاہد، عابد اور عالم ہوئے ہیں۔ پیدائش
۱۵۰ھ، وفات ۲۲۹ھ بغداد میں۔

دوسرے راوی خلاد بن خالد شیبانی صیرفی کوفی، ابو عیسیٰ کنیت۔ قراءت میں امام، ثقہ، عارف اور محقق ضابط
ہوئے ہیں۔ پیدائش ۱۲۹ھ وفات ۲۲۰ھ۔

خلف و خلاد نے سُلیم بن عیسیٰ کوفی سے اور سُلیم نے امام حمزہ سے پڑھا۔

۳۹ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَالْكِسَائِيُّ نَعْتُهُ ۞ لِمَا كَانَ فِي الْاِحْرَامِ فِيْهِ تَسَرْبَلَا

اور امام علی کہ کسائی ان کا لقب ہے کیونکہ وہ احرام کے وقت "کسا" یعنی چادر ہی میں احرام باندھ لیتے تھے۔
تَسَرْبَلَا، سِرْبال یعنی قمیص بنا لیتے تھے۔

یعنی کوفہ کے تیسرے امام علی بن حمزہ بن عبداللہ اسدی ہیں، ابوالحسن کنیت۔ امام حمزہ کے بعد کوفے کے شیخ القراء مانے گئے۔ پیدائش ۱۱۹ھ۔ وفات ۱۸۹ھ۔ عمر ۷۰ سال۔

۴۰ رَوٰی لَیْثُهُمْ عَنْهُ اَبُو الْحَارِثِ الرِّضَا وَحَفْصٌ هُوَ الدُّوْرِیْ وَفِی الذِّکْرِ قَدْ خَلَا

امام کسائی سے لیث ابوالحارث نے روایت کی جو مقبول دپسندیدہ تھے، اور حفص نے۔ یہ وہ حفص ہیں جن کو دوری کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

یعنی کسائی کے پہلے راوی لیث بن خالد بغدادی ہیں جن کی کنیت ابوالحارث ہے۔ جو کہ بڑی ثقاہت کے مالک ماہر فن اور قرأت کے ضابط ہوئے ہیں۔ وفات ۲۴۰ھ۔

دوسرے راوی حفص بن عمر دوری ہیں جن کا ذکر اوپر ابوعمرو بصری کے پہلے راوی کے طور پر آچکا ہے۔ امتیاز کے لیے ان کو وہاں دوری بصری اور یہاں دوری کسائی کہتے ہیں۔

وَفِی الذِّکْرِ قَدْ خَلَا۔ یعنی ان کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

۴۱ اَبُوْ عَمْرِهِمْ وَالْیَحْصَبِیُّ ابْنُ عَامِرٍ صَرِیْحٌ وَبَاقِیْهِمْ اَحَاطَ بِهِ الْوَلَا

ان قراء میں ابوعمرو اور ابن عامر یحصبی خالص عربی النسب ہیں اور باقی پر عجمی الاصل ہونا محیط ہے۔

یعنی ان قراء میں سے دو امام ابوعمرو بصری اور ابن عامر شامی خالص قبائل عرب سے ہیں۔ اوّل مازنی اور دوسرے یحصبی، باقی وہ ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد غیر عرب تھے۔

وَلَاء، یعنی قبائل عرب سے موالات و تعلق، یہ تین قسم پر ہے۔

۱۔ وَلَاءِ عِتَاقَه: یعنی آباؤ اجداد غلام عرب ہوئے۔ اور آزاد ہو کر عرب میں گھل مل گئے۔

۲۔ وَلَاءِ مُوالات: یعنی ایک قبیلۂ عرب کا دوسرے قبیلۂ عرب کو اپنی امان و پناہ دینا۔

۳۔ وَلَاءِ عَجَم: یعنی عجمی الاصل خاندان کا عرب میں آباد ہو کر مخلوط بالعرب ہو جانا جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ۔

یہاں کتاب میں یہ صرف تیسری قسم مراد ہے۔ کیونکہ دوسری قسم خالص عرب ہونے کے منافی نہیں، اور پہلی قسم تاریخی اعتبار سے کسی بھی امام قرأت کے لیے ثابت نہیں۔ (ابوشامہ)

۴۲ لَهُمْ طُرُقٌ یُهْدٰی بِهَا کُلُّ طَارِقٍ وَلَا طَارِقٌ یُخْشٰی بِهَا مُتَمَحِّلَا

ان قراء اور رُوات کے لیے کچھ مذاہب ہیں جن کی طرف ہر طالب علم کی راہنمائی کی جاتی ہے۔ لیکن یہاں کوئی مُدلّس

نہیں ہوتا کہ ان مذاہب کے سلسلے میں کسی گڑبڑ کرنے والے سے خطرہ محسوس کیا جائے۔

طُرُق جمع طَرِیق، قراء کے اصول وفرش۔ طَارِق، عالم یا طالب علم۔ وَلاطَارِق یعنی نہ کہ مُدلّس، فن حدیث میں ایک ضعیف ومجروح راوی کو طارق کہا گیا ہے۔ مُتَمَحِّل، مکّار۔

مطلب یہ کہ فن قراءت، فن حدیث میں ممتاز ہے کیونکہ یہ بجمیع اصولہ و فُرشہ متواتر ہے۔ مضبوط ہے۔

۴۳ وَهُنَّ اللَّوَاتِي لِلْمُوَاتِي نَصَبْتُهَا ... مَنَاصِبَ فَانْصَبْ فِي نِصَابِكَ مُفْضِلَا

اور یہ قراءات وروایات وہ ہیں کہ میں نے اپنی موافقت کرنے والے (یعنی میری کتاب پڑھنے والے طالب علم) کے لیے کچھ امتیازی نشان قائم کیے ہیں پس تو اپنی نیت طلب علم میں محنت کے لیے تیار ہو جا فضیلت والا ہو جانے کے لیے۔

وَهُنَّ، میں ضمیر قراءات و روایات کی طرف راجع ہے۔ اَللَّوَاتِي، جمع اَللَّاتِي جو کہ جمع ہے اَلَّتِي کی گویا اَللَّوَاتِي جمع الجمع ہے۔ کثرت انواع کی طرف اشارہ ہے۔ مُوَاتِي، اصل میں مُؤاتی ہے، بمعنی ساتھ ساتھ آنے والا۔ موافقت کرنے والا۔ نَصَبْتُهَا، یعنی میں نے قائم کیا ہے۔ مَنَاصِبَ، منصب کی جمع، نشان، جھنڈا۔ فَانْصَبْ، صیغۂ امر نَصِبَ (سمع) سے محنت کر۔ نِصَاب، نیت، عزم۔ مُفْضِلًا، صاحب فضیلت۔

مطلب یہ کہ قراء کے اصول ومذاہب کو اس نظم میں رموز واشارات کی شکل میں بیان کیا جائے گا۔ لہٰذا طالب علم کا مستعد اور محنتی ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

۴۴ وَهَا أَنَذَا أَسْعَى لَعَلَّ حُرُوفَهُمْ ... يَطُوعُ بِهَا نَظْمُ الْقَوَافِي مُسَهَّلَا

اور اب میں کوشش کرتا ہوں کہ شاید ان قراء کے قرآنی کلمات مختلفہ کو یہ قافیوں والی نظم قابو کر لے سہولت پیدا کرتے ہوئے۔

هَا، حرف تنبیہ۔ أَنَا، ضمیر واحد متکلم۔ ذَا، اسم اشارہ۔ أَسْعَى، صیغۂ مضارع واحد متکلم۔ بِهَا، بالتعبیر کیلئے ہے۔

۴۵ جَعَلْتُ أَبَا جَادٍ عَلَى كُلِّ قَارِئٍ ... دَلِيلًا عَلَى الْمَنْظُومِ أَوَّلَ أَوَّلَا

کلمات اباجاد کو میں نے ہر قاری پر دلالت کرنے والا اس نظم میں مقرر کیا ہے کہ پہلا حرف پہلے امام کے لیے ہے (اور باقی دو حرف راویوں کے لیے رمز ہیں)

یعنی سات امام اور دو دو ان کے راوی ہیں۔ تو کل اکیس ہوئے۔ اباجاد بھی کل سات کلمے تین تین حرفی

ہیں۔ اس طرح ہر کلمہ کا پہلا حرف اماموں کی رمز ہوگا اور باقی دو حرف ان کے بالترتیب دو راویوں کے لیے رمز ہو جائیں گے

رمز کی مرموزین پر تقسیم

عدد	کلماتِ رمزیہ	حروفِ رمزیہ	تشریحِ مرموزین	
۱	اَبَجْ	ا	نافع مدنی	امام اول
		ب	قالون	راوی اول
		ج	ورش	راوی ثانی
۲	دَهَزْ	د	ابن کثیر مکی	امام ثانی
		ہ	بزی	راوی اول
		ز	قنبل	راوی ثانی
۳	حُطِّی	ح	ابو عمرو بصری	امام ثالث
		ط	دوری بصری	راوی اول
		ی	سوسی	راوی ثانی
۴	كَلِمْ	ک	ابن عامر شامی	امام رابع
		ل	ہشام	راوی اول
		م	ابن ذکوان	راوی ثانی
۵	نَصَعْ	ن	عاصم کوفی	امام خامس
		ص	شعبہ	راوی اول
		ع	حفص	راوی ثانی
۶	فَضَقْ	ف	حمزہ کوفی	امام سادس
		ض	خلف	راوی اول
		ق	خلاد	راوی ثانی
۷	رَسَتْ	ر	کسائی کوفی	امام سابع
		س	ابو الحارث	راوی اول
		ت	دوری کسائی	راوی ثانی

۴۶ وَمِنْ بَعْدِ ذِكْرِي الْحَرْفَ اُسْمِي رِجَالَهٗ مَتٰى تَنْقَضِيْ اٰتِيْكَ بِالْوَاوِ فَيْصَلَا

اور میں کلمۂ مختلف فیہا کو ذکر کرنے کے بعد اس کے (پڑھنے والے) رجال بولوں گا، اور جب یہ قراءت ختم ہو جائے گی تو واد فاصل لاؤں گا۔

یعنی مسئلہ کو بیان کرنے میں ترتیب اس طرح ہوگی کہ میں پہلے کلمۂ قرآنیہ مختلف فیہا بولوں گا، پھر اس کے پڑھنے والوں کو مذکورہ بالا رمزوں کی شکل میں لاؤں گا۔ اور مسئلہ ختم ہو جائے گا ختم مسئلہ کی علامت یہ کہ واو فاصل آجائے گی۔

یعنی ہمیشہ رمز حرفی کلمۂ قرآنی کے بعد آئے گی۔ مگر یاد رہے کہ یہ اسی وقت ترتیب ہوگی جب کہ رمز حرفی ہوگی۔ لیکن اگر قاری یا راوی کا صریح نام بولیں گے۔ تو کوئی ترتیب نہ ہوگی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۴۷ سِوٰى اَحْرُفٍ لَارِيْبَةٌ فِيْ اتِّصَالِهَا وَبِاللَّفْظِ اَسْتَغْنِيْ عَنِ الْقَيْدِ اِنْ جَلَا

سوائے ان کلمات قرآنیہ کے کہ ان کے پاس پاس آنے میں کوئی شک وشبہ نہ واقع ہو رہا ہو۔ اور میں کبھی صرف لفظ قرآنی بول کر قید لانے سے مستغنی ہو جاؤں گا بشرطیکہ وہ قید کسی وجہ سے واضح ہو رہی ہو۔

یعنی اوپر کے شعر کے آخر میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ میں ختم مسئلہ کے لیے واو فاصل لاؤں گا اب اس شعر میں اس کا استثناء بیان کرتے ہیں کہ اگر کہیں دو مسئلوں کو بغیر واوِ فاصل کے بیان کرنے سے مخاطب کے لیے کوئی غلط والتباس واقع نہ ہو رہا ہوگا تو ایسے مواقع میں، میں واوِ فاصل لانے کا پابند نہ ہوں گا۔

اور کہیں ایسا بھی ہوگا کہ اختلاف قراءت کو واضح کرنے والی قید (جن کا تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے) میں نہ بولوں گا کیونکہ وہ قید بغیر صریح ذکر کے ہی سمجھ میں آرہی ہوگی۔

واضح رہے کہ یہ استغناء عن القید دو صورتوں میں ہوگا ایک یہ کہ وزن بیت سے وہ قید نکلتی ہوگی کہ اگر اس قید کے ساتھ اس کلمۂ قرآنی کا تلفظ نہ کیا جائے تو شعر وزن سے گر جائے گا۔

دوسری صورت یہ کہ رسم عثمانی سے ہٹ کر اس لفظ کو ملفوظی شکل میں لکھا گیا ہوگا۔

حاصل یہ کہ کسی بھی مسئلہ کے بیان میں عموماً چار چیزیں ہوں گی۔ (۱) کلمۂ قرآنی مختلف فیہا (۲) قید (۳) قاری یا راوی، بصورتِ رمز یا بصورت اسمِ صریح۔ (۴) واد فاصل۔

۴۸ وَرُبَّ مَكَانٍ كَرَّرَ الْحَرْفَ قَبْلَهَا لِمَا عَارِضٍ وَالْاَمْرُ لَيْسَ مُهَوَّلَا

اور بہت جگہ ایسا بھی ہوگا کہ حرف رمزی اس واوِ فاصل کے آنے سے پہلے کسی عارض کی وجہ سے مکرر آرہا

ہوگا، اور یہ چیز کوئی فکر میں ڈالنے والی نہ ہونی چاہیئے۔

یعنی وزن بیت پورا کرنے کے لیے کبھی رمزیں مکرر آجائیں گی مثلاً عِلاً عِلاً یا عِلاً عِلاً، تو اس سے کسی توحش میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے

۴۹ وَمِنْهُنَّ لِلْكُوفِيِّ ثَاءٌ مُثَلَّثٌ ‏ وَسِتَّتُهُمْ بِالْخَاءِ لَيْسَ بِأَغْفَلَا

اور ان رموز میں کوفیین کے لیے ثاء مثلث ہے اور ان قراء سبعہ میں سے چھ قراء حرف خاء سے مراد ہوں گے، یہ خاء جو بے نقطہ نہیں ہے۔

یعنی اوپر رمز حرفی انفرادی کا بیان تھا ابھی چھ حروف باقی ہیں۔ ثاء، خاء، ذال، ظاء، غین اور شین۔ ثَخَذٌ، ظَغَشٌ۔

ان کو رمز حرفی اجتماعی کہتے ہیں۔ ثاء سے تینوں کوفی قراء مراد ہوں گے اور خاء سے بسوائے نافع چھ قراء مراد ہوں گے۔

۵۰ عَنَيْتُ الْأُلَى أَثْبَتُّهُمْ بَعْدَ نَافِعٍ ‏ وَكُوفٍ وَشَامٍ ذَالُهُمْ لَيْسَ مُغْفَلَا

چھ قراء سے میں نے وہ قراء مراد لیے ہیں جن کو نافع کے بعد ذکر کیا ہے اور کوفیین اور شامی کے لیے ذال جو بے نقطہ نہیں ہے، رمز ہے۔

۵۱ وَكُوفٍ مَعَ الْمَكِّيِّ بِالظَّاءِ مُعْجَمًا ‏ وَكُوفٍ وَبَصْرٍ غَيْنُهُمْ لَيْسَ مُهْمَلَا

اور کوفیین مع المکی ظاء معجمہ سے مراد ہوں گے۔ اور کوفیین اور بصری کے لیے غین ہے جو مہمل نہیں ہے۔

۵۲ وَذُو النَّقْطِ شِينٌ لِلْكِسَائِيْ وَحَمْزَةٍ ‏ وَقُلْ فِيهِمَا مَعْ شُعْبَةٍ صُحْبَةٌ تَلَا

اور نقطہ والا شین کسائی اور حمزہ کے لیے رمز ہے۔ اور انہیں دونوں میں مع شعبہ لفظ صُحبہ رمز ہے، جو رمز حرف کے بعد آرہی ہے۔

یعنی شین تک رموز حرفیہ کا بیان ختم ہوا اور اب آٹھ کلمات رمزیہ کا بیان ہے۔ چنانچہ ایک رمز کلمی لفظِ صُحبہ ہے جو امام حمزہ، کسائی اور شعبہ کے لیے بولا جائے گا۔

۵۳ صِحَابٌ هُمَا مَعْ حَفْصِهِمْ عَمَّ نَافِعٌ ‏ وَشَامٍ سَمَا فِي نَافِعٍ وَفَتَى الْعَلَا

۵۴ وَمَكٍّ وَحَقٌّ فِيهِ وَابْنِ الْعَلَاءِ قُلْ   وَقُلْ فِيهِمَا وَالْيَحْصَبِي نَفَرٌ حَلَا

صحاب سے وہی دونوں حمزہ کسائی مع حفص مراد ہوں گے۔ عَمَّ نافع اور شامی ہیں۔ سَمَا نافع، مکی العلا بصری اور مکی ہیں اور حق مکی اور ابن العلا بصری ہیں کہ تو۔ اور ان دونوں (مکی، بصری) اور یحصبی ہیں رمز نفر شیریں ہوئی ہے۔

۵۵ وَحِرْمِيٌّ الْمَكِّيُّ فِيهِ وَنَافِعٌ   وَحِصْنٌ عَنِ الْكُوفِي وَنَافِعِهِمْ عَلَا

اور حرمی میں مکی اور نافع ہیں اور حِصْن کوفیین اور نافع کے لیے بلند ہے۔

۵۶ وَمَهْمَا أَتَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ بَعْدُ كِلْمَةٌ   فَكُنْ عِنْدَ شَرْطِي وَاقْضِ بِالْوَاوِ فَيْصَلَا

اور جب کوئی رمزی کلمہ رمز حرفی سے پہلے یا بعد آئے تو تُو میری شرط کے مطابق ہو اور واوِ فاصل پر مسئلہ کو ختم کر۔ مطلب یہ ہے کہ رموز کی دو قسمیں ہوئیں۔ رمز حرفی، رمز کلمی۔ کہیں رجال کی طرف اشارہ صرف رمز حرفی سے ہو گا۔ اور کہیں صرف رمز کلمی سے، اور کہیں یہ دونوں رمزیں جمع ہوں گی۔ تو اس وقت رمز حرفی اور رمز کلمی دونوں کے مرموزین متعین کر لینے چاہئیں۔ جیسا کہ مَیں نے اصطلاح مقرر کی ہے۔ اور ختم مسئلہ کے لیے بدستورِ سابق یہاں بھی واوِ فاصل آئے گی۔

اس سے یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ رمز حرفی اور رمز کلمی میں کوئی ترتیب نہیں ہے خواہ کوئی بھی پہلے یا بعد میں آسکتی ہے۔ اسی طرح رموزِ کلمہ کے ساتھ کلمۂ قرآنی اور رموز میں بھی کوئی ترتیب نہ ہو گی یعنی کسی کی بھی تقدیم و تاخیر معین نہیں۔ چنانچہ آگے شعر نمبر ۶۴ میں آتا ہے۔

۵۷ وَمَا كَانَ ذَا ضِدٍّ فَإِنِّي بِضِدِّهِ   غَنِيٌّ فَزَاحِمْ بِالذَّكَاءِ لِتَفْضُلَا

اور جو قیود ضد والی (یعنی اضداد کے قبیل سے) ہوں گی تو میں وہاں ایک ضد پر اکتفا کروں گا تم اپنی ذہانت سے اس جگہ (دوسری ضد معلوم کرنے کی) کوشش کرنا تاکہ تم میں قابلیت پیدا ہو۔

یعنی قیود کے بیان میں طریقہ یہ ہو گا کہ مرموزین کی قرأت کی توضیح میں قیود لائی جائیں گی، یہ قیود اکثر ضدیت کا مفہوم رکھتی ہوں گی۔ تو اپنی فراست سے تم غیر مذکورین کے لیے اُن قیود کی مقابل ضدوں کو سمجھ لینا مثلاً، وَكُوفِيُّهُمْ تَسَاءَلُونَ مُخَفَّفًا یعنی کوفیین نے تَسَاءَلُونَ کو مخفف پڑھا ہے تو اس کا مفہومِ مخالف یہ ہو گا کہ غیر کوفیین نے تَسَّاءَلُونَ مشدد پڑھا ہے کیونکہ تشدید اور تخفیف دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۵۸ كَمَدٍّ وَاِثْبَاتٍ وَفَتْحٍ وَمُدْغَمٍ　　وَهَمْزٍ وَنَقْلٍ وَاخْتِلَاسٍ تَحَصَّلَا

جیسے مد، اثبات، فتح، مدغم، ہمزہ، نقل اور اختلاس آئے ہیں

یعنی مد کی ضد قصر، اثبات کی حذف، فتح کی امالہ اوغام کی اظہار، ہمزہ کی ضد ترک ہمزہ، نقل کی ضد ابقاءِ حرکت، اختلاس کی اتمامِ حرکت۔ یاد رہے کہ فتح سے مراد خالص الف پڑھنا ہے۔

۵۹ وَجَزْمٍ وَتَذْكِيْرٍ وَغَيْبٍ وَخِفَّةٍ　　وَجَمْعٍ وَتَنْوِيْنٍ وَتَحْرِيْكٍ اُعْمِلَا

اور جیسے جزم، تذکیر، غیب، تخفیف، جمع، تنوین اور تحریک عمل میں لائی گئی ہیں۔

یعنی جزم کی ضد رفع، تذکیر کی ضد تانیث، غیب کی خطاب، خفت کی ثقالت، جمع کی ضد افراد، تنوین کی ترکِ تنوین، تحریک کی اِسکان۔

واضح ہو کہ یہ تمام اضداد مُطّرِد منعکس ہیں۔ مثلاً تذکیر کی ضد تانیث ہے تو تانیث کی ضد بھی تذکیر ہے۔ سوائے جزم کے، کہ وہ غیر منعکس ہے کہ جزم کی ضد رفع ہے مگر رفع کی ضد جزم نہیں بلکہ نصب ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۶۰ وَحَيْثُ جَرَى التَّحْرِيْكُ غَيْرَ مُقَيَّدٍ　　هُوَ الْفَتْحُ وَالْاِسْكَانُ اٰخَاهُ مَنْزِلَا

اور جب تحریک غیر مقیّد جاری ہو تو اس سے فتحہ کی حرکت مراد ہوگی۔ اور اِسکان، تحریک کا مقابل ہوگا اس مرتبہ پر۔

یعنی تحریک اور اِسکان ایک دوسرے کی مطّرد منعکس ضد ہیں۔ اور رہا یہ کہ خود تحریک سے کونسی حرکت مراد ہوگی؟ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تحریکِ مطلق سے فتحہ مراد ہوگا۔ ورنہ مَیں مطلق تحریک نہیں بولوں گا بلکہ بالضم یا بالکسر مقید کرکے بولوں گا۔

۶۱ وَاٰخَيْتُ بَيْنَ النُّوْنِ وَالْيَا وَفَتْحِهِمْ　　وَكَسْرٍ وَبَيْنَ النَّصْبِ وَالْخَفْضِ مَنْزِلَا

اور مَیں نے تقابل قائم کیا ہے نون اور یا کے درمیان اور فتح و کسرہ کے درمیان اور نصب و جر کے درمیان محل وقوع کے اعتبار سے۔

یعنی مضارع کے حروفِ علامات میں نون اور یا میں ضدیت قائم کی ہے، جب کسی کے لیے قراءت بالیا بولوں تو مقابل کے لیے قراءت بالنون سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح بالعکس۔ مثلاً نَکْفُرُ اور یَکْفُرُ دو قراءتیں ہیں۔

اسی طرح فتح اور کسرہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر کسی قاری کے لیے بالفتح کہوں تو دوسروں کے لیے بالکسر سمجھنا چاہیئے۔ و بالعکس۔

اسی طرح نصب اور جر جو معرب کی حرکتوں پر بولا جاتا ہے، ہر ایک دوسرے کی ضد ہے مثلاً وَالْأَرْحَامَ اور وَالْأَرْحَامِ دو قراءتیں ہیں۔

۶۲ وَحَيْثُ أَقُولُ الضَّمَّ وَالرَّفْعَ سَاكِتاً فَغَيْرُهُمُ بِالْفَتْحِ وَالنَّصْبِ أَقْبَلَا

اور جب میں ضم اور رفع بول کر خاموش ہو جاؤں تو ان کے علاوہ فتح اور نصب کے ساتھ آئیں گے۔

یعنی میں نے ضمہ کی ضد فتح، اور رفع کی ضد نصب قرار دی ہے۔ یہ ضدیت صرف ایک جانب سے ہے۔ لہٰذا مطرد غیر منعکس ہو گی یعنی ضمہ کی ضد فتحہ، مگر فتحہ کی ضد ضمہ نہیں بلکہ کسرہ ہے اسی طرح رفع کی ضد نصب ہے، مگر نصب کی ضد رفع نہیں، جر ہے جیسا کہ شعر نمبر ۶۱ میں آچکا ہے۔ سَاكِتاً کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس مذکورہ توضیح کے علاوہ کچھ اور مراد ہو گی تو وہاں تصریح کروں گا مثلاً فُلَانٌ قَرَأَ بِضَمِّ الْكَسْرِ، تو اس جگہ ضمہ کی ضد کسرہ بصراحت سامنے آئے گی۔

۶۳ وَفِي الرَّفْعِ وَالتَّذْكِيرِ وَالْغَيْبِ جُمْلَةٌ عَلَى لَفْظِهَا أَطْلَقْتُ مَنْ قَيَّدَ الْعُلَا

اور رفع و تذکیر و غیب میں ایک ایسا مجموعہ ہے کہ میں نے خالی ان کے تلفظ پر اس طالب علم کو آزاد چھوڑا ہے جس نے بلندی ذہانت کو قید کیا ہوا ہو۔

یعنی فرش میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ کلمۂ قرآنی بغیر قید لائے بولا گیا وہاں تمہیں اپنی ذہانت سے کام لے کر اصل قید اور غیر مذکورین کے لیے اس کی ضد خود ہی متعین کرنی ہو گی۔ لیکن بہر حال یہ اطلاق صرف تین قیود میں منحصر رکھا۔ رفع کہ اس کی ضد نصب ہے۔ تذکیر کہ اس کی ضد تانیث ہے اور غیب کہ اس کی ضد خطاب ہے۔ مثلاً کہیں گے کہ نافع کے لیے خَالِصَةٌ ہے۔ بالرفع کی قید نہیں لگائیں گے تو یہ قید ہمیں خود سمجھنی ہو گی، اور باقی کے لیے نصب۔

۶۴ وَقَبْلَ وَبَعْدَ الْحَرْفِ آتِي بِكُلِّ مَا رَمَزْتُ بِهِ فِي الْجَمْعِ إِذْ لَيْسَ مُشْكِلَا

اور کلمۂ قرآنی سے پہلے اور کبھی اس کے بعد میں وہ رموز لاؤں گا جن کو میں نے کلمات میں جمع کیا ہے، کیونکہ یہ طریقہ اشکال میں ڈالنے والا نہیں ہے۔

الحرف سے مراد کلمۂ قرآنی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رموزِ کلمیہ، صحبہ، صحاب، عم، سما، حق، نفر، حرمی، حصن کے استعمال میں مجھے آزادی ہو گی، کبھی کلمۂ قرآنی سے پہلے اور کبھی اس کے بعد لاؤں گا۔

اس جگہ شعر نمبر ۴۶ اور ۵۶ پھر دیکھ لینے چاہئیں۔

۶۵ وَسَوْفَ اُسَمِّیْ حَیْثُ یَسْمَحُ نَظْمُہٗ　　بِہٖ مُوْضِحًا جِیْدًا مُعَمًّا وَّمُخْوَلَا

اور میں جہاں کہیں بھی، مجھے نظم گنجائش دے گی بصراحت (قاری یا راوی کا) نام بولوں گا۔ اس نام سے ایسی صراحت ہوگی جیسے چچا اور ماموں والی گردن ہو۔

مطلب یہ کہ رموز کا استعمال بضرورت ہوگا اگر کہیں شعر و نظم کا وزن، قاری اور راوی کے صریح نام کے ساتھ موزوں ہو سکے گا۔ تو میں صریح نام کا استعمال کروں گا۔ جہاں کہیں بھی ایسا ممکن ہو خواہ کلمۂ قرآنی سے پہلے یا بعد۔

لیکن یہ یاد رہے کہ ایک مسئلہ میں رموز اور صریح نام جمع نہ ہوں گے۔ مُعِمًّا، عم سے بمعنی چچا، مُخْوَلًا، خال سے بمعنی ماموں۔

زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جس بچے کے چچا اور ماموں ہوتے تھے اس بچے کے گلے میں کوئی خاص علامتی ہار ڈالتے تھے اس علامت سے وہ دیگر بچوں میں ممتاز گردن والا ہو جاتا تھا۔

۶۶ وَمَنْ کَانَ ذَا بَابٍ لَہٗ فِیْہِ مَذْھَبٌ　　فَلَا بُدَّ اَنْ یُّسْمٰی فَیُدْرٰی وَیُعْقَلَا

اور جو قاری یا راوی منفرداً ایک خاص باب والا ہوگا۔ جس میں صرف اسی کے مذہب کا بیان ہوگا تو ایسے موقعہ پر میرے لیے ضروری ہوگا کہ اس کا نام لیا جائے تاکہ وہ جان لیا جائے اور سمجھ لیا جائے۔

۶۷ اَھَلَّتْ فَلَبَّتْھَا الْمَعَانِیْ لُبَابُھَا　　وَصُغْتُ بِھَا مَا سَاغَ عَذْبًا مُّسَلْسَلَا

اس قصیدے نے آواز دی تو خالص معانی نے اس کو جواب میں لبیک کہی۔ میں نے اس قصیدے میں وہ معانی انڈیلے ہیں جو شیریں اور سہل الہضم ہونے ہیں بہت خوشگوار ہیں۔

اَھَلَّتْ، اہلال سے آواز دینا۔ لَبَّیْ، لبیک کہنا۔ لُبَاب، خالص۔ صُغْتُ، ڈھالنا، بنانا۔ سَاغَ، خوشگوار ہونا۔ عَذْب، شیریں۔ مُسَلْسَل، وہ خوشگوار ولذیذ شے جو سریع اور سہل الہضم ہو۔

۶۸ وَفِیْ یُسْرِھَا التَّیْسِیْرُ رُمْتُ اخْتِصَارَہٗ　　فَاَجْنَتْ بِعَوْنِ اللہِ مِنْہُ مُؤَمَّلَا

اور اس قصیدے کے آسان معانی میں، میں نے کتاب تیسیر کے اختصار کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس قصیدے نے اس کتاب سے اپنی آرزو کا پھل حاصل کر لیا۔

رُمْتُ، رَوْم سے بمعنی قصد کرنا۔ اَجْنَتْ، اِجْنَاءٌ سے پھل توڑنا۔ مُؤَمَّل، آرزو۔

التیسیر علامہ حافظ ابو عمرو دانی ف ۴۴۴ھ کا نثر میں مشہور متن ہے جو قراءت سبعہ میں سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

۶۹ وَأَلْفَافُهَا زَادَتْ بِنَشْرِ فَوَائِدٍ ۔ فَلَفَّتْ حَيَاءً وَجْهَهَا أَنْ تُفَضَّلَا

اور اس قصیدے کے مضامین بہت سے علمی فوائد میں تیسیر پر بڑھ گئے۔ لیکن ان فوائد نے شرم کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا ہے کہ کہیں اس قصیدے کو فضیلت نہ دے دی جائے۔

أَلْفَافٌ، لَفٌّ کی جمع مضامین۔

یعنی میں نے تیسیر کے مسائل کا اختصار تو کیا ہی ہے۔ ضمناً اشاراتی رنگ میں بہت سے علمی نکات بھی شامل کر دیئے ہیں۔ اشاراتی طرز بیان اس لیے کہ یہ قصیدہ تیسیر سے افضلیت کا مقام حاصل نہیں کرنا چاہتا ہے۔

۷۰ وَسَمَّيْتُهَا حِرْزَ الْأَمَانِي تَيَمُّنًا ۔ وَوَجْهَ التَّهَانِي فَاهْنِهِ مُتَقَبَّلَا

میں نے اس قصیدے کا نام "حِرْزُ الْأَمَانِي وَوَجْهُ التَّهَانِي" رکھا برکت کے حصول کے لیے۔ پس تو اس کو مبارک باد کہہ، کیونکہ وہ مقبول ہے۔

حِرْزُ الْأَمَانِي ــــــــ آرزوؤں کا تعویذ

وَجْهُ التَّهَانِي ــــــــ مبارک بادی والا چہرہ

۷۱ وَنَادَيْتُ اللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ سَامِعٍ ۔ أَعِذْنِي مِنَ التَّسْمِيعِ قَوْلًا وَمَفْعَلَا

اور میں نے صدا لگائی، اے اللہ، اے بہترین سننے والے، مجھے اپنا قول و فعل سنانے سے محفوظ رکھ، یعنی ریاء سے محفوظ رکھ۔

۷۲ إِلَيْكَ يَدِي مِنْكَ الْأَيَادِي تَمُدُّهَا ۔ أَجِرْنِي فَلَا أَجْرِي بِجَوْرٍ فَأَخْطَلَا

تیری طرف سے احسانات (میری ہمت کو حوصلہ دلاتے ہیں اور) میرے دستِ سوال کو تیری طرف دراز کرتے ہیں، مجھے حفاظت عطا فرما کہ میں غلط راستہ پر نہ چلوں اور قول فاسد اختیار نہ کروں۔

پہلے مصرعہ کی عبارت اصل میں اس طرح ہے۔

الْأَيَادِي مِنْكَ، يَدِي إِلَيْكَ تَمُدُّهَا۔

يَدِي، میرا ہاتھ یعنی میرا دستِ سوال۔ الْأَيَادِي، يَدٌ کی جمع أَيْدِي، أَيْدِي کی جمع الجمع أَيَادِي بمعنی احسانات۔

اَجِرْنِي ، اِجَارَةٌ سے امر، بچانا۔ فَلَا اُجْرِیْ، نہ چلوں میں۔ جَوْرٌ، ظلم کا راستہ۔ فَاُخْطِلَ، خَطِلٌ، کلام فاسد بولنا ۔ مضارع واحد متکلم۔

۷۳ اَمِيْنَ وَاٰمْنًا لِلْاَمِيْنِ بِسِرِّهَا وَاِنْ عَثَرَتْ فَهْوَ الْاَمُوْنُ تَحَمُّلَا

یا اللہ دعا قبول ہو، اور امن و سلامتی دے اس شخص کو جو اس قصیدے کے چھپے ہوئے عیوب کا راز دار ہو اور اگر کہیں یہ قصیدہ لغزش میں آگیا ہو تو وہ شخص اس لغزش کو برداشت کرنے میں مثل ناقۂ قویہ کے ہو جائے۔

اٰمِيْنَ اور اَمِيْنَ دونوں لغت ہیں بمعنی قبول فرما۔ یہ گزشتہ شعر کے جواب میں ہے۔ اٰمْنًا، فعل محذوف کا مفعول ہے، یعنی اَعْطِ اٰمْنًا۔ عَثَرَتْ، عثور بمعنی پھسلنا، ضمیر فاعل قصیدہ کے لیے ہے۔ اَلْاَمُوْنُ، طاقتور اونٹنی۔ تَحَمُّلًا، تمیز ہے بمعنی اٹھانا، برداشت کرنا۔

۷۴ اَقُوْلُ لِحُرٍّ وَالْمُرُوْءَةُ مَرْءُهَا لِاِخْوَتِهِ الْمِرْاٰةُ ذُوْ النُّوْرِ مِكْحَلَا

میں کہتا ہوں خواہش نفس سے آزاد مرد کو ——— دراں حال کہ کمال مردانگی کا تقاضا ہے کہ آدمی اپنے بھائیوں کے لیے آئینہ ہو۔ روشن۔ سرمہ ڈالنے والی سلائی کی طرح ——— کہ ....

حُرٌّ، خواہش نفس کی پابندی کرنے سے بچنے والا آزاد انسان۔ اَلْمُرُوْءَةُ، کمال مردانگی۔ مَرْءُهَا، منظر، تقاضا۔ اَلْمِرْاٰةُ، آئینہ۔ مِكْحَلٌ، وہ سلائی جس سے آنکھوں میں سرمہ ڈالا جائے۔

۷۵ اَخِيْ اَيُّهَا الْمُجْتَازُ نَظْمِيْ بِبَابِهٖ يُنَادٰى عَلَيْهِ كَاسِدَ السُّوْقِ اَجْمِلَا

(کہتا ہوں کہ) میرے بھائی! اے وہ کہ میری یہ نظم اس کے دروازے پر اس حالت میں گزر رہی ہے کہ اس پر آواز لگائی جا رہی ہے کہ یہ بازار کا گھٹیا مال ہے ——— تو اس سے حسن سلوک کر۔

اَجْمِلَا، اصل میں اَجْمِلَنْ بنون تاکید خفیفہ، وقف میں نون الف سے بدلا ہے۔ اوپر والے شعر میں اَقُوْلُ کا مقولہ ہے درمیان میں تمام عبارت معترضہ ہے۔ اَلْمُجْتَازُ، اجتیاز سے گزرنا۔ كَاسِدَ السُّوْقِ، بازار کا گھٹیا مال۔

۷۶ وَظُنَّ بِهٖ خَيْرًا وَسَامِحْ نَسِيْجَهٗ بِالْاِغْضَاءِ وَالْحُسْنٰى وَاِنْ كَانَ هَلْهَلَا

اور اس نظم سے خیر کا گمان رکھ، اور نظم تیار کرنے والے سے نرمی کر، چشم پوشی اور خصلت حسنہ کے ساتھ، اگرچہ وہ ڈھیلی ڈھالی سی ہے۔

ظُنَّ، صیغہ امر مخاطب، سَامِحْ، صیغۂ امر۔ مُسَامَحَت سے نرمی کرنا۔ نَسِیْج، کپڑے بُننے والا، مراد ناظم۔ اِغْضَاء چشم پوشی۔ هَلْهَل، بناوٹ میں کپڑے کا خراب ہو جانا۔

۷۷ وَسَلِّمْ لِاِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ اِصَابَةً وَالْاُخْرَى اجْتِهَادٌ رَامَ صَوْبًا فَاَمْحَلَا

دو نیکیوں میں ایک نیکی تو میرے حق میں تسلیم کر۔ کہ ایک نیکی درست کہنا ہے اور دوسری کوشش کرنا (اگرچہ) اس کوشش میں آدمی بارش کو ڈھونڈے مگر قحط سالی کا شکار ہو جائے۔

رَامَ، قصد کیا۔ صَوْب، بارش۔ اَمْحَلَ، قحط میں مبتلا ہوا۔ مطلب یہ کہ میں نے اس نظم میں نیکی کے کام کا ارادہ کیا ہے اگر میں اس نیکی کو پا لینے میں کامیاب ہوں تو سبحان اللہ۔ تو تسلیم کر کہ میں دوہری نیکی پا لینے کا مستحق ہوا اور میرا عمل قبول ہوا۔ ورنہ میری اجتہاد و محنت کی نیکی تو مجھے مل گئی۔

حدیث میں ہے۔

مَنِ اجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَمَنِ اجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهُ اَجْرٌ۔

جو شخص اجتہاد کرے اور درست کہے اس کے لیے دو ثواب ہیں اور جو غلطی میں جا پڑے اس کیلئے بھی ایک ثواب ہے

۷۸ وَاِنْ كَانَ خَرْقٌ فَادَّرِكْهُ بِفَضْلَةٍ مِنَ الْحِلْمِ وَلْيُصْلِحْهُ مَنْ جَادَ مِقْوَلَا

اگر اس نظم میں کوئی عیب ہے تو تو اس کی باوقار قابلیت کے ساتھ تلافی کر۔ اور اصلاح وہی شخص کرے۔ جو زبان کے لحاظ سے عمدہ ہو۔

خَرْق، عیب، پھٹن۔ فَادَّرِكْ، تلافی کر۔ جَادَ، عمدہ ہو۔ مِقْوَلًا، آلۂ قول یعنی عربی زبان و ادب میں مہارت رکھتا ہو

۷۹ وَقُلْ صَادِقًا لَوْلَا الْوِئَامُ وَرُوحُهُ لَطَاحَ الْاَنَامُ الْكُلُّ فِي الْخُلْفِ وَالْقِلَى

اور کہہ تو دراں حالیکہ یہ بالکل سچ ہے کہ اگر (دنیا میں) باہمی موافقت اور اس کی روح نہ ہوتی تو تمام انسان اختلاف و دشمنی میں ہلاک ہو جاتے۔

وِئَام، موافقت۔ طَاحَ، ہلاک ہو جاتے۔ اَلْخُلْف، اختلاف۔ اَلْقِلَى، دشمنی۔

۸۰ وَعِشْ سَالِمًا صَدْرًا وَعَنْ غِيبَةٍ فَغِبْ تُحَضَّرْ حِظَارَ الْقُدْسِ اَنْقَى مُغَسَّلَا

اور زندگی گذار، اس حالت میں کہ تو سینہ کے اعتبار سے سلامتی میں ہو۔ اور غیبت سے دور رہ۔ تو جنت

میں حاضر کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ غسل دیا ہوا پاک صاف ہو گا۔
حَظِیْرَۃُ الْقُدُسِ، جنت۔ اَنْقٰی، صاف ستھرا۔

۸۱ وَهٰذَا زَمَانُ الصَّبْرِ مَنْ لَكَ بِالَّتِیْ   كَقَبْضٍ عَلٰى جَمْرٍ فَتَنْجُوْ مِنَ الْبَلَا

اور یہ زمانہ بڑے صبر کا ہے۔ ان حالات میں تیرا کون ہو گا؟ کہ مٹھی میں چنگاری کو دبانا ہے تا کہ بلاؤں سے نجات پا سکے۔
(یعنی دین پر چلنا ایسا مشکل ہو گیا جیسے ہاتھ میں چنگاری لینا)
بِالَّتِیْ، یعنی بِالْاَحْوَالِ الَّتِیْ۔ جَمْر، چنگاری۔

حدیث میں ہے:
یَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، اَلصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰى دِیْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ (ترمذی)
لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والا مٹھی میں چنگاری پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔

۸۲ وَلَوْ اَنَّ عَیْنًا سَاعَدَتْ لَتَوَكَّفَتْ   سَحَائِبُهَا بِالدَّمْعِ دِیْمًا وَهُطَّلَا

اگر کوئی آنکھ خوش نصیب ہو تو ضرور اس کے بادل آنسوؤں کے ساتھ جھڑی اور موسلا دھار بن کر برسیں۔
سَاعَدَتْ، خوش نصیب ہو۔ تَوَكَّفَتْ، برسیں۔ سَحَائِب۔ سَحَابَۃٌ کی جمع بادل۔ دِیَمًا جمع دِیْمَۃ۔ لگاتار برسنے والے۔ جھڑی۔ هُطَّلًا، هَاطِل کی جمع موسلا دھار۔

۸۳ وَلٰكِنَّهَا عَنْ قَسْوَۃِ الْقَلْبِ قَحْطُهَا   فَیَا ضَیْعَۃَ الْاَعْمَارِ تَمْشِیْ سَبَهْلَلَا

لیکن دل کی سختی کے باعث ایسی آنکھ کا قحط ہے۔ ہائے عمروں کی بربادی کہ بیکار گذر رہی ہیں۔
قَسْوۃ، سختی۔ سَبَهْلَلْ، فارغ، بیکار۔

۸۴ بِنَفْسِیْ مَنِ اسْتَهْدٰى اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ   وَكَانَ لَهُ الْقُرْاٰنُ شِرْبًا وَمَغْسَلَا

میں قربان جاؤں اس شخص کے، کہ جو اللہ وحدہٗ سے ہدایت کا طالب ہو، اور قرآن اس کیلئے مشروب اور پاکیزگی کا سامان ہو۔
اَفْدِیْ بِنَفْسِیْ، میں فدا ہوتا ہوں اپنے نفس کے ساتھ۔

۸۵ وَطَابَتْ عَلَیْهِ اَرْضُهٗ فَتَفَتَّقَتْ   بِكُلِّ عَبِیْرٍ حِیْنَ اَصْبَحَ مُخْضَلَا

اس کی زمین اس پر عمدہ ہو اور زعفران کی پوری خوشبو کے ساتھ اس پر پھٹ پڑے۔ جس وقت وہ صبح کے وقت شاداب ہو۔

تَفَتَّقَ، پھٹ پڑنا، زور سے اُگنا۔ عَبِیْرٌ، زعفران۔ مُخْضَلًا، شبنم آلود، شاداب۔

۸۶ فَطُوْبٰی لَہٗ وَالشَّوْقُ یَبْعَثُ ھَمَّہٗ وَزَنْدُ الْاَسٰی یَهْتَاجُ فِی الْقَلْبِ مُشْعِلًا

خوشگواری ہو اس کے لیے، دراں حال کہ شوق اس کی ہمت کو ابھارتا ہو، اور غموں کی چنگاریاں دل میں بھڑک رہی ہوں شعلہ زن ہو کر۔

فَطُوْبٰی لَہٗ، کلمۂ تبریک ہے۔ زَنْدٌ، چنگاری۔ اَلْاَسٰی، غم۔ یَهْتَاجُ، بھڑک رہی ہو۔ مُشْعِلًا، شعلہ زن۔

۸۷ هُوَ الْمُجْتَبٰی یَغْدُوْ عَلَی النَّاسِ کُلِّهِمْ قَرِیْبًا غَرِیْبًا مُسْتَمَالًا مُؤَمَّلَا

وہ مقبول عنداللہ ہوتا ہے، لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، ان سے قریب، مگر اجنبی، لوگ اس کی توجہ کے طالب اور وہ لوگوں کے لیے آرزوؤں کا مقام۔

مُسْتَمَالٌ، میلان چاہا ہوا۔ مُؤَمَّلٌ، آرزوؤں کی اُمیدگاہ۔

یعنی لوگ اس کو دیکھ کر آخرت کو یاد کرتے ہیں اس کی دعاؤں کے طالب ہوتے ہیں، مگر وہ طالبِ دنیا نہ ہونے کے باعث اجنبی سا لگتا ہے۔

۸۸ یَعُدُّ جَمِیْعَ النَّاسِ مَوْلًی لِاَنَّهُمْ عَلٰی مَا قَضَاهُ اللّٰهُ یُجْرُوْنَ اَفْعُلَا

وہ لوگوں کو قدرت کا غلام سمجھتا ہے کیونکہ (اس کی نظر میں) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے مطابق ہی تمام لوگ کاروبار چلاتے ہوتے ہیں۔

یُجْرُوْنَ، اِجْرَاء سے چلانا۔ اَفْعُلًا، فعل کی جمع کاروبار۔

یعنی وہ کبھی دنیا داروں کو اہمیت نہیں دیتا، بلکہ اس کی نظر میں قضاؤ قدر کے قلم کی گردش سے تمام دنیا اپنے اپنے فانی مقاصد کے پیچھے دوڑ رہی ہوتی ہے۔

۸۹ یَرٰی نَفْسَہٗ بِالذَّمِّ اَوْلٰی لِاَنَّهَا عَلَی الْمَجْدِ لَمْ تَلْعَقْ مِنَ الصَّبْرِ وَالْاٰلَا

وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کے زیادہ قابل سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے نفس نے کسی شرف کے حصول میں کوئی

تلخی اور ترشی نہیں چکھی ہوئی ہوتی ہے۔
لَعِقَ، چکھنا، چاٹنا۔ صَبْر، کڑوا گھونٹ۔ اَلْاٰلا، ایک کڑوا، بدمزہ درخت۔

۹۰ وَقَدْ قِیْلَ کُنْ کَالْکَلْبِ یُقْصِیْهِ اَهْلُهٗ وَمَا یَأْتَلِیْ فِیْ نُصْحِهِمْ مُتَبَذِّلَا

اور تحقیق یہ بات کہی گئی ہے کہ کتے کے مانند ہو جا۔ جس کا یہ حال ہے کہ اس کا مالک اسے دھتکارتا ہے اور وہ نہیں کوتاہی کرتا۔ ان کی خیر خواہی میں اپنی جان کو کھپاتے ہوئے۔
یُقْصِیْهِ، اِقصاء، دُور کرنا۔ یَأْتَلِیْ، ایتلاء سے بمعنی کوتاہی کرنا۔ نُصْح، خیر خواہی۔ مُتَبَذِّلًا، کوششوں کو کام میں لانے والا۔

۹۱ لَعَلَّ اِلٰهَ الْعَرْشِ یَا اِخْوَتِیْ یَقِیْ جَمَاعَتَنَا کُلَّ الْمَکَارِهِ هُوَّلَا

شاید معبودِ عرش لے میرے دوستو ہماری جماعت کو محفوظ رکھے تمام ہولناک مکروہات سے۔
یَقِیْ، بچائے۔ مَکَارِهِ، مکروہ کی جمع بمعنی مصیبت۔ هُوَّلًا، ہائل کی جمع ہولناک، خوفناک۔

۹۲ وَیَجْعَلُنَا مِمَّنْ یَکُوْنُ کِتَابُهٗ شَفِیْعًا لَهُمْ اِذْ مَا نَسُوْهُ فَیَمْحَلَا

اور ہمیں ان لوگوں میں ہونے کی توفیق دے کہ جن کے لیے اس کی کتاب سفارشی ہو گی، کیونکہ انہوں نے اس کو بھلایا نہ ہو گا۔ کہ وہ شکایت کرے۔
فَیَمْحَلَا، مَحَل، بابِ فَتَحَ، سے بمعنی شکایت کرنا۔

حدیث میں ہے۔
اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْاٰنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ نَجَا، وَمَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْاٰنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْهِهٖ۔ (اَخْرَجَهُ اَبُوْعُبَیْدٍ فِیْ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ)
یعنی قرآن شفاعت کرنے والی کتاب ہے۔ اس کی شفاعت سنی جائے گی۔ وہ کسی کی شکایت کرے گا۔ اور کسی کی تصدیق کرے گا۔ قیامت کے روز وہ جس کی شفاعت کرے گا، وہ نجات پا جائے گا، اور وہ جس کی شکایت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔

۹۳ وَبِاللّٰهِ حَوْلِیْ وَاعْتِصَامِیْ وَقُوَّتِیْ وَمَا لِیَ اِلَّا سِتْرُهٗ مُتَجَلِّلَا

اللہ ہی کے ساتھ میرا زور اور میری طاقت و قوت ہے۔ اور میرے لیے اس کی پردہ پوشی کے سوا کوئی پردہ نہیں ہے۔

مُتَجَلَّلًا، ڈھانپنے والا، پردہ۔

۹۴ فَيَا رَبِّ اَنْتَ اللّٰهُ حَسْبِيْ وَعُدَّتِيْ عَلَيْكَ اعْتِمَادِيْ ضَارِعًا مُتَوَكِّلَا

پس اے رب تو اللہ ہے میرے لیے کافی اور میرا سہارا۔ مجھے تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ میں نیازمند ہوں۔ تجھ پر توکل کرنے والا ہوں۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

١/٩٥ اِذَا مَا اَرَدْتَّ الدَّهْرَ تَقْرَأُ فَاسْتَعِذْ جِهَارًا مِنَ الشَّيْطَانِ بِاللّٰهِ مُسْجَلَا

جب بھی تو ارادہ کرے ہمیشہ کہ قرآن پڑھے تو تُو پناہ طلب کر بآوازِ بلند شیطان سے اللہ کی (مطلقاً) ہر حال میں۔

اَرَدْتَّ، قَصَدْتَّ۔ اَلدَّهْرَ، ظرف زمان۔ جِهَارًا، بآواز بلند یعنی تَعَوَّذْ جِهَارًا۔ مُسْجَلًا، اسم مفعول، اُسْجِلَ، بمعنی اُطْلِقَ۔

مطلب یہ کہ جب تو قرأت قرآن کا ارادہ کرے، کسی وقت بھی اور قراء میں سے کسی بھی قاری کے لیے اور قرآن کے کسی بھی حصہ سے تو ابتداءً تلاوت کرنا چاہے تو بلند آواز میں استعاذہ کر۔

علامہ شاطبی نے اپنے قول اِذَا مَا اَرَدْتَّ الخ سے تنبیہ کی ہے کہ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ (نحل) کے معنی ارادہ قرأتِ قرآن کے ہیں۔ گویا آیت میں مجاز مرسل ہے۔ مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے جیسے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ یعنی اِذَا اَرَدْتُّمُ الْقِيَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

٢/٩٦ عَلٰى مَا اَتٰى فِي النَّحْلِ يُسْرًا وَاِنْ تَزِدْ لِرَبِّكَ تَنْزِيْهًا فَلَسْتَ مُجَهَّلَا

ان لفظوں کے ساتھ جو سورۂ نحل میں آئے ہیں کہ وہ مختصر ہونے کی وجہ سے آسان ہیں۔ اور اگر تو اپنے رب کی پاکی کے بیان میں اضافہ کرے تو جہالت کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا۔

یعنی نحل کی آیت کے مطابق استعاذہ کرنا بہتر ہے کیونکہ وہ مختصر اور آسان ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
لیکن اگر تعظیم رب کے لیے ان لفظوں پر کچھ اضافہ کرے تو اس اضافہ کی جہالت کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی مثلاً کہا جائے۔
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

۳/۹۷ وَقَدْ ذَکَرُوْا لَفْظَ الرَّسُوْلِ فَلَمْ یَزِدْ ﴿﴾ وَلَوْ صَحَّ هٰذَا النَّقْلُ لَمْ یُبْقِ مُجْمَلًا

قراء و محدثین کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو ذکر کیا ہے جس میں آپ نے کوئی اضافہ نہیں فرمایا۔ اگر ترک زیادتی کی یہ نقل صحیح ثابت ہو جائے تو یہ نقل اس باب میں کسی اجمال کو باقی نہیں رہنے دیتی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث میں اگر یہ مسئلہ آگیا ہوتا تو کوئی اجمال نہ رہتا، مگر حقیقت یہ ہے کہ حدیث صحیح میں ایسا نہیں، لہٰذا ترجیحاً صرف یہی کہا جاسکتا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اختصار و تیسیر میں قرآن کے مطابق ہیں اور جواز ان تمام استعاذہ کے الفاظ کو حاصل ہے جن میں بھی استعاذہ مِنَ الشَّیْطٰنِ حاصل ہو جائے۔
بہر حال اس جگہ دو مسئلے ملحوظ ہیں۔ ایک یہ کہ آیت نحل میں فَاسْتَعِذْ جماہیر علماء متقدمین و متاخرین کے نزدیک صیغۂ امر استحبابی ہے۔ دوسرے یہ کہ بالاتفاق استعاذہ خارج از قرآن ہے۔

۴/۹۸ وَفِیْهِ مَقَالٌ فِی الْاُصُوْلِ فُرُوْعُهٗ ﴿﴾ فَلَا تَعْدُ مِنْهَا بَاسِقًا وَمُظَلِّلًا

مسئلہ استعاذہ کے باب میں ایک وسیع مقال ہے اصول کی کتابوں میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ پس تو ان فروع میں اس فرع سے باہر نہ ہو جو جامع ہو اور مدلل ہو۔
مَقَالٌ، اَیْ کَلَامٌ طَوِیْلُ الذَّیْلِ۔ فَلَا تَعْدُ، اَیْ فَلَا تَتَجَاوَزْ۔ بَاسِقًا، شجر طویل۔ مُظَلِّلًا، لمبا چوڑا درخت، گھنے سائے والا۔

مطلب یہ کہ مسئلہ تعوذ میں اقوال و ابحاث ہیں۔ اصول فقہ میں یہ بحث ہے کہ استعاذہ واجب ہے، یا مستحب ہے۔ آیت نحل میں دلالت واضحہ ہے کہ الفاظِ استعاذہ معین قرار دیے جائیں، یا مجمل ہے کہ تمام الفاظِ استعاذہ سے آیت پر عمل سمجھا جائے۔

اصولِ حدیث میں ان احادیث و آثار اور اسانید پر بحث ہے جن میں الفاظ استعاذہ وارد ہیں۔
اصول قراءت کی کتابوں میں استعاذہ کے جہر و سر پر بحث پھیلی ہوئی ہے۔ قراءت کی امہات کتب جیسے کتاب الکامل للامام الہذلی، الایضاح للاہوازی اور جامع البیان لابی عمرو الدانی۔ الفاظ متواترہ کی ترجیح پر بات کی گئی ہے۔
ان طویل بحثوں میں شاطبی کا کمال یہ ہے کہ اقوال راجحہ پر اشارات کرتے چلے گئے ہیں۔

٥/٩٩ وَإِخْفَاءُهُ فَصْلُ اَبَاهُ وُعَاتُنَا ‏ ‏ ‏ وَكَمْ مِنْ فَتًى كَالْمَهْدَوِيْ فِيْهِ اَعْمَلَا

استعاذہ کا آہستہ پڑھنا اس لیے ہے کہ وہ قرآن سے خارج ہے۔ مگر اس اخفا کا ہمارے محقق مشائخ نے انکار کیا ہے۔ اور کتنے ہی مشائخ ہیں جیسے امام ابو العباس احمد بن عمار مہدوی مقری ف ۴۳۰ھ اسی اخفا پر عمل کرتے تھے۔

اس شعر میں اگرچہ بعض شراح نے فَصْل اور اَبَاہُ کے فؔ اور الفؔ کو رمز بنایا ہے یعنی امام حمزہ اور نافع استعاذہ آہستہ کرتے تھے۔ مگر صحیح تر یہی ہے کہ رمز نہیں۔ ورنہ کلام میں بے ربطی ہوگی کہ اوپر جِهَارًا فرما کر آئے ہیں جو مطلق تمام قراء کے لیے تھا اور اب استثنا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ جہر بالتعوذ قراءت کے شعار کا اظہار ہے جیسے جہر بالتلبیہ اور تکبیرات عیدین، نیز جہر کا ایک فائدہ یہ ہے کہ قراءت کا سامع پہلے ہی سے استماع کے لیے تیار ہو جاتا ہے اخفا ہوگا تو کچھ حصہ اس سے فوت ہوگا۔
البتہ صلاۃ اور خارج الصلوٰۃ کا فرق ہے۔ صلوٰۃ میں اخفاء تعوذ مستحب ہے اگرچہ صلوٰۃ جہریہ ہو، کیونکہ مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد اول نماز ہی سے قراءت کی طرف گوش برآواز ہے لہذا قراءت میں سے کوئی شئ بھی فوت ہونے کا اندیشہ نہیں

بَابُ الْبَسْمَلَةِ

١/١٠٠ وَبَسْمَلَ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ بِسُنَّةٍ ‏ ‏ ‏ رِجَالٌ نَمَوْهَا دِرْيَةً وَتَحَمُّلَا
ب ر ن د

اور بین السورتین بسملہ پڑھی ہے سنت کے مطابق ان رجال نے کہ جنہوں نے اس کو درایۃً و روایۃً نقل کیا ہے۔
دِرْيَةً یعنی عقلاً۔ تحملاً یعنی نقلاً۔

یعنی ابتدا بالسورت میں تو سب ہی کے لیے بسملہ پڑھنا ضروری ہے بین السورتین میں اختلاف ہوا ہے۔ قالون، کسائی، عاصم اور مکی کے یہاں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ درایۃً یہ کہ بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اور روایۃً یہ کہ حدیث میں ہے کسی نئی سورت کا نزول جب ہی معلوم ہوتا کہ بسم اللہ نازل ہوتی تھی۔

٢/١٠١ وَوَصْلُكَ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فَصَاحَةٌ ‏ ‏ ‏ وَصِلْ وَاسْكُتَنْ كُلٌّ جَلَايَاهُ حَصَّلَا
ف ح ج ك

اور بین السورتین بغیر بسم اللہ کے تیرا وصل کر کے پڑھنا فصاحت ہے (یعنی امام حمزہ بغیر بسم اللہ کے وصل کر کے پڑھتے ہیں) اور بغیر بسم اللہ کے خواہ وصل کر یا سکتہ کر کہ ہر ایک نے اپنی واضح دلیلوں کو حاصل کیا ہے کُلٌّ جَلَايَاهُ حَصَّلَا میں رمز ہے شامی، ورش اور بصری کے لیے۔
ك ج ح

مطلب یہ کہ شامی، ورش اور بصری کے لیے خلف ہے۔ بسم اللہ بھی جائز ہے جیسا کہ آگے آتا ہے اور بسم اللہ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور نہ پڑھنے میں خواہ امام حمزہ کی طرح وصل کر لیا جائے خواہ سکتہ کر لیا جائے۔

۳/۱۰۲ وَلَا نَصَّ كَلَّا حُبَّ وَجْهٌ ذَكَرْتُهُ   وَفِيهَا خِلَافٌ جِيدُهُ وَاضِحُ الطُّلَا

اور یہ شامی، بصری، ورش کے لیے وصل یا سکتہ کرنے کی ہرگز کوئی نص مروی نہیں ہے بلکہ مشائخ میں پسندیدہ وجہ ہے جو میں نے ذکر کی ہے۔ اور بسم اللہ میں خلف ہے جس کی گردن واضح الاطراف ہے۔

اَلطُّلَا، طُلْيَة، کی جمع ہے۔ اطراف و جوانب۔

مطلب یہ ہے کہ شامی، بصری اور ورش کے لیے بسم اللہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں خلف مروی ہے۔ بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں کیا ہے وصل یا سکتہ؟ فرماتے ہیں نہ پڑھی جانے والی صورت میں وصل یا سکتہ مختار بین المشائخ ہے نص ہرگز کوئی مروی نہیں ہے۔ مذکورہ تین شعروں سے متعلق چند باتیں ذہن میں رہیں۔

۱۔ یہ اختلاف اس وقت ہے کہ پہلی سورت ختم کر کے بلاتنفس دوسری سورت شروع کرے۔

۲۔ یہ اختلاف اس وقت ہے کہ پہلی سورت کے بعد دوسری سورت ترتیب قرآنی کے مطابق ہے اگر کوئی بالائی سورت پڑھے تو سب کے یہاں بسم اللہ ضروری ہے۔

۳۔ سورت الناس ختم کر کے سورت الفاتحہ شروع کرنا ہو تو باتفاق بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

۴۔ شعر نمبر ۳ میں کوئی رمز نہیں ہے اگرچہ بعض شارحین کی یہ رائے ہے۔

۴/۱۰۳ وَسَكْتُهُمُ الْمُخْتَارُ دُونَ تَنَفُّسٍ   وَبَعْضُهُمُ فِي الْأَرْبَعِ الزُّهْرِ بَسْمَلَا

۵/۱۰۴ لَهُمْ دُونَ نَصٍّ وَهُوَ فِيهِنَّ سَاكِتٌ   لِحَمْزَةَ فَافْهَمْهُ وَلَيْسَ مُخَذَّلَا

شامی، ورش، بصری کا یہ سکتہ بغیر تنفس کے ہے۔

اور بعض مشائخ قرات نے چار روشن سورتوں پر بسم اللہ پڑھی انہیں شامی، ورش، بصری کے لیے۔ بغیر اس کے کہ ان سے کوئی نص ہو۔ اور یہی بعض مشائخ ان چار سورتوں پر سکتہ کرتے ہیں امام حمزہ کے لیے۔

پس تو اس کو سمجھ لے اور یہ کوئی متروک العمل چیز بھی نہیں۔"

یعنی پہلے مصرعہ میں ناظم رح نے سکتہ کی تشریح کی ہے یعنی یہ ایک وقفۂ سکوت ہوتا ہے مگر اس میں سانس نہیں لیا جاتا۔ باقی تین مصرعوں میں بعض مشائخ کا عمل بتلایا اور فرمایا کہ اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور وہ یہ کہ

قرآن میں چار سورتیں ہیں کہ ان میں سے دو لفظ وَیْلٌ سے اور دو لَا اُقْسِمُ سے شروع ہوتی ہیں یعنی سورۃ مطففین و ہمزہ۔ اور قیامہ و بلد ان سورتوں کو بغیر بسم اللہ کے پڑھنا معنوی اعتبار سے معیوب سا لگتا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ ورش، بصری، شامی کے لیے بسم اللہ پڑھ لی جائے اور امام حمزہ کے لیے سکتہ کر لیا جائے۔

۶/۱۰۵ وَمَهْمَا تَصِلْهَا اَوْ بَدَأْتَ بَرَآءَةً ۔۔۔ لِتَنْزِيْلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلَا

اور جب تو سورۂ برآءت کو کسی اور سورۃ سے ملائے یا تو تلاوت کی ابتداء ہی برآءت سے کرے، تو اس سورت کے تلوار کے ساتھ نازل ہونے کی وجہ سے، تو بسم اللہ پڑھنے والا نہ ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ باجماع قراء شروع برآءت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی۔ خواہ ابتدائے تلاوت ہو یا درمیان تلاوت، وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ میں کفار و مشرکین سے اعلان برآءت نازل ہوا ہے۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ۔ بسم اللہ امان کی علامت ہے اور سورت میں کفار سے تبری اور بیزاری فرمائی جا رہی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اول برآءت میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی؟ فرمایا کیونکہ بسم اللہ امان ہے، اور براءت میں امان نہیں کیونکہ یہ سورت سیف کے ساتھ نازل ہوئی، اور امان اور سیف میں کوئی تناسب نہیں۔

۷/۱۰۶ وَلَا بُدَّ مِنْهَا فِي ابْتِدَائِكَ سُوْرَةً ۔۔۔ سِوَاهَا وَفِي الْاَجْزَاءِ خُيِّرَ مَنْ تَلَا

اور بسم اللہ کا پڑھنا تیرے ابتداء کرتے وقت کسی بھی سورت کو سوائے سورۂ برآءت کے ضروری ہے، اور سورتوں کے درمیانی حصوں میں اس شخص کو کہ جو تلاوت کرے اختیار دیا گیا ہے۔"

یعنی جب تلاوت کی ابتدا کسی بھی سورت سے ہو تو براءت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں تمام قراء کے لیے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

اور سورتوں کے اوساط میں سے ابتدائے تلاوت ہو تو بسم اللہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں تمام قراء کے یہاں اختیار ہے۔ حتیٰ کہ برآءت کے اوساط میں بھی۔

۸/۱۰۷ وَمَهْمَا تَصِلْهَا مَعْ اَوَاخِرِ سُوْرَةٍ ۔۔۔ فَلَا تَقِفَنَّ الدَّهْرَ فِيْهَا فَتَثْقُلَا

اور جب بسم اللہ کو اواخر سورت کے ساتھ ملا کر پڑھے تو ہرگز بسم اللہ کے آخر میں وقف نہ کر، کہ تو گرانی کا باعث ہو جائے گا۔

یعنی بین السورتین بسم اللہ پڑھنے کی صورت میں ایسا ہرگز نہ کرو کہ بسم کو آخر سورت کے ساتھ ایک سانس میں جوڑ کر اس پر وقف کرو اور سورت کو دوسرے سانس میں شروع کرو کیونکہ یہ جائز نہیں، وہم ہوتا ہے کہ بسم اللہ آخر سورت سے متعلق ہے حالانکہ بسم اللہ ابتداء سورت کے لیے ہے۔ حاصل یہ کہ وصلِ کل، فصلِ کل اور فصل اول وصل ثانی جائز ہے۔ اور وصل اول فصلِ ثانی ناجائز ہے۔ اور یاد رہے کہ تمام قراء کے لیے بین الانفال والبرٔۃ بغیر بسم اللہ تین وجوہ جائز ہیں ــ وقف، سکتہ، وصل۔

سُوْرَۃُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ

۱/۱۰۸ وَمَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ رَاوِيْهِ نَاصِرٌ ۔۔۔ وَعِنْدَ سِرَاطٍ وَالسِّرَاطِ لِ قُنْبُلَا

۲/۱۰۹ بِحَيْثُ اَتٰى وَالصَّادَ زَايًا اَشِمَّهَا ۔۔۔ لَدٰى خَلَفٍ وَاَشْمِمْ لِخَلَّادَ الْاَوَّلَا

اور راوی، ناصر کے مرموزین کے لیے مالک یوم الدین: بالالف ہے، اور سراط اور السراط کو بالسین پڑھتے ہیں تو قنبل کی اتباع کر، جہاں کہیں بھی یہ لفظ آئے۔ اور صاد میں زای کا اشمام کر خلف کے نزدیک، اور خلاد کے لیے صرف پہلے میں اشمام کر۔"

یعنی کسائی اور عاصم نے مَالِكِ بالالف پڑھا ہے اور باقین نے مَلِكِ بغیر الف۔

یہ وہ مقام ہے کہ ناظم نے لفظ بول کر قید لانے سے استغناء کیا ہے۔ دیکھو شعر نمبر ۴۸۔

اور یَوْمِ الدِّیْن بولنے سے ثابت ہوا کہ اختلاف اسی جگہ ہے۔ لفظ مَالِكِ یا مَلِكِ میں اور کہیں اختلاف نہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی لفظ صِرَاط آئے خواہ معرّف باللام ہو یا غیر معرّف، قنبل کے لیے اس کو بالسین پڑھا گیا ہے۔ لفظ لِ صیغۂ امر ہے بمعنی اِتَّبِعْ۔ یہاں بالسین کی قید نہیں لگائی استغناء سے کام لیا گیا اور قرینہ یہ ہے کہ رسمِ عثمانی کے خلاف بالسین یہ لفظ لکھا گیا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ تمام قرآن میں خلف کے لیے صاد میں زای کا اشمام ہوگا۔ اور خلاد کے لیے صرف اُس ایک لفظ الصراط میں جو قرآن میں پہلی بار واقع ہے یعنی اھدنا الصراط المستقیم۔ اور باقین کے لیے ہر جگہ صاد خالص پڑھا جائے گا۔

یہاں اشمام کے معنی ہیں خلطُ الزّای بالصّاد یعنی صاد میں زای کی آمیزش۔ اور اس کے عمل کی صورت یہ ہے کہ صاد کی صفتِ ہمس کو زای کی صفتِ جہر سے بدلنا ہے باقی تمام صفات رخاوت، استعلا، اطباق صفیر باقی رہیں گی۔

۳/۱۱۰ عَلَيْهِمْ اِلَيْهِمْ حَمْزَةٌ وَلَدَيْهِمُ ‏ جَمِيعًا بِضَمِّ الْهَاءِ وَقْفًا وَمَوْصِلَا

تین کلمات عَلَيْهِمْ، اِلَيْهِمْ، لَدَيْهِمْ کو امام حمزہ نے تمام قرآن میں بضم ہا پڑھا ہے وصل میں بھی اور وقف میں بھی"

مطلب واضح ہے اور اس قدر تعمیم مزید کیجیے کہ خواہ اس میم جمع کے بعد متحرک ہو یا ساکن مثلاً
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ ۔ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ ۔ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ، اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ۔

۴/۱۱۱ وَصِلْ ضَمَّ مِيمِ الْجَمْعِ قَبْلَ مُحَرَّكٍ ‏ دِرَاكًا وَقَالُوْنُ بِتَخْيِيْرِهٖ جَلَا

اور میم جمع جب متحرک سے پہلے واقع ہو تو اس کے ضمہ میں صلہ کرو دِرَاكًا (مکی) کے لیے اور قالون کے لیے اس میں خلف ظاہر ہوا ہے۔

یعنی میم جمع جو هُمْ، تُمْ، کُمْ میں ہوتی ہے جب اس کے بعد والا حرف متحرک ہو تو مکی کے لیے ہمیشہ اس کے ضمہ میں واو مدّہ ملا کر پڑھو اور قالون کے لیے صلہ اور غیر صلہ دونوں وجہ ہیں۔ اور اگر میم کا مابعد ساکن ہو تو یہ صلہ نہ ہوگا، جیسے عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔

نوٹ:- جَلَا کی جیم ورش کے لیے رمز نہیں اسم صریح، اور رمز ایک مسئلہ میں جمع نہیں ہوتے۔ دیکھو تشریح شعر نمبر ۶۵۔

۵/۱۱۲ وَمِنْ قَبْلِ هَمْزِ الْقَطْعِ صِلْهَا لِوَرْشِهِمْ ‏ وَاَسْكَنَهَا الْبَاقُوْنَ بَعْدُ لِتَكْمُلَا

اور ہمزہ قطعی سے پہلے اس میم جمع میں ورش کے لیے صلہ کرو (جیسے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ) اور ان مذکورین کے بعد باقین نے میم جمع کو ساکن پڑھا ہے اور ہم نے یہ بات اس لیے کہی ہے تاکہ یہ مسئلہ مکمل ہو جائے"
یعنی وَاِنَّمَا قُلْنَا هٰذَا لِتَكْمُلَ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ۔

۶/۱۱۳ وَمِنْ دُوْنِ وَصْلٍ ضَمُّهَا قَبْلَ سَاكِنٍ ‏ لِكُلٍّ وَبَعْدَ الْهَاءِ كَسْرُ فَتَى الْعَلَا

۷/۱۱۴ مَعَ الْكَسْرِ قَبْلَ الْهَا اَوِ الْيَاءِ سَاكِنًا ‏ وَفِي الْوَصْلِ كَسْرُ الْهَاءِ بِالضَّمِّ شَمْلَلَا
ش

اور بغیر صلہ کے میم مضموم ہوگی جبکہ وہ ساکن سے پہلے واقع ہو، تمام قراء کے لیے (مثلاً وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ) اور یہ میم جمع جو قبل ساکن ہو، اور ہا کے بعد ہو اور ھاء سے پہلے کسرہ یا یاء ساکنہ ہو تو میم جمع مکسور ہوگی فتی العلا بصری کے لیے۔

اور اسی صورت میں حالت وصل میں آ کے کسرہ نے ضمہ کی طرف سرعت کی ہے شَمْلَلاً کے لیے۔ (حمزہ کسائی کے لیے) ضَمُّھَا اور ضُمَّهَا دونوں طرح صحیح ہے۔ اوّل مصدر، ثانی صیغۂ امر ہے۔ ضمیر مؤنث کا مرجع، میم جمع ہے۔ شَمْلَلاً بمعنی اَسْرَعَ۔

گذشتہ دو شعروں میں تمام قراء کے لیے میم جمع کا حال بیان کیا گیا تھا جبکہ وہ قبل متحرک ہو۔ اور اب ان شعروں میں اس کا حال بیان کرتے ہیں۔ جب وہ قبل ساکن واقع ہو۔

تو فرمایا کہ میم جمع قبل ساکن کو تمام قراء کے لیے مضموم پڑھو اور پھر فرمایا کہ بصری نے میم کا کسرہ پڑھا ہے۔ بشرطیکہ وہ میم جمع بعد ھا کے واقع ہو اور بشرطیکہ اس ھاء سے پہلے حرف مکسور ہو جیسے فِي قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ، یا یاء ساکنہ ہو جیسے يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ شین کے مرموز حمزہ وکسائی نے ھا اور میم دونوں کو ضمہ پڑھا ہے۔ وصل کی حالت میں جب کہ ھا حرف مکسور یا یاء ساکنہ کے بعد ہو جیسا کہ امثلہ گذریں اور یہ صرف حالت وصل میں ہے۔ لیکن حالتِ وقف میں وہ بھی ہا کا کسرہ پڑھتے ہیں۔ ع وَقِفْ لِلْكُلِّ بِالْكَسْرِ مُكْمِلاً۔ کا یہی مطلب ہے۔ البتہ اس سے تین کلمات عَلَيْهِمْ، اِلَيْهِمْ، لَدَيْهِمْ۔ جن کا بیان اوپر آ چکا ہے۔ امام حمزہ کے لیے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کو امام حمزہ وقفاً اور وصلاً بضم ھا ہی پڑھتے ہیں۔ لہٰذا يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اور يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ کو وصل میں حمزہ کسائی بضم الہاء والمیم پڑھیں گے۔ اور حالتِ وقف میں دونوں بکسر الہا و سکون المیم پڑھیں۔ اسی طرح آنے والی مثال بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔ کو سمجھنا چاہیئے۔ اور عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اور اِلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَة کو وصل میں تو دونوں بضم الہاء والمیم پڑھیں گے۔ مگر وقف میں امام حمزہ بضم الہاء وسکون المیم اور کسائی بکسر الہاء وسکون المیم پڑھیں گے۔

۱۱۵/۸ كَمَا بِهِمُ الْاَسْبَابُ ثُمَّ عَلَيْهِمُ الْ ‎ قِتَالُ وَقِفْ لِلْكُلِّ بِالْكَسْرِ مُكْمِلاَ

جیسے بِهِمُ الْاَسْبَابُ اور عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اور وقف میں سب کے لیے بکسر الہا ہی پڑھ اس حال میں کہ تو اس مسئلہ کو مکمل کرنے والا ہے۔ اس شعر کی تشریح اوپر مفصل آ چکی ہے۔

بَابُ الْاِدْغَامِ الْكَبِيْرِ

۱۱۶/۱ وَدُوْنَكَ الْاِدْغَامَ الْكَبِيْرَ وَقُطْبُهُ ‎ اَبُوْ عَمْرِوِ الْبَصْرِيُّ فِيْهِ تَحَفَّلاَ

اور ادغام کبیر کو حاصل کر اور مدار اس ادغام کے ابو عمرو بصری ہیں انہیں میں یہ ادغام جمع ہوا ہے"۔

اَلْاِدْغَامُ ، اِدْخَالُ الشَّیِٔ فِی الشَّیِٔ۔ اور اصطلاح میں اَلنُّطْقُ بِالْحَرْفَیْنِ حَرْفًا وَاحِدًا کَالثَّانِیْ مُشَدَّدًا۔ دو حروف کا تلفظ ایک کرتے ہوئے مثل حرف ثانی کے مشدد پڑھنا۔ ادغام کی دو قسمیں ہیں، صغیر، کبیر، جس وقت مدغم ساکن ہو تو وہ صغیر ہے اور جب مدغم و مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں تو وہ ادغام کبیر ہے دونوں کی تین تین قسمیں ہیں۔ مثلین، متجانسین، متقاربین مگر مختصراً دو قسمیں کی گئی ہیں۔ مثلین، متقاربین۔

دُوْنَكَ، اسم فعل بمعنی امر یعنی خُذْ۔ قُطْبُ، مرکز، مدار۔ قطب القوم سَیِّدُهُمْ۔ یعنی ادغام کبیر کا مدار ابوعمرو بصری ہیں انھیں سے یہ لیا گیا۔ انھیں کی طرف اس کی نسبت ہے قراء میں انھیں کے لیے مشہور ہے۔

ادغام کی شرط یہ ہے کہ مدغم اور مدغم فیہ خطاً ملتے ہوں۔ لہٰذا اِنَّهٗ هُوَ میں ادغام ہوگا۔ اور اَنَا نَذِیْرٌ میں نہیں ہوگا۔ نظم سے بظاہر یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ادغام پورے عمرو بصری کے لیے ہے۔ لیکن مقروء، معوّل علیہ اور ماخوذ۔ عمل یہ ہے کہ یہ ادغام صرف سوسی کے لیے ہوگا۔ اور دوری بصری کے لیے طریق شاطبی و دانی میں صرف اظہار ہے۔

۲/۱۱۷ فَفِیْ كِلْمَةٍ عَنْهُ مَنَاسِكَكُمْ وَمَا ۔۔۔ سَلَكَكُّمْ وَبَاقِی الْبَابِ لَیْسَ مُعَوَّلَا

بس ایک کلمہ میں یہ ادغام کبیر بصری سے صرف مَنَاسِكَكُمْ (بقرہ) اور مَا سَلَكَكُمْ (مدثر) میں ہے، اس باب میں اور کوئی لفظ قابل اعتماد طریق سے ثابت نہیں۔

مطلب یہ کہ ادغام کبیر مثلین فِیْ كِلْمَةٍ کے ذیل میں صرف دو کلموں میں قوی روایت کی رو سے سوسی کے لیے ادغام کبیر ہے باقی کسی کلمہ میں نہیں، چنانچہ بِاَعْیُنِنَا بِشِرْكِكُمْ وغیرہ میں صرف اظہار ہے۔

۳/۱۱۸ وَمَا كَانَ مِنْ مِّثْلَیْنِ فِیْ كِلْمَتَیْهِمَا ۔۔۔ فَلَا بُدَّ مِنْ اِدْغَامِ مَا كَانَ اَوَّلَا

۴/۱۱۹ كَیَعْلَمُ مَا فِیْهِ هُدًی وَطُبِعَ عَلٰی ۔۔۔ قُلُوْبِهِمْ وَالْعَفْوَ وَاْمُرْ تَمَثَّلَا

اور جب دو حرف مثلین دو کلموں میں ہوں تو ضروری ہے اس حرف کا ادغام جو ان میں پہلا ہو۔
جیسے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ ۔ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ طُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ ۔
یہ بیان بطور مثال ہے۔

مطلب یہ کہ قیاس کلی یہ ہے کہ مثلین، متحرکتین جب دو کلموں میں ہوں، یعنی مدغم پہلے کلمے کے آخر میں ہو اور مدغم فیہ دوسرے کلمے کے شروع میں ہو تو ادغام واجب ہے۔ خواہ حرف مدغم کے ماقبل متحرک حرف ہو خواہ

ساکن مدہ ہو اور خواہ ساکن غیر مدہ ہو جیسا کہ ناظم کی مثالوں سے واضح ہے۔

۵/۱۲۰ إِذَا لَمْ يَكُنْ تَا مُخْبِرٍ أَوْ مُخَاطِبٍ ۔۔۔ أَوِ الْمُكْتَسِي تَنْوِينَهُ أَوْ مُثَقَّلَا

بشرطیکہ مدغم نہ تائے متکلم ہو نہ تائے مخاطب، نہ تنوین کا لباس پہننے والا اور نہ مشدّد۔

۶/۱۲۱ كَكُنْتُ تُرَابًا أَنْتَ تُكْرِهُ وَاسِعٌ ۔۔۔ عَلِيمٌ وَأَيْضًا تَمَّ مِيقَاتُ مُثِّلَا

جیسے كُنْتُ تُرَابًا، أَنْتَ تُكْرِهُ، وَاسِعٌ عَلِيمٌ اور تَمَّ مِيقَاتُ کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔

لَمْ يَكُنْ میں ضمیر لوٹتی ہے۔ مَا كَانَ أَوَّلًا کی طرف جس سے مراد مُدغم ہے۔ مذکورہ شعروں میں ناظم نے موانع ادغام بیان کیے ہیں ایک یہ کہ مثلین کا پہلا حرف تاء مخبر نہ ہو یعنی تاء دال علی المتکلم نہ ہو، دوسرے یہ کہ حرف اوّل تاء دال علی المخاطب نہ ہو، تیسرے یہ کہ مقرون بالتنوین نہ ہو، چوتھے یہ کہ مشدّد نہ ہو۔ ورنہ اظہار واجب ہوگا۔ جیسا کہ مثالیں گذریں۔ آگے چند جزوی بحث کرتے ہیں۔

۷/۱۲۲ وَقَدْ أَظْهَرُوا فِي الْكَافِ يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۔۔۔ إِذِ النُّونُ تُخْفَى قَبْلَهَا لِتُجَمَّلَا

اور مشائخ نے فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ (لقمان) کے کاف میں اظہار کیا ہے۔ اس لیے کہ کاف سے پہلے نون میں اخفاء کیا جا رہا ہے۔ یہ اظہار اس لیے کیا کہ کلمہ جمیل معلوم ہو۔"

مطلب یہ کہ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ میں سوسی کے لیے ادغام نہیں کیا گیا کیونکہ نون مخفا ہے کاف میں، اور اخفاء کی وجہ سے نون کا مخرج خیشوم میں منتقل ہو گیا۔ اور نون مخفاۃ کے بعد ادغام والی تشدید باعث ثقالت ہوئی۔ لہٰذا اس ثقالت سے بچنے کے لیے ادغام ناجائز ہے۔

یا اس مسئلہ کی تقریر یوں کی جائے کہ نون مخفاۃ ہے اور اخفاء ادغام سے قریب ہوتا ہے لِأَنَّ الْإِخْفَاءَ حَالَةٌ بَيْنَ الْإِظْهَارِ وَالْإِدْغَامِ تو گویا کاف مدغم فیہ ہے اور گویا مشدّد ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مشدّد کا ادغام نہیں ہوتا، لہٰذا اظہار علی الاصل واجب رہا۔

۸/۱۲۳ وَعِنْدَهُمُ الْوَجْهَانِ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ ۔۔۔ تَسَمَّى لِأَجْلِ الْحَذْفِ فِيهِ مُعَلَّلَا

اور مشائخ کے یہاں ہر اس جگہ پر دو وجہیں (اظہار و ادغام) ہوں گی، جہاں بوجہ اس میں حذف ہونے کے معتل نام ہوا ہے۔"

۹/۱۲۴ یَکُ یَبْتَغِ مَجْزُوْمًا وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا   وَیَخْلُ لَكُمْ عَنْ عَالِمٍ طَیِّبِ الْخَلَا

جیسے یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ، اس حال میں کہ مجزوم ہے، اور اِنْ یَّكُ كَاذِبًا اور یَخْلُ لَكُمْ۔ کہ مروی ہے یہ ادغام و اظہار ایک عمدہ گفتگو والے عالم سے۔ مراد سوسی۔

یعنی کبھی مثلین کا التقاء ایسے کلمات میں ہوا ہے کہ حرفِ علت کے حذف کی وجہ سے اس کو معتل کہا گیا ہے ایسے مواقع میں مشائخ کے یہاں سوسی کے لیے ادغام و اظہار دونوں وجہیں جائز ہیں۔

یاد رہے کہ ایسی صورت قرآن میں صرف تین ہی جگہ پائی گئی ہے۔ (۱) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ (آل عمران) اصل میں یَبْتَغِیْ تھا۔ جازم کی وجہ سے آخر سے یا حرفِ علت حذف ہوئی اور دو حرف غین جمع ہوئے قبل دخول جازم اصل پر نظر کرتے ہوئے اظہار اور موجودہ التقاء مثلین پر نظر کرتے ہوئے ادغام جائز ہوا۔ (۲) وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا (غافر) اصل میں یَكُوْنُ تھا جازم داخل ہوا تو نون مجزوم ہوگیا، جزم کی وجہ سے التقاء ساکنین واؤ اور نون میں ہوا، واؤ حذف ہوگئی اور پھر نون بھی تخفیفاً حذف ہوا جیسا کہ لفظ یَكُوْنُ میں یہ عام ہوتا رہتا ہے، اب دو کاف جمع ہوئے۔ (۳) یَخْلُ لَكُمْ (یوسف) اصل میں یَخْلُوْ تھا۔ واؤ جازم کی وجہ سے حذف ہوئی (یعنی فعل کے جوابِ امر ہونے کی وجہ سے) اور مثلین یعنی دو لام جمع ہوگئے۔

اس قاعدے کی قرآن میں یہ تین ہی مثالیں ہیں ناظم نے تینوں کو بیان کیا ہے۔ لہٰذا کَیَبْتَغِ میں کاف استقصائیہ ہے۔

۱۰/۱۲۵ وَیَا قَوْمِ مَالِیْ ثُمَّ یَا قَوْمِ مَنْ بِلَا   خِلَافٍ عَلَی الْاِدْغَامِ لَا شَكَّ اُرْسِلَا

اور یَا قَوْمِ مَالِیْ (غافر) اور یَا قَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ (ہود) کو بغیر کسی اختلاف کے بے شک ادغام پر پڑھا گیا ہے۔

یعنی یَا قَوْمِ کو یَبْتَغِ جیسے کلمات پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قَوْمِ مثل یَبْتَغِ نہیں ہے اس کے اصول حرف میں سے کوئی حرف حذف نہیں ہوا ہے اور معتل نہیں ہے اور قَوْمِیْ سے یا کا حذف حرف علت کا حذف نہیں ہے بلکہ یاء متکلم کا حذف ہے جو فصیح لغت ہے لہٰذا یاء محذوفہ گویا معدوم ہے۔

۱۱/۱۲۶ وَاِظْهَارُ قَوْمٍ اٰلَ لُوْطٍ لِكَوْنِهٖ   قَلِیْلَ حُرُوْفٍ رَدَّهٗ مَنْ تَنَبَّلَا

اور روایت سوسی کے بعض ناقلین کا اٰلَ لُوْطٍ (حجر، نمل، قمر) میں اظہار کرنا، بوجہ ہونے لفظ آل کے قلیل الحروف، رد کیا ہے، اِس دلیل کو اُس شخص نے جو بڑا عالم ہوا ہے۔

۱۲/۱۲۷ بِاِدْغَامِ لَكَ كَيْدًا، وَلَوْ حَجَّ مُظْهِرٌ ٭ بِاِعْلَالِ ثَانِيْهِ اِذَا صَحَّ لَاعْتَلَا

(قلیل الحروف ہونے کی وجہ سے اظہار کو، اُس عالم نے رد کیا ہے۔) لَكَ كَيْدًا (یوسف) کے ادغام کے ساتھ۔ اور اگر یہ اظہار کرنے والا استدلال کرتا لفظ آل کے دوسرے حرف میں تعلیل ہونے کے ساتھ ـــ بشرطیکہ یہ صحیح ہو ـــ تو وہ اپنی دلیل میں جیت جاتا۔

حاصل یہ کہ کچھ لوگوں نے 'اٰلَ لُوْطٍ' میں اظہار کیا، دلیل یہ بیان کی کہ لفظ آل قلیل الحروف ہے لہٰذا ادغام مناسب نہیں ایک عالم نے ان لوگوں کا رد کیا کہ قلیل الحروف ہونا ادغام کے لیے مانع نہیں اگر مانع ہوتا تو لَكَ كَيْدًا میں ادغام نہ ہوتا حالانکہ لَكَ لفظ آل سے بھی زیادہ قلیل الحروف ہے۔ اور کسی نے بھی لَكَ کے ادغام کو منع نہیں کیا ہے تو معلوم ہوا کہ قلیل الحروف ہونا ادغام کے موانع میں سے نہیں ہے۔

علامہ شاطبی کہتے ہیں اگر وہ یہ دلیل بیان کرتے تو کامیاب رہتے کہ لفظ آل میں پہلے ایک تعلیل ہو چکی ہے۔ اب ادغام نہ ہونا چاہیئے تاکہ توالیٔ تغیرات لازم نہ آئے۔ لیکن بعض محقق شارحین نے اس دلیل کو بھی رد کیا ہے، کیونکہ قَالَ لَهُمْ میں باجماع ادغام ہوتا ہے۔ حالانکہ لفظ قَالَ میں تعلیل ہوئی ہے، اسی طرح قلیل الحروف کی دلیل لانے والوں کو بھی سوچنا چاہیئے کہ آلَ لُوْطٍ اور قَالَ لَهُمْ میں کیا فرق ہے؟ آل اگر قلیل الحروف ہے تو قَالَ بھی اسی کے وزن پر ہے حالانکہ کسی نے بھی قَالَ لَهُمْ میں ادغام کا انکار نہیں کیا ہے۔

۱۳/۱۲۸ فَاَبْدَالُهٗ مِنْ هَمْزَةٍ هَاءٍ اَصْلُهَا ٭ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ وَاوٍ اُبْدِلَا

پس آل میں ابدال ہمزہ سے ہے اور ہمزہ کی اصل ھاء ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ واؤ سے ابدال کیا گیا ہے۔

لفظ آل کی اصل بتلاتے ہیں کہ ایک قول جو سیبویہ کا ہے یہ ہے کہ آل اصل میں اَأْلٌ اور اَأْلٌ اصل میں اَهْلٌ تھا، اور دوسرا قول جو ابوالحسن ابن شنبوذ کا ہے یہ ہے کہ آل اصل میں اَوْلٌ تھا۔

۱۴/۱۲۹ وَوَاوُ هُوَ الْمَضْمُوْمِ هَاءً كَهُوْ وَّمَنْ ٭ فَاَدْغِمْ وَمَنْ يُّظْهِرْ فَبِالْمَدِّ عَلَّلَا

اور هُوَ مضموم الہاء کی واؤ کا (واؤ میں) ادغام کر جیسے هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ (نحل) اور جس نے اس میں اظہار کیا ہے پس اس نے مد کے ساتھ علت بیان کی ہے۔

یعنی هُوَ مضموم الہاء کی واؤ کا بعد میں آنے والی واؤ میں ادغام ہوگا جیسے هُوَ وَالَّذِيْنَ، هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اظہار ہوگا کیونکہ ادغام کے لیے واؤ ساکن کرنی ہوگی اور ساکن ہونے کے بعد وہ حرف مد ہو جائے گی۔ حالانکہ حرف مد اپنے مثل میں مدغم نہیں ہوتا مثلاً اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا میں کسی کے نزدیک بھی ادغام نہیں آگے اس کا رد کرتے ہیں۔

قولہ اَلْمَضْمُوْمَ ھَاءٗ احتراز ہے ھو ساکن الہاء سے، کیونکہ اس میں باتفاق ادغام ہوگا۔ اور یہ تین جگہ ہے وَھْوَ وَلِیُّھُمْ (انعام) فَھْوَ وَلِیُّھُمُ (نحل) وَھْوَ وَاقِعٌۢ بِھِمْ (شوری)

۱۵ / ۱۳۰ وَیَاْتِیْ یَوْمُ اَدْغَمُوْہُ وَنَحْوَہٗ وَلَا فَرْقَ یُنْجِیْ مَنْ عَلَی الْمَدِّ عَوَّلَا

حالانکہ تمام مشائخ نے یَاْتِیَ یَوْمٌ اور اس جیسی مثالوں میں (مثلاً نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی) بلا اختلاف ادغام کیا ہے، اور دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے جو ان کو بچا لے جو کہ مد پر اعتماد کرتے ہوئے کلام کر رہے ہیں۔''
یعنی مظہرین کا استدلال غلط ہے یَاْتِیَ یَوْمٌ اور ھُوَ وَمَنْ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جو مدیت پر سہارا لینے والوں کو نجات دے سکے۔

محققین نے فرمایا کہ بے شک حروف مدہ کا اپنے مثل میں ادغام نہیں ہوتا یہ جب ہے کہ حرف مد پہلے سے موجود ہو مثلاً اٰمَنُوْا کی واؤ کا وَعَمِلُوْا کی واؤ میں ادغام نہ ہوگا۔ واؤ کی مدیت پہلے سے قائم ہے۔ مگر ھُوَ وَمَنْ میں واؤ پہلے سے متحرک ہے مدہ نہیں ہے، مدیت ادغام کے عمل سے آئے گی کہ ادغام کی نیت سے واؤ کو ساکن کریں گے پھر ادغام کریں گے تو واؤ کا یہ سکون عارضی ہوگا، لہذا فرق ہوگیا، اس فرق سے قطع نظر نہیں کی جا سکتی۔

۱۶ / ۱۳۱ وَقَبْلَ یَئِسْنَ الْیَاءُ فِی الّٰٓئِ عَارِضٌ سُکُوْنًا اَوَ اَصْلًا فَھُوَ یُظْھِرُ مُسْھِلَا

اور یَئِسْنَ سے پہلے الّٰٓئِ میں یا عارضی ہے۔ باعتبار سکون کے یا خود باعتبار اپنی ذات کے۔ اس لیے سوسی اظہار کرتے ہیں آسان راستے کو اختیار کرتے ہوئے۔

ابو عمرو بصری نے اپنے دونوں راویوں دوری اور سوسی کی روایتوں سے، سورۂ طلاق میں وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ کو ہمزہ کے بعد یاء کے حذف سے پڑھا ہے پھر ہمزہ میں ان کے لیے دو وجہیں تسہیل بین بین مع المد والقصر، اور ہمزہ کا ابدال یاء ساکنہ سے مع المد الطویل۔

اس ابدال والی شکل پر دو حرف متماثلین فی کلمتین جمع ہو جاتے ہیں۔ پہلا ساکن، دوسرا متحرک، قواعد کی رو سے پہلی یاء کا دوسری یاء میں ادغام (صغیر) ہونا چاہیے (دوری اور سوسی دونوں کے لیے)
لیکن ناظم فرماتے ہیں کہ ادغام نہیں اظہار ہوگا، اور اظہار کی علت یہ بتلائی کہ یاء کا سکون عارضی ہے۔

یا بنفسہا یا، عارضی ہے کیونکہ وہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔ تو ادغام ناجائز ہے۔ بہر حال یہ ناظم کی رائے ہے ورنہ ان کے علاوہ دوسرے اہلِ ادا نے فرمایا ہے کہ ادغام اور اظہار دونوں جائز ہیں۔ بزی اور ابو عمرو دونوں کے لیے۔

نوٹ :۔ لفظ اَلّٰائِی کا اختلاف قراءت: فرش، سورۂ احزاب کے شروع میں دیکھنا چاہیے۔

بَابُ اِدْغَامِ الْحَرْفَيْنِ الْمُتَقَارِبَيْنِ فِيْ كَلِمَةٍ وَفِيْ كَلِمَتَيْنِ

یاد رہے کہ ناظم نے متقاربین بول کر متجانسین اور متقاربین دونوں قسمیں مراد لی ہیں۔

۱/۱۳۲ وَاِنْ كِلْمَةٌ حَرْفَانِ فِيْهَا تَقَارَبَا ۔۔۔ فَاِدْغَامُهُ لِلْقَافِ فِي الْكَافِ مُجْتَلٰى

اور جب کسی کلمے میں دو حرف متقاربین جمع ہوں تو سوسی کا ادغام کرنا قاف کا کاف میں دیکھا جاتا ہے۔

۲/۱۳۳ وَهٰذَا اِذَا مَا قَبْلَهُ مُتَحَرِّكٌ ۔۔۔ مُبِيْنٌ وَبَعْدَ الْكَافِ مِيْمٌ تَخَلَّلَا

اور یہ ادغام قاف کا کاف میں فی کلمۃٍ جب ہے کہ قاف کا ماقبل متحرک ہو واضح طور پر اور کاف کے بعد میم جمع خاص طور پر آئی ہو۔

واضح ہو کہ مُبِیْنٌ سے کوئی احترازی قید مراد نہیں، برائے وضاحت لے آئے ہیں۔

۳/۱۳۴ كَيَرْزُقْكُمْ وَاثَقَكُمْ وَخَلَقَكُمْ ۔۔۔ وَمِيْثَاقَكُمْ اَظْهِرْ وَنَرْزُقُكَ انْجَلَا

چنانچہ ادغام کر یَرْزُقُکُمْ، وَاثَقَکُمْ۔ اور خَلَقَکُمْ میں اور مِیْثَاقَکُمْ میں اظہار کر، اور نَرْزُقُکَ کا بیں اظہار ہوتا ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ ایک کلمہ میں ادغام متقاربین صرف قاف کا کاف میں ہے اور اس کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ قاف کا ماقبل متحرک ہو دوسری یہ کہ قاف کے بعد میم جمع واقع ہو، ورنہ ادغام نہ ہوگا۔

۴/۱۳۵ وَاِدْغَامُ ذِي التَّحْرِيْمِ طَلَّقَكُنَّ قُلْ ۔۔۔ اَحَقُّ وَبِالتَّاْنِيْثِ وَالْجَمْعِ اُثْقِلَا

اور کہہ تو کہ سورۂ تحریم میں لفظ طَلَّقَکُنَّ کا ادغام ہی زیادہ بہتر ہے؛ اور تانیث اور جمع کی وجہ سے یہ لفظ ثقیل سمجھا گیا تھا۔

یعنی لفظ طَلَّقَکُنَّ میں اگرچہ ادغام کی دوسری شرط میم جمع مفقود ہے اور اسی وجہ سے بعض نے اس میں

اظہار اختیار کیا ہے مگر ادغام اَوْلیٰ ہے کیونکہ تانیث اور جمع کی وجہ سے اس میں ثقالت ہے اور ادغام سے یہ ثقالت مرتفع ہو جائے گی۔

۵/۱۳۶ وَمَهْمَا يَكُوْنَا كِلْمَتَيْنِ فَمُدْغِمٌ ۔۔۔ اَوَائِلَ كِلْمِ الْبَيْتِ بَعْدُ عَلَى الْوِلَا

اور جب وہ حرفین متقاربین دو کلموں میں ہوں تو سوسی ادغام کرتے ہیں ان حرفوں کا جو اس شعر کے بعد متصلاً اگلے شعر کے کلمات کے اوائل میں ہیں

فَمُدْغِمٌ ای فَالسُّوسِیُّ مُدْغِمٌ۔ بَعْدُ عَلَى الْوِلَا۔ بعد میں متصلاً آنے والا شعر۔

۶/۱۳۷ شَفَا لَمْ تَضِقْ نَفْسًا بِهَا رُمْ دَوَاضِنٍ ۔۔۔ ثَوٰى كَانَ ذَا حُسْنٍ سَاٰى مِنْهُ قَدْ جَلَا

شفا (عورت کا نام) جو اخلاق و مروّت میں تنگدل نہیں، اس سے ایک ایسے بیمار کے لیے دوا کی درخواست کر جس کی بیماری نے جڑیں پکڑی ہیں یہ بیمار پہلے خوبصورت تھا، لیکن بیماری کی وجہ سے اس کا برا حال ہو گیا، اور پراگندہ حالی نمایاں طور پر ظاہر ہوئی۔

یعنی جب دو متقاربین دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ ان میں ایک آخر کلمہ میں ہو اور دوسرا دوسرے کلمے کے اوّل میں، تو سوسی ان میں سے پہلے کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جبکہ پہلا حرف ان سولہ[۱۶] حروف میں سے ہو جو اس کے کلمات کے اوائل میں ہیں وہ حروف یہ ہیں۔ شین، لام، تاء، نون، با، راء، دال، ضاد، ثا، کاف، ذال، حا، سین، میم، قاف، جیم۔

۷/۱۳۸ اِذَا لَمْ يُنَوَّنْ اَوْ يَكُنْ تَا مُخَاطَبٍ ۔۔۔ وَمَا لَيْسَ مَجْزُوْمًا وَلَا مُتَثَقِّلَا

(ادغام کی شرط یہ ہے کہ) کہ پہلا حرف نہ منوّن ہو، نہ تائے خطاب، اور نہ مجزوم اور نہ مشدّد۔

لہٰذا اس امتناع کی وجہ سے حسبِ ذیل قسم کے کلمات میں ادغام نہ ہوگا۔

نَذِيْرٌ لَّكُمْ، فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ، لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ۔ اَشَدُّ ذِكْرًا۔

نوٹ:۔ قرآن مجید میں تاء متکلم اپنے کسی متقارب کے ساتھ واقع نہیں۔ اس لیے اس کا استثنا بھی نہیں کیا گیا۔

۸/۱۳۹ فَزُحْزِحَ عَنِ النَّارِ الَّذِيْ حَاهُ مُدْغَمٌ ۔۔۔ وَفِي الْكَافِ قَافٌ وَهُوَ فِي الْقَافِ اُدْخِلَا

پس زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (آل عمران) وہ لفظ ہے کہ اس کی حا، عین میں ادغام کی گئی ہے۔ اور قاف میں قاف
اور وہ کاف، قاف میں ادغام کیا گیا ہے۔

یعنی سولہ حرفوں کے ادغام کی تفصیل شروع کرتے ہوئے مخارج کی ترتیب پر سب سے پہلے حا کا بیان کرتے ہیں کہ حا کا ادغام عین میں ہوتا ہے۔ مگر صرف ایک جگہ، زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ میں۔

یاد رہے کہ ادغام کے بیان میں جب ناظم خاص طور پر قرآن کے خاص کلمات پر ادغام کا حکم لگائیں تو صرف وہی کلمات مراد ہوتے ہیں۔ لہٰذا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وغیرہ میں سمجھنا چاہئے کہ ادغام نہ ہوگا۔

آگے فرمایا کہ کاف، قاف میں مدغم ہوتا ہے جیسے لَكَ قُصُورًا اور کاف، قاف میں مدغم ہوتا ہے۔ جیسے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور یہ ادغام تمام قرآن میں جاری ہوگا، ادغام کی شرط آگے آرہی ہے۔

۹/۱۴۰ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ لَكَ قُصُورًا وَاظْهِرَا   إِذَا سَكَنَ الْحَرْفُ الَّذِي قَبْلُ أَقْبَلَا

جیسے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور لَكَ قُصُورًا اور دونوں میں اظہار پڑھا گیا ہے، جب کہ وہ حرف جو ان سے پہلے آرہا ہو، ساکن ہو۔

یعنی مدغم سے پہلے حرف کا متحرک ہونا ضروری ہے ورنہ ادغام نہ ہوگا مثلاً فَوْقَ كُلِّ، تَرَكُوكَ قَائِمًا۔
نیز واضح رہے کہ کاف کا قاف میں صرف ادغامِ تام ہوگا۔

۱۰/۱۴۱ وَفِي ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْجِيمُ مُدْغَمٌ   وَمِنْ قَبْلُ أَخْرَجَ شَطْأَهُ قَدْ تَثَقَّلَا

اور ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ (سورہ معارج میں جیم (تا میں) مدغم ہے اور اس سے پہلے (سورۂ فتح میں) أَخْرَجَ شَطْأَهُ میں ادغام ہوا ہے۔

یعنی حرف جیم کا دو حرفوں میں دو جگہ ادغام ہوا ہے جیم کا تا میں۔ اور جیم کا شین میں۔ اور یہ ایک ایک ہی مثال قرآن میں واقع ہے۔

۱۱/۱۴۲ وَعِنْدَ سَبِيلًا شِينُ ذِي الْعَرْشِ مُدْغَمٌ   وَضَادَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ مُدْغَمًا تَلَا

اور ذِي الْعَرْشِ کا شین سَبِيلًا کے سین میں (صرف ایک جگہ تمام قرآن میں) مدغم ہوا ہے۔ اور سوسی نے لِبَعْضِ کے ضاد کو شَأْنِهِمْ کے شین میں مدغم پڑھا ہے۔

مطلب یہ کہ شین کا سین میں ادغام ہوا ہے مگر صرف ایک جگہ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا (اسراء) اسی

طرح ضاد کا شین میں ادغام ہوا ہے، مگر صرف ایک جگہ لِبَعْضِ شَانِہِمْ۔ (نور)

۱۲/۱۴۳ وَفِي زُوِّجَتْ سِينُ النُّفُوسِ وَمُدْغَمٌ ۔ لَهُ الرَّأْسُ شَيْبًا بِاخْتِلَافٍ تَوَصَّلَا

اور ادغام کیا گیا اَلنُّفُوْسُ کے سین کا زُوِّجَتْ کی زا میں۔ اور لَهُ الرَّأْسُ لفظ شَيْبًا میں ادغم ہے جو کہ خُلف کے ساتھ ہم تک پہونچا ہے۔

یعنی سین دو حرفوں میں مدغم ہوا ہے، ایک جگہ زا میں وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (تکویر) اور ایک جگہ شین میں لَهُ الرَّأْسُ شَيْبًا (مریم)۔ مگر مریم والے جزئیہ میں خلف ہے، ادغام، اظہار دونوں ہیں۔

۱۳/۱۴۴ وَلِلدَّالِ كِلْمٌ تُرْبُ سَهْلٍ ذَكَا شَذًا ۔ ضَفَا ثَمَّ زُهْدٌ صِدْقُهُ ظَاهِرٌ جَلَا

ت س ذ ش ض ث ز ص ظ ج

اور دال کے ادغام والے حروف چند کلموں میں ہیں۔ تُرب، سہل، ذکا، شذا، ضفا، ثمّ، زھد، صدق، ظاھر، جلا۔

یعنی دال کا دس حرفوں میں ادغام ہوا ہے، جن کی نشان دہی کلمات کے اوائل حروف میں کی گئی ہے۔

۱۴/۱۴۵ وَلَمْ تُدَّغَمْ مَفْتُوحَةً بَعْدَ سَاكِنٍ ۔ بِحَرْفٍ بِغَيْرِ التَّاءِ فَاعْلَمْهُ وَاعْمَلَا

اور یہ دال نہیں ادغام کی جاتی جب کہ مفتوح بعد الساکن ہو کسی حرف میں بھی سوائے تا کے، پس اس کو جان اور عمل کر۔

یعنی دال کا دس حرفوں میں ادغام ہوا ہے تا، سین، ذال، شین، ضاد، ثا، زای، صاد، ظا، جیم میں مثالیں: المساجد تلک، وشہد شاہد، من بعد ضرّاء، یرید ثواب، ترید زینۃ۔ نفقد صواع، من بعد ظلمہ، داؤد جالوت، دار الخلد جزاء۔

مگر ان حرفوں میں دال کے ادغام کی شرط یہ ہے کہ دال مفتوحہ بعد حرف ساکن نہ ہو، ورنہ ادغام نہ ہوگا جیسے لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، بَعْدَ ذٰلِكَ، آلَ دَاوُدَ شُكْرًا، بَعْدَ شُبُوتِهَا، دَاوُدَ زَبُورًا۔

لیکن حرف تاء اس حکم سے مستثنیٰ ہے یعنی دال کا تاء میں ادغام ہوگا۔ اگر دال مفتوح بعد ساکن ہو اور یہ قرآن میں صرف دو جگہ ہے مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيغُ (توبہ) بَعْدَ تَوْكِيدِهَا۔ (نحل)

۱۵/۱۴۶ وَفِي عَشْرِهَا وَالطَّاءِ تُدْغَمُ تَاؤُهَا ۔ وَفِي أَحْرُفٍ وَجْهَانِ عَنْهُ تَهَلَّلَا

اور دال کے دسوں حرفوں میں اور طاء میں حرف تاء مدغم ہوتی ہے۔ اور چند کلمات میں سوسی سے دو دو وجہیں (اظہار۔ادغام) ظاہر ہوئی ہیں۔ تَهُلَّلَا صیغۂ تثنیہ، ضمیر فاعل۔ وَجُهان کی طرف راجع ہے تَهَلَّلَ بمعنی انکشف۔ وظہر۔ یعنی شِفَالَـمُ تَضِقْ الخ کے حرفوں میں سے تا کا ادغام انھیں دس حرفوں میں ہوا ہے جن میں حرف دال کا ادغام ہوا ہے مع ایک زائد حرف طاء کے تو گویا کل گیارہ حرفوں میں مدغم ہوگی۔ لیکن غور کریں تو یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ تا کا ادغام بھی دس حرفوں میں ہی مراد ہے کیونکہ دال کے مدغم فیہ حرفوں میں سے حرف تاء یہاں مراد نہیں اس کا بیان باب ادغام المتماثلین میں گذر چکا ہے۔

بالترتیب امثلہ:۔ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا۔ وَالذّٰرِيَاتِ ذَرْوًا۔ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ۔ وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا۔ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ۔ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْ۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ۔ اَلْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ۔

۱۶/۱۴۷ وَمَعْ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ الزَّكَاةَ قُلْ ۔۔۔ وَقُلْ اٰتِ ذَا الْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ عَلَا

پس حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ کے ساتھ اَلزَّكٰوةَ کو بھی (ثُمَّ کے ساتھ) کہہ تو۔ اور کہہ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى اور وَلْتَاْتِ طَائِفَةٌ بھی مشہور لفظ ہے۔

۱۷/۱۴۸ وَفِيْ جِئْتِ شَيْئًا اَظْهَرُوْا لِخِطَابِهٖ ۔۔۔ وَنُقْصَانِهٖ وَالْكَسْرُ الْاِدْغَامَ سَهَّلَا

اور جِئْتِ شَيْئًا میں مشائخ نے اظہار کیا ہے۔ صیغہ خطاب کی وجہ سے، اور کسرہ نے ادغام کو سہل کردیا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ کلمات جن میں سوسی کی دو دو وجہ ظاہر ہوئی ہیں حسب ذیل ہیں

(۱) وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ (بقرہ) (۲) حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا (جمعہ) (۳) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اسراء) فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (روم) (۴) وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى (نساء) (۵) جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا (مریم)

۱۸/۱۴۹ وَفِيْ خَمْسَةٍ وَهْيَ الْاَوَائِلُ ثَاؤُهَا ۔۔۔ وَفِي الصَّادِ ثُمَّ السِّيْنِ ذَالٌ تَدَخَّلَا

حرف ثا کا پانچ حرفوں میں ادغام کیا گیا ہے اور پانچ وہ جو پہلے ہیں (تُرِبُ، سَحِلِ، ذَكَا، شُذًّا، ضَفَا) اور صاد میں اور سین میں ذال مدغم ہوا ہے۔

مثالیں:۔ حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ۔ اَلْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ۔ وَالْحَرْثَ ذٰلِكَ۔ حَيْثُ شِئْتُمَا۔ حَدِيْثُ ضَيْفِ۔

اس کے بعد حرف ذال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا دو حرفوں صاد اور سین میں ادغام ہوتا ہے۔ جیسے
فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ۔ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً۔

۱۹/۱۵۰ وَفِي اللَّامِ رَاءٌ وَهْيَ فِي الرَّا وَأُظْهِرَا   إِذَا انْفَتَحَا بَعْدَ الْمُسَكَّنِ مُنْزِلَا

اور لام میں راء مدغم ہوتی ہے اور لام راء میں، (جیسے سَيُغْفَرُ لَنَا اور قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ) اور یہ دونوں حرف اظہار سے پڑھے گئے ہیں جب مفتوح ہوں اور حرف ساکن کے بعد واقع ہوں“
یعنی اگر مفتوح بعد ساکن واقع ہوں تو ادغام نہ ہوگا جیسے وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ۔ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مفتوح بعد المتحرک ہوں تو ادغام ہوگا جیسے وَسَخَّرَ لَكُمْ یا مفتوح نہ ہوں بلکہ مضموم یا مکسور بعد ساکن ہوں تو بھی ادغام ہوگا۔ مثلاً فَيَقُولُ رَبِّي مِنْ فَضْلِ رَبِّي، إِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا يُكَلِّفُ۔ بِالذِّكْرِ لَمَّا وغیرہ۔

۲۰/۱۵۱ سِوَى قَالَ ثُمَّ النُّونُ تُدْغَمُ فِيهِمَا   عَلَى إِثْرِ تَحْرِيكٍ سِوَى نَحْنُ مُسْجَلَا

سوائے قَالَ کے (یعنی قَالَ کا لام باوجود مفتوح بعد الساکن ہونے کے را میں مدغم ہوگا جیسے قَالَ رَبِّ۔ قَالَ رَجُلَانِ۔)
اس کے بعد نون ہے جس کا ادغام ان دونوں حرفوں لام راء میں ہوتا ہے، اس وقت کہ نون بعد حرف متحرک کے واقع ہو (جیسے وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ۔ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ۔ اور اگر بعد ساکن کے واقع ہو تو ادغام نہ ہوگا۔ جیسے يَخَافُونَ رَبَّهُمْ۔ يَكُونُ لَهُ۔ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ) سوائے نَحْنُ کے مطلقاً۔“
یعنی نَحْنُ کا نون اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ کہ یہ نون باوجودیکہ بعد ساکن واقع ہے مگر لام میں مدغم ہوگا۔ مثلاً وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔

نوٹ: ۔ یاد رہے کہ نَحْنُ کے نون کے بعد قرآن میں لام دس جگہ واقع ہے لیکن را کہیں بھی واقع نہیں ہے۔

۲۱/۱۵۲ وَتُسْكَنُ عَنْهُ الْمِيمُ مِنْ قَبْلِ بَائِهَا   عَلَى إِثْرِ تَحْرِيكٍ فَتَخْفَى تَنَزُّلَا

اور ساکن کیا جائے گا میم کو سوسی سے، جب کہ وہ باء سے پہلے واقع ہو، دراں حال کہ وہ میم بعد متحرک کے ہو۔ اور میم مخفاۃ ہو جائے گی ایسے موقع پر“
جیسے أَعْلَمُ بِالشَّاكِرِينَ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ لیکن اگر میم کا ماقبل ساکن ہوگا تو اظہار ہوگا۔ جیسے إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ۔ الْيَوْمَ بِجَالُوتَ۔ وغیرہ۔

۲۲/۱۵۳ وَفِی مَن یَّشَاءُ بَا یُعَذِّبُ حَیْثُ مَا ۔۔۔ اَتیٰ مُدْغَمٌ فَادْرِ الاُصُولَ لِتَاْصُلَا

اور مَنْ یَّشَاءُ میں یُعَذِّبُ کی با جہاں کہیں بھی یہ آئے مدغم ہے۔ پس ان اصولوں کو جان لے تاکہ تو قواعد میں اصل اور مرجع بن جائے۔"

یعنی جہاں کہیں بھی یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ آئے با کا میم میں ادغام ہوگا۔

اور یہ قرآن میں پانچ جگہ ہے آل عمران میں، ایک جگہ۔ مائدہ میں دو جگہ۔ فتحاً میں ایک جگہ اور عنکبوت میں ایک جگہ۔ بقرہ کے آخری رکوع والا موقعہ ہم نے شمار نہیں کیا کیونکہ اس کو سوسی نے یُعَذِّبْ بسکونِ با پڑھا ہے۔ ادغام تو وہاں بھی ہوگا مگر وہ ادغام صغیر ہوگا اور یہاں گفتگو ادغام کبیر میں ہو رہی ہے۔

یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ کی تخصیص سے معلوم ہوگیا کہ اور کسی جگہ با کا میم میں ادغام نہ ہوگا۔ مثلاً ضُرِبَ مَثَلًا سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا۔

آگے چند ایسے مسائل پر کلام ہے جن کا تعلق دونوں بابوں سے ہے یعنی مثلین یا متقاربین کی تخصیص مقصود نہیں۔

۲۳/۱۵۴ وَلَا یَمْنَعُ الْاِدْغَامُ اِذْ هُوَ عَارِضٌ ۔۔۔ اِمَالَةَ کَالْاَبْرَارِ وَالنَّارِ اَثْقَلَا

اور ادغام مانع نہیں ہوتا ہے اَلْاَبْرَار اور اَلنَّار جیسے کلمات کے امالہ کو ادغام کے بعد مشدد ہونے کے باوجود اس لیے کہ ادغام عارضی چیز ہے۔"

یعنی ادغام امالہ کو مانع نہیں کیونکہ ادغام عارضی ہوتا ہے مطلب یہ کہ کہیں الف میں امالہ را، متطرفہ مکسورہ کی وجہ سے ہو رہا ہے اور وہ را مابعد میں مدغم ہونے کی وجہ سے مشدد ہو جائے اور کسرہ باقی نہ رہے تو الف کے امالہ میں اس ادغام کی وجہ سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ امالہ بدستور باقی رہے گا مثلاً اَلْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ، ایسے ہی وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا۔ اَلنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ۔

۲۴/۱۵۵ وَاَشْمِمْ وَرُمْ فِیْ غَیْرِ بَاءٍ وَمِیْمِهَا ۔۔۔ مَعَ الْبَاءِ اَوْ مِیْمٍ وَکُنْ مُتَاَمِّلَا

اور اشمام و روم کرلے تو باء اور میم کے علاوہ میں جب کہ وہ با اور میم کے ساتھ مدغم ہو اور غور کرنے والا ہو۔"

یعنی علاوہ ان صورتوں کے، کہ جن میں با اور میم کا ادغام باء اور میم میں ہوا ہو دوسرے تمام حرف کے ادغام کبیر میں مدغم پر اشمام و روم بھی کر سکتے ہو گویا جب مدغم مضموم ہو تو اس پر ادغام کے ساتھ اسکان، روم اور اشمام تینوں ہو سکتے ہیں اور اگر مکسور ہو تو ادغام، اسکان و روم کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن با اور میم اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ با

اور میم میں ادغام وتشدید کی وجہ سے اطباقِ شفتین کامل ہوگا۔ تو روم واشمام نہیں ہو سکے گا۔ یہ کل چار صورتیں ہوتی ہیں۔ (۱) ادغام باء کا باء میں جیسے نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا۔ (۲) با کا میم میں جیسے يُعَذِّبُ مَنْ يَشَآءُ۔ (۳) میم کا میم میں جیسے يَعْلَمُ مَا۔ (۴) میم کا باء میں اخفاء جیسے أَعْلَمُ بِكُمْ۔

نوٹ:- ادغام مثل وقف کے ہے جس طرح وقف میں امالہ باقی رہے گا اسی طرح ادغام میں بھی، اور جس طرح وقف اسکان واشمام اور روم کے ساتھ ہوتا ہے، ادغام کے ساتھ بھی یہ تینوں صورتیں ہیں اور جس طرح وقف میں موقوف علیہ سے پہلے حرفِ مد یا حرفِ لین میں طول توسط اور قصر تینوں جائز ہیں۔ ادغام میں بھی تینوں جائز ہیں اور جس طرح وقف بالروم میں قصر ہوتا ہے یہاں بھی ادغام مع الروم میں صرف قصر ہوگا۔

دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ ادغامِ خالص، اسکان واشمام ہی کے ساتھ ہوتا ہے، روم کے ساتھ ادغامِ خالص نہیں بلکہ ایک طرح کا اختلاس ہوتا ہے۔

۲۵/۱۵۶ وَإِدْغَامُ حَرْفٍ قَبْلَهُ صَحَّ سَاكِنٌ ۔۔۔ عَسِيرٌ وَبِالْاِخْفَاءِ طَبَّقَ مَفْصِلَا

۲۶/۱۵۷ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ ثُمَّ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ ۔۔۔ وَفِي الْمَهْدِ ثُمَّ الْخُلْدِ وَالْعِلْمِ فَاشْمُلَا

اور ایسے حرف کا ادغام کہ جس کا ماقبل صحیح ساکن ہو، دشوار ہے، اور قاری نے اختلاس کے ساتھ جوڑ پر نشانہ مارا ہے۔

جیسے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ اور مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ اور فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اور دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً اور الْعِلْمِ مَالَكَ۔ اور دیگر امثلہ کے بیان میں شامل ہوئے۔

مطلب یہ کہ مدغم کا ماقبل اگر حرف صحیح ساکن ہو تو اس میں اہلِ ادا کے دو مذہب ہیں (۱) متقدمین کا مذہب، اور وہ یہ کہ ادغام محض ہوگا۔ (۲) متأخرین کا مذہب، اور وہ یہ کہ ادغامِ محض مشکل ہے کیونکہ جمع بین الساکنین لازم آتا ہے لہٰذا اخفاء واختلاس ہے جس کو روم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ناظم نے متأخرین کے مذہب کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا وبالاخفاء طبّق مفصلا۔ یعنی جب قاری اختلاس کرلے گا تو جمع بین الساکنین سے بچ جائے گا۔

لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زمخشری وغیرہ کا اس جگہ اعتراض بے معنی ہے۔ کیونکہ ادغام مثل وقف کے ہوتا ہے۔ جس طرح وقف میں اجتماع ساکنین مطلقاً صحیح ہے، ادغام میں بھی صحیح ہے وہاں بھی سکون عارضی ہے اور یہاں بھی۔

بَابُ هَآءِ الْكِنَايَةِ

ہائے ضمیر کا بیان

۱/۱۵۸ وَلَمْ يَصِلُوا هَا مُضْمَرٍ قَبْلَ سَاكِنٍ ۔ وَمَا قَبْلَهُ التَّحْرِيكُ لِلْكُلِّ وُصِّلَا

"اور ان قراء میں سے کسی نے بھی اس ہائے ضمیر میں صلہ نہیں کیا جس وقت کہ وہ حرف ساکن سے پہلے واقع ہو رہی ہو۔ اور وہ ضمیر کہ اس کا ماقبل متحرک ہو، اس میں سب ہی کے لیے صلہ کیا گیا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ ہائے ضمیر کی ماقبل و مابعد کے اعتبار سے عقلاً و وقوعاً چار صورتیں بنتی ہیں جن میں سے تین کا حال اس شعر میں بیان ہوا ہے اور یہ تینوں حالتیں غیر مختلف فیہ ہیں، وہ تینوں صورتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہاء ضمیر ماقبل متحرک، مابعد ساکن۔ جیسے عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ۔ لَهُ الْمُلْكُ۔

۲۔ ہاء ضمیر ماقبل ساکن، مابعد بھی ساکن جیسے فِيهِ الْقُرْاٰنُ۔ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ۔

پہلے مصرعہ میں یہ دونوں حالتیں بیان ہوئی ہیں اور باجماع کسی کے لیے بھی صلہ نہیں ہے۔

۳۔ ہاء ضمیر ماقبل متحرک جیسے اِنَّهٗ هُوَ لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ۔

یہ ضمیر دوسرے مصرعہ میں بیان ہوئی اور باجماع سب کے لیے اس میں صلہ ہوگا۔

۲/۱۵۹ وَمَا قَبْلَهُ التَّسْكِينُ لِابْنِ كَثِيرِهِمْ ۔ وَفِيهِ مُهَانًا مَعْهُ حَفْصٌ اَخُو وِلَا

"اور وہ ضمیر کہ جس کا ماقبل ساکن ہو (اور مابعد متحرک ہو) اس میں ابن کثیر کے لیے صلہ کیا گیا ہے اور فِيهٖ مُهَانًا (فرقان) میں ابن کثیر کے ساتھ حفص بھی موافقت والے ہیں۔"

یعنی جس وقت ہاء ضمیر کا قبل ساکن ہو اور مابعد متحرک ہو تو کلی طور پر تمام قرآن میں مکی صاحب صلہ کریں گے۔ اور فِيهٖ مُهَانًا میں صرف ایک جگہ حفص نے بھی مکی صاحب کی طرح صلہ ہی کیا ہے۔ اور فِيهِ هُدًى اور اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ وغیرہ میں صرف مکی صلہ کرتے ہیں۔

چار صورتوں میں سے بس یہی ایک صورت اختلافی ہے پہلے شعر میں جن تین ضمیروں کا حال بیان ہوا وہ اجماعی تھا حاصل یہ ہوا کہ جب ہا کا ماقبل ساکن اور مابعد متحرک ہو تو اصولی طور پر مکی صلہ کریں گے اور باقین قصر کریں گے۔ قراء کا ضابطہ قیاسی یہی ہے، لیکن کچھ ضمائر میں قراء اپنے اصول کے خلاف پڑھتے ہیں آنے والے اشعار میں انھیں جزئیات کی تفصیل ہے۔

صلہ سے مراد یہ ہے کہ ضمہ کو دراز کیا جائے تاکہ واو ساکنہ مدہ پیدا ہو جائے اور بعد کسرہ یا یاء ساکنہ ہا کے کسرہ

کو دراز کیا جائے کہ یاء تحتیہ پیدا ہو جائے۔ مد، صلہ اور اشباع یہ سب الفاظ ہم معنی ہیں۔ یاد رہے کہ صلہ باجماع وصل میں ہوتا ہے، وقف میں باتفاق حذف ہوتا ہے۔

۳/۱۶۰ وَسَكِّنْ يُؤَدِّهْ مع نُوَلِّهْ وَنُصْلِهِ وَنُؤْتِهِ مِنْهَا فَاعْتَبِرْ صَافِيًا حَلَا

اور ساکن پڑھ يُؤَدِّهِ کی ضمیر کو، ساتھ ہی نُوَلِّهِ اور نُصْلِهِ اور نُؤْتِهِ مِنْهَا کی ضمیروں کو فَاعْتَبِرْ، صَافِيًا، حَلَا کے مرموزین حمزہ، شعبہ اور بصری کے لیے۔

واضح رہے کہ لفظ يُؤَدِّهِ آل عمران میں ایک ہی آیت میں دو جگہ واقع ہے۔ اور نُوَلِّهِ ونُصْلِهِ جَهَنَّمَ ایک آیت میں سورۂ نساء میں ہیں اور نُؤْتِهِ تین جگہ ہے، دو جگہ آل عمران میں وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا۔ الآیۃ میں۔ اور ایک جگہ شوریٰ میں وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا۔

۴/۱۶۱ وَعَنْهُمْ وَعَنْ حَفْصٍ فَأَلْقِهْ وَيَتَّقِهْ حَمِي صَفْوِهِ قَوْمٌ بِخُلْفٍ وَأَنْهَلَا

اور انہیں مذکورین (حمزہ، شعبہ، بصری) اور حفص سے فَأَلْقِهِ کی ہاء کو ساکن پڑھ تو۔ اور يَتَّقِهِ کی ہاء ضمیر کو حَمِي صَفْوَهُ، قَوْمٌ، بِخُلْفٍ نے ساکن پڑھا ہے۔ اور خوب سیرابی حاصل کی ہے۔

۵/۱۶۲ وَقُلْ بِسُكُونِ الْقَافِ وَالْقَصْرِ حَفْصُهُمْ وَيَأْتِهِ لَدَى طٰهٰ بِالْإِسْكَانِ يُجْتَلَى

اور کہہ تو کہ يَتَّقِهْ کو قاف کے سکون اور ہاء ضمیر کے قصر کے ساتھ حفص نے پڑھا ہے۔ اور يَأْتِهِ جو طٰہٰ میں ہے وہ ہائے ضمیر کے اسکان کے ساتھ ہے۔ يُجْتَلَى (سوسی) کے لیے۔

۶/۱۶۳ وَفِي الْكُلِّ قَصْرُ الْهَاءِ بَانَ لِسَانُهُ بِخُلْفٍ وَفِي طٰهٰ بِوَجْهَيْنِ بُجِّلَا

اور ان تمام مذکورہ ہاءات میں قصر ہے بَانَ لِسَانُهُ کے لیے بالخلف (یعنی قالون کے لیے بلا خلف اور ہشام کے لیے بالخلف) اور سورۂ طٰہٰ والے لفظ يَأْتِهِ میں بُجِّلَا (قالون) کے لیے دو وجہیں ہیں۔

شعر نمبر ۴ سے تشریح اس طرح ہے کہ شعبہ، حمزہ، ابوعمرو اور حفص نے فَأَلْقِهِ إِلَيْهِمْ (نمل) کی ہاء کو ساکن پڑھا ہے۔ پھر فرمایا کہ وَيَتَّقِهِ (نور) کو ابوعمرو و شعبہ نے بلا خلف اور خلاد نے بالخلف اسکان ہاء کے ساتھ پڑھا ہے اور پھر فرمایا کہ حفص نے يَتَّقِهْ کو بسکون قاف اور بقصر الہاء پڑھا ہے گویا باقین کی قراءت میں قاف مکسور ہے۔ قاف کا سکون صرف حفص کے لیے ہے۔ واضح ہو کہ قاف کا کسرہ باقین کے لیے تلفظ ناظم سے سمجھا جا رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ کلمۂ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

(ظلہ) کی ھاء ضمیر کو سوسی نے ساکن پڑھا ہے۔ اور اخیر میں خبردی کہ ان تمام کلمات سابقہ میں (جو کہ سات ہوتے ہیں) قالون کیلئے بلاخلف اور ہشام کے لیے بالخلف ھاء کا قصر ہے اور یاتہ (طٰہٰ) میں قالون کے لیے دو وجہیں قصر اور صلہ ہیں یعنی قالون کے لیے پہلے چھ کلمات میں تو صرف قصر ہی ہے۔ اور ان کے لیے ساتویں کلمہ یاتہ میں قصر و اشباع دو وجہ ہیں۔ اور ہشام کے لیے قصر و اشباع ساتوں میں ہے۔ خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ نُوَلِّهٖ، يُؤَدِّهٖ، نُصْلِهٖ، نُؤْتِهٖ کو حمزہ، شعبہ، بصری نے اسکان ھاء سے پڑھا ہے، قالون کے لیے بلاخلف قصر ہے۔ ہشام کے لیے قصر و اشباع دو وجہ ہیں۔ اور باقین (ورش، مکی، ابن ذکوان، حفص، کسائی) بالاشباع پڑھتے ہیں لہٰذا قراءتیں تین ہوئیں۔ اسکان ھا، قصر، مد۔ اَلْقِهْ اِلَيْهِمْ، اس میں بھی مذاہب وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے صرف اتنا فرق ہے کہ حفص اس کو مثل شعبہ کے ساکن الہا پڑھتے ہیں یعنی بصری، عاصم، حمزہ کے لیے سکونِ ھا، قالون کے لیے قصر، ہشام کے لیے قصر و اشباع اور ورش، مکی، ابن ذکوان، کسائی کے لیے اشباع۔

يَتَّقْهِ حفص نے اس کو بسکون القاف پڑھا اور باقین نے بکسر القاف۔ یہ تو قاف میں اختلاف ہوا۔ ھاء ضمیر میں یہ کہ حفص کے لیے کسرۂ منصورہ قالون کے لیے کسرۂ قاف و قصر، بصری و شعبہ کے لیے بکسر القاف و سکون ھاء، ہشام کے لیے دو وجہیں بکسر قاف ھاء میں قصر و اشباع، خلاد کے لیے دو وجہیں بکسر قاف و سکون ھا۔ بکسر القاف و اشباع، اور باقین (ورش، مکی، ابن ذکوان، خلف اور کسائی) کے لیے کسر قاف و اشباع ھاء۔ يَاْتِهٖ۔ سوسی کے لیے اسکانِ ھاء قالون و ہشام دونوں کے لیے دو دو وجہ کسرۂ مقصورہ اور کسرۂ موصولہ۔ اور باقین (ورش، مکی، دوری بصری، ابن ذکوان، عاصم، حمزہ اور کسائی) کے لیے کسرۂ موصولہ۔

نوٹ: ناظم کے بیان سے محققین نے اختلاف کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ طریق ناظم کے مطابق ہشام کے لیے يَاْتِهٖ میں صرف ایک وجہ اشباع پڑھنی چاہیے قصر نہیں۔

164/7 وَاِسْكَانُ يَرْضَهُ يُمْنُهُ لُبْسُ طَيِّبٍ ... بِخُلْفِهِمَا وَالْقَصْرَ فَاذْكُرْهُ نَوْفَلًا
لَهُ الرَّحْبُ ....

اور يَرْضَهُ میں اسکانِ ھاء یُمن کے لیے بلاخلف اور لُبْسُ طَيِّبٍ کے لیے بالخلف ہے۔ اور قصر فاذکرہ، نوفل، لہ اور الرحب کے لیے ہے"

یعنی وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ زمر میں ھاء ضمیر سوسی کے لیے بلاخلف اور بصری و ہشام کے لیے بالخلف ساکن ہے اور حمزہ، عاصم، ہشام (دوسری وجہ میں) اور نافع کے لیے قصر ہے، اور باقین کے لیے ضمہ موصولہ ہے۔ اور دوری، بصری کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔

165/8 .... وَالزِّلْزَالُ خَيْرًا يَرَهْ بِهَا ... وَشَرًّا يَرَهْ حَرْفَيْهِ سَكِّنْ لِيَسْهُلَا

اور سورۂ زلزال میں خَیْرًا یَّرَہٗ اور شَرًّا یَّرَہٗ کے دونوں کلموں (کی ھاء ضمیر) کو ساکن پڑھ لِیُسْھِلَا کے مرموز ہشام کے لیے۔

یعنی ہشام کے لیے یَرَہٗ کے دونوں کلموں میں ھاء وصلاً وقفاً ساکن ہے اور باقین نے وصلاً ضمۂ موصولہ اور وقفاً بسکونِ ھاء پڑھا ہے۔ الزلزال کی قید سے لَمْ یَرَہٗ اَحَدٌ سورۂ بلد والا کلمہ نکل گیا جس میں تمام قراء کے لیے فقط ضمۂ موصولہ ہے۔

۹/۱۶۶ وَعَنْ نَفَرٍ اَرْجِئْهُ بِالْهَمْزِ سَاكِنًا ۞ وَفِي الْهَاءِ ضَمَّ لَفَّ دَعْوَاهُ حَرْمَلَا

محفوظ کیا نفر نے اَرْجِئْهُ کو ہمزہ ساکنہ کے ساتھ اور ہاء پر ضمہ ہے۔ لَفَّ، دَعْوَاهُ، حَرْمَلَ کے مرموزین کے لیے :

۱۰/۱۶۷ وَاَسْكِنْ نَصِيْرًا فَازَ وَاكْسِرْ لِغَيْرِهِمْ ۞ وَصِلْهَا جَوَادًا دُوْنَ رَيْبٍ لِتُوْصَلَا

اور تو نَصِیْرًا فَازَ کے لیے ھاء ضمیر کو ساکن پڑھ۔ اور اس ضمیر کو مکسور پڑھ باقین (نافع، ابن ذکوان، کسائی) کے لیے اور صلہ کر جَوَادًا دُوْنَ رَیْبٍ لِتُوْصَلَا کے لیے۔

مطلب یہ کہ اَرْجِئْهُ اعراف و شعراء میں نفر کے مرموزین کی، بصری، شامی کے لیے بالہمز اَرْجِئْهُ اور باقین نافع، عاصم، حمزہ، کسائی بغیر ہمزہ پڑھتے ہیں۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ نفر کے مرموزین میں سے ہشام، کی اور بصری نے ھاء کو ضمہ پڑھا ہے۔ اور عاصم و حمزہ نے ھاء ضمیر کو اسکان کے ساتھ پڑھا ہے اور باقین نے یعنی نافع، ابنِ ذکوان اور کسائی نے بکسر ھاء پڑھا ہے۔ تیسرا مسئلہ صلہ کا ہے جس میں فرمایا کہ ورش، کی، کسائی اور ہشام نے صلۂ ھا کے ساتھ پڑھا ہے

خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ قالون نے ترکِ الہمز، بکسر ھاء اور قصر کے ساتھ اَرْجِهِ پڑھا ہے۔ ورش اور کسائی بغیر ہمزہ اور کسرۂ موصولہ کے ساتھ پڑھتے ہیں یعنی اَرْجِهِۦ۔ کی اور ہشام بالہمز مع ضمۂ موصولہ پڑھتے ہیں یعنی اَرْجِئْهُۥ ابوعمرو، بصری بالہمز و ضمۂ مقصورہ پڑھتے ہیں یعنی اَرْجِئْهُ۔ ابنِ ذکوان بالہمز و کسرۂ منقصورہ پڑھتے ہیں یعنی اَرْجِئْهِ۔ عاصم و حمزہ بغیر ہمزہ و اسکانِ ھا پڑھتے ہیں یعنی اَرْجِهْ۔ لہٰذا اس لفظ میں کل چھ قراءتیں ہوئیں۔ تین قراءتیں، ہمزہ پڑھنے والوں کے لیے۔ (۱) اَرْجِئْهُۥ۔ کی و ہشام کے لیے۔ (۲) اَرْجِئْهُ۔ بصری کے لیے۔ (۳) اَرْجِئْهِ۔ ابنِ ذکوان کے لیے۔

بغیر ھامزین کے لیے تین قراءتیں حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) اَرْجِهِ۔ قالون کے لیے۔ (۲) اَرْجِهِۦ۔ ورش و کسائی کے لیے۔ (۳) اَرْجِهْ۔ عاصم و حمزہ کے لیے۔

بَابُ المَدِّ وَالقَصْرِ

۱/۱۶۸ اِذَا اَلِفٌ اَوْ يَاءُهَا بَعْدَ كَسْرَةٍ — اَوِالْوَاوُ عَنْ ضَمٍّ لَقِي الْهَمْزَ طُوِّلَا

جس وقت الف یا یاء ساکنہ بعد الکسر یا واو ساکنہ بعد ضم ہمزہ کے ساتھ متصل ہو کر آئے تو حرف مد کو لمبا کر کے پڑھا جائیگا۔

الف، یاء ساکنہ بعد الکسر اور واو ساکنہ بعد الضم کو حرف مد ولین یا حرف مد کہتے ہیں۔ واؤ ساکنہ بعد الفتح، یاء ساکنہ بعد الفتح کو حرف لین کہا جاتا ہے۔ ناظم اس شعر میں مد فرعی کی ایک قسم، مد متصل کو بیان فرما رہے ہیں۔ اور اس مراد پر قرینہ یہ کہ مد منفصل کو آئندہ شعر میں بیان کرتے ہیں۔ تمام قراء اس بات پر متفق ہیں کہ مد متصل کو، مد اصلی سے زیادہ بڑھا کر پڑھا جائے گا۔ لیکن مقدار میں اختلاف ہے، اگرچہ ناظم کی عبارت میں اس اختلاف سے تعرض نہیں کیا گیا، لیکن ان کے تلمیذ علامہ سخاوی ناقل ہیں کہ ناظم رحمہ اللہ کا قول یہ تھا کہ وہ مد متصل میں ورش اور حمزہ کے لیے طول بقدر تین الف یا بالفاظ دیگر بقدر چھ حرکات پڑھاتے تھے اور باقی قراء کے لیے توسط بقدر دو الف یعنی چار حرکات پڑھاتے تھے۔

قولہ اَوْ يَاءُهَا ضمیر الف کی طرف راجع ہے اور اضافت لِاَدْنٰی مُلابَسَت ہے یعنی مثل الف کے یا ساکنہ، اسی طرح اَلْوَاوُ میں الف لام عہدی بمعنی واو ساکنہ۔

۲/۱۶۹ فَاِنْ يَنْفَصِلْ فَالْقَصْرَ بَادِرْهُ طَالِبًا — بِخُلْفِهِمَا يُرْوِيكَ دَرًّا وَمُخْضَلَا

(ب، ط، ی، د)

پس اگر ہمزہ حرف مد سے جدا ہو تو بَادِرْهُ طَالِبًا کے لیے بالخلف قصر ہے اور يُرْوِيكَ دَرًّا کے لیے صرف قصر ہے۔

بَادِرْهُ، جلدی کر اس کے لینے میں۔ يُرْوِيكَ، سیراب کرے تجھے۔ دَرًّا، دودھ۔ مُخْضَلَا، شادابی۔

یعنی اس شعر میں مد منفصل کے اختلاف کو بیان کرتے ہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ مد منفصل میں سوسی اور مکی کے لیے صرف قصر بقدر دو حرکت ہی ہے۔ قالون اور دوری بصری کے لیے بخلف، قصر اور توسط دونوں ہیں۔ اور باقی قراء غیر ورش و حمزہ کے لیے توسط بقدر چار حرکات ہے اور ورش و حمزہ کے لیے طول بقدر چھ حرکات ہے۔ آگے مد متصل و منفصل کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔

۳/۱۷۰ كَجِيْءَ وَعَنْ سُوْءٍ وَشَاءَ اتِّصَالُهُ — وَمَفْصُوْلُهُ فِيْ اُمِّهَا اَمْرُهُ اِلٰى

جیسے جِيْءَ، عَنْ سُوْءٍ اور شَاءَ، یہ مثالیں متصل کی ہیں، اور منفصل کی مثالیں، فِيْ اُمِّهَا اور اَمْرُهُ اِلٰى ہیں۔

یعنی جِيْءَ بِالنَّبِيِّيْنَ، اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْءٍ اور شَاءَ وغیرہ میں مد متصل ہے اور فِيْ اُمِّهَا اور اَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ وغیرہ میں مد منفصل ہے۔

۴/۱۷۱ وَمَا بَعْدَ هَمْزٍ ثَابِتٍ اَوْ مُغَيَّرٍ فَقَصْرٌ وَقَدْ يُرْوٰى لِوَرْشٍ مُطَوَّلَا

اور وہ حرف مد جو ہمزہ ثابتہ یا مغیرہ کے بعد ہو وہ قصر کے ساتھ اور ورش کے لیے مد طویل کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

۵/۱۷۲ وَوَسَّطَهٗ قَوْمٌ كَاٰمَنَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً اٰتٰى لِلْاِيْمَانِ مُثِّلَا

اور ایک قوم نے اس میں توسط کیا ہے۔ جیسے اٰمَنَ، هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً، اٰتٰى، اور لِلْاِيْمَانِ۔ مثالیں دی گئی ہیں۔

یعنی حرف مد جب ہمزہ کے بعد واقع ہو خواہ یہ ہمزہ محقق ہو یا مغیّر ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ تمام قراء کے لیے جن میں ورش بھی داخل ہیں قصر ہوتا ہے لیکن ورش کے لیے اس میں طول بقدر چھ حرکات اور توسط بقدر چار حرکات بھی جائز ہے۔ لہٰذا اس نوع میں کہ جس کو مد بدل بھی کہتے ہیں، ورش کے لیے تین وجوہ ہیں۔ قصر، توسّط، طول۔ آگے ناظم نے اس مد بدل کی چار مثالیں دی ہیں، جن میں سے دو میں حرف مد سے پہلے ہمزہ محقق ہے یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ اور اٰتَى الْمَالَ اور دو میں ہمزہ مغیّر بالابدال ہے۔ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً کہ ہمزۂ ثانیہ ورش کے یہاں یا سے بدلتا ہے اور لِلْاِيْمَانِ کہ ہمزہ نقل حرکت کی وجہ سے محذوف ہے۔ تغیّر کی ایک تیسری مثال تسہیل کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے مثلاً ءَاٰمَنْتُمْ کہ دوسرا ہمزہ مسہّل ہے۔

۶/۱۷۳ سِوٰى يَاءِ اِسْرَائِيْلَ اَوْ بَعْدَ سَاكِنٍ صَحِيْحٍ كَقُرْاٰنٍ وَمَسْئُوْلًا اسْاَلَا

سوائے لفظ اسرائیل کی یاء کے، اور سوائے اس حرف مد کے، جو واقع ہو بعد ساکن صحیح کے، جیسے لفظ قُرْاٰن، اور مَسْئُوْلًا۔ خوب تحقیق کر لے تو۔

یہاں سے ناظم نے تین شعروں میں مد بدل میں تین وجوہ کی استثنائی شکلوں کو بیان کیا ہے، اور استثناء کے ذیل میں لفظ اسرائیل کی یاء کو سب سے پہلے بیان کیا یعنی تمام قرآن میں لفظ اسرائیل کی یاء تثلیث (تین وجوہ کا جواز) سے باجماع مستثنٰی ہے۔ لہٰذا صرف قصر ہوگا۔ اس کے بعد ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر حرف مد، بعد الہمز ہو اور یہ ہمزہ بعد ساکن صحیح متصل کے ہو جیسے اَلْقُرْاٰنُ، اَلظَّمْاٰنُ، مَسْئُوْلًا، مَذْءُوْمًا، تو اس قسم کے تمام الفاظ میں ورش کے لیے صرف قصر ہے۔ اس قاعدہ کی قیود پر غور کر لینا چاہیے۔ اسی لیے اِسْاَلَا فرمایا۔ قَوْلُهٗ بَعْدَ سَاكِنٍ احتراز ہے اس حرف مد سے جو واقع ہو ایسے ہمزہ کے بعد کہ واقع ہو رہا ہو وہ ہمزہ بعد متحرک کے، مثلاً سَآوِيْ، مَاٰبٌ تو ورش کے لیے تینوں وجہیں ہیں۔ قولہ صَحِيْحٍ احتراز مقصود ہے اس حرف مد سے کہ واقع ہو بعد ہمزہ کے، اور یہ ہمزہ بعد ساکن غیر صحیح کے ہو جیسے جَآءُوْا، بَآءُوْا یا بعد حرف لین کے ہو جیسے سَوْءٰتِ۔ کہ اس میں بھی ورش کے لیے تثلیث ہے۔ قولہ مُتَّصِلٍ۔ احتراز ہے اس حرف مد سے جو واقع ہو رہا ہو۔ بعد ہمزہ کے، اور ہمزہ واقع ہو بعد ساکن صحیح منفصل کے جیسے

مَنْ اٰمَنَ ، مَنْ اُوْتِیَ ایسے حرفِ مد میں ورش کے لیے تثلیث ہوگی۔

۱۷۴ وَمَا بَعْدَ هَمْزِ الْوَصْلِ ائْتِ وَبَعْضُهُمْ ❊ يُؤَاخِذُكُمْ آلْاٰنَ مُسْتَفْهِمًا تَلَا

اور سوائے اس حرفِ مد کے، جو بعد ہمزۂ وصل کے ہو جیسے ائْتِ۔ اور بعض مشائخ نے يُؤَاخِذُكُمْ کو اور آلْاٰنَ کو درآں حالیکہ وہ ہمزۂ استفہام والا ہو، مستثنیات میں پڑھا ہے۔

تثلیث سے مستثنیات کے ذیل میں دوسرا قاعدہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمزۂ وصل کے بعد آنے والے حرفِ مد میں ورش کی یہ تینوں وجہیں جاری نہ ہوں گی اور صرف قصر ہوگا۔ جیسے ائْتِ بِقُرْاٰنٍ۔ اُؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ۔ ائْذَنْ لِّیْ۔ استثناء کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں حرفِ مد بھی عارضی ہے کیونکہ ہمزہ سے بدلا ہوا ہے اور خود ہمزہ بھی عارضی ہے جو کہ وصل میں حذف ہو جاتا ہے۔

دوسرا لفظ جو تثلیث سے مستثنیٰ ہے يُؤَاخِذُ ہے جیسے لَا تُؤَاخِذْنَا، لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ۔ لہذا لفظ اسرائیل کی طرح اس لفظ کو بھی تثلیث سے مستثنیٰ سمجھنا چاہیے۔ ایک چیز جو یہاں قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ حضرتِ ناظم نے وَبَعْضُهُمْ فرمایا ہے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ لفظ يُؤَاخِذُ کا استثناء، بعض ناقلینِ ورش کے یہاں ہے اور بعض کے یہاں نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کلمہ باجماع مستثنیٰ ہے یعنی باجماع صرف قصر ہے لہذا مناسب ہوتا کہ ناظم وَبَعْضُهُمْ نہ فرماتے۔ (الوافی فی شرح الشاطبیہ) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ ادا نے ورش کے لیے تثلیث سے دو کلموں کو نیز مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ایک آلْاٰنَ، جو ہمزۂ استفہام کے ساتھ ہے اور یہ یونس میں دو جگہ ہے آلْاٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ اور آلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔ ان بعض مشائخ نے اس میں توسط اور طول سے منع کرتے ہوئے صرف قصر کیا ہے۔ یاد رہے کہ گفتگو، لام کے بعد والے الفِ مد میں ہو رہی ہے کیونکہ پہلا الف اس باب سے تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ اس کا مد، سکونِ لازم مقدر کی وجہ سے ہے اور چونکہ سکون مقدر ہے اس لیے پہلے الف میں ورش اور قالون دونوں کے لیے دو وجہیں ہیں، طول اعتبارًا للاصل اور قصر اعتبارًا بحرکۃ اللام العارضۃ

قَوْلُهٗ مُسْتَفْهِمًا یہ قید احترازی ہے۔ کیونکہ آلْاٰنَ غیر استفہامیہ میں باتفاق جمیع اہلِ ادا، ورش کے لیے تثلیث ہوگی جیسے اَلْاٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ، اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ دوسرا کلمہ جس کو بعض مشائخ نے تثلیث سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اَلْاُوْلٰی ہے جو سورۂ نجم میں لفظ عَادًا کے بعد واقع ہے وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادًا الْاُوْلٰی۔ پس ان بعض مشائخ کے یہاں اس میں صرف قصر ہوگا۔ اور سورۂ نجم کی تقیید سے سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰی، فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی، خارج نہیں ہوئے کہ باتفاق ورش کے لیے تثلیث ہوگی۔ اَلْاُوْلٰی کا ذکر آئندہ شعر میں آرہا ہے۔ اس جگہ ایک استثنائی اصول اور بھی ہے جس کو ناظم نے بیان نہیں کیا، مناسب تھا کہ اس کو بھی ذکر فرماتے۔ اور وہ یہ کہ جو حرفِ مد، ہمزہ کے بعد تنوین سے بدل کر آیا ہو جیسے دُعَآءً، نِدَآءً، غُثَآءً، مُتَّكَأً وغیرہ بحالتِ وقف تنوین، الف سے بدل جائے گی۔ ورش کے لیے اس میں بھی باجماع صرف قصر ہوگا۔ کیونکہ الف عارضی ہے۔ اسی لیے رَاَ الْقَمَرَ، تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ۔ میں عند الوقف تثلیث ہے کیونکہ الف کا وجود اصلاً ثابت ہے۔ اور اجماع

ساکنین کی وجہ سے عارضی طور پر حذف ہے۔

۸/۱۷۵ وَعَادًا الْاُوْلٰی وَابْنُ غَلْبُوْنَ طَاهِرٌ　　بِقَصْرِ جَمِیْعِ الْبَابِ قَالَ وَقَوَّلَا

اور سوائے عَادًا الْاُوْلٰی کے۔ اور شیخ ابن غلبون طاہر نے اس پورے باب میں قصر ہی کہا ہے اور کہلایا ہے۔

عَادًا الْاُوْلٰی والی گفتگو اوپر گزر چکی ہے فرماتے ہیں کہ شیخ ابن غلبون طاہر نے اس پورے باب میں یعنی حرف مد، بعد ہمزہ ثابت اَوْمُغَیَّر میں قصر ہی پڑھا پڑھایا ہے۔ قَوَّلَ یعنی قَوَّلَ غَیْرَہٗ مطلب یہ کہ اسی قصر کے ساتھ دوسرں کو بھی قائل کیا ہے، یا مراد ہے قَوَّلَ وَرْشًا یعنی قصر کو ورش کی طرف بھی منسوب کیا ہے کہ ورش قصر ہی کیا کرتے تھے، یا قَوَّلَ بمعنی تَقَوَّلَ ہے یعنی قصر کے علاوہ کو تَقَوَّلَ افتراء کی طرف منسوب کیا ہے یعنی قصر ہی صحیح اور باقی سب وہم ہے۔

نوٹ:- شیخ ابن غلبون، علوم قراءت میں حجت اور سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابوالحسن ابنِ غلبون طاہر پورا نام ہے۔ ان کے والد علامہ عبدالمنعم بن غلبون ہیں۔

یہ دونوں باپ بیٹے نہایت فاضل علماء قراءت میں سے ہوئے ہیں اس فن میں ان دونوں کی بڑی بیش قیمت اور مفید تصانیف ملتی ہیں یہ دونوں حلبی ہیں، مصر میں اقامت اختیار کی، بے شمار دنیا کو ان دونوں سے علمی فیض حاصل ہوا، دونوں کا انتقال مصر میں ہوا۔ والد کی تصانیف میں سے کتاب الارشاد ہے ان کے مشہور تلامیذ میں سے مکی ابن ابی طالب قیسی ہیں بیٹے کی تصانیف میں سے کتاب التذکرہ مشہور ہے۔ اور شاگردوں میں امام ابوعمرو دانی، مؤلفِ کتاب التیسیر ہیں۔ رحمھم اللہ جمیعًا۔

۹/۱۷۶ وَعَنْ كُلِّهِمْ بِالْمَدِّ مَا قَبْلَ سَاكِنٍ　　وَعِنْدَ سُكُوْنِ الْوَقْفِ وَجْهَانِ اُصِّلَا

اور تمام قراء سے مد کرنا ثابت ہے اس حرف مد میں کہ جو قبل ساکن لازم ہو، اور سکون وقفی کے وقت دو وجہیں اصل قرار دی گئی ہیں

ناظم رحمہ اللہ جب ان انواع مد سے فارغ ہو گئے جن میں سببِ مد ہمزہ تھا تو اب ان انواع کو شروع کرتے ہیں۔ جن میں سببِ مد سکون ہوتا ہے اور سکون کی دو قسمیں ہیں سکون لازم، کہ حرف مد سے وصلًا وقفًا کسی حال میں بھی جدا نہ ہو۔ اور سکونِ عارض یعنی اصل میں تو حرفِ متحرک ہو مگر وقف کی وجہ سے ساکن ہو جائے۔ ناظم نے پہلے مصرعہ میں قسمِ اوّل کو بیان فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ تمام قراء کے یہاں یہ مد بلا اختلافِ مقدار طول کے ساتھ بقدر چھ حرکات ہوتا ہے جیسے الضَّآلِّیْنَ، الطَّآمَّةُ، آلذّٰكَرَیْنِ، اسی طرح وَلَاتَّیَمَّمُوْا، وَلَاتَّعَاوَنُوْا، بزی کے یہاں۔ اور اسی طرح وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا وغیرہ قراءتِ حمزہ میں۔ مد لازم کی مذکورہ قسموں میں سببِ مد، ادغام کی وجہ سے تشدید ہے اور تشدید وادغام نہ ہو بلکہ سکون محض ہو تو وہ بھی اسی قسم میں داخل ہے جیسے آلْئٰنَ اور صٓ، قٓ، نٓ، مقطعات پر ناظم مفصلًا کلام

فرمانے والے ہیں) اور جیسے مَحْيَايْ بسکون یا پڑھنے والوں کی قرات ہیں۔ بہرحال ، فی کلمۃٍ واحدۃٍ مراد ہے دو کلموں میں یہ شکل متصور نہیں جیسے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا وغیرہ کہ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حرفِ مد حذف ہو جاتا ہے
دوسرے مصرعہ میں کہ سکون عارضی کی وجہ سے مد عارض وقفی میں دو وجہیں اصل ہیں ، ایک مد طویل بقدر چھ حرکات دوسرے مد متوسط بقدر چار حرکات ۔ اور یہ مسئلہ بھی اجماعی ہے " اصل قرار دی گئی ہیں " سے اشارہ ہے ۔ کہ مد عارضی وقفی میں قصر بھی جائز ہے مگر رائج و مشہور نہیں ۔ علماء نے فرمایا کہ مد کے ان احکام میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حرفِ مد مصاحف میں مرسوم ہے یا نہیں ۔ مرسوم ہو جیسے عالمین ، يُؤْمِنُوْنَ ، الرحیم یا نہ ہو جیسے الرَّحْمٰن اسی طرح حرف مد اصل ہو یا مبدل ہو جیسے الذئب ، لَمْ يُؤْتَ ، وَاشْتَعَلَ الرَّاْس مبدلین کی قرات میں ۔
اور یاد رکھنا چاہیے کہ مد عارض وقفی کی طرح اس حرفِ مد میں بھی تینوں وجہیں (طول ، توسط ، قصر) جائز ہیں جس میں سوسی کے لیے ادغام کبیر کی وجہ سے سکون عارض ہو جائے جیسے قَالَ لَهُمْ ، الرَّحِيمِ مَّلِكِ وغیرہ ۔

۱۱ / ۱۷۷ وَمُدَّ لَهُ عِنْدَ الْفَوَاتِحِ مُشْبِعًا   وَفِي عَيْنٍ الْوَجْهَانِ وَالطُّولُ فُضِّلَا

اور تو مد کر اس ساکن کی وجہ سے حروفِ مقطعات میں خوب لمبا ۔ اور حرف عَيْن میں دو وجہیں ہیں اور طول کو فضیلت دی گئی ہے ۔

یعنی وہ حروفِ مقطعات کہ جو سہ حرفی ہیں اور درمیانی حرف ، مدہ ہے ان میں باجماع تمام قراء کے لیے طول بقدر چھ حرکات ہوگا اور ایسے حروف سات ہیں لام ، میم ، کاف ، صاد ، قاف ، سین ، نون ۔ البتہ اگر حرف ساکن کسی وجہ سے متحرک ہو جائے جیسے تمام قراء کے لیے الٓمّٓ اللّٰهُ بحالتِ وصل ، یا جیسے ورش کے لیے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاس بحالتِ وصل و نقل تو ایسی صورت میں دو وجہیں ہیں ۔ اصل پر نظر کرتے ہوئے طول ۔ اور عارضی حرکت پر نظر کرتے ہوئے قصر ۔ لیکن توسط کسی کے لیے بھی جائز نہیں ۔ اس کے بعد فرمایا ہے کہ حرفِ عَيْن (جو کہ مریم و شوریٰ کے اوائل میں واقع ہے) میں دو وجہیں ہیں ، اَلْوَجْهَان میں الف لام عہدی ہے یعنی وہی دو وجہیں جو مد عارض وقفی میں بیان کر کے آئے ہیں طول اور توسط ۔ اور طول اقوی اور ارجح ہے توسط سے ۔ نیز یاد رہے کہ قرات میں دو لفظ هٰذَانِّ ۔ اور اَلَّذَانِّ بتشدید نون پڑھے گئے ہیں ان دونوں میں بھی اس تشدید والی وجہ میں یہی دو وجہیں ہیں طول اور توسط اور طول کو فضیلت ہے ۔

۱۱ / ۱۷۸ وَفِي نَحْوِ طٰهٰ الْقَصْرُ إِذْ لَيْسَ سَاكِنٌ   وَمَا فِي أَلِفْ مِنْ حَرْفِ مَدٍّ فَيُمْطَلَا

اور طٰهٰ جیسے حرفوں میں قصر ہے اس لیے کہ یہاں کوئی ساکن نہیں ، اور حرف اَلِف میں تو کوئی حرفِ مد ہی نہیں

کہ جس کو کھینچا جائے۔

یعنی جن حروف مقطعات کی بنا دو حرفوں پر ہے تو ان میں صرف قصر ہے اس لیے کہ حرف مد کے بعد کوئی ساکن ہی نہیں کہ جس کی وجہ سے مد کیا جائے ایسے دو حرفی حروف، طٰا، ھٰا، رٰا، یٰا، اور حٰا پانچ حروف ہیں اور اخیر میں فرمایا کہ حرف الف اگرچہ سہ حرفی ہے مگر اس میں درمیانی حرف، حرفِ مد نہیں۔ لہٰذا مطلقًا مد نہ ہوگا۔

قولہ فَیُمْطَلَا، مَطْل، سے بمعنی دراز کرنا۔

۱۲/۱۷۹ وَاِنْ تَسْكُنِ الْيَاءُ بَيْنَ فَتْحٍ وَهَمْزَةٍ ۔۔۔ بِكِلْمَةٍ اَوْ وَاوٍ فَوَجْهَانِ جُمِّلَا

۱۳/۱۸۰ بِطُوْلٍ وَقَصْرٍ وَصْلُ وَرْشٍ وَوَقْفُهُ ۔۔۔ ....

اور اگر یاء یا واؤ ایک کلمہ میں فتحہ اور ہمزہ کے درمیان میں واقع ہو تو اس یاء اور واؤ میں دو وجہیں خوبصورت قرار دی گئی ہیں۔ ایسی یاء اور واؤ ورش کے لیے وصل اور وقف دونوں حالتوں میں طول اور توسط کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ ناظم نے ابیاتِ سابقہ میں حرف مدہ کی انواع ذکر فرمائیں جب کہ وہ ہمزہ یا سکون کے ساتھ واقع ہوں۔ اور اب لین کے دونوں حرف واؤ اور یاء کا حال ذکر کرتے ہیں۔ جب وہ ہمزہ یا سکون کے ساتھ واقع ہوں سکون کا حال تو آگے آرہا ہے پہلے ہمزہ کے ساتھ سمجھ لیجئے۔ تو فرمایا کہ جب یاء اور واؤ ایک کلمہ میں اس طرح واقع ہوں کہ ان سے پہلے حرف پر فتحہ ہو اور بعد میں ہمزہ ہو تو ورش کے لیے ایسی واؤ یاء میں وصلًا وقفًا دو وجہیں ہیں طول اور توسط۔ عام اس سے کہ یہ حرفِ لین وسط کلمہ میں ہو جیسے شَيْئًا، كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ، وَلَا تَيْئَسُوْا، سَوْءَةَ اَخِيْهِ، سَوْاٰتُهُمَا۔ یا آخر کلمہ میں ہوں مثلًا شَيْءٌ، ظَنَّ السَّوْءِ۔ قولہ بِكِلْمَةٍ یہ قید اس لیے لگائی کہ دو کلموں میں یہ مد نہ ہوگا بلکہ ورش کے لیے نقل حرکت ہوگی اور ہمزہ حذف ہو جائے گا۔ مثلًا وَلَوْ اٰمَنَ، اِبْنَيْ اٰدَمَ۔ قولہ وَقَصْرٍ قصر سے ناظم کی مراد توسط ہے۔ کیونکہ طول کے ساتھ جب لفظ قصر بولا جائے تو اس سے قصرِ اصطلاحی نہیں بلکہ عدم الطول یعنی توسط مراد ہوتا ہے۔ اور جب مد کے ساتھ قصر بولا جائے تو اس وقت قصر سے اصطلاحی قصر ہی مراد ہوتا ہے۔ آگے حرف لین کے بعد سکون عارضی پائے جانے کا حال بیان کرتے ہیں۔

۱۳ .... ۔۔۔ وَعِنْدَ سُكُوْنِ الْوَقْفِ لِلْكُلِّ اُعْمِلَا

۱۴/۱۸۱ وَعَنْهُمْ سُقُوْطُ الْمَدِّ فِيْهِ وَوَرْشُهُمْ ۔۔۔ يُوَافِقُهُمْ فِيْ حَيْثُ لَا هَمْزَ مُدْخَلَا

اور حرفِ لین میں سکونِ وقفی کے وقت تمام قراء کے لیے یہ دونوں وجہیں (طول و توسط) عمل میں لائی گئی ہیں اور انہیں تمام قراء سے اس قسم (مدّلین عارض) میں مد کا سقوط (یعنی قصر) بھی وارد ہے اور ورش بھی ان جمہور قراء کی (اس طول توسط قصر میں) اس مقام پر (مدّلین عارض میں) موافقت کرتے ہیں جہاں حرفِ لین کے بعد ہمزہ داخل کیا ہوا نہ ہو "۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس لفظ میں یہ شکل ہو کہ واؤ (لین) یا یاء (لین) سے پہلے فتحہ ہو اور ان کے بعد آخر کلمہ میں ہمزہ ہو تو ورش کے لیے اس میں وصلًا وقفًا طول یا توسط ہوگا اور غیر ورش کے لیے اس میں بحالت وقف تین وجوہ ہیں طول، توسط، قصر اور وصل میں کوئی خاص حکم نہیں اور جب واوِ لین یا یاءِ لین کے بعد ہمزہ نہ ہو تو ورش وغیرہ میں وصلًا وقفًا کوئی فرق نہیں یعنی سب کے لیے وقف میں تینوں وجوہ ہیں۔ اور وصل میں کوئی خاص حکم نہیں مثلًا رَأْیَ الْعَیْنِ، فَلَا فَوْتَ، اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ، حَذَرَ الْمَوْتِ، لیکن شَیْءٍ اور سَوْءٍ میں ورش کے لیے وصلًا وقفًا دونوں حالتوں میں طول و توسط ہے اور جمہور کے یہاں وقف میں تینوں وجوہ جائز ہیں اور وصل میں کچھ نہیں۔

$\frac{15}{182}$ وَفِیْ وَاوِ سَوْءَاتٍ خِلَافٌ لِوَرْشِهِمْ   وَعَنْ كُلٍّ الْمَوْءُوْدَةُ اقْصُرْ وَمَوْئِلًا

اور سَوْءَات کی واؤ میں ورش کے لیے خلف ہے اور تمام ناقلینِ روایت ورش سے روایت کیا گیا کہ قصر کر تو اَلْمَوْءُوْدَةُ اور مَوْئِلًا میں۔"

یعنی سَوْءَاتَ کی واؤ میں ناقلینِ روایتِ ورش میں اختلاف ہے بعض مشائخ اس لفظ کو مدّلین کے اس باب سے خارج قرار دیتے ہیں لہٰذا نہ توسط اور نہ مد، بلکہ قَوْلًا اور خَوْفًا کی طرح واؤ کو پڑھتے ہیں اور بعض نے اس کو باب سے خارج نہیں مانا ہے بلکہ اَلسَّوْءَةُ کی طرح داخلِ باب مانتے ہیں لہٰذا اس میں بھی حسبِ معمول طول و توسط کیا ہے۔ دونوں طرق جمع کرنے سے نکلا کہ ورش کے لیے اس میں تینوں وجوہ جائز ہیں قصر، توسط، طول، لیکن محققین نے اس میں یہ بات کہی ہے کہ خلف اس میں قصر و توسط میں دائر ہے۔ اور قصر کی صورت میں اس مدِ بدل میں جو اس واؤ کے بعد ہے قصر، توسط، طول تینوں جائز ہیں اور توسط کی صورت میں بدل میں صرف توسط ہوگا۔ گویا کل چار صورتیں ہوئیں۔ چنانچہ محقق الفن علامہ جزری اسی کے قائل ہیں۔ اور اسی پر عمل ہے۔ اس کے بعد ناظم صاحب نے تمام رواۃِ ورش سے دو کلموں میں قصر واؤ کا حکم دیا ہے۔ وَإِذَا الْمَوْءُوْدَةُ (تکویر) مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا (کہف) یاد رہے کہ لفظ مَوْءُوْدَةُ میں پہلی واؤ مراد ہے۔ دوسری میں بدل ہونے کے باعث باتفاق تینوں وجوہ ہوں گی۔

نوٹ: یاد رہے کہ سَوْءَاتَ، مَوْءُوْدَةُ اور مَوْئِلًا میں قصر سے مراد مقدار دو حرکت کھینچنا نہیں بلکہ واوِ ساکنہ مجردہ عن المد کا تلفظ مراد ہے جیسے فَوْقَكُمْ کی واؤ۔ یہ بات تجوید کی اصطلاح کے مطابق ہے۔

بَابُ الْهَمْزَتَيْنِ مِنْ كَلِمَةٍ

١/١٨٣ وَتَسْهِيلُ أُخْرَى هَمْزَتَيْنِ بِكِلْمَةٍ ... سَمَا وَبِذَاتِ الْفَتْحِ خُلْفٌ لِتَجْمُلَا

اور ایک کلمہ میں جمع ہونے والے دو ہمزوں میں سے دوسرے میں تسہیل سَمَا کے مرموزین (نافع، مکی، بصری) کے لیے ہے اور فتحہ والے (دوسرے) ہمزہ میں لِتَجْمُلَا کے (مرموز ہشام کے) لیے بھی تسہیل بالخلف ہے۔

جب دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں تو اس باب میں دوسرے ہمزہ کا حال بیان کرنا چاہتے ہیں یاد رہے کہ ان میں پہلا ہمزہ ہمیشہ مفتوح ہوگا اور دوسرا مفتوح مضموم اور مکسور تینوں طرح ہوگا۔ قراء کے یہاں تسہیل کے دو معنی ہیں ایک مطلق تغیر جو شامل ہے تسہیل بین بین اور ابدال اور حذف تینوں تغیرات کو اور ایک تسہیل بین بین، اور وہی یہاں مراد ہے۔ تسہیل بین بین کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ کو بجائے محقق ادا کرنے کے، ہمزہ اور اس کی حرکت کے موافق حرف مد کے درمیان درمیان ادا کیا جائے یعنی مفتوح ہو تو بین الہمزہ والالف، مضموم ہو تو بین الہمزہ والواؤ اور مکسور ہو تو بین الہمزہ والیاء ادا کیا جائے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ایک کلمہ میں جب دو ہمزہ جمع ہوں تو سَمَا کے مرموزین کے لیے دوسرے میں تسہیل ہوگی خواہ وہ مفتوح ہو جیسے ءَأَنْذَرْتَهُمْ، ءَأَنْتَ، ءَأَلِدُ، یا مکسورہ ہو جیسے ءَإِذَا، ءَإِنَّا، ءَإِنَّكَ، یا مضموم ہو جیسے ءَأُنْزِلَ، ءَأُلْقِيَ، ءَأُنَبِّئُكُمْ، قولہ وَبِذَاتِ الْفَتْحِ الخ یعنی ہمزۂ ثانیہ مفتوحہ میں ہشام کے لیے خلف ہے اس میں ان کے لیے دو وجہیں ہیں، تسہیل، تحقیق۔

٢/١٨٤ وَقُلْ أَلِفًا عَنْ أَهْلِ مِصْرَ تَبَدَّلَتْ ... لِوَرْشٍ وَفِي بَغْدَادَ يُرْوَى مُسَهَّلَا

اور کہہ تو کہ وہ ذات الفتح ہمزہ اہل مصر کے یہاں ورش کے لیے الف سے بدلا ہے اور بغداد میں وہ تسہیل کے ساتھ ہی روایت کیا جاتا ہے۔

یعنی ہمزۂ ثانیہ جب مفتوح ہو تو ورش کے لیے اس میں تغیر کس طرح کا ہو؟ اس میں ورش کے رواۃ مختلف ہیں، مصریوں کی روایت میں وہ الف سے بدلا جائے گا اور بغدادیوں کے یہاں اس میں تسہیل بین بین ہی ہوگی جیسا کہ ہمزۂ ثانیہ مضموم و مکسور میں بھی ہے۔

لہٰذا ورش کے لیے ہمزۂ مکسورہ اور مضمومہ میں تو ایک ہی وجہ ہے یعنی تسہیل بین بین اور مفتوحہ میں دو وجہیں ہیں۔ ابدال بالالف اور تسہیل۔ ابدال بالالف کے ساتھ یہ بات یاد رہے کہ اگر اس ہمزۂ مُبْدَلَہ کے بعد حرف ساکن ہو جیسے ءَأَنْذَرْتَهُمْ، ءَأَشْفَقْتُمْ تو اس الفِ مُبْدَلَہ میں طول بقدر چھ حرکات ہوگا کیونکہ الف کا مابعد ساکن لازم ہے لہٰذا مد لازم کلمی مخفف ہوا۔ اور اگر الف کا بعد متحرک ہو، اور یہ صرف دو جگہ ہے۔ ءَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ (ہود) اور ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (ملک) تو الف مُبْدَلَہ کو بمقدار حرکتین مدِ اصلی کے درجہ میں پڑھا جائے گا، اور یہ جائز نہ ہوگا کہ اس کو مد بدل کے طور پر سمجھ لیا جائے کیونکہ ابدال کے عمل کی وجہ سے الف اصلی نہیں، عارضی ہے۔ نیز یاد رہے کہ علماء نے ءَأَنْتَ اور اسی طرح أَرَأَيْتَ پر وقف کی صورت میں وجہ ابدال کو

ناپسند ٹھیراتے ہوئے اس سے منع کیا ہے، بلکہ تسہیل کو بہتر قرار دیتے ہیں اور علت یہ ہے کہ ابدال کی صورت میں وقف کی وجہ سے تین حروف ساکنہ متواترہ جمع ہو جائیں گے جن میں صَوَافَّ ہ کی طرح کوئی حرف مدغم نہیں اور کلام عرب میں اس کی مثال موجود نہیں ہے تاہم علامہ دانی نے اَرَاَیْتَ پر صرف وقف بالابدال کو جائز کہا ہے، اس صورت میں یاء لین میں توسط ہونا چاہیئے طول ضعیف ہے۔ اور اس تمام بحث کے بعد ثابت ہوا کہ باقی غیر مذکورین کے لیے ہمزہ ثانیہ میں تحقیق ہے مفتوح ہو، مکسور ہو یا مضموم ہو۔

۳/۱۸۵ وَحَقَّقَهَا فِي فُصِّلَتْ صُحْبَةٌ ءَ اَعْ جَمِيٌّ وَالْاُولٰى اَسْقِطَنَّ لِتُسْهَلَا

اور تحقیق سے پڑھا ہے ہمزہ ثانیہ مفتوحہ کو سورۂ فصلت میں مرموزین صحبہ (حمزہ، کسائی، شعبہ) نے کلمہ ءَاَعْجَمِیٌّ میں۔
اور پہلے ہمزہ کو ساقط کر لِتُسْهَلَا کے مرموز ہشام کے لیے۔

یعنی سورۂ فصلت میں کلمہ ءَاَعْجَمِیٌّ کے ہمزہ ثانیہ کو حمزہ، کسائی، شعبہ نے تحقیق سے پڑھا ہے اور ہشام نے ہمزہ اول کا اسقاط کیا ہے اور ثانی میں تحقیق کی ہے، اور باقین قالون، مکی، بصری، ابن ذکوان اور حفص نے ہمزہ ثانیہ میں تسہیل کی ہے، جب کہ ورش کے لیے ثانی میں تسہیل اور ابدال دو وجہیں ہیں۔

۴/۱۸۶ وَهَمْزَةُ اَذْهَبْتُمْ فِي الْاَحْقَافِ شُفِّعَتْ بِاُخْرٰى كَمَا دَامَتْ وِصَالًا مُّوَصَّلَا

اور سورۂ احقاف میں اَذْهَبْتُمْ کے ہمزہ میں دوسرے ہمزہ کی آمیزش کی گئی ہے، کَمَا دَامَتْ کے مرموزین شامی اور مکی کے لیے، یہ قراءت یونہی پہونچی اور پہونچائی گئی ہے۔

یعنی اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ (سورۂ احقاف میں) کے ہمزہ سے پہلے ایک اور ہمزہ مفتوحہ کو ملا کر شامی اور مکی نے ءَاَذْهَبْتُمْ پڑھا ہے اور ہمزتین فی کلمۃ کے اصول کے مطابق مکی ثانیہ میں تسہیل بلا ادخال کرتے ہیں، اور شامی کے پہلے راوی ہشام تحقیق و تسہیل مع الادخال دو وجہیں پڑھتے ہیں اور دوسرے راوی ابن ذکوان تحقیق بلا ادخال پڑھتے ہیں، یاد رہے کہ بین الہمزتین ادخال الف کا مسئلہ عنقریب آگے آرہا ہے۔ شُفِّعَتْ تشفیع ایک کے ساتھ دوسری چیز ملا کر دو کر لینا۔ وِصَالًا مُّوَصَّلًا یعنی مَنْقُوْلًا اَوْصَلَهٗ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ۔

۵/۱۸۷ وَفِي نُوْنَ فِي اَنْ كَانَ شَفَّعَ حَمْزَةٌ وَشُعْبَةُ اَيْضًا وَالدِّمَشْقِي مُسَهِّلَا

اور سورۂ نٓ میں لفظ اَنْ كَانَ میں حمزہ اور شعبہ اور دمشقی نے ہمزہ کا اضافہ کیا ہے اور حالت یہ کہ دمشقی دوسرے ہمزہ میں تسہیل کرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ (نون) میں دوسرا ہمزہ ملا کر ءَأَنْ پڑھا ہے حمزہ، شعبہ اور شامی نے۔ اور فرق یہ ہے کہ حمزہ اور شعبہ کے لیے تحقیق ہمزتین بلاادخال ہے، اور ابن ذکوان کے لیے تحقیق اوّل و تسہیل ثانی بلاادخال ہے اور ہشام کے لیے تحقیق اوّل و تسہیل ثانی مع الادخال ہے اور باقین کے لیے صرف ایک ہمزہ ہے۔

۶/۱۸۸ وَفِي آلِ عِمْرَانٍ عَنِ ابْنِ كَثِيرِهِمْ يُشَفَّعُ أَنْ يُؤْتَى إِلَى مَا تَسَهَّلَا

اور ابن کثیر نے ان قراء میں سے آل عمران میں لفظ أَنْ يُؤْتَى کے ساتھ ہمزہ ملا کر پڑھا حتی کہ دوسرا ہمزہ تسہیل والا ہوا۔

یعنی سورۂ آل عمران میں أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ کے پہلے ابن کثیر کی نے ہمزہ کا اضافہ کیا ہے، اور اپنے اصول کے مطابق وہ تحقیق اُولیٰ و تسہیل ثانیہ بغیر ادخال پڑھتے ہیں۔ اور باقین ہمزۂ واحدہ پڑھتے ہیں۔ آل عمران کی قید لگا دی تا کہ أَنْ يُؤْتَى صُحُفًا (مدثر) نہ سمجھا جائے۔

۷/۱۸۹ وَطٰهٰ وَفِي الْأَعْرَافِ وَالشُّعَرَا بِهَا ءَآمَنْتُمْ لِلْكُلِّ ثَالِثًا أَبْدِلَا

طٰهٰ اور اعراف اور شعراء تینوں سورتوں میں لفظ ءَأَمَنْتُمْ کے تیسرے ہمزہ کو تمام قراء کے لیے (الف سے) بدل دے۔

یعنی کلمۂ ءَأَمَنْتُمْ تین سورتوں میں ہے، اعراف، طٰہٰ، اور شعراء میں۔ یہ اصل میں ءَأَأْمَنْتُمْ تین ہمزوں کے ساتھ ہے، اول اور ثانی مفتوح ہیں اور تیسرا ساکن، ناظم اس شعر میں حکم کرتے ہیں کہ تیسرے ہمزۂ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق الف سے بدلو، اور یہ حکم تمام قراء کے لیے ہے۔

۸/۱۹۰ وَحَقَّقَ ثَانٍ صُحْبَةٌ وَلِقُنْبُلٍ بِإِسْقَاطِهِ الْأُولَى بِطٰهٰ تُقُبِّلَا

اور مرموزین صحبہ حمزہ، کسائی، شعبہ نے ہمزۂ ثانیہ کو تحقیق سے پڑھا ہے (تینوں سورتوں میں) اور قنبل کے لیے سورۂ طٰہٰ میں پہلے ہمزہ کے اسقاط کے ساتھ قراءت مقبول ہوئی۔

بتلاتا یہ ہے کہ حمزہ، کسائی، شعبہ نے ہمزۂ ثانیہ کو تینوں جگہ تحقیق سے پڑھا ہے، جس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ باقین نے ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کی ہے۔ مگر قنبل صرف طٰہٰ میں (اور حفص تینوں جگہ جیسا کہ آتا ہے) پہلے ہمزہ کا اسقاط کرتے ہیں۔ اور وہ ایک ہمزہ محققہ پڑھتے ہیں۔ اور باقی دو سورتوں اعراف اور شعراء میں ہمزۂ اُولیٰ کا اثبات کرتے ہیں۔ اور قراءت نافع کی طرح ثانی میں تسہیل کرتے ہیں۔

۹/۱۹۱ وَفِي كُلِّهَا حَفْصٌ وَأَبْدَلَ قُنْبُلٌ فِي الْأَعْرَافِ مِنْهَا الْوَاوَ وَالْمُلْكِ مُوصِلَا

اور تینوں جگہ حفص نے پہلے ہمزہ کا اسقاط کیا ہے اور قنبل نے سورۂ اعراف میں پہلے ہمزہ کو اور سورۂ ملک میں بحالتِ وصل واؤ سے بدلا ہے۔

یعنی حفص نے تینوں جگہ ہمزۂ اول کا اسقاط کیا اور ایک ہمزۂ محققہ پڑھا اور قنبل نے اعراف میں پہلے ہمزہ کو واؤ سے بدلا ہے اور دوسرے میں بدستور تسہیل کی ہے۔ اور یہی صورت انہوں نے سورۂ ملک میں بھی اختیار کی ہے یعنی قَالَ فِرْعَوْنُ وَأٰمَنْتُمْ (اعراف) وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ وَأٰمِنْتُمْ (ملک)۔ اور یہ ابدال بالواؤ وصل میں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی فِرْعَوْنُ پر وقف کرے اور ءَ اٰمَنْتُمْ سے ابتدا کرے یا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ پر وقف کرے، اور ءَ أٰمِنْتُمْ سے ابتدا کرے تو پہلے ہمزہ کو تحقیق سے ہی پڑھے گا۔ یہاں ورش کے لیے یہ بھی یاد رہے کہ ءَ اٰمَنْتُمْ میں تینوں جگہ ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل محض ہوگی ابدال والی وجہ نہیں ہے اور بعد میں مدبدل کی تینوں صورتیں ہیں۔ قصر، توسط، طول۔

۱۰/۱۹۲ وَإِنْ هَمْزُ وَصْلٍ بَيْنَ لَامٍ مُّسَكَّنٍ ۞ وَهَمْزَةِ الِاسْتِفْهَامِ فَامْدُدْهُ مُبْدِلَا

اور اگر ہمزۂ وصل۔ لام (تعریف) ساکنہ۔ اور ہمزۂ استفہام کے درمیان واقع ہو تو (ہمزۂ وصل کو حذف کرنے کے بجائے) اس کو الف سے بدل کر اس میں مد کرو۔

یہاں سے اس ہمزۂ وصل کا حکم بیان کرتے ہیں جو لام تعریف اور ہمزۂ استفہام کے درمیان واقع ہو۔ اور یہ صورت قرآن میں چھ جگہ باتفاق اور ایک جگہ صرف ابو عمرو بصری کی قراءت میں واقع ہے ءَآلذَّكَرَيْنِ، دو جگہ (انعام) ءَآلْاٰنَ دو جگہ (یونس) ءَآللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ (یونس) ءَآللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (نمل) مَا جِئْتُمْ بِهِ ءَآلسِّحْرُ (یونس) علی قراءۃ البصری

اہل ادا متفق ہیں کہ ان مواضع میں ہمزۂ وصل درج کلام میں واقع ہونے کے باوجود حذف نہ ہوگا ورنہ کلامِ انشاء کا خبر کے ساتھ التباس ہوگا۔ اس لیے ہمزۂ وصل میں تغیر کیا جائے گا۔ تغیر کی دو ہی صورتیں ہیں یا ابدال ہو یا تسہیل، اس شعر میں ابدال کو بیان کرتے ہیں کہ ہمزۂ وصل کو الف سے بدل کر مدطویل کیا جائے گا۔ البتہ اگر لام تعریف کو (نقل حرکت کی وجہ سے) حرکت عارض ہو جائے جیسے کہ قراءتِ نافع میں ءَآلْاٰنَ (یونس) میں دونوں جگہ نقل کی وجہ سے لام مفتوح ہوا ہے۔ تو نافع کے لیے اصل پر نظر کرتے ہوئے طول اور عارض پر نظر کرتے ہوئے قصر دو وجہیں ہیں۔

۱۱/۱۹۳ فَلِلْكُلِّ ذَا أَوْلىٰ وَيَقْصُرُهُ الَّذِي ۞ يُسَهِّلُ عَنْ كُلٍّ كَآلْاٰنَ مُثِّلَا

جمیع قراء کے لیے یہ ابدال ہی بہتر ہے۔ اور قصر کرتا ہے وہ شخص جو تمام قراء کے لیے اس ہمزہ میں تسہیل کرتا ہے۔ جیسے آلْاٰنَ اس کی مثال دی گئی ہے۔

یعنی جن مشائخ نے ان کلمات میں بجائے ابدال کے تسہیل کو اختیار کیا ہے وہ مد نہیں بلکہ قصر کرتے ہیں کیونکہ

ہمزۂ مسہلہ محققہ ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔

١٢/١٩٤ وَلَامَدَّ بَيْنَ الْهَمْزَتَيْنِ هُنَا وَلَا ❊ بِحَيْثُ ثَلَاثٌ يَتَّفِقْنَ تَنَزُّلَا

اور نہیں جائز الف فاصل کا ادخال یہاں (یعنی مذکورہ سات کلمات میں) اور نہ ہی اس لفظ میں کہ تین ہمزہ واقع ہو رہے ہوں اس میں نزولًا۔

یعنی جن کلماتِ سبعہ میں کہ ہمزۂ وصل، بین ہمزۃ الاستفہام، ولام التعریف واقع ہوا ہے، ابدال میں اور نہ ہی تسہیل کی صورت میں، الف فاصل کا ادخال جائز نہیں، گویا جن حضرات کا مذہب ادخال بین الہمزتین ہے وہ بھی ادخال نہیں کریں گے اسی طرح الف فاصل کا ادخال ہر اس کلمے میں بھی جائز نہیں جس میں تین ہمزہ جمع ہو رہے ہوں اور یہ صورت لفظ آمَنْتُمْ (اعراف، طٰہٰ، شعراء) میں ہے اور لفظ ءَ اٰلِهَتُنَا (زخرف) میں ہے، فقط۔

١٣/١٩٥ وَاَضْرُبُ جَمْعِ الْهَمْزَتَيْنِ ثَلٰثَةٌ ❊ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ اَئِنَّا اَءُنْزِلَا

اور جمع ہمزتین (فی کلمۃ واحدہ) کی تین قسمیں ہیں۔ جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ، ءَاِنَّا اور ءَاُنْزِلَ۔

اَضْرُبُ، ضَرْبٌ کی جمع بمعنی قسم یعنی اجتماع ہمزتین فی کلمۃ کی اقسام قرآن مجید میں تین ہیں ایک یہ کہ دونوں مفتوحہ ہوں مثلاً ءَاَنْذَرْتَهُمْ، ءَاَسْلَمْتُمْ، ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ دوسری یہ کہ پہلا مفتوحہ: دوسرا مکسورہ ہو جیسے ءَاِنَّكُمْ، اَئِمَّةً۔ تیسری یہ کہ پہلا مفتوحہ دوسرا مضمومہ ہو جیسے اَؤُنَبِّئُكُمْ، ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ، تینوں قسموں میں پہلا ہمزہ مفتوح ہی ہے۔ اور دوسرا مفتوح، مکسور اور مضموم ہے۔

١٤/١٩٦ وَمَدُّكَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَالْكَسْرِ حُجَّةٌ ❊ بِهَا لُذْ وَقَبْلَ الْكَسْرِ خُلْفٌ لَهٗ وَلَا

اور تیرا ادخال الف کرنا فتح اور کسرے سے پہلے حُجَّةٌ بِهَا اور لُذْ کے مرموزین کے لیے ہے اور کسرہ سے پہلے لَهٗ کے مرموز کے لیے خلف ہے، اس حال میں کہ تو موافقت کرے۔

یعنی یہ الف کہ جس کو الفِ فصل کہتے ہیں کیونکہ یہ بین الہمزتین فصل کرتا ہے حا، با اور لام کے مرموزین بصری، قالون، ہشام کے یہاں بین الہمزتین داخل ہو گا جب کہ ہمزۂ ثانیہ مفتوح یا مکسور ہو۔ البتہ ہمزۂ مکسور سے پہلے اس الف کے ادخال میں ہشام کے لیے خلف ہے ادخال اور ترک ادخال دونوں ہیں۔

١٥/١٩٧ وَفِيْ سَبْعَةٍ لَا خُلْفَ عَنْهُ بِمَرْيَمٍ ❊ وَفِيْ حَرْفَيِ الْاَعْرَافِ وَالشُّعَرَا الْعُلَا

۱۶/۱۹۸ أَئِنَّكَ أَئِفْكاً مَعاً فَوْقَ صَادِهَا وَفِي فُصِّلَتْ حَرْفٌ وَبِالْخُلْفِ سُهِّلَا

مگر سات جگہ ہشام کے لیے کوئی خلف نہیں ہے۔ مریم میں اعراف کے دونوں کلموں میں اور عالیشان سورت شعراء میں۔ اور أَئِنَّكَ اور أَئِفْكاً میں کہ دونوں سورۂ صاد سے اوپر والی سورت صافات میں واقع ہیں اور ایک کلمہ سورۂ فصلت میں ہے جس میں خلف کے ساتھ تسہیل کی گئی ہے۔

مطلب یہ کہ قبل الکسر ہشام کے لیے سات جگہ خلف نہیں بلکہ صرف ادخال ہے اور وہ سات جگہ یہ ہیں۔ ءَ إِذَا مَامِتُّ (مریم) أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ اور أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا (دونوں اعراف میں) أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا (شعراء) أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ اور أَئِفْكاً آلِهَةً (دونوں صافات میں) أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ (فصلت)۔ قوله وبالخلف سُهِّلا یعنی اس آخری فصلت والے میں مزید بات یہ ہے کہ ہمزۂ مکسورہ میں ہشام کے لیے تحقیق و تسہیل میں خلف ہے، جب کہ ہشام کے لیے ہمزۂ مکسورہ میں اور کہیں بھی تسہیل نہیں۔

۱۷/۱۹۹ وَأَئِمَّةً بِالْخُلْفِ قَدْ مَدَّ وَحْدَهُ وَسَهِّلْ سَمَا وَصْفاً وَفِي النَّحْوِ أُبْدِلَا

اور لفظ أَئِمَّةً میں صرف ہشام نے خلف کے ساتھ ادخال الف کیا ہے، اور وصف میں سما والوں کے لیے تسہیل کر، اور نحو میں ہمزۂ ثانیہ کو یاء سے بدلا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سما والے نافع، مکی اور بصری ہمزۂ ثانیہ کو لفظ أئمہ میں تسہیل بلا ادخال سے پڑھتے ہیں اور ہشام ہمزہ ثانیہ میں تحقیق بلا ادخال اور تحقیق مع الادخال دو وجہیں پڑھتے ہیں اور باقیین تحقیق بلا ادخال پڑھتے ہیں۔ لفظ أَئِمَّةً قرآن میں حسب ذیل پانچ جگہ آیا ہے۔ (۱) فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ (توبہ)۔ (۲) وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا (انبیاء)۔ (۳) وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً (قصص)۔ (۴) وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ (قصص) (۵) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا۔ (سجدہ)۔ قوله وَفِي النَّحْوِ أُبْدِلَا یعنی بعض نحاۃ کا أَئِمَّةً میں مذہب، ہمزۂ ثانیہ کو یاء خالصہ سے بدلنا بھی ہے۔ یہ وجہ اگرچہ اہل سما سے بھی بعض طرق میں وارد ہے۔ مگر ہماری اس کتاب کے طریق سے نہیں لہٰذا نہ اس کی طرف التفات کیا جا سکتا ہے اور نہ یہ پڑھی جائے گی۔

۱۸/۲۰۰ وَمَدُّكَ قَبْلَ الضَّمِّ لَبَّى حَبِيبُهُ بِخُلْفِهِمَا بَرًّا وَجَاءَ لِيَفْصِلَا

اور تیرا ادخال الف کرنا ضمہ سے پہلے لَبّٰی حَبِیْبُہٗ کے مرموزین ہشام و بصری کے لیے بالخلف اور بَرًّا کے مرموز قالون کے لیے بلا خلف ہوگا۔ اور یہ الف اس لیے آتا ہے کہ بین الہمزتین فاصل ہو جائے۔

لَبَّی حَبِیْبَہٗ، اس نے اپنے دوست کو لبیک کہا۔ بَرًّا، نیک آدمی۔ یعنی لام، حا، با کے مرموزین ہشام، بصری کے لیے بالخلف، قبل الضم میں ادخال اور ترک ادخال دو وجہیں ہیں اور قالون کے لیے بلاخلف ادخال ہے اور باقین کے لیے ادخال نہیں۔ کلمۂ واحدہ میں ہمزۂ مفتوحہ کے بعد ہمزۂ مضمومہ قرآن میں تین جگہ ہے، قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ (آل عمران)۔ اَؤُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ (صٓ) اَؤُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ (قمر)۔ آگے ہشام ہی کے لیے بعض اہل ادا کا ایک دوسرا مذہب بیان کرتے ہیں۔

۱۹/۲۰۱ وَفِیْ اٰلِ عِمْرَانٍ رَوَوْا لِهِشَامِهِمْ ﴿ كَحَفْصٍ وَفِی الْبَاقِیْ كَقَالُوْنَ وَاعْتَلیٰ

اور بعض اہل ادا نے ہشام کے لیے آل عمران والے لفظ کو مثل حفص کے، اور باقی جگہ مثل قالون کے روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت بھی عالی شان ہے۔

خلاصہ یہ کہ بعض اہل ادا نے ہشام کے لیے آل عمران میں مثل حفص کے بلا ادخال مع التحقیق اور باقی دو جگہ میں مثل قالون کے ادغال مع التسہیل کے ساتھ پڑھا ہے۔ لہٰذا دونوں طریق کو جمع کرنے سے حاصل یہ ہوگا کہ ہشام کے لیے آل عمران میں دو وجہیں ہیں تحقیق[۱] مع الادخال اور تحقیق[۲] بلا ادخال۔ اور باقی دو جگہ میں تین وجہیں ہیں تحقیق[۱] مع الادخال، تحقیق[۲] بلا ادخال، تسہیل[۳] مع الادخال۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آل عمران میں دونوں طریق کی روشنی میں ہشام کے لیے تسہیل نہیں۔

بَابُ الْهَمْزَتَیْنِ مِنْ كَلِمَتَیْنِ

۱/۲۰۲ وَاَسْقَطَ الْاُوْلیٰ فِیْ اتِّفَاقِهِمَا مَعًا ﴿ اِذَا كَانَتَا مِنْ كِلْمَتَیْنِ فَتَی الْعَلَا

اور جس وقت دو ہمزہ دو کلموں میں جمع ہوں، اس حال میں کہ دونوں حرکت میں متفق ہوں تو ابو عمرو بصری نے پہلے کو ساقط کیا ہے۔

یعنی دو ہمزہ قطعی دو کلموں میں اس طرح لکھے ہوں کہ پہلا ہمزہ کلمۂ اولیٰ کے آخر میں اور دوسرا ہمزہ کلمۂ ثانیہ کے شروع میں ہو، تو جب دونوں پڑھے جا رہے ہوں اور پہلے پر وقف کر کے دوسرے سے ابتداء نہ کی جا رہی ہو تو اپنی حرکتوں کے اعتبار سے وہ دو طرح کے ہیں۔ متفق الحرکت اور مختلف الحرکت۔ اور متفق الحرکت کی تین قسمیں ہیں مفتوحتین، مضمومتین، مکسورتین۔ ناظم نے پہلے متفقتین میں قراء کا حال بیان کرنا شروع کیا ہے اور بتلایا کہ فتی العلا یعنی بصری نے متفقتین میں پہلے ہمزہ کو ساقط کیا ہے خواہ وہ دونوں مفتوحتین ہوں جیسے جَاۤءَ اَمْرُنَا، شَاۤءَ اَنْشَرَهٗ یا مکسورتین ہوں جیسے مِنَ السَّمَاۤءِ اِنْ، وَمِنْ وَّرَاۤءِ اِسْحٰقَ۔ یا مضمومتین ہوں اور اس کی قرآن میں صرف ایک ہی مثال ملتی

ہے، وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولٰئِكَ (احقاف) یاد رہے کہ جمہور اہل ادا نے پہلے ہمزہ ہی کا اسقاط مانا ہے جیسا کہ ناظم نے فرمایا، لہذا مد منفصل کی شکل ہوگی اور اس میں قصر و توسط ہوگا۔ آگے امثلہ لاتے ہیں۔

۲/۲۰۳ کَجَا اَمْرُنَا مِنَ السَّمَا اِنَّ اَوْلِيَا ۔۔۔ اُولٰئِكَ اَنْوَاعُ اتِّفَاقٍ تَجَمَّلَا

جیسے جَاءَ أَمْرُنَا، مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ (سبا) أَوْلِيَاءُ أُولٰئِكَ، یہ سب متفقتین کی قسمیں ہیں جو جمیل و خوبصورت ہیں۔

۳/۲۰۴ وَقَالُونُ وَالْبَزِّيُّ فِي الْفَتْحِ وَافَقَا ۔۔۔ وَفِي غَيْرِهِ كَالْيَا وَكَالْوَاوِ سَهَّلَا

اور قالون اور بزی دونوں نے فتح کی صورت میں بصری کے ساتھ موافقت کی ہے اور غیر فتح میں کالیا اور کالواو تسہیل کی ہے۔
یعنی ہمزتین فی کلمتین اگر مفتوحتین ہوں تو بصری کی طرح قالون اور بزی بھی پہلے ہمزہ کو ساقط کرتے ہیں اور اگر مکسورتین ہوں تو پہلے ہمزہ میں تسہیل کالیاء اور مضمومتین ہوں تو پہلے میں تسہیل کالواو کرتے ہیں۔

۴/۲۰۵ وَبِالسُّوءِ اِلَّا اَبْدَلَا ثُمَّ اَدْغَمَا ۔۔۔ وَفِيهِ خِلَافٌ عَنْهُمَا لَيْسَ مُقْفَلَا

اور بِالسُّوءِ إِلَّا میں ان دونوں نے ابدال وادغام کیا ہے، اور اس میں خلف ہے جو ان دونوں سے مروی ہے اور مسدود نہیں ہے۔

یعنی لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا (یوسف) میں ان دونوں سے ایک اور وجہ بھی مشہور ہے کہ ہمزۂ اولیٰ کو ماقبل کی جنس واو سے بدل کر دونوں واؤ میں ادغام کیا جائے اور ساتھ ہی پہلی وجہ بھی مشہور ہے کہ پہلے میں تسہیل کالیاء ادا کی جائے۔
دونوں وجہیں صحیح ہیں۔ لہذا خلف ہوا۔ جو مغلق و مسدود نہیں بلکہ مشہور و مستفیض ہے۔

۵/۲۰۶ وَالْاُخْرٰى كَمَدٍّ عِنْدَ وَرْشٍ وَقُنْبُلٍ ۔۔۔ وَقَدْ قِيلَ مَحْضُ الْمَدِّ عَنْهَا تَبَدَّلَا

اور دوسرا ہمزہ مسہل ہوگا، ورش اور قنبل کے نزدیک اور بیشک یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دوسرا ہمزہ خالص حرف مد سے بدل جاتا ہے۔

یعنی ہمزۂ ثانیہ، متفقتین میں سے یا تو ورش اور قنبل کے لیے مسہل بین بین پڑھا جائے گا اور یا اس کو ماقبل کی حرکت کے موافق خالص مد سے بدلا جائے گا۔ لہذا مفتوحتین میں پہلا محقق اور دوسرا خالص الف پڑھا جائے گا مضمومتین میں پہلا محقق اور دوسرا خالص واو مدہ سے بدلے گا اور مکسورتین میں پہلا محقق اور دوسرا خالص یاء مدہ سے بدل جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہو گا کہ ہمزۂ ثانیہ کا مابعد متحرک ہے یا ساکن۔ اگر متحرک ہو جیسے جَاءَ أَحَدٌ، فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ، أَوْلِيَاءُ أُولٰئِكَ تو صرف حرف

مد کی ادائیگی پر اکتفا کیا جائے گا اور کوئی اضافہ مد اصلی کی مقدار پر نہ ہو گا۔ اور مدِ بدل کے باب میں اس کو شامل کرتے ہوئے ورش کے لیے تثلیث نہ ہوگی کیونکہ حرفِ مد ہمزہ سے بدلا ہوا ہے۔ اور عارضی ہے۔ اور اگر ہمزۂ ثانیہ کا بعد ساکن ہو جیسے ، وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ ، فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ، مِنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ ، تو مد طویل ہوگا۔ اور اگر ورش کے لیے ان کے اصولِ نقلِ حرکت کی وجہ سے ہمزۂ ثانیہ کا مابعد متحرک ہو جائے تو قاری کو اختیار ہو گا کہ اصل پر نظر کرتے ہوئے طول کرے یا عارض پر نظر کرتے ہوئے قصر کرے اور یہ صورت قرآن میں تین جگہ ہوئی ہے۔ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ (نور) اور لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ اور اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ (دونوں احزاب میں)

۲۰۷ وَفِي هٰؤُلَا اِنْ وَالْبِغَا اِنْ لِوَرْشِهِمْ ۞ بِيَاءٍ خَفِيفِ الْكَسْرِ بَعْضُهُمْ تَلَا

اور ورش کے لیے هٰؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (بقرہ) اور عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (نور) میں بعض ناقلینِ ورش نے ہمزۂ ثانیہ کو یاءِ مکسورہ سے تبدیل کر کے بھی پڑھا ہے۔

گویا ورش کے لیے مذکورہ دو آیتوں میں ایک تیسری وجہ، ہمزۂ ثانیہ کو یاءِ مکسورہ سے بدلنا بھی ہے۔ البتہ قنبل کے لیے یہاں بھی دو ہی وجہ ہوں گی۔ تسہیل کالیاء اور ابدال بیاءِ المد۔

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ جن قراء کے یہاں ہمزۂ اولیٰ میں تغیر ہے وہ دوسرے کو محقق پڑھتے ہیں اور جن کے لیے ثانی میں تغیر ہے وہ اولیٰ کو محقق پڑھتے ہیں ایسا کوئی بھی نہیں جو بیک وقت دونوں میں تغیر کرتا ہو۔ البتہ باقی قراء دونوں میں تحقیق کریں گے۔

۲۰۸ وَاِنْ حَرْفُ مَدٍّ قَبْلَ هَمْزٍ مُغَيَّرٍ ۞ يَجُزْ قَصْرُهُ وَالْمَدُّ مَا زَالَ اَعْدَلَا

اور اگر حرفِ مد ہمزۂ مغیرہ سے پہلے پایا جا رہا ہو تو اس میں قصر جائز ہے اور مد ہمیشہ بہتر رہا ہے۔

اس شعر میں ایک نہایت اہم اصول بیان کرتے ہیں اور وہ یہ کہ مد کا سبب ہمزہ اگر کسی وجہ سے متغیر ہو جائے تو مد اور قصر دونوں جائز ہیں۔ ہمزہ میں تغیر کبھی تسہیل کی صورت میں ہوتا ہے جیسے قالون و بزی کے یہاں هٰؤُلَآءِ اِنْ میں پہلا ہمزہ جو مد متصل کا سبب تھا، مسہل پڑھے جانے کے سبب مُغَیَّر ہو گیا۔ اور کبھی یہ تغیر حذفِ ہمزہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال مذکور میں بصری کے لیے پہلا ہمزہ محذوف ہو گا۔ محققِ فن علامہ جزری نے علامہ شاطبی کے بیان میں تھوڑی سی ترمیم کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے اور جس کو تمام اہلِ ادا نے تسلیم کیا ہے کہ اگر تغیر بصورت تسہیل ہو تو مد اولیٰ و ارجح ہو گا۔ کیونکہ ہمزہ کا کچھ نہ کچھ اثر باقی ہے لیکن اگر تغیر اسقاطِ ہمزہ کی شکل میں ہو تو جائز تو مد بھی ہے مگر قصر اولیٰ و ارجح ہے کیونکہ سببِ مد کالعدم ہو گیا ہے۔

۸/۲۰۹ وَتَسْهِيلُ الْاُخْرٰى فِي اخْتِلَافِهِمَا سَمَا ۔ تَفِيْٓءَ اِلٰى مَعْ جَآءَ اُمَّةً اُنْزِلَا

اور دونوں ہمزوں کے مختلف الحرکت ہونے کی صورت میں سُما والوں (نافع ، مکی ، بصری) کے لیے تغیر کا عمل دوسرے ہمزہ میں ہوگا ، جیسے تَفِیْٓءَ اِلٰی ، جَآءَ اُمَّۃً نازل ہوا ہے۔

۹/۲۱۰ نَشَآءُ اَصَبْنَا وَالسَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا ۔ فَنَوْعَانِ قُلْ كَالْيَا وَكَالْوَاوِ سُهِّلَا

جیسے نَشَآءُ اَصَبْنٰا اور مِنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا پس (پہلی) دو قسموں (مکسور بعد المفتوح اور مضموم بعد المفتوح) میں کہہ تو کہ کالیا اور کالواو تسہیل کی گئی ہے۔

۱۰/۲۱۱ وَنَوْعَانِ مِنْهَا اُبْدِلَا مِنْهُمَا وَقُلْ ۔ يَشَآءُ اِلٰى كَالْيَاءِ اَقْيَسُ مَعْدِلَا

اور (دوسری) دو قسموں (مفتوح بعد الضم اور مفتوح بعد الکسر) میں واو اور یاء سے ابدال کیا گیا ہے۔ اور یَشَآءُ اِلٰی میں تسہیل کالیاء زیادہ قرینِ قیاس ہے از روئے انصاف کے۔

۱۱/۲۱۲ وَعَنْ اَكْثَرِ الْقُرَّاءِ تُبْدَلُ وَاوُهَا ۔ وَكُلٌّ بِهَمْزِ الْكُلِّ يَبْدَا مُفَصَّلَا

اور اکثر قراء سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ہمزۂ ثانیہ کو واؤ سے بدلا جائے۔ اور تمام قراء تمام صورتوں میں ابتداء کے وقت واضح طور پر ہمزہ سے ہی ابتدا کرتے ہیں۔

یعنی ہمزتین مختلفتین کی تیسری اور چوتھی شکل میں ہمزۂ ثانیہ میں سُما والوں کے لیے تغیر کی نوعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابدال بالواو والیا ہوگا یعنی ہمزۂ مفتوحہ بعد الضم کو واؤ سے اور ہمزۂ مفتوحہ بعد الکسر کو یاء سے بدلا جائے گا۔ جیسے نَشَآءُ اَصَبْنَا اور مِنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا۔ قولہ وَنَوْعَانِ مِنْهَا اُبْدِلَا مِنْهُمَا ، مِنْهَا کی ضمیر ، ہمزہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اُبْدِلَا ، صیغۂ تثنیہ ضمیر نَوْعَانِ کی طرف لوٹتی ہے۔ مِنْهُمَا کی ضمیر تثنیہ واؤ ، یا کی طرف راجع ہے جو اوپر کے شعر کالْیَا وَكَالْوَاوِ میں ذکر ہو چکی ہیں۔ آگے ایک پانچویں قسم ہمزۂ مکسور بعد الضم کا حال بیان فرماتے ہیں کہ قیاس نحوی سے زیادہ قریب ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کالیاء ہے اور قراء کا اکثری معمول ابدال بالواو ہے جیسے يَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دونوں ہی جائز ہیں۔ اور بالکل آخر میں یہ فرمایا کہ اول باب سے یہاں تک جو کچھ بھی تغیرات آپ نے پڑھے یہ سب ہمزتین کو ملا کر پڑھنے میں ہیں ، اور اگر پہلے ہمزہ پر وقف کرکے ، دوسرے کو ابتداءً پڑھا جائے۔ تو پھر کوئی بھی تغیر نہیں سب ہی کے لیے ہمزہ محققہ پڑھا جائے گا۔ کیونکہ تغیر کا سبب اجتماع تھا اور وہ اب ہے نہیں لہٰذا تسہیل

ابدال حذف کچھ بھی نہ ہو گا۔

خلاصہ: یاد رہے کہ ہمزتین مختلفتین کی چھ شکلوں میں سے، قرآن مجید میں پانچ پائی جاتی ہیں۔ اور ایک قسم مکسورہ کے بعد مضمومہ واقع نہیں گویا "فِي الدُّعَاءِ اُمَّةً" جیسی شکل نہیں۔ باقی پانچ کی مثالیں اور حکم حسب ذیل ہے۔

۱۔ ہمزۂ اولی مفتوحہ، ثانیہ مکسورہ جیسے تَفِيءَ اِلٰى، جَاءَ اِخْوَةٌ۔ ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کا لیا، ہو گی۔

۲۔ پہلا مفتوحہ دوسرا مضمومہ، جیسے كُلَّمَا جَاءَ اُمَّةً رَسُوْلُهَا (مومنون) یاد رہے کہ قرآن مجید میں بس یہ ایک ہی مثال ہے ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کا لو ہو گی۔

۳۔ اول مضموم ثانی مفتوح مثلاً لَوْ نَشَاءُ اَصَبْنٰهُمْ۔ اَلْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ، ہمزۂ ثانیہ کو واؤ سے بدلا جائے گا۔

۴۔ پہلا مکسورہ دوسرا مفتوحہ جیسے هٰٓؤُلَاءِ اَهْدٰى، مِنَ السَّمَاءِ اٰيَةً۔ ہمزۂ ثانیہ کو یاء مفتوحہ سے بدلیں گے۔

۵۔ اول مضموم دوسرا مکسور جیسے يَشَاءُ اِلٰى، اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کا لیا، اور ابدال بالواو المکسورہ، دونوں جائز ہیں۔

۲۱۳/۱۲ وَالْاِبْدَالُ مَحْضٌ وَالْمُسَهَّلُ بَيْنَ مَا ۔۔۔ هُوَ الْهَمْزُ وَالْحَرْفُ الَّذِيْ مِنْهُ اُشْكِلَا

ہمزہ میں ابدال کا مطلب یہ ہے کہ اس کو خالص حرفِ مد کر لینا اور مسہل یہ ہے کہ ہمزہ کو ادا کرنا درمیان درمیان اس حرف کے کہ وہ ہمزہ ہے اور درمیان اس حرفِ مد کے کہ اس کی وہ ہمزہ حرکت دیا گیا ہے۔

یعنی ابدال بدلنے کو کہتے ہیں کہ ہمزہ کو کسی حرفِ علت سے اس طرح تبدیل کر دیا جائے کہ ہمزہ کی اس میں بو بھی نہ آئے اور تسہیل کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ کو ہمزہ اور اس کی حرکت کے موافق حرف مد کے درمیان پڑھنا کہ نہ خالص ہمزہ ہو اور نہ خالص حرفِ مد۔

بَابُ الْهَمْزِ الْمُفْرَدِ

یعنی اکیلا ہمزہ ہو، دوسرا ہمزہ اُس کے ساتھ نہ ہو

۲۱۴/۱ اِذَا سَكَنَتْ فَاءً مِنَ الْفِعْلِ هَمْزَةٌ ۔۔۔ فَوَرْشٌ يُرِيْهَا حَرْفَ مَدٍّ مُبَدَّلَا

جس وقت ہمزہ فعل (یا شبہِ فعل) کے فاء کلمہ میں ساکن واقع ہو ورش اس کو حرفِ مد سے بدلا ہوا دکھاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ہمزہ فعل کے فاء کلمہ میں واقع ہو یعنی اصلی حروف کے اعتبار سے وہ فا کی جگہ واقع ہو مثلاً لفظ مُؤْمِن کہ فعل میں یہ اٰمَنَ بروزن اَفْعَلَ ہے۔ چنانچہ علماء نے اس کے لیے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے۔ جس سے ہمزہ کا فا کلمہ میں ہونا معلوم ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ ہر ہمزہ ساکنہ جو ہمزۂ وصل کے بعد واقع ہو جیسے لِقَاءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ، ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا۔ یا بعد میم کے ہو جیسے اَلْمُؤْمِنُوْنَ، اَلْمُؤْتَفِكَةَ۔ یا بعد فا کے ہو جیسے فَاْتُوْا، فَاْذَنُوْا۔ یا بعد واؤ کے ہو۔ جیسے

وَأْمُرْ، وَأْتُوا۔ یا بعد حرفِ مضارع کے ہو جیسے یَأْكُلُ، یَأْلَمُونَ، نُؤْثِرَكَ، تَأْكُلُونَ۔ ورش ایسے ہمزۂ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلتے ہیں یعنی فتح کے بعد الف سے، کسرہ کے بعد یاء مدہ سے، اور ضمہ کے بعد واو مدہ سے۔

۲/۲۱۵ سِوَى جُمْلَةِ الْإِيوَاءِ وَالْوَاوُ عَنْهُ إِنْ تَفَتَّحَ إِثْرَ الضَّمِّ نَحْوُ مُؤَجَّلَا

سوائے لفظ اِیْوَاء کے جملہ مشتقات کے۔ اور ورش سے یہ اصول منقول ہے جو ہمزہ فاء کلمہ میں مفتوح بعد الضم ہو جیسے مُؤَجَّلًا وہ واؤ ہو جائے گا۔

یعنی ہمزۂ ساکنہ جو فا کلمہ میں ہو ورش کے لیے اس کو بدلا جاتا ہے مگر لفظ اِیْوَاء کے مشتقات اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔ یاد رہے کہ لفظ ایواء تو قرآن شریف میں واقع نہیں البتہ اس سے مشتق سات لفظ پائے جاتے ہیں۔ مَأْوَاهُ، مَأْوَاهُمُ، مَأْوَاكُمُ، فَأْوُوا، تُؤْوِي، تُؤْوِيهِ، اور الْمَأْوَى۔ اس کے بعد ورش کا دوسرا اصول بیان کیا ہے۔ کہ اگر فا کلمہ میں ہمزۂ مفتوحہ واقع ہو رہا ہو۔ اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو یہ ہمزہ واو مفتوحہ سے بدل جائے گا۔ جیسے الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، مُؤَذِّنٌ، يُؤَاخِذُكُمُ، يُؤَيِّدُ وغیرہ۔ اس ابدال کی تین شرطیں ہوئیں۔ ہمزہ مفتوح ہو،[1] بعد ضمہ ہو،[2] فا کلمہ میں ہو۔[3] لہذا وَلَا يَؤُدُهُ، تَأَذَّنَ، فُؤَادُ، اور سُؤَالَ میں ابدال نہ ہوگا۔

۳/۲۱۶ وَيُبْدَلُ لِلسُّوسِيِّ كُلُّ مُسَكَّنٍ مِنَ الْهَمْزِ مَدًّا غَيْرَ مَجْزُومٍ اُهْمِلَا

اور سوسی کے لیے حرفِ مد سے بدلا جاتا ہے ہر ہمزۂ ساکنہ۔ سوائے اس ہمزہ کے جو حالتِ جزمی کی وجہ سے ساکن ہو (چنانچہ) اس کو یونہی اپنے حال پر چھوڑ گیا ہے۔

مطلب یہ کہ سوسی کے لیے ہر ہمزۂ ساکنہ کو حرفِ مد سے بدلا گیا ہے خواہ وہ فا کلمہ میں ہو جیسے ورش کے لیے مثالیں گذریں یا عین کلمہ میں ہو جیسے اَلْبَأْسُ، اَلرَّأْسُ، بِئْرٌ، بِئْسَ، یا لام کلمہ میں ہو جیسے فَادَّارَأْتُمْ، جِئْتَ، شِئْتَ۔ وغیرہ۔ البتہ سوسی کے لیے پانچ قسموں کے ہمزہائے ساکنہ میں ابدال نہ ہوگا۔ (اوّل) جس ہمزہ کا سکون جزم کی علامت ہو۔ آگے تفصیل آتی ہے۔

۴/۲۱۷ تَسُؤْ وَنَشَأْ سِتٌّ، وَعَشْرٌ يَشَأْ وَمَعْ يُهَيِّئْ وَنَنْسَأْهَا يُنَبَّأْ تَكَمَّلَا

چھ تَسُؤْ و نَشَأْ ہیں۔ اور دس جگہ لفظ يَشَأْ ہے اور ساتھ ہی يُهَيِّئْ اور نَنْسَأْهَا اور يُنَبَّأْ، مجزوم کی قسم مکمل ہوئی۔

یعنی مستثنیٰ کی پہلی قسم مجزوم ہے جس میں ابدال نہ ہوگا جس کی تفصیل یہ ہے کہ تین جگہ لفظ تَسُؤْ آیا ہے۔ دو تَسُؤْهُمْ (آل عمران و توبہ) اور ایک تَسُؤْكُمْ (مائدہ) تین جگہ لفظ نَشَأْ، إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ (شعراء) إِنْ نَشَأْ

نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ (سبا) وَإِنْ نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ (یٰس) اور یَشَأْ دس جگہ ہے، إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ (نساء، انعام، ابراہیم، فاطر) إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ (شوریٰ) إِنْ يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ اور إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ (دونوں اسراء میں) مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ، وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ (دونوں انعام میں) فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ (شوریٰ)۔

نوٹ: يَشَإِ اللَّهُ میں سکون کا ظہور وقف میں ہے۔

اور لفظ يُهَيِّئْ لَكُمْ ایک جگہ کہف میں۔ اور نَنْسَأْهَا ایک جگہ بقرہ میں۔ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ ایک جگہ نجم میں۔ گویا کل مجزوم انیس لفظ ہوئے۔

تنبیہ: أَسَأْتُمْ، نَبَّأْتُكُمَا کا ہمزہ اس باب سے نہیں، لہٰذا سوسی کے لیے ابدال ہوگا۔

۵/۲۱۸ وَهَيِّئْ وَأَنْبِئْهُمْ وَنَبِّئْ بِأَرْبَعٍ ۔۔۔ وَأَرْجِئْ مَعًا وَاقْرَأْ ثَلَاثًا فَحَصِّلَا

اور سوائے هَيِّئْ اور أَنْبِئْهُمْ کے اور نَبِّئْ کے جو چار جگہ ہے اور أَرْجِئْ کے دونوں جگہ اور سوائے اِقْرَأْ کے تین جگہ۔ پس ان سب کو تو یاد کرلے۔

ہمزۂ ساکنہ کی یہ دوسری قسم ہے جس میں سوسی کے لیے ابدال سے استثناء ہے یعنی وہ ہمزۂ ساکنہ، جس کا سکون صیغۂ امر (جو کہ مبنی بر سکون ہوتا ہے) کی وجہ سے ہو اور کل گیارہ جگہ ہے۔ هَيِّئْ لَنَا (کہف) أَنْبِئْهُمْ (بقرہ) نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ (یوسف) نَبِّئْ عِبَادِي (حجر) نَبِّئْهُمْ (حجر اور قمر) أَرْجِئْهُ (اعراف اور شعراء) اِقْرَأْ (اسراء اور دو علق کے)۔ یہ کل گیارہ صیغے ہوئے، اور انیس مجزوم تھے۔

۶/۲۱۹ وَتُؤْوِي وَتُؤْوِيهِ أَخَفُّ بِهَمْزِهِ ۔۔۔ وَرِئْيًا بِتَرْكِ الْهَمْزِ يُشْبِهُ الِامْتِلَا

اور لفظ تُؤْوِي اور تُؤْوِيهِ، دونوں اپنے ہمزہ کے ساتھ باقی رہتے ہوئے زیادہ خفیف ہیں اور رِئْيًا میں ہمزہ کو چھوڑ دینے (یعنی بدل لینے سے) اِمتلاء کے معنی سے مشابہ ہو جائے گا۔ (امتلاء بمعنی بھرنا)

یہ شعر تیسری اور چوتھی ان دو قسموں پر مشتمل ہے جن میں سوسی کے لیے ابدال سے استثناء ہے۔ نوع ثالث کلمۂ تُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ (احزاب) اور فَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (معارج) ہے، اور حضرت ناظم نے استثناء کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ ان کلموں کو مہموز تلفظ کرنا ابدال کے مقابلہ میں زیادہ خفیف ہے، کیونکہ ابدال کی صورت میں دو واؤ جمع ہوں گی۔ اول ساکن، دوسری متحرک جو اظہار کے ساتھ باعث ثقالت ہوں گی۔ چوتھی قسم لفظ أَثَاثًا وَرِئْيًا (مریم) ہے۔ استثناء کی علت یہ بتلائی کہ اگر ابدال ہوا تو ہمزہ یا ہوگا اور واجب ہوگا کہ بعد والی یاء میں مدغم ہو اور لفظ رِيًّا ہو جائے گا جس کے معنی پانی بھرنے کے ہیں حالانکہ یہ معنی مراد نہیں بلکہ یہ ہیں کہ یہ لفظ رُواءٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی حسنِ منظر کے ہیں، لہٰذا

اس لفظ کو بقاءِ ہمزہ کے ساتھ پڑھنے میں معنیٔ مراد پر نصًا دلالت ہوتی ہے، اور ابدال کی صورت میں دلالت احتمالاً ہوتی ہے لہٰذا ہمزہ کا بقاء بہتر ہوا۔

۷/۲۲۰ وَمُؤْصَدَةٌ اَوْصَدْتُّ يُشْبِهُ كُلُّهُ ۔۔۔ تَخَيَّرَهُ اَهْلُ الْاَدَاءِ مُعَلَّلَا

اور مُؤْصَدَةٌ اور اُوْصَدْتُّ ہر ایک دوسرے سے مشابہ ہو جائے گا یہ تمام وہ کلمات ہیں۔ کہ اہل ادا نے (ابدال سوسی سے استثناء کے لیے) ان کو انتخاب کیا ہے اس حالت میں کہ علت استثنا بھی بیان کی گئی ہے۔

تَخَيَّرَهُ چھانٹ لیا ہے، چُن لیا ہے۔ ہ ضمیر مفعول لفظ كُلُّهُ کی طرف راجع ہے مُعَلَّلَا بصیغۂ مفعول یعنی ہر ایک لفظ کی استثنائی علت بھی بیان کی گئی ہے یا بصیغۂ اسم فاعل، یعنی اہل ادا ہر ایک استثنا کی علت بھی بیان کرنے والے ہوئے ہیں۔ یہ شعر مستثنیات کی نوعِ خامس پر مشتمل ہے یعنی مُؤْصَدَةٌ (بَلَد وَ ہُمَزَہ) میں سوسی نے ابدال نہیں کیا۔ وجہ یہ ہے کہ علماءِ عربیت اس کے اشتقاق میں مختلف ہوئے ہیں ایک جماعت کی رائے ہے اور اُنہیں میں سے ابوعمرو بصری بھی ہیں، کہ یہ کلمہ آصَدْتُّ سے مشتق ہے جو اصل میں أأْصَدْتُّ مہموز الفاء ہے، ہمزۂ ساکنہ ماقبل کی حرکت کے موافق الف سے بدل گیا اور اٰصَدْتُّ ہو گیا بمعنی اَطْبَقْتُّ بند کیا میں نے۔ ایک دوسری جماعت کی رائے میں یہ لفظ اَوْصَدْتُّ سے ماخوذ ہے اور مہموز فا نہیں بلکہ معتلُ فا، مثال واوی ہے۔ اس لیے سوسی نے مُؤْصَدَة میں ابدال نہیں کیا کیونکہ یہ لفظ ان کے شیخ بصری کے یہاں آصَدْتُّ مہموز الفاء سے ہے، اگر ابدال کیا جاتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ یہ لفظ اَوْصَدْتُّ معتلِ فا سے ہے حالانکہ یہ ان کے شیخ کی لغت نہیں ہے، پس مقصود ترکِ ابدال سے سوسی کا مقصد تنصیص ہے اس بات پر کہ وہ اس لفظ کو اپنے شیخ بصری کی لغت پر پڑھتے ہیں نہ کہ دوسری لغت پر، اس لیے ناظم نے فرمایا کہ مُؤْصَدَة میں ابدال سے لغت اُوْصَدْتُّ سے مشابہ ہو جائے گا، پس ابدال کی وجہ سے لفظ ایک لغت سے نکل کر دوسری لغت میں داخل ہو جائے گا۔ گو دونوں لغتوں میں ایک ہی معنی ہیں تَخَيَّرَهُ الخ یعنی ابنِ مجاہد وغیرہ علماءِ قراءت نے مستثنیات کے اس پورے باب میں ہمزہ کی تحقیق کی ہے اور استثناء کی وجوہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

۸/۲۲۱ وَبَارِئِكُمْ بِالْهَمْزِ حَالَ سُكُوْنِهِ ۔۔۔ وَقَالَ ابْنُ غَلْبُوْنٍ بِيَاءٍ تَبَدَّلَا

اور بَارِئِكُمْ کو ہمزہ ہی کے ساتھ پڑھا ہے اس کے سکون کی حالت میں۔ اور ابوالحسن طاہر بن غلبون نے ہمزۂ ساکنہ کو یاء سے بدلا ہے۔

سورۂ بقرہ میں بَارِئِكُمْ دو جگہ ہے سوسی نے دونوں جگہ ہمزہ کو ساکن پڑھا ہے۔ لہٰذا یہ لفظ بھی سوسی کے لیے ابدال سے مستثنیٰ ہوا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن غلبون شیخ القراءت نے اس میں ابدال کیا ہے۔ لیکن اشارہ اس

طرف ہے کہ دیگر محققین اہل قراءت نے ابن غلبون کی اس روایت پر اعتماد نہیں کیا، اور سوسی کے لیے ہمزہ میں تحقیق ہی کو اختیار فرمایا ہے۔

۹/۲۲۲ وَوَالَاهُ فِي بِئْرٍ وَفِي بِئْسَ وَرْشُهُمْ ۔۔۔ وَفِي الذِّئْبِ وَرْشٌ وَالْكِسَائِي فَأَبْدَلَا

اور ابدال میں موافقت کی ہے سوسی کے ساتھ لفظ بِئْر اور بِئْسَ میں ورش نے اور لفظ ذِئْب میں ورش اور کسائی نے بھی (سوسی کے ساتھ) ابدال کیا ہے۔

مطلب یہ کہ باوجود یکہ ورش کے لیے ہمزۂ ساکنہ میں ابدال اس وقت تھا جبکہ یہ ہمزہ فا کلمہ میں ہو، مگر انہوں نے تین ایسے کلموں میں ابدال کیا ہے کہ ہمزہ عین کلمہ میں ہے ایک وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ (حج) میں دوسرے لفظ بِئْسَ میں، جہاں بھی ہو، اور تیسرے لفظ ذِئْب میں جو سورۂ یوسف میں تین جگہ آیا ہے۔ اور لفظ ذِئْب میں کسائی بھی سوسی کے موافق ابدال کرتے ہیں اگرچہ ابدال ان کا اصول نہیں۔

۱۰/۲۲۳ وَفِي لُؤْلُؤٍ فِي الْعُرْفِ وَالنُّكْرِ شُعْبَةٌ ۔۔۔ وَيَأْلِتْكُمُ الدُّورِي وَالْإِبْدَالُ يُجْتَلَا

اور لفظ لُؤْلُؤ معرفہ و نکرہ میں شعبہ نے بھی ابدال کیا ہے۔ اور دوری بصری نے يَأْلِتْكُمْ بالہمز الساکن پڑھا ہے، اور يُجْتَلَا کے مرموز سوسی کے لیے ابدال ہی دیکھا جاتا ہے۔

یعنی عاصم کے راوی شعبہ نے بھی سوسی کی موافقت کی ہے لفظ لُؤْلُؤ کے ہمزۂ ساکنہ کے ابدال میں، خواہ یہ لفظ معرفہ ہو جیسے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ یا نکرہ ہو جیسے كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ سورۂ حجرات میں ابو عمرو بصری نے لَا يَأْلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ پڑھا ہے، لہٰذا ان کے پہلے راوی دوری بصری کے لیے ہمزۂ ساکنہ میں تحقیق اور سوسی کے لیے حسب دستور ابدال ہوگا۔ اور باقین لَا يَلِتْكُمْ پڑھتے ہیں۔

۱۱/۲۲۴ وَوَرْشٌ لِئَلَّا وَالنَّسِيءُ بِيَائِهِ ۔۔۔ وَأَدْغَمَ فِي يَاءِ النَّسِيِّ فَثَقَّلَا

اور ورش نے ابدال کیا ہے لِئَلَّا اور اَلنَّسِيءُ میں ہمزہ کا یاء کے ساتھ۔ اور پھر اَلنَّسِيءُ میں یاء کا یاء میں ادغام کیا اور مشدد پڑھا ہے۔

یعنی ورش نے لِئَلَّا کے ہمزہ کو یاء سے بدلا ہے۔ قرآن میں یہ تین جگہ ہے۔ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ (بقرہ) لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ (نساء)۔ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ (حدید)۔ نیز ورش نے إِنَّمَا النَّسِيءُ (توبہ) کے ہمزہ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کیا ہے۔

۱۲/۲۲۵ وَاِبْدَالُ اُخْرَی الْهَمْزَتَیْنِ لِکُلِّهِمْ اِذَا سَکَنَتْ عَزْمٌ کَاٰدَمَ اُوْهِلَا

اور دو ہمزوں میں سے دوسرا ہمزہ جب ساکن ہو تو تمام قراء کے لیے ہمزۂ ساکنہ کا ابدال واجب ہے۔ جیسے اٰدَمَ اور اُوْهِلَا۔

مطلب یہ کہ جب دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو تمام قراء کے لیے اس میں ابدال واجب ہے۔ اگر پہلا ہمزہ مفتوح ہو تو الف سے بدل لیں گے جیسے اٰدَمَ، اٰتٰی، اٰمَنَ، اگر مضموم ہو تو واؤ مدہ سے جیسے اُوْتِیَ، اُوْذِیَ، اگر مکسور ہو تو یاء مدہ سے جیسے اِیْمَانًا، لِاِیْلٰفِ، اِیْتِ۔ قولہ اُوْهِلَا بمعنی وہ اہل بنایا گیا، اصل میں اُؤْهِلَ تھا۔ اور حسب قاعدہ ابدال ہوا۔ یہ کلمہ قرآنی نہیں، بطور نظیر لایا گیا ہے۔

بَابُ نَقْلِ حَرَکَةِ الْهَمْزَةِ اِلَی السَّاکِنِ قَبْلَهَا

۱/۲۲۶ وَحَرِّكْ لِوَرْشٍ کُلَّ سَاکِنٍ اٰخِرٍ صَحِیْحٍ بِشَکْلِ الْهَمْزِ وَاحْذِفْهُ مُسْهِلَا

اور حرکت دے ورش کے لیے ہر ساکنِ آخر صحیح کو ہمزہ کی حرکت اور ہمزہ کو حذف کر دے۔ آسانی کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے۔

یعنی جب کسی کلمہ کا آخر ساکن ہو اور حرف مدنہ ہو اور اس کے بعد والے کلمہ کے شروع میں ہمزۂ متحرک ہو تو ورش کے لیے اس ہمزہ کی حرکت اس ساکن کو دو اور ہمزہ کو حذف کر دو۔ یاد رہے کہ اس کو اصطلاح میں نقلِ حرکت کہتے ہیں جس کے لیے ناظم نے تین باتوں کو ضروری قرار دیا ہے، اول یہ کہ حرف ساکن ہو، دوسرے یہ کہ وہ ساکن آخر کلمہ میں ہو اور اس کے بعد ہمزہ ہو، تیسرے یہ کہ ساکن صحیح ہو یعنی حرف مدنہ ہو، تو ہمزہ کی جو بھی حرکت ہوگی وہ اس ساکن پر منتقل ہو جائے گی اور ہمزہ حذف کر دیا جائے گا۔ یہ ساکنِ آخر صحیح خواہ تنوین ہو جیسے کُفُوًا اَحَدٌ، مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ، لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ، نَارٌ حَامِیَةٌ، اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ یا نون ساکنہ ہو مثلاً مَنْ اٰمَنَ، مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ یا تائے تانیث ہو جیسے قَالَتْ اُوْلٰهُمْ، قَالَتْ اُمَّةٌ۔ یا حرفِ لین ہو جیسے نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ، تَعَالَوْا اَتْلُ۔ یا لام تعریف ہو جیسے اَلْاُوْلٰی، اَلْاٰخِرَةِ۔ یا اور کوئی حرف ساکن ہو جیسے قَدْ اَفْلَحَ، اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ، اَلٓمّٓ اَحَسِبَ۔ لہٰذا ساکن متوسط صحیح پر نقل حرکت نہ ہوگی مثلاً قُرْاٰنٌ۔ اسی طرح حرف مد پر نقل نہ ہوگی جیسے قُوْلُوْا اٰمَنَّا۔ قولہ صَحِیْحٌ احتراز حرفِ مد سے مقصود ہے۔ حرفِ لین ہو تو نقل ہوگی۔ جیسا کہ مثالیں گذریں۔

نوٹ: سورۃ فاتحہ میں یہ آچکا ہے کہ میم جمع کے بعد ہمزۂ قطعی ہو تو ورش اس میم میں صلہ کرتے ہیں جیسے عَلَیْکُمْ

أَنْفُسَكُمْ، معلوم ہوا کہ ایسی جگہ نقل حرکت نہیں ہے۔

۲/۲۲۷ وَعَنْ حَمْزَةٍ فِي الْوَقْفِ خُلْفٌ وَعِنْدَهُ ... رَوَى خَلَفٌ فِي الْوَصْلِ سَكْتًا مُقَلَّلَا

۳/۲۲۸ وَيَسْكُتُ فِي شَيْءٍ وَشَيْئًا، وَبَعْضُهُمْ ... لَدَى اللَّامِ لِلتَّعْرِيفِ عَنْ حَمْزَةٍ تَلَا

۴/۲۲۹ وَشَيْءٍ وَشَيْئًا لَمْ يَزِدْ ....

اور مروی ہے امام حمزہ سے وقف میں خُلف (نقل اور ترکِ نقل) اور نزدیک اس ساکن صحیح قبل الھمز کے خَلَف نے حالتِ وصل میں سکتۂ قلیلہ روایت کیا ہے اور وہ خلف لفظ شَیْءٍ اور شَیْئًا میں بھی سکتۂ قلیلہ کرتے ہیں۔

اور روایت کیا ہے بعض نے کہ امام حمزہ نے لام تعریف پر اور شَیْءٍ، شَیْئًا پر سکتہ کیا ہے اور ان بعض نے اور کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا۔ مطلب یہ کہ جب ہمزہ والے کلمہ کے آخر پر وقف کیا جائے تو اس ساکن اور اس ہمزہ کو پڑھنے میں ایک تو ورش کی طرح امام حمزہ نقل کرتے ہیں اور دوسری وجہ اُن کے لیے ترکِ نقل ہے۔ قولہ وَعِنْدَهُ میں ضمیر کا مرجع وہ ساکنِ آخر صحیح ہے جس پر ورش بعد والے ہمزہ کی حرکت نقل کرتے ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ خلف نے امام حمزہ سے اس ساکنِ آخر پر سکتہ کیا ہے جو ہمزۂ متحرکہ سے قبل واقع ہو رہا ہے یعنی حرف ساکن کو پڑھ کر ہمزہ کے تلفظ سے پہلے سکتۂ قلیلہ کرتے ہیں۔ عام اس سے کہ ہمزہ والے کلمہ کے آخر میں وقف کریں یا وصل کریں اور عام اس سے کہ حرف ساکن والا کلمہ اور ہمزہ والا رسمًا مفصول ہو جیسے مَنْ اٰمَنَ، عَذَابٌ اَلِيْمٌ یا رسمًا متصل ہو جیسے اَلْاُوْلٰی، اَلْاٰخِرَةُ، اَلْاِنْسَانُ۔

نیز ایک تیسرا لفظ بھی ہے جس پر ورش نقل نہیں کرتے مگر خلف اس میں بھی سکتہ کرتے ہیں اور وہ ہے لفظ شَیْءٌ مرفوع یا مجرور اور شَیْئًا منصوب۔ اس روایت کے اعتبار سے صرف خَلَف کے لیے مفصول، مَنْ اٰمَنَ اور موصول شَیْءٍ، شَیْئًا اور ذوااللام اَلْاُوْلٰی تینوں قسموں میں سکتہ ہے۔ اور مفصول و ذوااللاّم پر وقف کی صورت میں دو وجہ ہوں گی، نقل اور ترکِ نقل اور موصول پر وقف کا طریقہ اگلے باب میں آرہا ہے اس روایت سے خلاد کے لیے کسی میں بھی سکتہ نہیں۔ آگے وَبَعْضُهُمْ سے دوسری روایت بیان کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ذوااللام اور موصول پر خلف و خلاد دونوں کے لیے سکتہ ہے کیونکہ پورے حمزہ کے لیے سکتہ نقل ہو رہا ہے جس میں خلف و خلاد دونوں آتے ہیں۔ قولہ لَمْ يَزِدْ یعنی اس راوی نے موصول اور ذوااللام کے اوپر اور کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گویا ایک قسم مفصول تھی اس راوی نے وہ بیان نہیں کی۔ دونوں روایتوں کو جوڑنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ وصل میں مفصول میں خلف کے لیے دو وجہ ہیں، سکتہ اور ترکِ سکتہ اور ذوااللام اور موصول میں ان کے لیے صرف سکتہ ہے اور خلاد کے لیے وصل میں مفصول میں تو کوئی سکتہ نہیں اور ذوااللام اور موصول میں دو دو وجہیں ہیں یعنی خُلف ہے سکتہ، ترکِ سکتہ۔ اور مفصول و ذوااللام پر وقف کی حالت میں خلف وخلاد

دونوں کے لیے تفصیل مذکور ہے اور ایک نئی وجہ نقل بھی پیدا ہو جاتی ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ صرف عقلی توجیہ ہے۔ مشائخ کا عمل اس طرح ہے کہ ذوا اللام پر جب وقف کیا جائے تو خلاد کے لیے بھی مثل خلف کے صرف دو وجہ پڑھی جائیں، نقل اور سکتہ۔ اسی طرح خلف کے لیے وقف میں مفصول پر صرف دو وجہ پڑھی جائیں سکتہ اور نقل۔ یاد رہے کہ جس طرح میم جمع قبل الہمز کی صورت میں ورش کے لیے نقل نہیں، امام حمزہ کے لیے بھی نہیں ہے۔ اور یاد رہے کہ موصول کے ضمن میں صرف لفظ شَیْءٍ مراد ہے اور کوئی کلمہ مثل قرآن یا مَسْئُولًا وغیرہ داخل نہیں۔

۴ .... وَلِنَافِعٍ لَدٰى يُونُسٍ آلْاٰنَ بِالنَّقْلِ نُقِّلَا

اور نافع کے لیے سورۂ یونس میں لفظ آلْاٰنَ نقل حرکت کے ساتھ منقول ہوا ہے۔

یعنی سورۂ یونس میں دونوں جگہ لفظ آلْاٰنَ میں پورے نافع کے لیے نقل حرکت ہوئی ہے گویا اس لفظ میں قالون بھی ہمزۂ ثانیہ کا فتحہ نقل کر کے لام ساکنہ کو دیتے ہیں اور ہمزہ حذف کرتے ہیں لہٰذا ورش کے لیے تو نقل حرکت ان کے اصولِ عام کے مطابق ہے اور قالون کے لیے ان کے اصول کے خلاف یہاں نقل ہوئی ہے۔ آلْاٰنَ مبتدا ہے اور نُقِّلَ خبر ہے، اور لفظ نُقِّلَ کو بتشدید القاف لانے میں قراءت کے تواتر اور کثرتِ نقل کی طرف اشارہ ہے۔

۵/۲۳۰ وَقُلْ عَادًا الْاُوْلٰى بِاِسْكَانِ لَامِهٖ وَتَنْوِيْنُهٗ بِالْكَسْرِ كَاسِيهِ ظَلَّلَا

اور کہہ تو کہ عَادًا الْاُوْلٰى (نجم) لام کے سکون کے ساتھ ہے اور عَادًا کی تنوین كَاسِي ظَلَّلَا کے مرموزین (شامی، مکی، کوفیین) کے لیے کسرہ کے ساتھ ہے۔

مطلب یہ کہ شامی، مکی اور کوفیین پانچ قراء نے عَادًا کو تنوین کے ساتھ پڑھا اور الْاُوْلٰى کے ہمزۂ وصل کو درجِ کلام میں حذف کر کے عَادًا کی تنوین کو کسرہ دے کر الْاُوْلٰى کے لام سے ملا دیا۔ کیونکہ التقاءِ ساکنین سے بچنے کی یہی صورت تھی۔ کلمۂ منونہ کے بعد جہاں بھی ہمزۂ وصل آتا ہے، یہی ہوتا ہے۔

۶/۲۳۱ وَاَدْغَمَ بَاقِيهِمْ وَبِالنَّقْلِ وَصْلُهُمْ وَبَدْءُ هُمُوْا وَالْبَدْءُ بِالْاَصْلِ فُضِّلَا

۷/۲۳۲ لِقَالُوْنَ وَالْبَصْرِي ....

اور باقی قراء نافع اور ابو عمرو بصری نے عَادًا کے نونِ تنوین کا لامِ تعریف میں ادغام کیا ہے اور اُوْلٰى کے ہمزہ کا ضمہ نقل کر کے لام تعریف کو دیا ہے گویا نقل حرکت کا یہ عمل پہلے ہے اور اس نقل کی وجہ سے لام تعریف متحرک ہوا ہے۔

اسی لیے عَادًا کی تنوین کے لام میں بقاعدۂ یرملون ادغام ہوا۔
اس قراءت کے لغوی جواز میں ابوعمرو بصری فرماتے ہیں کہ اہل عرب بولتے ہیں رایت زِیَادًا لْعَجَمَ، جو اصل میں زِیَادَا اِلْاَعْجَمَ ہے۔ قولہ وَبِالنَّقْلِ وَصْلُهُمْ وَبَدْءُهُمْ، یعنی خواہ عَادًا کو اَلْاُوْلٰی کے ساتھ ملاکر پڑھا جائے۔ یا عَادًا پر وقف کرتے ہوئے اَلْاُوْلٰی سے ابتدا کی جائے، دونوں صورتوں میں نافع اور ابوعمرو کے لیے اُوْلٰی کے ہمزہ کی حرکت کولام تعریف کی طرف نقل کرکے پڑھنا چاہیئے۔ قولہ وَالْبَدْءُ بِالْاَصْلِ فُضِّلَا لِقَالُوْنَ وَالْبَصْرِيْ یعنی اَلْاُوْلٰی سے ابتدا کی جائے تو اگرچہ نقل کے ساتھ پڑھنا بھی صحیح ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا مگر قالون اور بصری کے لیے اَلْاُوْلٰی سے ابتدا کرنے میں بہتر یہ ہے کہ اصل کے مطابق بغیر نقل حرکت کے پڑھا جائے۔ اور ورش کے لیے یہ جائز نہیں کیونکہ ان کے یہاں نقل ہی متعین ہے۔

۷ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وَتُهْمَزُ وَاوُهٗ   لِقَالُوْنَ حَالَ النَّقْلِ بَدْءًا وَمَوْصِلَا

اور قالون کے لیے اُوْلٰی کی واؤ کو ہمزہ پڑھا جاتا ہے نقل حرکت کی حالت میں، ابتدا میں بھی اور وصل میں بھی۔
یعنی قالون کے لیے ایک اور مزید بات یہ ہے کہ وہ نقل حرکت کے وقت اُوْلٰی میں بجائے واؤ، ہمزۂ ساکنہ پڑھتے ہیں۔ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ وصل میں قالون کے لیے نقل حرکت لازمی ہے البتہ عَادًا پر وقف کرکے اَلْاُوْلٰی سے ابتدا کی جائے تو نقل حرکت کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے لہذا اگر نقل حرکت نہ کی جائے جیسا کہ ابتدا بالاصل کو بہتر قرار دیا گیا ہے تو واؤ کی بجائے ہمزہ نہیں پڑھا جائے گا۔ اور اگر نقل کے ساتھ ابتدا کی جائے تو بجائے واؤ ہمزہ ساکنہ پڑھنا ضروری ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ قالون کے لیے وصل میں یا ابتدا میں نقل حرکت کے وقت بجائے واؤ ہمزۂ ساکنہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس ہمزہ کی وجہ یہ ہے کہ اُوْلٰی میں واو اصل میں ہمزہ ہی ہے اور پھر باقاعدۂ اٰمَنَ ابدال ہوا ہے اور چونکہ نقل حرکت کی وجہ سے ہمزۂ متحرکہ حذف ہوگیا اور اجتماع ہمزتین کی صورت نہ رہی تو ہمزہ اپنی اصل کی طرف لوٹ آیا اسی لیے ناظم نے اس ہمزہ کو پڑھنے کے لیے حَالَ النقل کی شرط لگائی۔

۲۳۳ وَتَبْدَا بِهَمْزِ الْوَصْلِ فِي النَّقْلِ كُلِّهٖ   وَاِنْ كُنْتَ مُعْتَدًّا بِعَارِضِهٖ فَلَا

اور ابتدا کر ہمزۂ وصل کے ساتھ نقل کی تمام صورتوں میں اور اگر تو اس ہمزہ کے عارضی ہونے کا اعتبار کرنے والا ہو تو پھر (اس ہمزۂ وصل کے ساتھ) ابتدا مت کر۔
مطلب یہ کہ جب کلمہ معرف باللام ہو اور لام تعریف ہمزۂ قطعی والے کسی کلمہ پر داخل ہو جیسے اَلْاِنْسَانُ، اَلْاَرْضُ وغیرہ تو نقل حرکت کی صورت میں ہمزۂ وصل کے ساتھ اور ہمزۂ وصل کے بغیر دونوں طرح ابتدا کرسکتے ہو خواہ اَلَرْضُ، اَلِنْسَانُ

پڑھو اور چاہے لَرْضُ، لِلِسَانُ پڑھو کیونکہ ہمزۂ وصل مابعد کے ساکن سے ابتدا کرنے کے لیے لاتے ہیں اور نقل حرکت کی وجہ سے لام متحرک ہوگیا ہے تو ہمزۂ وصل کی عارضی طور پر بھی ضرورت نہ رہی. مگر ہمزۂ وصل سے ابتدا بہتر ہے۔ اسی اصول کے مطابق بِئْسَ الِاسْمُ (حجرات) میں اگر اَلِاسْمُ سے ابتدا کی جائے تو ہمزۂ وصل کے ساتھ اَلِسْمُ اور لِسْمُ دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے۔ اور یہ تمام قراء کے لیے ہے۔ فائدہ: جس طرح ورش کے لیے تمام قرآن میں مذکورہ دو صورتیں جائز ہیں. قالون اور بصری کے لیے بھی یہ دونوں وجوہ خاص اس موقع پر جائز ہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ نقل کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ بغیر نقل کے اصل کے مطابق ابتدا کر رہے ہیں. تو ہمزۂ وصل کا پڑھنا ضروری ہے۔ فائدہ: عَادًا پر وقف کرتے ہوئے اَلْاُوْلٰى سے ابتدا کی جائے تو قالون کے لیے تین وجوہ ہیں۔(۱) اَلُؤْلٰى (شروع میں ہمزۂ وصل پھر لام مضمومہ پھر ہمزۂ ساکنہ) (۲) لُؤْلٰى (لام مضمومہ اور ہمزۂ ساکنہ، بغیر ہمزۂ وصل) (۳) اَلْاُوْلٰى (اصل کے مطابق، اور یہی مکی شامی کوفیین کے لیے ہے) اور ورش کے لیے ابتدا میں دو صورتیں ہیں۔(۱) اَلُوْلٰى (ہمزۂ وصل، پھر لام مضمومہ اور واؤ ساکنہ) (۲) لُوْلٰى (وہی پہلی صورت ہے مگر ہمزۂ وصل کے بغیر)۔ وجہِ اول میں ورش کے لیے بدل میں اَوجہِ ثلثہ ہیں اور وجہِ ثانی میں ان کے لیے صرف قصر ہے۔ ابو عمرو بصری کے لیے ابتدا میں تین صورتیں ہیں پہلی اور دوسری مثل ورش کے، اور تیسری، قالون کی تیسری وجہ کی طرح۔

۲۳۴ وَنَقْلُ رِدًا عَنْ نَافِعٍ وَكِتَابِيَهْ ۔۔۔ بِالِاسْكَانِ عَنْ وَرْشٍ اَصَحُّ تَقَبُّلَا

اور نافع سے لفظ رِدًا میں نقلِ حرکت ثابت ہے اور ورش سے كِتَابِيَهْ کی ہاء کو اسکان کے ساتھ پڑھنا مقبولیت میں زیادہ صحیح ہے۔

یعنی کلمہ رِدْاً ہمزہ کی حرکت کو دال پر منتقل کرنا اور ہمزہ کو حذف کرنا نافع کے لیے ثابت ہے، اور وقف میں یہ تنوین الف سے بدل جائے گی یہ لفظ سورۂ قصص میں ہے فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِي۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ لفظ كِتَابِيَهْ کو سورۂ حاقہ میں ورش کے لیے اسکان ہا، اور اِنِّيْ ظَنَنْتُ کے ہمزہ کو باقی رکھنا زیادہ صحیح ہے "زیادہ صحیح" کا مطلب یہ ہے کہ نقلِ حرکت بھی صحیح ہے لہٰذا ورش کے لیے دو وجہیں ہوگئیں۔ اور تحقیق ہمزہ اس لیے زیادہ صحیح ہے کہ یہ ہاء سکتہ ہے اور اس میں اصل یہ ہے کہ ساکن ہوتی ہے۔

بَابُ وَقْفِ حَمْزَةَ وَهِشَامٍ عَلَى الْهَمْزِ

۲۳۵ وَحَمْزَةُ عِنْدَ الْوَقْفِ سَهَّلَ هَمْزَهُ ۔۔۔ اِذَا كَانَ وَسْطًا اَوْ تَطَرَّفَ مَنْزِلَا

اورحرف ہمزہ جب کلمے کے درمیان یا آخر میں واقع ہو تو وقف کی حالت میں امام حمزہ اس ہمزہ میں تغیر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امام حمزہ نے وقف میں ہمزہ کو تبدیل کر کے پڑھا ہے جب کہ وہ وسط کلمہ یا آخر میں واقع ہو۔ واضح ہو کہ یہاں سَہَّلَ سے مطلق تغیر مراد ہے لہٰذا تغیر کی چاروں قسموں (بین بین، نقل، ابدال، حذف) کو شامل ہے۔ وَسُطًا اَوْ تَطَرَّفَ اس لیے فرمایا کہ ہمزہ بتدئہ اگر بعد ساکن ہو جیسے مَنْ اٰمَنَ ط اَلْاٰخِرَۃ ط اس کے تغیر کی تفصیل اوپر آچکی ہے اور اگر بعد متحرک ہو جیسے یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ ط تو ہمزہ میں کوئی تغیر نہیں۔

۲/۲۳۶ فَاَبْدِلْہُ عَنْہُ حَرْفَ مَدٍّ مُسَکِّنًا   وَمِنْ قَبْلِہٖ تَحْرِیْکُہٗ قَدْ تَنَزَّلَا

پس تو بدل دے ہمزہ کو امام حمزہ کے لیے حرف مد سے، اس حالت میں کہ تو ہمزہ کو ساکن پڑھ رہا ہو، اور اس سے پہلے حرف پر حرکت ہو۔

یعنی ہمزہ یا ساکن ہوگا یا متحرک اور ساکن یا وسطِ کلمہ میں ہوگا، (اور ظاہر ہے کہ اس کا سکون ہمیشہ لازم ہی رہے گا)۔ یا آخر کلمہ میں، اور آخر کلمہ کے ہمزہ کا سکون لازم ہوگا یا عارضی؟ ناظم نے یہاں ہمزۂ ساکنہ کا حکم بتلایا ہے خواہ وہ وسط میں ہو یا آخر میں، اور خواہ اس کا سکون عارضی ہو یا لازم، حکم یہ ہے کہ ہمزہ کو حرفِ مد سے بدل دیں گے، یعنی اگر ماقبل فتحہ ہو تو الف سے، ضمہ ہو تو واؤ سے، کسرہ ہو تو یاء سے۔ فَاَبْدِلْہُ میں ضمیر ہمزہ کی طرف راجع ہے اور عَنْہُ میں امام حمزہ کی طرف۔ اور مُسَکِّنًا بکسر کاف، اَبْدِلْہُ کی ضمیر فاعل مستتر سے حال ہے۔

امثلہ ہمزۂ ساکنہ فی وسط الکلمہ	یَاْکُلُوْنَ، تَاْخُذُوْنَہٗ، اَلذِّئْبُ، نَبِّئْنَا، تَاْثِیْمًا، اَلْمُؤْتَفِکَۃَ۔
سکون لازم فی آخر کلمہ	اِقْرَاْ، اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ، نَبِّئْ، ھَیِّئْ۔
سکون عارض فی آخر الکلمہ	بَدَاَ، قُرِئَ، یُبْدِئُ، لِکُلِّ امْرِئٍ، تَفْتَؤُا۔

نوٹ: سکون لازم کا ماقبل ہمیشہ متحرک ہوگا، البتہ سکون عارضی کا ماقبل متحرک اور ساکن دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ یہاں مراد قسم اول ہے یعنی ماقبل متحرک ہو۔ اگر ماقبل ساکن ہو تو اس کا بیان آگے آتا ہے جیسے یَشَآءِ وغیرہ۔

۳/۲۳۷ وَحَرِّکْ بِہٖ مَا قَبْلَہٗ مُتَسَکِّنًا   وَاَسْقِطْہُ حَتّٰی یَرْجِعَ اللَّفْظُ اَسْہَلَا

اور ہمزہ کی حرکت اس کے ماقبل کو دے دو، جب کہ اس کا ماقبل ساکن ہو، اور ہمزہ کو حذف کر دو، تاکہ لفظ آسان ہو جائے۔

یعنی جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل حرف ساکن ہو، تو ہمزہ کی حرکت ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کریں گے۔ اس کو نقل حرکت بھی کہتے ہیں۔ نقل حرکت کا یہ ضابطہ حسب ذیل تین صورتوں میں پایا جائے گا (۱) ہمزہ متحرک ہو ماقبل صحیح

ساکن جیسے مَّسْئُولًا، اَلْقُرْاٰن، اَلظَّمْاٰن، جُزْءًا، اَلنَّشْاَۃَ، یَجْاَرُوْن، اَلْخَبْءَ، اَلْمَرْءِ، مِلْءُ، دِفْءٌ۔ (۲) ہمزہ متحرک کے ماقبل حرفِ لین واوِ اصلی یا، یاءِ اصلی ہو جیسے، سَوْءَۃَ، مَوْئِلًا، سَوْءَ اتِکُمْ، شَیْئًا، کَھَیْئَۃِ، ظَنَّ السَّوْءِ، شَیْئٍ۔ (۳) ہمزہ متحرک کے ماقبل واوِ مدہ اصلیہ یا یاءِ مدہ اصلیہ ہو جیسے اَلسُّوْٓاٰی، سِیْٓئَتْ، اَلْمُسِیْٓءُ، اَنْ تَبُوْٓاَ، لَتَنُوْٓءُ، سِیْٓءَ، جِیْٓءَ۔

۴
۲۳۸ سِوٰی اَنَّہٗ مِنْ بَعْدِ مَا اَلِفٍ جَرٰی ۔۔۔ یُسَھِّلُہٗ مَھْمَا تَوَسَّطَ مَدْخَلَا

سوائے اس کے کہ ہمزۂ متحرکہ الف کے بعد آرہا ہو تو امام حمزہ اس کو تسہیل سے پڑھیں گے مگر یہ تسہیل جب ہے کہ ہمزہ کلمے کے درمیان میں واقع ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر ہمزۂ متحرکہ الف کے بعد ہو اور منطرفہ نہ ہو بلکہ متوسط ہو تو امام حمزہ اس ہمزہ میں تسہیل بین بین کرتے ہیں کیونکہ ماقبل میں الف ہونے کی وجہ سے نقل حرکت ممکن نہیں جیسے دُعَآؤُکُمْ، غُثَآءً، خَآئِفِیْنَ، اَلْقَلَآئِدَ، بِاَسْمَآئِھِمْ، یُرَآؤُنَ ۔

نوٹ: امثلہ مذکورہ میں مد متصل ہے مگر سببِ مد یعنی ہمزہ مسہّل ہو گیا ہے، لہذا مد بقدر چھ حرکات اور قصر بقدر دو حرکت دونوں جائز ہیں چنانچہ آ چکا ہے۔ (دیکھو شعر ۲۰۸)

وَاِنْ حَرْفُ مَدٍّ قَبْلَ ھَمْزٍ مُغَیَّرٍ ۔۔۔ یَجُزْ قَصْرُہٗ وَالْمَدُّ مَازَالَ اَعْدَلَا

۵
۲۳۹ وَیُبْدِلُہٗ مَھْمَا تَطَرَّفَ مِثْلَہٗ ۔۔۔ وَیَقْصُرُ اَوْ یَمْضِیْ عَلَی الْمَدِّ اَطْوَلَا

اور جب یہ ہمزہ طرف میں واقع ہو تو امام حمزہ اس کو الف سے بدلتے ہیں اور قصر کرتے ہیں یا مدِ طویل پر جاری رہتے ہیں۔

یعنی جو ہمزۂ منطرفہ الف کے بعد واقع ہو تو وقف میں امام حمزہ ماقبل کی جنس الف سے بدلتے ہیں، گویا دو الف جمع ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ بھی جائز ہے کہ ایک الف کو حذف کر دیا جائے تاکہ کلمۂ واحدہ میں اجتماع ساکنین سے احتراز ہو سکے، اور جائز ہے کہ دونوں کو باقی رکھا جائے کیونکہ اجتماع ساکنین وقف میں جائز ہے۔ اور اگر دونوں میں ایک الف کو حذف کیا جائے تو یہ دیکھا جائے کہ کون سا الف حذف ہوا اگر محذوف پہلا ہے تو پھر قصر متعین ہے کیونکہ الف ثانیہ ہمزہ سے بدل کر آیا ہے اور اس میں قصر ہی ہو سکتا ہے جیسے بَدَاَ، اَنْشَاَ، اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ محذوف دوسرا ہے تو پھر مد و قصر دونوں جائز ہیں گویا الف ایک ایسا حرف مد ہے جو ہمزۂ مغیرہ سے قبل واقع ہے وہ ہمزہ جس میں دو تغیر ہوئے ایک ابدال بالالف دوسرے حذف، اور دونوں کے ابقاء کی تقدیر پر مد طویل بتقدیر تین ۳

الف ہوگا یعنی بقدر چھ حرکات، مثلاً صُفَرَآءُ، اَلسُّفَهَآءُ، شُرَكَآءُ، اَلْمَآءَ۔

٦/٢٤٠ وَيُدْغِمُ فِيهِ الْوَاوَ وَالْيَاءَ مُبْدِلًا ۝ إِذَا زِيدَتَا مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يُفَصَّلَا

اور امام حمزہ، اس ہمزہ میں ماقبل کی جنس سے ابدال کرتے ہوئے واؤ اور یا کا ادغام کرتے ہیں (اور یہ صورت اس وقت ہے) جب واؤ اور یا زیادہ ہوں، تاکہ اصلی اور زائد میں فرق ہو جائے۔

یعنی ہمزۂ متحرکہ کا ماقبل اگر واؤ اور یاء ساکنہ زائدہ ہوں تو اس وقت ہمزہ کو ماقبل کی جنس سے بدلتے ہوئے ادغام کرتے ہیں جیسے خَطِيْٓئَتُهٗ، خَطِيْٓئٰتِكُمْ، هَنِيْٓئًا، مَرِيْٓئًا، بَرِيْٓئُوْنَ، قُرُوْٓءٍ۔ زائد میں گفتگو اس لیے ہے کہ واؤ اور یاء اصلی کا حال اوپر آچکا ہے، کہ اس میں نقل حرکت ہوتا ہے۔

نوٹ: یہاں تک ہمزۂ متحرکہ بعد الساکن کے قواعد ختم ہوگئے۔ آگے ہمزۂ متحرکہ بعد المتحرک کو بیان کرتے ہیں۔

٧/٢٤١ وَيُسْمِعُ بَعْدَ الْكَسْرِ وَالضَّمِّ هَمْزَهٗ ۝ لَدٰى فَتْحِهٖ يَاءً وَوَاوًا مُحَوَّلَا

یعنی امام حمزہ کسرہ اور ضمہ کے بعد آنے والے ہمزۂ مفتوحہ کو (بالترتیب) یاء اور واؤ سے تبدیل کرتے ہیں مثلاً خَاطِئَةٍ، نَاشِئَةَ، مِائَةٍ، فِئَةٍ، لِئَلَّا، يُؤَدِّهٖ، مُؤَجَّلًا، مُؤَذِّنٌ، فُؤَادُكَ، لُؤْلُؤًا۔

٨/٢٤٢ وَفِيْ غَيْرِ هٰذَا بَيْنَ بَيْنَ وَمِثْلُهٗ ۝ يَقُوْلُ هِشَامٌ مَا تَطَرَّفَ مُسْهِلَا

اور اس کے علاوہ میں وہ ہمزہ کو بین بین پڑھتے ہیں اور امام حمزہ کی طرح ہشام بھی اس ہمزہ میں کہ جو متطرفہ ہو، تمام تغیرات کے قائل ہیں۔

اس شعر میں دو باتیں کہی گئی ہیں، ایک یہ کہ ہمزۂ متحرکہ بعد المتحرک میں ہمزۂ مفتوحہ بعد الکسر یا بعد الضم کے علاوہ تمام صورتوں میں تسہیل بین بین کرتے ہیں، گویا پہلی دو صورتوں میں ابدال باقی سات صورتوں میں تسہیل ہوگی جو کہ حسب ذیل ہے۔

(١) ہمزۂ مفتوحہ بعد الفتح جیسے شَنَاٰنُ، مَاٰرِبُ، سَاَلَ۔ (٢) ہمزۂ مکسور بعد الضم جیسے سُئِلُوْا، سُئِلَتْ۔ (٣) ہمزۂ مکسور بعد الکسر جیسے بَارِئِكُمْ، خَاطِئِيْنَ، مُتَّكِئِيْنَ۔ (٤) ہمزۂ مکسور بعد الفتح جیسے مُطْمَئِنٌّ، يَوْمَئِذٍ، جِبْرَئِيْلُ۔ (٥) ہمزۂ مضموم بعد الضم جیسے بِرُءُوْسِكُمْ۔ (٦) ہمزۂ مضموم بعد الکسر جیسے اَنْبِئُوْنِيْ، سَنُقْرِئُكَ، لِيُوَاطِئُوْا۔ (٧) ہمزۂ مضموم بعد الفتح جیسے رَءُوْفٌ، يَكْلَؤُكُمْ، تَؤُزُّهُمْ۔ تخفیف کا اصول یہ ہوا کہ ان ساتوں قسموں میں تسہیل ہوگی۔ ہمزہ مفتوح ہو تو بین الہمزہ والالف، مضموم ہو تو بین الہمزہ والواو اور مکسور ہو تو بین الہمزہ والیاء پڑھیں گے۔ اور اخفش کی رائے میں ان میں سے بعض قسموں میں کچھ اور وجوہ بھی جائز ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے۔ قوله ومثله يقول هشام الخ دوسری بات یہ کہی گئی ہے۔ کہ تغیراتِ ہمزہ کی جتنی صورتیں بحالتِ وقف امام حمزہ کے لیے بیان کی گئی ہیں (اوّل باب سے یہاں تک) وہ

تمام تغیرات، وقف میں ہشام کے لیے بھی ہوں گے مگر صرف اس ہمزہ میں جو متطرف ہو۔ ہمزۂ مبتدئہ یا متوسط میں وہ ہمزہ کو محقق ہی پڑھتے ہیں (مثلاً اِقْرَاْ، یُبْدِئُ، اَلْخَبْءَ، مِلْءُ، نَشَاءُ، لُؤْلُؤٌ۔ صرف ہمزۂ ثانیہ میں)۔

۹/۲۴۳ وَرِئْيًا عَلٰى اِظْهَارِهٖ وَادِّغَامِهٖ ۔۔۔ وَبَعْضٌ بِكَسْرِ الْهَا لِيَاءٍ تَحَوَّلَا

اور لفظ رِئْيًا کو (ہمزۂ ساکنہ کی بالیاء تبدیلی کے بعد) اظہار اور ادغام دونوں پر پڑھنا جائز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا میں اصول مذکورہ کے مطابق ابدال ہوگا دو یا جمع ہو جائیں گی ان میں اظہار و ادغام دونوں صحیح ہیں۔ اسی طرح تُؤْوِیْ، تُؤْوِیْهِ اور رُؤْیَا میں بھی یہی حکم ہے۔ قولہ وبعضٌ الخ سورۂ بقرہ میں اَنْبِئْهُمْ اور سورۂ حجر و قمر میں نَبِّئْهُمْ میں اصول کے مطابق امام حمزہ کے لیے ہمزۂ ساکنہ بالیاء تبدیل ہوگا۔ ابدال کے بعد ھاء جمع پر ضمہ پڑھا جائے گا، جمہور اہلِ ادا اور ابوالفتح فارس اسی کو زیادہ بہتر کہتے ہیں مگر بعض مشائخ نے یاء کی وجہ سے ھاء کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا ہے۔

۱۰/۲۴۴ كَقَوْلِكَ اَنْبِئْهُمْ وَنَبِّئْهُمْ وَقَدْ ۔۔۔ رَوَوْا اَنَّهُ بِالْخَطِّ كَانَ مُسَهَّلَا

قولہ وَقَدْ رَوَوْا الخ مطلب یہ کہ بعض اہلِ ادا نے امام حمزہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ وقف میں ہمزہ کو اس کے رسم الخط کے مطابق تغیر کر کے پڑھتے تھے۔ آگے مصاحف کے مقتضا پر تخفیف کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

۱۱/۲۴۵ فَفِي الْيَا يَلِي وَالْوَاوِ وَالْحَذْفِ رَسْمَهُ ۔۔۔ . . . .

یعنی اتباعِ رسم کی صورت میں ہمزہ اگر بصورتِ یاء لکھا ہو تو یاء سے اور بصورتِ واؤ ہو تو واؤ سے بدلتے ہیں اور اگر محذوف الشکل ہو تو ہمزہ کو حذف کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مصاحف میں کہیں ہمزہ کو بصورت یاء، کہیں بصورتِ واؤ لکھا ہے اور کہیں محذوف الشکل ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ناظم نے ہمزہ کی صرف تین ہی صورتوں پر کیوں اکتفا کیا، بصورتِ الف کو کیوں بیان نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ہمزہ کی تخفیف جو بصورتِ الف لکھا ہوا ہو۔ تغیر قیاسی سے خارج نہیں ہے مثلاً اِقْرَاْ میں ہمزہ بصورت الف مرسوم ہے۔ تغیر قیاسی بھی یہی ہے کہ ہمزہ کو الف سے بدلا جائے گا یا مثلاً سَاَلَ میں تخفیف قیاسی تسہیل بین الھمزہ والالف ہے جو رسمِ عثمانی سے خارج نہیں ہوتی۔ بہرحال اس موقع پر چند باتیں ملحوظ رہیں (۱) تغیر ہمزہ کے جو اصول اوپر بیان ہوئے ہیں ان کو تغیر قیاسی اور جن تغیرات کا یہاں بیان کر رہے ہیں ان کو تغیر رسمی کہتے ہیں۔ (۲) تغیر رسم کے ناقلین مغربی اہلِ ادا ہیں جیسے کی ابن ابی طالب، فارس بن احمد، ابوعمرو دانی اور امام شاطبی، لیکن جمہور اہلِ اداء مشارقہ اور

عراقیین بلکہ بہت سے مغاربہ بھی تخفیف قیاسی کی طرف مائل ہیں۔ (۳) اکثر مواقع میں تغیرِ قیاسی اور تغیرِ رسمی مل جاتے ہیں کوئی تخالف نہیں ہوتا تاہم اس تغیرِ رسمی کے باب کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں بھی ہمزہ بصورتِ واؤ موسوم ہو وقف میں اس کو واؤ خالصہ سے بدلنا ہے یا جہاں بھی ہمزہ بصورتِ یا مرسوم ہو اس کو ضرور ہی یا خالصہ سے بدلنا ہے اسی طرح حذف کی صورت میں، بلکہ یہ پورا باب تابع نقل کے ہے۔ سماع، صحتِ نقل اور ثبوتِ روایت ہر تغیر کے لیے ضروری ہے مثلاً نِسَاؤُكُمْ، اَبْنَاؤُكُمْ وغیرہ میں ہمزہ بصورتِ واؤ مرسوم ہے۔ مگر وقف میں یہ تغیر یعنی ابدال بالواو الخالصہ کسی طرح جائز نہیں کیونکہ نہ یہ صحیح ہے اور نہ روایۃً ثابت ہے: لہٰذا تلاوت بھی صحیح نہ ہوگی، اسی طرح خَائِفِيْنَ میں ابدال بالیاء درست نہیں۔ يَسْئَلُوْنَ میں ہمزہ محذوف الشکل ہے، مگر تغیر بحذفِ ہمزہ صحیح نہیں۔ (۴) قرآن میں بہت سے مواقع میں ہمزہ کو قیاسی رسم کے خلاف لکھا گیا ہے ایسے مواقع میں وقف اور تغیر کی وجہِ جائز کا معلوم کر لینا ضروری ہے، اس سلسلہ میں اجراء قرآءت کی دو کتابیں متداول و مشہور اور مستند ہیں۔ (۱) غیث النفع فی اجراء السبع سراج القاری کے حاشیہ پر، تالیف العلامۃ النوری الصفاقسیؒ۔ (۲) البدور الزاہرہ فی القراءات العشرہ، تالیف شیخ عبدالفتاح قاضیؒ۔ (۵) ہمزہ کے رسم کی شکلوں کے قواعد کتبِ رسم سے معلوم کرنے چاہئیں مثلاً عقیلۃ الاتراب، للشاطبیؒ، المقنع، للدانیؒ نیز رسالہ توضیح المرام فی وقف حمزۃ وہشام، للراقم، قابلِ دید ہے۔

۱۱ .... وَالْاَخْفَشُ بَعْدَ الْكَسْرِ ذَا الضَّمِّ اَبْدَلَا

۱۲/۲۲۶ بِيَاءٍ وَعَنْهُ الْوَاوُ فِيْ عَكْسِهٖ وَمَنْ ۞ حَكٰى فِيْهِمَا كَالْيَا وَكَالْوَاوِ اَعْضَلَا

اور اخفش نے کسرہ کے بعد ضمہ والے ہمزہ کو یا سے بدلا ہے، اور اخفش ہی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس کے عکس کی صورت میں ہمزہ واؤ سے بدلتا ہے۔ اور جس نے ان دونوں صورتوں میں (بالترتیب) تسہیل کالیا اور تسہیل کالواو کو نقل کیا ہے اس نے مشکل صورت اختیار کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اخفش نحوی کے یہاں ہمزۂ مضموم بعد الکسر کو یاء خالصہ سے، اور ہمزۂ مکسورہ بعد الضم کو واو خالصہ سے بدلا جاتا ہے یعنی سُئِلَ جیسے لفظ کو سُوِلَ۔ اور مُسْتَهْزِءُوْنَ کے قسم کے الفاظ کو مُسْتَهْزِيُوْنَ پڑھیں گے۔

قولہ وَمَنْ حَكٰى فِيْهِمَا الخ اخفش والی دونوں وجہوں میں بعض مشائخ کا یہ مذہب بھی ہے کہ وہ تسہیل بعید اختیار کرتے ہیں کہ سُئِلَ میں ہمزہ کو بین الہمز والواو، اور خَاطِئُوْنَ میں بین الہمز والیا، پڑھتے ہیں۔ اَعْضَلَا شاطبی فرماتے ہیں کہ تسہیل کی یہ شکل ادا میں مشکل ہے لہٰذا عملاً قابلِ ترک ہے یاد رہے کہ تسہیل کی دو قسمیں ہیں، قریب، بعید۔

قریب یہ کہ ہمزہ کو ہمزہ اور اس حرفِ مد کے درمیان پڑھنا جو اس ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو۔ اور بعید یہ کہ ہمزہ کو ہمزہ اور اس حرفِ مد کے درمیان پڑھنا جو اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو۔

۱۳/۲۴۷ وَمُسْتَهْزِؤُنَ الْحَذْفُ فِيْهِ وَنَحْوِهِ ۔۔۔ وَضَمٌّ وَكَسْرٌ قَبْلُ قِيْلَ وَاُخْمِلَا

اور مُسْتَهْزِؤُنَ میں اور اس جیسے دیگر لفظوں میں (امام حمزہ سے) حذف ہمزہ بھی منقول ہے اور ماقبل میں ضمہ ہوگا۔ اور ماقبل میں کسرہ بھی کہا گیا ہے اور یہ متروک ہے۔

یعنی امام حمزہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ مُسْتَهْزِءُوْنَ، لِيُطْفِئُوْا اور مُتَّكِئُوْنَ جیسے لفظوں میں ہمزہ کو حذف کرتے ہیں اور ضمہ ماقبل کو نقل کرتے ہیں واضح ہو کہ قیاس اور ادا دونوں کے اعتبار سے یہ شکل جائز و صحیح ہے لیکن ہمزہ حذف کرکے اس کے ماقبل کسرہ باقی رکھنا قیاس اور روایت دونوں کے اعتبار سے غلط ہے۔ ناظم نے لفظ اُخْمِلَا میں اسی کو فرمایا ہے کہ یہ متروک ہے لہذا فعل اُخْمِلَا کی ضمیر نائب فاعل صرف کسرہ کی طرف راجع ہے، اور آخر میں الف اطلاقی ہے۔ الف کو تثنیہ کا قرار دے کر ضمہ اور کسرہ دونوں کی ضمیر سمجھنا صحیح نہیں۔ اگر ناظم کے ذہن میں یہی بات ہوتی تو قِيْلَا وَاُخْمِلَا فرماتے تاکہ ضمیر تثنیہ سے ضم و کسر دونوں مراد ہو جائیں۔ حاصل یہ کہ مُسْتَهْزِءُوْنَ وغیرہ میں تسہیل[1] بین الہمز والواو (علی مذہب سیبویہ) ابدال[2] بالیاء (علی مذہب اخفش) اور حذف[3] ہمزہ مع الضم قبلہا تینوں صحیح ہیں۔ اور تسہیل[1] بعید اور حذف[2] ہمزہ مع بقاء الکسر قبلہا متروک ہیں۔

۱۴/۲۴۸ وَمَا فِيْهِ يُلْفٰى وَاسِطًا بِزَوَائِدٍ ۔۔۔ دَخَلْنَ عَلَيْهِ فِيْهِ وَجْهَانِ اُعْمِلَا

۱۵/۲۴۹ كَمَا هَا وَيَا وَاللَّامِ وَالْبَا وَنَحْوِهَا ۔۔۔ وَلَامَاتِ تَعْرِيْفٍ لِمَنْ قَدْ تَاَمَّلَا

اور وہ لفظ کہ جس میں ہمزہ (حقیقت میں تو وہ ابتدا میں ہو مگر) وسط میں ہو جائے اُن زوائد کی وجہ سے جو اس پر داخل ہوئے ہوں تو اس میں (بحالت وقف) دونوں وجہیں عمل میں لائی گئی ہیں۔

جیسے ھَاء[1] (تنبیہ مثلاً هَاَنْتُمْ) اور یَاء[2] (حرف ندا، مثلاً يٰاٰدَمُ) اور لَام[3] (تاکید یا لام جر جیسے لَاَنْتُمْ، لِاَبَوَيْهِ) اور بَاء[4] (جیسے بِاَنَّهُمْ، بِاَيَّامِ، فَبِاَيِّ) اور اس جیسے (ہمزہ[5] مثلاً ءَاَنْذَرْتَهُمْ، سین[6] مثلاً سَاَصْرِفُ۔ فاء[7] مثلاً فَاٰمِنُوْا، کاف[8] مثلاً كَاَنَّهُمْ، واو[9] مثلاً وَاَنْتُمْ) اور لامہائے[10] تعریف، ہر اس شخص کے لیے جو غور کرے۔ وسط کلمہ میں جو ہمزہ واقع ہو رہا ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ حقیقت میں ہی وسط میں ہو جیسے سَاَلَ، يَئِسُوْا۔ وغیرہ۔ اس قسم میں تخفیفات و تغیرات، قواعد مذکورۂ بالا کے مطابق ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ ہمزہ حقیقت میں تو متوسط نہ ہو مگر اس پر زوائد داخل ہو جائیں، جیسا کہ اس شعر میں بیان ہوئے ہیں، تو ایسے کلمات میں دونوں صورتیں جائز ہیں چاہے قواعد بالا کے مطابق تغیر کر لیا جائے۔ اور چاہے ہمزہ کو بلا تغیر تحقیق سے پڑھا جائے۔ مذہب اول فارس ابن احمد کا ہے۔

اور ثانی ابوالحسن طاہر بن غلبون کا ہے۔ فائدہ: اَلَّذِی اؤْتُمِنَ۔ یَاصَالِحُ ائْتِنَا، لِقَاءَنَا ائْتِ۔ وغیرہ میں ہمزہ متوسط بالکلمہ ہے یہاں ہمزہ میں تحقیق و ابدال دونوں جائز ہیں مگر بعض علماء نے صرف تحقیق کہا ہے۔ (الوافی)

۱۶/۲۵۰ وَاَشْمِمْ وَرُمْ فِیْمَا سِوٰی مُتَبَدِّلٍ ۔۔۔ بِهَا حَرْفَ مَدٍّ وَاعْرِفِ الْبَابَ مَحْفِلَا

اور اشمام و روم کے ساتھ وقف کر ان صورتوں کے ماسوی میں، جن میں ہمزہ کو حرفِ مد سے بدلا گیا ہو۔ اور پورے باب کو یک جا کرتے ہوئے اس میں معرفت پیدا کر۔

اس شعر میں ناظم یہ بتلا رہے ہیں کہ ہمزہ کے تغیرات والے اس باب میں اشمام و روم کے ساتھ وقف کرنا بھی جائز ہے اور تقریباً تمام احوال میں جائز ہے مگر اس وقت جائز نہیں کہ ہمزہ متطرفہ کو حرف مد سے بدلا گیا ہو مثلاً ہمزہ، حرفِ متحرک یا الف کے بعد واقع ہو رہا ہو تو اس وقت روم و اشمام کے ساتھ وقف صحیح نہیں ہوگا۔ اور اس وقت روم و اشمام صحیح ہوگا کہ ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی گئی ہو اور ہمزہ حذف کیا گیا ہو مثلاً دِفْءٌ، شَیْءٍ، مَثَلُ السَّوْءِ، جُزْءٌ، یَنْظُرُ الْمَرْءُ، ایسے ہی ہمزہ کو واؤ سے بدلنے کے وقت جب کہ وہ واو زائدہ کے بعد واقع ہو مثلاً قُرُوْءٍ، یا یاء زائدہ کے بعد واقع ہونے کی صورت میں ابدال پالیا گیا ہو مثلاً اِنَّمَا النَّسِیْءُ، اور ہمزہ کو حرفِ مد سے بدلے جانے اور روم و اشمام جائز نہ ہونے کی مثال جیسے اِقْرَاْ، نَبِّئْ، مِنْ شَاطِئِ، یَشَاْ، مِنَ السَّمَاءِ۔ روم و اشمام اس وقت ناجائز ہیں کہ حروف مد میں حرکت کی اصلاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

۱۷/۲۵۱ وَمَا وَاوٌ اَصْلِیٌّ تَسَكَّنَ قَبْلَهٗ ۔۔۔ اَوِ الْیَا فَعَنْ بَعْضٍ بِالْاِدْغَامِ حُمِّلَا

اور وہ ہمزہ کہ اس سے پہلے واو اصلی ساکنہ یا یاء اصلی ساکنہ واقع ہو تو (بجائے نقل حرکت کے، جو کہ جمہور کا مذہب تھا) بعض مشائخ سے وہ ہمزہ (ابدال اور) ادغام کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

واؤ اور یاء ساکنہ جو ہمزہ سے پہلے واقع ہوں ان کی دو قسمیں تھیں۔ اصلی اور زائدہ۔ دونوں کا حکم بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اصلی ہونے کی صورت میں نقل حرکت اور ہمزہ کا اسقاط ہوتا ہے اور زائدہ ہونے کی صورت میں ابدال و ادغام ہوتا ہے لیکن بعض مشائخ نے ان میں اصلی یا زائدہ کی کوئی تفریق نہیں کی بلکہ دونوں صورتوں میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس واؤ یا یاء سے بدل کر ادغام ہی کیا ہے، خواہ وہ واؤ یا یاء مدہ ہوں یا لین ہوں اور خواہ ہمزہ متوسطہ ہو یا متطرفہ۔ جیسے اَلسُّوْاٰی، سِیْئَتْ، سَوْءَةَ، لَتَنُوْءُ، کَهَیْئَةِ، شَیْئًا۔

۱۸/۲۵۲ وَمَا قَبْلَهُ التَّحْرِیْكُ اَوْ اَلِفٌ مُحَرْ ۔۔۔ رَكًا طَرَفًا فَالْبَعْضُ بِالرَّوْمِ سَهَّلَا

اور وہ ہمزہ کہ اس کا ماقبل متحرک ہو یا الف ہو، دراں حال کہ خود ہمزہ متحرک و متطرفہ ہو تو بعض مشائخ نے اس میں روم کے ساتھ تسہیل کی ہے۔

جیسے یُبْدِئُ، لِکُلِّ امْرِیءٍ، تَفْتَؤُا، اَللُّؤْلُؤُ اور یَشَآءُ، مِن مَّآءٍ، تو اگرچہ جمہور کے نزدیک اس میں روم و اشمام جائز نہیں۔ جیساکہ ناظم اوپر بتا کر آئے ہیں، مگر بعض اہلِ ادا کے نزدیک اس میں روم جائز ہے لیکن ہمزہ میں تسہیل ہوگی بشرطیکہ یہ ہمزہ مضموم یا مکسور ہو گویا وقف بالاسکان کی صورت میں ابدال ہوگا۔ اور وقف بالروم میں تسہیل ہوگی۔ اور حقیقۃً ان دونوں میں کوئی تنافی بھی نہیں۔

۱۹
۲۵۳ وَمَنْ لَّمْ یَرُمْ وَاعْتَدَّ مَحْضًا سُکُوْنَهٗ ۝ وَاَلْحَقَ مَفْتُوْحًا فَقَدْ شَذَّ مُوْغِلَا

اور جس نے روم ہی نہیں کیا اور محض سکون ہی کو معتبر مانا ہے اور وہ کہ جس نے روم میں مفتوح کو بھی شامل کر دیا ہے، پس حقیقت میں ہر ایک نے ہی شاذیات کہنے میں حد سے تجاوز کیا ہے۔

ناظم نے شعر سابق میں بعض اہلِ ادا کا یہ مذہب بیان کیا تھا کہ ہمزۂ متحرکہ متطرفہ جو حرف متحرک یا الف کے بعد واقع ہو اس میں تسہیل کے ساتھ روم جائز ہے، اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ روم کا محل مجرور یا مرفوع ہوتا ہے۔ ناظم اس شعر میں دو دوسرے مذہب بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ صرف ابدال پر اکتفا کیا جائے اور تسہیل مع الروم جائز نہیں، خواہ ہمزہ مضموم ہو یا مکسور ہو یا مفتوح۔ اور اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمزہ میں جب تسہیل بین بین ہو تو ساکن کے قریب ہوتا ہے اور ساکن میں روم نہیں ہوتا تو تسہیل مع الروم ناجائز ہے، دوسرا مذہب یہ کہ تسہیل مع الروم ہر حال میں جائز ہے خواہ ہمزہ مکسور ہو یا مضموم ہو یا مفتوح، اور علت یہ بیان کی کہ ہمزۂ مسہلہ اگرچہ ساکن کے قریب ہوتا ہے کیونکہ اس میں ضعف آجاتا ہے لیکن پھر بھی ہمزۂ متحرکہ کے درجے میں ہوتا ہے اور دلیل یہ ہے کہ وہ شعر میں ہمزۂ متحرکہ ہی کے قائم مقام ہوتا ہے اور جب وہ متحرکہ کے قائم مقام ہو گیا تو تینوں حرکتوں میں روم جائز ہے کیونکہ عربی میں مفتوح میں بھی روم ہوتا ہے۔ ناظم نے ان دونوں کا رد کیا ہے۔ وَاعْتَدَّ بمعنی وَاعْتَبَرَ۔ وَاَلْحَقَ یعنی وَمَنْ اَلْحَقَ اس سے دوسرے مذہب والوں کا رد ہے کہ دونوں مذہب باطل ہیں۔ مُوْغِلًا، اِیْغَال سے ہے جس کے معنی ہیں آدمی کا صحیح راستہ سے دُور نکل جانا۔

۲۰
۲۵۴ وَفِی الْهَمْزِ اَنْحَآءٌ وَعِنْدَ نُحَاتِهٖ ۝ یُضِیْءُ سَنَاهُ کُلَّمَا اسْوَدَّ اَلْیَلَا

اور ہمزہ میں اور بہت سے طرق ہیں اور نحویوں کے یہاں اس کی (تحقیقات کی) چمک خوب روشن ہوتی ہے۔ جب بھی (ناواقفوں میں) وہ ہمزہ تاریک ہو گیا ہوتا ہے مثل اندھیری بات کے۔

اَنْحَآءٌ، نحو کی جمع بمعنی طریق۔ نُحَاۃ، ناحی کی جمع بمعنی نحو جاننے والے، یہاں عرفی لوگ مراد ہیں۔ سَنَا، روشنی۔

لَیْلٌ اَلْیَلُ، یعنی سخت اندھیری رات۔

بَابُ الْاِظْهَارِ وَالْاِدْغَامِ

یعنی اظہار و ادغام کا بیان جو آئندہ آنے والے تین بابوں میں منقسم ہے۔

١/٢٥٥ سَاَذْكُرُ اَلْفَاظًا تَلِيهَا حُرُوفُهَا ۞ بِالِاظْهَارِ وَالِادْغَامِ تُرْوٰى وَتُجْتَلَا

اب میں کچھ الفاظ ذکر کروں گا ان کے ساتھ ہی ان کے وہ حروف بھی آئیں گے جو اظہار یا ادغام کے ساتھ روایت کیے جاتے اور دیکھے جاتے ہیں۔

ادغام سے ادغام صغیر مراد ہے، اور وہ الفاظ جن کے ذکر کا وعدہ کر رہے ہیں۔ اِذْ، قَدْ، تاءِ تانیث، هَلْ و بَلْ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو ذکر کرنے کے بعد اس کے ان حرفوں کا ذکر کریں گے جن میں ان الفاظ کا اختلاف قراء کے مطابق ادغام یا اظہار ہو رہا ہوگا، اور یہ حروف، اوائل کلمات میں مراد ہوں گے جس طرح ادغام کبیر میں کہہ چکے ہیں۔

٢/٢٥٦ فَدُونَكَ اِذْ فِي بَيْتِهَا وَحُرُوفُهَا ۞ وَمَا بَعْدُ بِالتَّقْيِيدِ قُدْهُ مُذَلَّلَا

چنانچہ لفظ اِذْ کو اُس کے مخصوص شعر میں اور اُس کے حروفِ مدغمہ کو یاد کر۔ اور اس کے بعد میرے بیان تقییدی کے مطابق اس کو اپنی طرف کھینچ قابو کرتے ہوئے۔

یعنی ان الفاظ مذکورہ میں سے لفظ اِذْ کو مثلاً اس کے مخصوص شعر میں دیکھو اور ان حرفوں کو بھی یاد کر لو جو اسی شعر میں اِذْ کے بعد ذکر کیے جائیں گے۔ اور اس طرح ہمارے بیان سے آپ کو ذال اِذْ کے اظہار و ادغام میں قراء کا مذہب معلوم ہو جائے گا۔ دُونَكَ، اسم فعل ہے جس کے معنی ہیں یاد کر لو، لے لو۔

٣/٢٥٧ سَاُسْمِيْ وَبَعْدَ الْوَاوِ تَسْمُو حُرُوفُ مَنْ ۞ تَسَمّٰى عَلٰى سِيمَا تَرُوقُ مُقَبَّلَا

میں (قاری یا راوی کا بصورتِ رمز) نام لوں گا۔ اور اس کے بعد واؤ فاصل لاؤں گا اور اس واؤ کے بعد اس قاری یا راوی کے حروفِ مدغمہ یا مظہرہ ایک خاص علامت پر واضح ہو رہے ہوں گے، وہ علامت خوشگوار ہوگی چوم لینے کے قابل۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ختم مسئلہ کے لیے واوِ فاصل لانے کا طریقہ اس تمام کتاب میں رائج ہے مگر اس باب میں مزید ایک واوِ فاصل کا اضافہ ہوا ہے جو قاری یا راوی کی رمز اور اس کے حروفِ مدغمہ یا مظہرہ کے درمیان آئے گی، تاکہ رمز

اور حروف میں اشتباہ نہ ہو، اور جب مسئلہ ختم ہو جائے گا تو حسب معمول واؤ فاصل لائیں گے۔ اس شعر میں اسی عارضی اور نئی واؤ فاصل کا بیان مقصود ہے۔

نوٹ: یہ عارضی واو فاصل اسی وقت لائی جائے گی جب قاری یا راوی کے ناموں کی طرف بصورت رمز اشارہ ہو رہا ہو، بصراحت نام لینے کی صورت میں چونکہ کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا، اس لیے یہ واو فاصل بھی نہ ہوگی مثلاً آگے آتا ہے۔ ع

وَادْغَمَ وَرْشٌ ضَرَّ ظَمْاٰنَ وَامْتَلَا

کہنا چاہتے ہیں کہ ورش نے دالِ قَدْ کا ضَ اور ظَاۤ میں ادغام کیا ہے، چونکہ ورش کا نام بصراحت لیا ہے اس لیے وَرْشٌ کے بعد یہ عارضی واو فاصل نہیں لائے، البتہ ختم مسئلہ کے لیے واو مستقل لفظ وَامْتَلَا میں لائی گئی۔ تَسْمُوْ، سُمُوٌّ سے ہے بلند اور ممتاز ہونا۔ سِیْمَا، علامت ۔ تَرُوْقُ، رَوْقٌ سے بارونق اور پیارا ہونا۔ مُقَبَّلًا، چوم لینے کی جگہ، مسئلہ کے واضح ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ قاری کی رمز اور حروفِ مدغمہ یا مظہرہ میں کوئی اشتباہ نہ ہوگا کیونکہ میرا بیان بڑا دلآویز اور پیارا ہوگا۔

۴/۲۵۸ وَفِیْ دَالِ قَدْ اَیْضًا وَتَاءِ مُؤَنَّثٍ ۔ وَفِیْ هَلْ وَبَلْ فَاحْتَلْ بِذِهْنِكَ اَحْیَلَا

اور دال قَدْ اور تاءِ تانیث ساکنہ اور هَلْ وَبَلْ کے لاموں میں بھی میں یہی طریقہ اختیار کروں گا۔ پس تو اپنے ذہن میں تدبیر سے کام لے، اس حال میں کہ تو بڑا صاحب تدبیر ہے۔

ذِكْرُ ذَالِ اِذْ

۱/۲۵۹ نَعَمْ اِذْ تَمَشَّتْ زَیْنَبٌ صَالَ دَلُّهَا ۔ سَمِیُّ جَمَالٍ وَاصِلًا مَنْ تَوَصَّلَا
(ت ز ص د س ج)

لفظی ترجمہ: ہاں جس وقت چلی زینب تو اس کے ناز و انداز نے حملہ کیا اس حال میں کہ وہ ناز و انداز بلند جمال تھا۔ اور ملاقات کرتا تھا اس سے جو ملاقات کا طالب ہو۔

صَالَ، حملہ کیا۔ دَلٌّ، ناز و انداز۔ سَمِیَّ جَمَالٍ، لفظ دَلٌّ سے حال ہے، بلند جمال۔ وَاصِلًا مَنْ تَوَصَّلَا، دوسرا حال ہے۔ شعر کا مقصدی پہلو یہ ہے کہ ذَالِ اِذْ کے اظہار یا ادغام کا قراءِ سبعہ کے درمیان اختلافی تقابل کل چھ حروف میں ذکر ہے اور وہ چھ حروف یہ ہیں۔ تَا، زَاۤ، صَاد، دَال، سین اور جیم۔ جیسے اِذْ تَبَرَّاَ، وَاِذْ زَیَّنَ، وَاِذْ صَرَفْنَا، اِذْ دَخَلُوْا، وَاِذْ سَمِعْتُمُوْهُ، اِذْ جَاۤءُوْهُمْ۔

نوٹ: یاد رہے کہ ذال اِذ کے بعد صاد صرف ایک جگہ ہے جس کی مثال دی گئی اور زاۤی دو جگہ ہے۔ ایک کی مثال گذر گئی دوسری جگہ وَاِذْ زَاغَتْ، (الوافی)

٢/٢٦٠ فَأَظْهَرَهَا أَجْرَى دَوَامَ نَسِيمِهَا ۔۔۔ وَأَظْهَرَ رَيًّا قَوْلِهِ وَاصِفٌ جَلَا

پس اس ذالِ اِذ کے اظہار نے اپنی نسیمِ صبح کے دوام کو جاری کیا، اور ظاہر کیا اپنے قول کی سیرابی کو ایک ایسے وصف والے نے جو جلوہ افروز ہوا۔

یعنی حروفِ ستہ میں نافع ابن کثیر اور عاصم نے اظہار ہی کیا ہے وہ کسی حرف میں بھی ادغام نہیں کرتے ہیں، اور کسائی وخلاد نے صرف جیم میں اظہار کیا، اور باقی پانچ حروف میں ادغام کیا ہے۔

٣/٢٦١ وَأَدْغَمَ ضَنْكًا وَاصِلٌ تُوْمَ دُرِّهِ ۔۔۔ وَأَدْغَمَ مَوْلًى وُجْدُهُ دَائِمٌ وِلَا

ترجمہ: اور داخل کیا تنگی میں ایک وصل والے نے اپنے موتیوں میں سے ایک چاندی کے موتی کو، اور داخل کیا، ایک دوست نے کہ اس کا سرمایہ دائمی محبت تھا۔

یعنی خلف نے مذکورہ چھ حروف میں سے ذالِ اِذ کا صرف تاء اور دال میں ادغام کیا ہے اور باقی میں اظہار کیا ہے، اور ابن ذکوان نے صرف دال میں ادغام کیا ہے اور باقی پانچ میں اظہار۔ ناظم کا بیان یہاں ختم ہو جاتا ہے، جن قراء کا ذکر نہیں آیا ہے وہ ابوعمرو بصری اور ہشام ہیں۔ ان غیر مذکورین کے لیے تمام چھ حروف میں ادغام ثابت ہوا کیونکہ اظہار کی ضد ادغام ہے۔ گویا قراء تین طرح کے ہیں (۱) حروفِ ستہ میں اظہار کرنے والے۔ نافع، مکی، عاصم۔ (۲) کچھ میں اظہار اور کچھ میں ادغام کرنے والے۔ کسائی، حمزہ، ابن ذکوان۔ (۳) تمام حروف میں ادغام کرنے والے۔ ابوعمرو بصری، ہشام۔ واضح رہے کہ وَاصِلٌ اور وُجْدُهُ میں واو فاصل عارضی اور وَأَدْغَمَ اور وِلَا میں واو فاصل مستقل ہے۔

لغات: ضَنْكٌ تنگ سوراخ۔ تُوْمَ، تُوْمَةٌ کی جمع چاندی کا موتی۔ مَوْلًى محب، دوست۔ وُجْدٌ سرمایۂ دولت۔ وِلَا محبت۔

ذِكْرُ دَالِ قَدْ

١/٢٦٢ وَقَدْ سَحَبَتْ ذَيْلًا ضَفَا ظَلَّ زَرْنَبٌ ۔۔۔ جَلَتْهُ صَبَاهُ شَائِقًا وَمُعَلِّلَا

ترجمہ: زینب نے اپنا وہ دامن کھینچا جو طویل تھا پھیلی وہ خوشبو کہ ظاہر کیا اس کو اس کی مہک نے اس حال میں کہ وہ خوشبو شوق میں ڈالنے والی اور دل بہلانے والی تھی۔

یعنی قراءِ سبعہ میں دالِ قَدْ کے اظہار یا ادغام کے اختلاف کا مسئلہ آٹھ حروف میں دائر ہے، سین، ذال، ضاد، ظاء، زای، جیم، صاد، شین۔ امثلہ: قَدْ سَمِعَ، وَلَقَدْ ذَرَأْنَا، قَدْ ضَلُّوا، فَقَدْ ظَلَمَ، وَلَقَدْ زَيَّنَّا، لَقَدْ جَاءَكُمْ، وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

قَدْ شَغَفَهَا۔ **لُغات:** مُعَلِّلًا، سیراب کرنے والا۔ سَحَبَتْ، اس نے کھینچا۔ ضَفَا، لمبا ہوا۔ زَرْنَبْ، خوشبو۔ صَبَا، مہک

۲/۲۶۳ فَأَظْهَرَهَا نَجْمٌ بَدَا دَلَّ وَاضِحًا وَأَدْغَمَ وَرْشٌ ضَرَّ ظَمْآنُ وَامْتَلَا

ترجمہ: پس اس دالِ قَدْ کو ظاہر کیا۔ ایک ستارے نے جو ظاہر ہوا دلیل واضح ہو کر۔ اور ورش نے ادغام کیا ضَرَّ اور ظَمْآن والے ضاد اور ظا میں اور بھر پور کیا۔

یعنی عاصم، قالون اور مکی نے دالِ قَدْ کا آٹھوں حرفوں میں اظہار کیا ہے، اور ورش نے ضاد اور ظاء میں ادغام کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی چھ میں اظہار کیا۔

۳/۲۶۴ وَأَدْغَمَ مُرْوٍ وَاكِفٌ ضَيْرَ ذَابِلٍ زَوَى ظِلَّهُ وَغْرٌ تَسَدَّاهُ كَلْكَلَا

ترجمہ: اور ادغام کیا ایک سیراب کرنے والے نے جس سے پانی کے قطرے برس رہے تھے پیاس سے مرجھائے ہوئے آدمی کی تکلیف کو اس پیاسے کے سائے نے ایک ایسی شدتِ حرارت کو جمع کیا ہوا تھا جو اس کے سینہ تک بلند تھی۔

شعر کا مقصد یہ ہے کہ ابن ذکوان نے ضاد، ذال، زای اور ظاء میں ادغام کیا ہے جس کا عکس مفہوم یہ ہوا کہ باقی چار میں اظہار کیا ہے۔ **نوٹ:** وَاكِفٌ کی واؤ عارضی فاصل ہے اور وَغْرٌ کی فاصل مستقل ہے۔ **لُغات:** مُرْوٍ، اَرْوٰی سے اسم فاعل سیراب کرنے والا۔ وَاكِفٌ، وَكَفَ سے اسم فاعل ٹپکنے والا۔ برسنے والا۔ ضَيْرَ، تکلیف۔ ذَابِلٌ، ذَبَلَ سے اسم فاعل مرجھایا ہوا۔ زَوٰی، جمع کیا۔ وَغْرٌ، شدتِ پیاس۔ تَسَدَّا، چڑھ گیا۔ كَلْكَلَا، سینہ۔

۴/۲۶۵ وَفِي حَرْفِ زَيَّنَّا خِلَافٌ وَمُظْهِرٌ هِشَامٌ بِصَادٍ حَرْفَهُ مُتَحَمِّلَا

اور وَلَقَدْ زَيَّنَّا کے لفظ میں ابن ذکوان کے لیے خلف ہے۔ اور ہشام سورتِ صٓ میں اپنے لفظ کا اظہار کرنے والے ہیں۔ ناقل ہو کر۔

یعنی یوں تو ابن ذکوان نے دالِ قَدْ کا زای میں ادغام کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ مگر سورۃ الملک کے لفظ وَلَقَدْ زَيَّنَّا میں ان کیلئے ادغام و اظہار دونوں وجہیں ثابت ہیں۔ اور ہشام اگرچہ دالِ قَدْ کا ظاء میں ادغام کرتے ہیں مگر سورۃ صاد کے لفظ لَقَدْ ظَلَمَكَ میں اظہار کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ قالون ابن کثیر عاصم آٹھوں حرفوں میں اظہار کرتے ہیں۔ اور ابو عمرو، حمزہ، کسائی آٹھوں میں ادغام کرتے ہیں اور ابن ذکوان ضاد، ذال، زای، ظاء میں ادغام کرتے ہیں اور باقی چار میں اظہار۔ البتہ وَلَقَدْ زَيَّنَّا میں ان کے لیے ادغام و اظہار دونوں ہیں اور ہشام آٹھوں میں ادغام کرتے ہیں مگر وَلَقَدْ ظَلَمَكَ میں انھوں نے اظہار کیا ہے اور ورش صرف ضاد و ظاء میں ادغام کرتے ہیں باقی چھ میں اظہار۔ مُتَحَمِّلًا ای نَاقِلًا، ہشام سے حال ہے۔

ذِكْرُ تَاءِ التَّانِيْث

۱/۲۶۶ وَاَبْدَتْ سَنَا ثَغْرٍ صَفَتْ زُرْقُ ظَلْمِهِ ۔۔۔ جَمَعْنَ وُرُوْدًا بَارِدًا عَطِرَ الطِّلَا

س ث ص ز ظ ج

ترجمہ: اور زینب نے ظاہر کی چمک دانتوں کی۔ صاف تھی چمک دانتوں کی آب کی۔ ان دانتوں نے گلاب کے پھولوں کو جمع کیا تھا۔ ٹھنڈے معطر شراب والے۔

یعنی تاء تانیث ساکنہ کے اظہار وادغام کا اختلافی مسئلہ چھ حرفوں سے تعلق رکھتا ہے سین، ثاء، صاد، زای، ظاء، جیم مثلاً اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ، كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ، لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ، كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ، كَانَتْ ظَالِمَةً، نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ۔ وروداً، میں واؤ ختم مسئلہ کے لیے ہے۔ **لغات:** اَبْدَتْ، اِبْدَاءٌ سے بمعنی ظاہر کرنا۔ سَنَا، چمک۔ ثَغْر، دانت۔ زُرْق جمع اَزْرَق، روشنی، صفائی۔ ظَلْم، آب، رونق۔ وُرُوْد جمع وَرْد، گلاب۔ طِلَا، شراب انگوری۔

۲/۲۶۷ فَاِظْهَارُهُ دُرٌّ نَمَتْهُ بُدُوْرُهُ ۔۔۔ وَاَدْغَمَ وَرْشٌ ظَافِرًا وَمُخَوَّلَا

د ن ب ظ

ترجمہ: تاء تانیث کا اظہار ایک موتی ہے جس کو اس کے بدور نے بلند کر دیا ہے اور ورش نے (ظاء میں) ادغام کیا اس حال میں کہ وہ کامیاب اور بخشنے والا ہے۔

مطلب یہ کہ مکی، عاصم اور قالون نے تاء تانیث ساکنہ کا ان چھ حرفوں میں اظہار کیا ہے اور ورش نے صرف ظاء میں ادغام کیا ہے اور باقی پانچ میں اظہار۔

۳/۲۶۸ وَاَظْهَرَ كَهْفٌ وَافِرٌ سَيْبُ جُوْدِهِ ۔۔۔ زَكِيٌّ وَفِيٌّ عُصْرَةً وَمُحَلَّلَا

ک س ج ز

ترجمہ: اور اظہار کیا ایک غار (علم) نے کہ بہت ہے عطا اس کی بخشش کی وہ پاکیزہ ہے وفادار ہے پناہ کے اعتبار سے اور منزل کے اعتبار سے۔

یعنی شامی نے سین جیم اور زای میں اظہار کیا ہے۔ اور باقی تین میں ادغام کیا ہے مگر دو لفظ اس قاعدہ سے خارج ہیں جن کا بیان آئندہ شعر میں ہے۔ **لغات:** الكهف، غار، مراد گوشہ علم۔ سَيْب، عطا۔ عُصْرَة، پناہ گاہ۔ مُحَلَّلَا، منزل۔

نوٹ: وَافِر، کی واؤ فاصلِ عارضی ہے۔ اور وَفِيٌّ کی واؤ فاصل مستقل۔

۴/۲۶۹ وَاَظْهَرَ رَاوِيْهِ هِشَامٌ لَهُدِّمَتْ ۔۔۔ وَفِيْ وَجَبَتْ خُلْفُ ابْنِ ذَكْوَانَ يُفْتَلَا

ترجمہ: اور اظہار کیا ہے شامی کے راوی ہشام نے لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ (حج) میں۔ اور وَجَبَتْ جُنُوبُهَا (حج) میں ابنِ ذکوان کا خلف نقل کیا گیا ہے۔

یعنی یوں تو شامی کے راوی ہشام اصول کے مطابق ہر جگہ تاءِ تانیث کا صاد میں ادغام کرتے ہیں مثلاً حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ مگر لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ میں خصوصیت سے اظہار کیا ہے جیسا کہ ثاء اور ظاء میں بلا استثناء ہر جگہ ادغام ہی کیا ہے۔ اور ابن ذکوان نے وَجَبَتْ جُنُوبُهَا میں ادغام اور اظہار دونوں کئے ہیں۔ باقی ہر جگہ اصول کے مطابق ہیں اور جن قراء کا نام نہیں آیا، یعنی ابوعمرو، حمزہ، کسائی اُن کے لیے اِن تمام چھ حرفوں میں ادغام ہوگا۔ قولہ یُفْتَلَا ای یَتَدَبَّرُوَیُبْحَثُ۔

ذِكْرُ لَامِ هَلْ وَبَلْ

۱/۲۷۰ أَلَا هَلْ وَبَلْ تَرْوِي ثَنَا ظَعْنُ زَيْنَبٍ سَمِيرَ نَوَاهَا طِلْحَ ضُرٍّ وَمُبْتَلَا

ت ث ظ ز س ن ط ض

ترجمہ: اے مخاطب کیا تو یہ روایت بیان کر رہا ہے کہ بدل دیا زینب کی روانگی نے داستان گو کو اس کی جدائی کے تکلیف و ابتلاء کی خبط الحواسی میں؟

شعر کا مقصد یہ ہے کہ ہَلْ اور بَلْ کے آٹھ حرفوں میں قراءِ سبعہ کا ادغام یا اظہار میں اختلاف دائر ہے نیز یاد رہے کہ حرف ثاء صرف لامِ هَلْ کے بعد واقع ہے یعنی هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ، اور پانچ حروف سین، ظاء، ضاد، زای اور طاء صرف لامِ بَلْ کے بعد آئے ہیں جیسے بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ، بَلْ ظَنَنتُمْ، بَلْ ضَلُّوا، بَلْ زُيِّنَ اور بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ۔ اور دو حروف تاء اور نون دونوں لاموں کے بعد آئے ہیں جیسے هَلْ تَرَىٰ، بَلْ تَأْتِيهِم، هَلْ نُنَبِّئُكُمْ، بَلْ نَحْنُ۔

لُغات: ثَنَا، پھیر دیا، بدل دیا۔ ظَعْن، کوچ، جدائی کا سفر۔ سَمِير، داستان گو۔ طِلْح، خبط الحواسی۔

۲/۲۷۱ فَأَدْغَمَهَا رَاوٍ وَأَدْغَمَ فَاضِلٌ وَقُورٌ ثَنَاهُ سَرَّ تَيْمًا وَقَدْ حَلَا

ر ف ث س ت

ترجمہ: پس ادغام کیا ہے اس لامِ ہَلْ و بَلْ کا آٹھوں حرفوں میں راوی (کے مرموز کسائی) نے اور ادغام کیا ہے اس فاضل (امامِ حمزہ) باوقار نے کہ جس کے اوصاف نے قبیلۂ تیم کو مسرتیں عطا کیں اور یقیناً یہ خوشگوار واقعہ ہوا ہے۔

مطلب یہ کہ هَلْ اور بَلْ کے لاموں کا کسائی نے مطلقاً آٹھوں حرفوں میں ادغام کیا ہے آگے وَأَدْغَمَ میں واوِ فاصل ہے گویا کسائی کا مذہب ختم ہوا آگے کہتے ہیں کہ امام حمزہ نے صرف تین حرفوں ثاء، سین اور تاء میں ادغام کیا ہے۔ وَقُورٌ میں واوِ فاصل عارضی ہے جو رمزِ قاری فَاضِلٌ اور حروفِ مدغم فیہ میں فصل کے لیے لائی گئی ہے۔

نوٹ: امام حمزہ قبیلۂ تیم کی طرف نسبۃً ولاء کی وجہ سے منسوب ہیں۔

۲۷۲/۳ وَبَلْ فِی النِّسَا خَلَّادُھُمْ بِخِلَافِهٖ ۔ وَفِیْ ھَلْ تَرَی الْاِدْغَامُ حُبَّ وَحُمِّلَا

اور ان میں کے خلاد نے سورۂ نساء کے لفظ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ میں خُلف (ادغام و اظہار) کے ساتھ تلاوت کی ہے۔ معلوم ہوا امام حمزہؒ کے دوسرے راوی خَلَف نے اظہار ہی کیا ہے۔

اور امام ابوعمرو بصری کے لیے ھَلْ تَرٰی میں ادغام پسند کیا گیا اور نقل کیا گیا ہے۔ باقی پورے باب میں اظہار کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ھَلْ تَرٰی ۲ دو جگہ ہے۔ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ (ملک) فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَةٍ (حاقہ)۔ معلوم ہوا کہ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ (رعد) میں بصری کے لیے صرف اظہار ہے۔ نیز یاد رہے کہ رعد کی اس آیت میں حمزہ، کسائی کے لیے بھی ادغام کی صورت متصور نہیں کیونکہ وہ دونوں ھَلْ یَسْتَوِی بالیاء پڑھتے ہیں۔

۲۷۳/۴ وَاَظْهِرْ لَدٰی وَاعٍ نَبِیْلٍ ضَمَانُهٗ ۔ وَفِی الرَّعْدِ ھَلْ وَاسْتَوْفِ لَا زَاجِرًا ھَلَا

اور ایک حافظ جس کی ضمانت جلیل القدر ہے۔ کے نزدیک نون اور ضاد میں اظہار کر، اور ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ سورۂ رعد میں، تاء میں اظہار کر اور باقی باب میں ادغام کر (یعنی ہشام نے نون اور ضاد میں مطلقاً اور تاء میں صرف سورۂ رعد میں اظہار کیا ہے باقی ہر جگہ لام کا تاء میں ادغام کیا ہے۔)

وَاسْتَوْفِ لَا زَاجِرًا ھَلَا اور ان بابوں کے تمام انواعِ ادغام و اظہار کا پورا پورا احاطہ کر مگر محبت سے کے ساتھ نہ کہ ھَلَا کہہ کر ڈانٹتے ہوئے۔ **اِستیفاء**: خلاصہ یہ کہ کسائی نے لامِ ھَلْ وَبَلْ کا آٹھوں حرفوں میں ادغام کیا ہے۔ نافع، مکی، ابن ذکوان اور عاصم نے تمام حرفوں میں اظہار کیا ہے۔ ابوعمرو بصری، صرف ھَلْ تَرٰی میں ادغام کرتے ہیں ہشام نون، ضاد میں ہر جگہ اور سورۂ رعد میں تاء میں اظہار کرتے ہیں، باقی ہر جگہ ادغام کرتے ہیں اور حمزہ ثاء، سین اور تاء میں ادغام کرتے ہیں۔ باقی حروف میں اظہار، البتہ خلاد سے بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ میں ادغام و اظہار دونوں مروی ہیں۔

نوٹ: ھَلْ یَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ (رعد) میں قراء میں سے کسی کے لیے بھی ادغام نہیں۔ کیونکہ حمزہ، کسائی اس کو بالیاء پڑھتے ہیں۔ اور ہشام کے لیے یہ آیت ادغام سے مستثنیٰ ہے اور بصری صرف ھَلْ تَرٰی میں ادغام کرتے ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔

بَابُ اتِّفَاقِهِمْ فِیْ اِدْغَامِ اِذْ وَقَدْ وَتَاءِ التَّانِیْثِ وَھَلْ وَبَلْ

نوٹ: اس باب میں کسی اختلافی مسئلہ کا بیان مقصود نہیں، محض زیادتی وضاحت کے لیے لاتے ہیں۔ اسی لیے یہ باب اَلتَّیْسِیْر میں نہیں ہے۔

١/٢٧٤ وَلَا خُلْفَ فِي الْإِدْغَامِ إِذْ ذَلَّ ظَالِمٌ وَقَدْ تَيَّمَتْ دَعْدٌ وَسِيمًا تَبَتَّلَا

ذ ظ ت د

یعنی قراء اس پر متفق ہیں کہ ذال اِذْ کا ذال اور ظاء میں ادغام ہوگا جیسے اِذْ ذَّهَبَ اور اِذْ ظَّلَمْتُمْ، اسی طرح دال قَدْ کا تاء اور دال میں باجماع ادغام ہوگا جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ، حَصَدْتُّمْ اور قَدْ دَّخَلُوْا۔ قرآن میں ذال اِذْ کے بعد ثاء مثلثہ ایسے ہی دال قَدْ کے بعد طاء نہیں آئی ورنہ اتحاد مخرج کی وجہ سے ادغام ہوتا۔

ترجمہ ملفظی: اور نہیں کوئی اختلاف ادغام میں، جس وقت کہ ظالم ذلیل ہوا، اور بے شک قصد کیا دعد (محبوبہ کا نام) نے اس خوبصورت کا جو (اس کے فراق میں) ہر چیز سے منقطع ہوگیا ہے۔

وَسِيمًا، خوبصورت۔ تَبَتَّلَا، ہر چیز سے منقطع ہوگیا۔ تَيَمَّمَتْ ای قَصَدَتْ۔

٢/٢٧٥ وَقَامَتْ تُرِيهِ دُمْيَةٌ طِيبَ وَصْفِهَا وَقُلْ بَلْ وَهَلْ رَاهَا لَبِيبٌ وَيَعْقِلَا

ت د ط ل

لفظی ترجمہ: اور وہ دعد اس حالت میں کھڑی ہوئی خود کو اپنے محب کی نظروں میں عمدہ اوصاف گڑیا کی صورت میں پیش کر رہی تھی۔ اور کہو کہ نہیں بلکہ اور کیا کسی عاقل نے اس کو دیکھا اور حال یہ کہ وہ اپنی عقل و ہوش میں قائم رہا۔"

یعنی تاء تانیث ساکنہ کے اپنے مثل میں مدغم ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ ایسے ہی اپنے مجانسوں یعنی دال اور طاء میں بھی باتفاق مدغم ہوتی ہے۔ جیسے اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ اور وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ۔ آگے فرماتے ہیں کہ لام قُلْ، بَلْ، ہَلْ کا لام اور راء میں باتفاق ادغام ہوگا مثلاً قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ۔ بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۔ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاءَ۔ بَلْ رَّانَ۔ قُلْ رَّبِّ۔

نوٹ: قرآن میں لام هَلْ کے بعد راء نہیں ہے (علی قاری) اور لفظ قُلْ کے لام کا ادغام ذیلاً ذکر کیا گیا ہے اور بعض شراح لفظ قُلْ کو مضمونِ شعری میں سے مانتے ہیں۔ نیز عنوان میں بھی لفظ قُلْ ذکر نہیں کیا گیا۔

لغات: دُمْيَةٌ، ہاتھی دانت کی بنی ہوئی گڑیا۔ تُرِيهِ، اِرَاءَة سے بمعنی دکھانا۔ لَبِيبٌ، عقلمند۔ وَيَعْقِلَا، بعد واؤ اَنْ مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے جو جواب استفہام میں ہے۔

٣/٢٧٦ وَمَا اَوَّلُ الْمِثْلَيْنِ فِيهِ مُسَكَّنٌ فَلَا بُدَّ مِنْ اِدْغَامِهِ مُتَمَثِّلَا

اور ہر وہ جگہ کہ مثلین کا پہلا حرف اس جگہ میں ساکن ہو تو اس ساکن کا اس کے مثل میں ادغام واجب ہے۔"

یہ ادغام مثلین ہر جگہ واجب ہے خواہ ایک کلمہ میں جیسے يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ۔ یا دو کلموں میں جیسے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ، حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا۔ البتہ اگر پہلا حرف ہاء سکتہ ہو جیسے مَالِيَهْ ٥ هَلَكَ اس میں ان تمام قراء کے لیے جو وصل میں ہاء سکتہ ثابت رکھتے ہیں۔ دو وجہ ہیں اظہار اور ادغام۔ اظہار راجح ہے اور کیفیت اظہار کی یہ ہے کہ مَالِيَهْ کی ہاء پر وصل

میں بغیر قطع نفس کے وقفۂ لطیفہ کیا جائے کیونکہ یہ ھائے سکتہ ہے اس کا ادغام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح اگر پہلا حرف، مدّہ ہو جیسے قَالُوْا وَهُمْ ، فِي يَتَامَى تو سب کے لیے اظہار ہوگا، تاکہ مدیت فوت نہ ہو۔
ان دونوں مستثنیٰ وجہوں کو شعر سے حاصل کرنے کے لیے بعض حواشی میں مُتَمَثِّلًا کے معنی مُتَشَخِّصًا بیان کیے گئے ہیں گویا اشارہ ہے کہ ادغام کے لیے تشخص اور استقلال ضروری ہے جب کہ ھاءِ سکتہ میں استقلال و قوت نہیں اور حرفِ مدّہ میں مخرج محقق نہیں بلکہ متقدر ہے۔

بَابُ حُرُوْفٍ قَرُبَتْ مَخَارِجُهَا

ان حروف کے ادغام کا بیان جن کے مخارج قریب ہیں

۱/۲۷۷ وَاِدْغَامُ بَاءِ الْجَزْمِ فِي الْفَاءِ قَدْ رَسَا ق د — حَمِيْدًا وَخَيِّرْ فِي يَتُبْ قَاصِدًا وَلَا ح ق

اور ادغام باءِ مجزومہ کا فاء میں بے شک (خلاد، کسائی اور بصری کے لیے) ثابت ہوا ہے قابل تعریف ہوکر، اور اختیار سمجھ تو يَتُبْ میں (خلاد کے لیے) نصرت کا قصد کرتے ہوئے۔"

باءِ مجزومہ کے بعد فاء کل پانچ جگہ واقع ہے۔ (۱) أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ (نساء) (۲) وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ (رعد) (۳) قَالَ اذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ (طٰہٰ) (۴) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ (اسراء) (۵) وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ (حجرات)۔ ابو عمرو، کسائی نے ان پانچوں میں ادغام کیا ہے اور خلاد نے پہلے چار مواقع میں ادغام اور پانچویں میں ادغام و اظہار دونوں پڑھے ہیں۔

۲/۲۷۸ وَمَعْ جَزْمِهِ يَفْعَلْ بِذٰلِكَ سَلَّمُوْا س — وَنَخْسِفْ بِهِمْ رَاعُوْا وَشَذَّ تَثَقُّلَا ر

اور لفظ يَفْعَلْ کے مجزوم ہونے کے ساتھ لفظ ذٰلِكَ میں (ابوالحارث کے لیے) انہوں نے ادغام تسلیم کیا ہے، اور نَخْسِفْ بِهِمْ میں مشائخ نے رعایت کی ہے (کسائی کے لیے ادغام کی) اور قلیل الوقوع ہے (عربی میں) یہ ادغام۔"
یعنی کسائی کے راوی ابوالحارث نے يَفْعَلْ، مجزوم کے لام کا ذٰلِكَ کے ذال میں ادغام کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ ادغام چھ مواقع پر ہوا ہے (۱) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ (بقرہ) (۲) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ (آل عمران) (۳) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا (نساء) (۴) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ (نساء) (۵) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ (فرقان) (۶) وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ (منافقون) اور باقین نے اظہار کیا ہے۔ جزم کی قید اس لیے لگائی کہ لام متحرکہ مثلاً فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ جیسی صورت میں بلا اختلاف اظہار ہوگا۔ اور کسائی نے فاء کا باء میں صرف ایک جگہ إِنْ يَشَأْ۔

يَخْسِفْ بِهِمُ (سبا) میں ادغام کیا ہے اور باقین کے لیے اظہار ہے۔ قولہ وَشَذَّتَثْقُلَا شعر کے دونوں مصرعوں میں جس ادغام کا ذکر کیا ہے عربی میں اس کے قلیل الوقوع ہونے کو بیان کیا ہے، لیکن یہ ادغام قرأت میں قوی، ثابت اور متواتر ہی ہے۔

۳/۲۷۹ وَعُذْتُ عَلٰى إِدْغَامِهِ وَنَبَذْتُهَا شَوَاهِدُ حَمَّادٍ وَأُورِثْتُمُوْ حَلَا

۴/۲۸۰ لَهُ شَرْعُهُ ۔ وَالرَّاءُ جَزْمًا بِلَامِهَا كَوَاصْبِرْ لِحُكْمٍ طَالَ بِالْخُلْفِ يَذْبُلَا

ترجمہ اور ادغام عُذْتُ بِرَبِّي (غافر و دخان) اور فَنَبَذْتُهَا (طٰہٰ) کثیر الحمد کے شواہد ہیں اور أُورِثْتُمُوهَا (اعراف و زخرف) میں ادغام شیریں ہوا کہ اس ادغام کے لیے اس ادغام کا قانون ہے۔ اور راء جزم کی حالت میں لام میں مدغم ہوتی ہے جیسے وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ یہ ادغام (تواتر کے اعتبار سے) کوہ یذبل سے بھی طویل ہوا ہے۔،،

یعنی حمزہ، کسائی، بصری ذال کا تاء میں دولفظوں میں ادغام کرتے ہیں ایک عُذْتُ دوسرا فَنَبَذْتُهَا۔ اور بصری، ہشام، حمزہ، کسائی لفظ أُورِثْتُمُوهَا میں ثاء کا تاء میں ادغام کرتے ہیں اور جب راء ساکنہ کے بعد لام آئے جیسے نَغْفِرْ لَكُمْ وغیرہ تو دوری، بصری با لخلف اور سوسی بلا خلف ادغام کرتے ہیں اور باقین اظہار۔ يَذْبُلَ، ایک پہاڑ کا نام۔

۵/۲۸۱ وَيَاسِينْ أَظْهِرْ عَنْ فَتًى حَقُّهُ بَدَا وَنُونَ وَفِيهِ الْخُلْفُ عَنْ وَرْشِهِمْ خَلَا

اور يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں عَنْ فَتًى حَقُّهُ بَدَا کے مرموزین (حفص، حمزہ، ابن کثیر، بصری اور قالون) کے لیے اظہار کرو، اور نٓ وَالْقَلَمِ میں ورش سے خلف جاری ہوا ہے۔،،

یعنی ورش کے لیے نٓ وَالْقَلَمِ میں اظہار و ادغام دونوں ثابت ہیں گویا يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ میں ورش کے لیے صرف ادغام ہی ہے۔ اور باقین نے دونوں میں ادغام کیا ہے۔

۶/۲۸۲ وَحِرْمِيُّ نَصْرٍ صَادَ مَرْيَمَ مَنْ يُرِدْ ثَوَابَ لَبِثْتَ الْفَرْدَ وَالْجَمْعَ وُصِّلَا

اور حِرمی نصر کے مرموزین (نافع، مکی، عاصم) کے لیے صٓادٓ مریم اور مَنْ يُرِدْ ثَوَابَ اور لَبِثْتَ کے ہر صیغہ مفرد و جمع میں اظہار پہونچایا گیا ہے۔،،

یعنی نافع، مکی اور عاصم نے کھیعص ذکر میں دال کا ذال میں اظہار کیا۔ اسی طرح يُرِدْ ثَوَابَ (آل عمران میں دو جگہ) میں دال کا ثاء میں اور لَبِثْتَ اور لَبِثْتُمْ مفرد ہو یا جمع ہو مثلاً كَمْ لَبِثْتَ اور كَمْ لَبِثْتُمْ میں ثاء کا تاء میں اظہار کیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ باقین نے ان تمام مواقع میں ادغام کیا ہے۔

۷/۲۸۳ وَطَاسِینَ عِنْدَ الْمِیْمِ فَازَ اتَّخَذْتُمْ ۔ اَخَذْتُمْ وَفِی الْاِفْرَادِ عَاشَرَ دَغْفَلَا

اور طاسین کا میم میں اظہار فاز (کے مرموز حمزہ) کے لیے ہے۔ اور اِتَّخَذْتُم اور اَخَذْتُم کے جمع اور مفرد کے صیغوں میں وہ اظہار عاشر دغفلا کے مرموزین (حفص اور مکی) کے لیے ہے۔،،

یعنی امام حمزہ نے طٰسٓمٓ کو (اول شعراء و قصص میں) اظہار نون کے ساتھ پڑھا ہے اور باقین نے بقاعدہ یرملون ادغام کیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ حفص اور ابن کثیر نے ذال کا تا میں اظہار کیا ہے اِتَّخَذْتُمْ جمع میں اور لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ مفرد میں۔ اسی طرح اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ جمع میں اور اَخَذْتُهُمْ، ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مفرد میں۔ اور باقین ادغام کرتے ہیں۔ عَاشَرَ دَغْفَلًا، اس نے باہمی زندگی بڑی خوشحالی میں گزار دی۔

۸/۲۸۴ وَفِی ارْكَبْ هُدًی بَرٍّ قَرِیْبٍ بِخُلْفِهِمْ ۔ كَمَا ضَاعَ جَا یَلْهَثْ لَهٗ دَارِ جُهَّلَا

اور اِرْكَبْ مَعَنَا (ہود) میں هُدًی بَرٍّ قَرِیْبٍ (کے مرموزین بزی، قالون، خلاد) کے لیے بالخلف اور کما ضاع جا (کے مرموزین شامی، خلف، ورش) کے لیے بلاخلف اظہار ہو گا (جس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورین کے علاوہ باقی سب ادغام کرتے ہیں) آگے فرماتے ہیں کہ یَلْهَثْ ذٰلِكَ (اعراف) میں لَهٗ دَارِ جُهَّلَا (کے مرموزین ہشام، مکی، ورش) کے لیے اظہار ہے۔،،

اور قالون کا ذکر آگے آتا ہے۔ باقین بصری، ابن ذکوان، عاصم، حمزہ، کسائی ادغام کرتے ہیں بلا خلف۔ هُدًی بَرٍّ قَرِیْبٍ، قربت والے نیک آدمی کی ہدایت۔ كَمَا ضَاعَ جَا، جس طرح یہ قراءت مشہور ہوئی، اسی طرح ہم تک آئی۔ جَاءَ کا ہمزہ تخفیفاً محذوف ہے۔ لَهٗ دَارِ جُهَّلَا، اللہ کے لیے جاہل آدمیوں کے ساتھ نرمی اختیار کر۔ دَارِ، مدارات سے صیغۂ امر ہے نرمی کرنا۔ جُهَّلَ، جاہل کی جمع۔

۹/۲۸۵ وَقَالُوْنُ ذُوْ خُلْفٍ وَفِی الْبَقَرَهْ فَقُلْ ۔ یُعَذِّبْ دَنَا بِالْخُلْفِ جُوْدًا وَمُوْبِلَا

اور (یَلْهَثْ ذٰلِكَ میں) قالون خلف والے ہیں۔ اور بقرہ میں پس کہہ تو لفظ یُعَذِّبْ مَنْ یَّشَاءُ (مکی کے لیے ادغام و اظہار میں) بالخلف اور (ورش کے لیے) جود اور بارش سے قریب ہوا ہے۔،،

فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ بقرہ میں یُعَذِّبْ مَنْ یَّشَاءُ کو کہ اہل سما و حمزہ و کسائی نے سکون باء سے اور باقین شامی و عاصم نے رفع باء سے پڑھا ہے، باء کا میم میں مکی بالخلف اظہار و ادغام کرتے ہیں اور ورش بلا خلف اظہار کرتے ہیں اور مجزوم پڑھنے والے باقین قالون، بصری، حمزہ، کسائی ادغام کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ شامی، عاصم جو رفع

پڑھتے ہیں تو ان کے لیے ادغام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
جَوْد، بفتح جیم زوردار بارش۔ مُوْبِلٌ، موٹی موٹی بوندوں والی بارش۔

بَابُ أَحْكَامِ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ

۱/۲۸۶ وَكُلُّهُمُ التَّنْوِيْنَ وَالنُّوْنَ اَدْغَمُوْا ۔ بِلَا غُنَّةٍ فِي اللَّامِ وَالرَّا لِيَجْمُلَا

تمام قراء نے تنوین اور نون ساکنہ کا ادغام بلا غنہ کیا ہے لام و راء میں تاکہ ادغام خوبصورت معلوم ہو۔،،
یعنی تمام قراء نے نون ساکنہ اور تنوین کا لام و راء میں بلا غنہ ادغام کیا ہے جیسے وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ، مِنْ رَّبِّهِمْ، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، ثَمَرَةٍ رِّزْقًا۔

۲/۲۸۷ وَكُلٌّ بِيَنْمُوْ اَدْغَمُوْا مَعْ غُنَّةٍ ۔ وَفِي الْوَاوِ وَالْيَا دُوْنَهَا خَلَفٌ تَلَا

اور تمام قراء نے یَنْمُوْ کے حروف میں ادغام کیا ہے غنہ کے ساتھ اور واؤ اور یاء میں خلف نے بغیر غنہ کے پڑھا ہے“
گویا خلف یَرْمَلُوْن کے چھ حرفوں میں سے چار میں ادغام بلا غنہ کرتے ہیں۔ ل، ر، واؤ، یاء اور میم نون میں بالغنہ کرتے ہیں۔

۳/۲۸۸ وَعِنْدَهُمَا لِلْكُلِّ اَظْهِرْ بِكِلْمَةٍ ۔ مَخَافَةَ اَشْبَاهِ الْمُضَاعَفِ اَثْقَلَا

اور جب نون ساکنہ واؤ یا یاء کے ساتھ ہو۔ ایک کلمہ میں تو تمام قراء کے لیے اس نون ساکنہ کو ظاہر کر کے پڑھ، کیونکہ خوف ہے (ادغام کی صورت میں) مضاعف مشدد کے مشابہ الفاظ میں سے ہو جانے کا۔،،
یعنی اگر ایک ہی کلمہ میں نون ساکنہ کے بعد واؤ یا یاء آئے جیسے صِنْوَانٌ، قِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ، دُنْيَا تو ادغام نہیں بلکہ اظہار ہو گا کیونکہ ادغام کرنے سے لفظ اس مضاعف سے مشابہ ہو جائے گا جس میں مثلین کا ادغام کیا جائے الفاظ صِوَّانٌ، قِوَّانٌ، بُيَّانٌ، دُيَّا ہو جائیں گے۔ اور معنی مرادی پر دلالت نہ رہے گی۔ ایک کلمہ میں نون ساکنہ کے بعد یرملون کے حروف میں سے واؤ اور یاء کے علاوہ حروف نہیں آتے ہیں لہٰذا ان کے بیان کی بھی ضرورت نہیں ہوئی۔
یاد رہے کہ صرفیوں کے یہاں مضاعف وہ لفظ کہلاتا ہے کہ حروفِ اصلیہ میں سے ایک حرف مکرر ہو جیسے حَيَّانٌ، رَيَّانٌ وغیرہ۔

۴/۲۸۹ وَعِنْدَ حُرُوْفِ الْحَلْقِ لِلْكُلِّ اُظْهِرَا ۔ اَلَا هَاجَ حُكْمٌ عَمَّ خَالِيْهِ غُفَّلَا
ا ھ ح ع خ غ

اور نون ساکنہ و تنوین حروف حلق کے نزدیک تمام قراء کے لیے ظاہر کر کے پڑھے گئے ہیں۔ اور حروف حلق یہ ہیں۔ اَلَاهَاجَ اَبْ (ترجمہ) سنو موت ایک ایسا حکم عام ہے کہ ہیجان میں ڈالا ہے اس نے اپنی زد میں آنے والوں کو حالانکہ وہ غافل ہیں۔،،

یعنی نون ساکنہ اور تنوین کے بعد جب کوئی حرفِ حلقی آئے گا تو بُعد مخرج کی وجہ سے تمام قراء کے لیے اظہار ہو گا خواہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے اَنْعَمْتَ یا دو کلموں میں جیسے اِنْ خِفْتُمْ، دوسرے مصرعہ میں کلمات کے اوائل حروف کے ذریعہ حروف حلقی کی نشان دہی کی گئی ہے۔ مثالیں تمام واضح ہیں اور یاد رہے کہ ایک کلمہ میں نون ساکنہ کے بعد ہمزہ تمام قرآن میں صرف ایک جگہ ہے یَنْئَوْنَ۔

اَلَا، کلمۂ تنبیہ۔ سنو۔ هَاجَ، ہیجان بپا کیا۔ غُفَّلَا، غافل کی جمع۔

٥/٢٩٠ وَقَلْبُهُمَا مِيمًا لَدَى الْبَا وَأَخْفِيَا   عَلَىٰ غُنَّةٍ عِنْدَ الْبَوَاقِي لِيَكْمُلَا

اور نون ساکنہ و تنوین بدلا جاتا ہے میم سے نزدیک باء کے۔ اور اخفاء کرو غنہ کے ساتھ باقی حرفوں کے نزدیک، تاکہ بیان مکمل ہو جائے۔،،

یعنی نون ساکنہ و تنوین کے بعد باء آئے تو اس کو میم میں بدلتے ہیں خواہ ایک لفظ میں ہوں جیسے اَنْبِئْهُمْ خواہ دو میں جیسے اَنْ بُوْرِكَ، سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔ یاد رہے کہ عربی زبان میں کسی کلمے میں بھی میم ساکن کے بعد باء نہیں آتی۔ یہ کام نون ہی سے لیا گیا ہے جیسے مِنْبَرٌ، عَنْبَرٌ، اَنْبَاءٌ، اَنْبِيَاءٌ۔ آخری اور چوتھی حالت اخفاء ہے جو بقیہ پندرہ حروف میں ہو گا گویا نون اپنی ذاتی آواز سے ہٹ کر خیشوم میں چھپ جاتا ہے۔ اور صرف صفتِ غنہ باقی رہ جاتی ہے۔

بَابُ الْفَتْحِ وَالْإِمَالَةِ وَبَيْنَ اللَّفْظَيْنِ

فتح یعنی الف کو سیدھا بفتح تام ادا کرنا۔ امالہ الف کو مائل بیاء ادا کرنا۔ اگر یہ میلان زیادہ ہو تو اس کو امالۂ کبریٰ، اضجاع، ترقیق اور امالہ محضہ کہا جاتا ہے اور اگر یاء کی طرف میلان کم اور الف کی طرف زیادہ ہو تو اس کو بَیْنَ اللفظین، تقلیل، امالۂ صغریٰ اور بین بین کے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحیح ادا مشائخ سے سن کر ہی آ سکتی ہے آسانی کے لیے یوں سمجھو کہ اردو میں بار (بمعنی بوجھ) فتح ہے۔ بیر (پھل کا نام) میں امالۂ کبریٰ اور بَیر (بمعنی دشمنی) امالۂ صغریٰ کی آواز کے مشابہ ہے۔ امالہ کے باب میں قراء کی دو قسمیں ہیں غیر ممیل یعنی جو بالکل امالہ نہیں کرتے۔ اور یہ ابن کثیر کی ہیں۔

دوسرے ممیل۔ اس میں پھر دو قسمیں ہیں بعضوں کے ہاں یہ امالہ قلیل درجے میں ہوتا ہے یہ ابن عامر شامی، عاصم اور قالون ہیں۔ اور بعض کے یہاں اس کی کثرت ہے۔ یہ حضرات ورش، ابو عمرو بصری، حمزہ کسائی ہیں۔ حمزہ، کسائی کے یہاں امالۂ کبریٰ اصل

ہے۔ ورش کے یہاں صغریٰ اور حمزہ کے یہاں دونوں قسمیں بکثرت ہیں۔

۲۹۱/۱ وَحَمْزَةُ مِنْهُمْ وَالْكِسَائِيُّ بَعْدَهُ أَمَالاَ ذَوَاتِ الْيَاءِ حَيْثُ تَأَصَّلاَ

اور ان قراء میں سے امام حمزہ اور ان کے بعد کسائی نے "یاء والے الفات میں امالہ کیا ہے یعنی اس الف کو جو اصل میں یاء ہو۔"
مسئلہ یہ ہے کہ حمزہ، کسائی ہر اس الف میں امالہ کبریٰ کرتے ہیں جو متطرف ہو۔ اور یاء سے تحقیقی طور پر تبدیل ہو کر آیا ہو جیسے اَلْهُدٰى، اَلزِّنَا، مَأْوٰىهُ، اَنّٰى، مَتٰى، اِشْتَرٰى وغیرہ۔ متطرف کی قید سے متوسط خارج ہو گیا جیسے سَائِرٌ، یَائِیْ۔ اَلاَصْل کی قید سے عَصَا، دَنَا جیسے الفاظ نکل گئے کیونکہ یہ الف منقلب عن الیاء نہیں۔ تحقیقی طور پر تبدیلی کی قید سے اَلْحَيٰوة، مَنٰوة جیسے الفاظ نکل گئے کیونکہ ان کی اصل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ الف منقلبہ عن الیاء فعل میں ہوتا ہے جیسے هَدٰى، رَمٰى، یَخْشٰى، یَتَوَارٰى۔ اور اسم میں بھی جیسے اَلْهَوٰى، مَوْتٰى۔ نیز یاد رہے کہ اس الف کا مرسوم بالیاء ہونا ضروری نہیں خواہ بالیاء ہو جیسا کہ مثالیں گزریں یا بالالف ہو جیسے عَصَانِیْ، اَلاَقْصَا۔ تَوَلّٰهُ، سِیْمَاهُمْ، اَلدُّنْیَا، اَلْعُلْیَا۔ اسی طرح منقلب عن الواو میں امالہ نہ ہوگا جیسے عَفَا، الصَّفَا، شَفَا۔ جیسا کہ اوپر گزرا۔

۲۹۲/۲ وَتَثْنِيَةُ الأَسْمَاءِ تَكْشِفُهَا وَإِنْ رَدَدْتَ إِلَيْكَ الْفِعْلَ صَادَفْتَ مَنْهَلاَ

۲۹۳/۳ هَدٰى وَاشْتَرَاهُ وَالْهَوٰى وَهُدٰاهُمُ وَفِي أَلِفِ التَّأْنِيثِ فِي الْكُلِّ مَيَّلاَ

اور تثنیہ بنانا اسماء میں یاء کو واضح کرتا ہے اور اگر تو فعل کو اپنی طرف لوٹائے تو مقصد کو پالے گا۔ جیسے هَدٰى، اِشْتَرٰى اور اَلْهَوٰى، هُدٰاهُمْ۔ اور الف تانیث والے تمام لفظوں میں حمزہ اکسائی نے امالہ کیا ہے۔"

یعنی اسماء کو تثنیہ بنانے سے اور افعال میں صیغہ ماضی متکلم یا مخاطب بنا کر دیکھو اگر یاء ظاہر ہو تو وہ یائی الاصل اور واؤ ہو تو وادی الاصل ہے مثلاً اَلْهَوٰى، اَلْهُدٰى، اَلْفَتٰى، اَلْمَوْلٰى کا تثنیہ اَلْهَوَیَانِ، اَلْفَتَیَانِ، اَلْهُدَیَانِ، اَلْمَوْلَیَانِ ہے لہٰذا مذکورہ الفاظ یائی الاصل ہوئے اور عَصَا، شَفَا، سَنَا کا تثنیہ عَصَوَانِ، شَفَوَانِ، سَنَوَانِ ہے معلوم ہوا یہ الفاظ واوی الاصل ہیں۔ اور هَدٰى، اِشْتَرٰى، سَقٰى یائی الاصل افعال ہیں۔ کیونکہ صیغہ ماضی متکلم یا مخاطب هَدَیْتُ، اِشْتَرَیْتُ، سَقَیْتُ ہے بخلاف افعال عَفَا، دَنَا، نَجَا، زَکٰى، بَدَا میں امالہ نہ ہوگا۔ کیونکہ وادی الاصل ہیں۔ عَفَوْتُ، دَنَوْتُ، نَجَوْتُ، زَکَوْتُ، بَدَوْتُ۔ متکلم صیغہ آتا ہے۔

نوٹ: وادی اور یائی کی پہچان کا طریقہ یہ بھی لکھا ہے کہ افعال میں لفظ مضارع کو دیکھا جائے چنانچہ وادی میں مضارع بالواو ہوگا۔ یَنْجُوْ، یَعْلُوْ، یَبْدُوْ۔ مصدر سے بھی معلوم ہو سکتا۔ اَلرَّمْیُ، اَلتَّقْیُ، اَلْعَفْوُ، اَلْخُلُوُّ۔

نیز یاد رہے کہ واوی الاصل افعال تین حرفوں سے زائد میں یائی ہو جاتے ہیں مثلاً حروف مضارع کی زیادتی کی وجہ سے یا مزید فیہ بابوں میں چلے جانے کے باعث مثلاً یَرْضٰی، یُدْعٰی، یَتَزَکّٰی، اِسْتَعْلٰی، فَتَعَالٰی یا وہ اسماء جو اَفْعَلَ کے وزن پر ہوں جیسے اَدْنٰی، اَزْکٰی، اَعْلٰی. بیان آگے آتا ہے۔ قولہ وَفِي اَلِفِ التَّانِيْثِ یعنی حمزہ، کسائی تانیث کے الفوں میں بھی امالہ کرتے ہیں۔ الف تانیث سے وہ الف مراد ہے جو زائد ہو اور کلمے میں چوتھے یا اس سے زائد نمبر پر ہو اور مؤنث حقیقی یا مجازی پر دال ہو، آگے مثالیں لاتے ہیں۔ مَنْهَلْ، بمعنی گھاٹ۔ صَادَفْتَ، پالے گا تو۔

۴/۲۹۴ وَكَيْفَ جَرَتْ فَعْلٰى فَفِيْهَا وُجُوْدُهَا ۔۔۔ وَاِنْ ضُمَّ اَوْ يُفْتَحْ فَعَالٰى فَحَصِّلَا

یعنی لفظ فَعْلٰی جس طرح بھی آئے مضموم الفاء جیسے اَلْقُصْوٰی، اَلدُّنْیَا، اَلْاُنْثٰی، طُوْبٰی، اَلسُّوْاٰی یا مفتوح الفاء جیسے اَلْمَوْتٰی، اَلسَّلْوٰی، اَلنَّجْوٰی، دَعْوٰی یا مکسورہ الفاء ہو جیسے اِحْدٰی، ضِیْزٰی، سِیْمَا، شِعْرٰی، ذِکْرٰی۔ ان تمام اوزان میں الف تانیث کا وجود ہوگا۔ اور اگر فَعَالٰی کا وزن مفتوح الفاء ہو جیسے اَلْیَتَامٰی، اَلْاَیَامٰی، اَلنَّصَارٰی، اَلْحَوَایَا یا مضموم الفاء جیسے سُکَارٰی، کُسَالٰی، فُرَادٰی، اُسَارٰی۔ تو ان دونوں وزنوں میں بھی الف تانیث حاصل کر لو۔ حاصل یہ کہ الف تانیث کے پانچ اوزان ہیں تین فَعْلٰی کے اور دو فَعَالٰی کے۔

نوٹ: یاد رہے کہ اس باب میں مُوْسٰی، عِیْسٰی، یَحْیٰی کو بھی لاحق کیا گیا ہے، یہ اسماء اگرچہ عجمی ہیں مگر ان کا استعمال عام ہے کثیر الدور ہیں تو ان کے ہم وزن الفاظ ہی میں ان کو بھی شامل کر لیا گیا دوسرے یہ کہ مرسوم بالیاء ہیں۔

۵/۲۹۵ وَفِي اسْمٍ فِي الْاِسْتِفْهَامِ اَنّٰى وَفِي مَتٰى ۔۔۔ مَعًا وَعَسٰى اَيْضًا اَمَالَا وَقُلْ بَلٰى

اور حمزہ، کسائی نے امالہ کیا اسم استفہامی اَنّٰی، اور مَتٰی دونوں میں جیسے اَنّٰی لَكِ هٰذَا اور مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ، اور ان دونوں نے امالہ کیا فعل مقارب عَسٰی میں بھی جیسے عَسٰی رَبُّكُمْ۔ اور کہہ تو کہ انھوں نے امالہ کیا ہے حرفِ ایجاب بَلٰی میں بھی جیسے بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ۔

نوٹ: اَنّٰی اور مَتٰی اسماء استفہام میں سے ہیں مشتق نہیں۔ عَسٰی فعل مقارب ہے جو غیر مشتق ہے اور بَلٰی حرف ہے اسی لیے بطور خاص ان چار الفاظ کو ذکر کیا۔

۶/۲۹۶ وَمَا رَسَمُوْا بِالْيَاءِ غَيْرَ لَدٰى وَمَا ۔۔۔ زَكٰى وَاِلٰى مِنْ بَعْدُ حَتّٰى وَقُلْ عَلٰى

اور جو الفات بھی بصورت یاء لکھے ہوں ان میں امالہ ہوگا۔ بجز لَدٰی اور مَا زَکٰی اور اِلٰی اور اس کے بعد حَتّٰی اور کہہ لیجئے عَلٰی کو بھی۔،،

یعنی حمزہ، کسائی ان تمام کلمات میں امالہ کرتے ہیں جو مصحف عثمانی میں مرسوم بالیاء ہوں۔ مگر اس اصول سے پانچ کلمات مستثنیٰ ہیں ان میں کسی حال میں بھی امالہ نہ ہوگا۔ اِلٰی، حَتّٰی، عَلٰی، کیونکہ یہ حروف ہیں۔ لَدٰی سورۃ غافر میں مرسوم عندالاکثر بالیاء ہے اور لدا الباب سورۂ یوسف میں باتفاق مرسوم بالالف ہے اور مَازَکٰی میں اگرچہ رسم بالیاء ہے مگر یہ واوی الاصل ہے۔

۷/۲۹۷ وَكُلُّ ثُلَاثِيٍّ يَزِيدُ فَإِنَّهُ ۔۔۔ مُمَالٌ كَزَكَّاهَا وَأَنْجَى مَعَ ابْتَلَى

ہر ثلاثی جو زائد ہو جائے تین حرفوں پر پس وہ ممال ہوگا جیسے زَکّٰھَا، اَنْجٰی اور اِبْتَلٰی۔"

مطلب یہ کہ مجرد عن الزوائد واوی الاصل میں امالہ نہ ہوگا۔ لیکن جب وہ زائد علی الثلاث ہو جائے تو واؤ یا میں بدل جاتی ہے اور امالہ ہوتا ہے اور اکثر لکھائی بھی بصورت یاء ہوتی ہے۔ مثالیں: اَدْنٰی، یَرْضٰی، یُدْعٰی، اِسْتَغْنٰی، یَتَزَکّٰی۔ علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سے واضح ہوا کہ ثلاثی مزید اسم بھی ہوتا ہے۔ جیسے اَدْنٰی۔ فعل ماضی بھی ہوتا ہے جیسے اَنْجٰی۔ فعل مضارع معروف بھی ہوتا ہے جیسے یَرْضٰی اور مجہول بھی جیسے یُدْعٰی۔ شارح وافی نے فرمایا کہ خلاصہ یہ کہ الف میں امالہ یا تو انقلاب عن الیاء کی وجہ سے ہوتا ہے اگرچہ مصاحف میں مرسوم بالیاء نہ ہو یا دال علی التانیث کی وجہ سے امالہ ہوتا ہے جیسے فُعْلٰی اور فَعَالٰی کے اوزان خمسہ۔ اگرچہ کہیں وہ مرسوم بالیاء نہ ہو جیسے اَلْحَوَایَا۔ یا مرسوم بالیاء کی وجہ سے اگرچہ اس کی اصل واوی یا یائی معلوم نہ ہو جیسے عَسٰی، مَتٰی، بَلٰی وغیرہ۔

۸/۲۹۸ وَلَكِنَّ أَحْيَا عَنْهُمَا بَعْدَ وَاوِهِ ۔۔۔ وَفِيمَا سِوَاهُ لِلْكِسَائِيِّ مُيِّلَا

لیکن لفظ اَحْیَا میں امالہ، ان دونوں (حمزہ، کسائی) سے مروی ہے بشرطیکہ بعد واؤ کے ہو۔ جیسے نجم میں اَمَاتَ وَاَحْیٰی اور اس کے ماسویٰ میں صرف کسائی کے لیے امالہ کیا گیا ہے۔ جیسے فَاَحْیَاکُمْ، اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاهَا آگے ناظم وہ الفاظ بیان کرتے ہیں، جن کے امالہ میں کسائی منفرد ہیں اور امام حمزہ کے لیے امالہ نہیں۔

۹/۲۹۹ وَرُؤْيَايَ وَالرُّؤْيَا وَمَرْضَاتِ كَيْفَمَا ۔۔۔ أَتَى وَخَطَايَا مِثْلُهُ مُتَقَبَّلَا

اور رُؤْیَایَ اور اَلرُّؤْیَا اور لفظ مَرْضَاتِ جس طرح بھی آئے اور خَطَایَا بھی مَرْضَاتِ ہی کی طرح یعنی جس طرح بھی آئے مقبول ہے۔"

یعنی کسائی جن الفاظ کے امالہ میں منفرد ہیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) رُؤْیَایَ یہ لفظ سورۂ یوسف میں دو جگہ ہے۔ رُؤْیَایَ اِنْ کُنْتُمْ، ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُؤْیَایَ (۲) اَلرُّؤْیَا۔ معرف باللام چار جگہ ہے، یوسف میں لِلرُّؤْیَا تَعْبُرُوْنَ۔ والصافات میں قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا۔ فتح میں لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا۔ اسراء میں وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا۔

(۳) مَرْضَاتِ جس طرح بھی آئے منصوب تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ، مجرور ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ۔ (۴) خَطَايَا جس طرح بھی واقع ہو خَطَايَاكُمْ، مِمَّا خَطَايَاهُمْ، خَطَايَانَا۔ یاد رہے کہ محل امالہ یا ء کے بعد والا الف ہے۔

۱۰/۳۰۰ وَمَحْيَاهُمْ أَيْضًا وَحَقَّ تُقَاتِهِ   وَفِي قَدْ هَدَانِي لَيْسَ أَمْرُكَ مُشْكِلَا

اور (۵) مَحْيَاهُمْ میں کسائی کے لیے امالہ ہے یعنی مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (جاثیہ) (۶) حَقَّ تُقَاتِهِ (آل عمران)۔ یاد رہے کہ حَقَّ بطور قید احترازی ہے چنانچہ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً میں حمزہ کسائی دونوں کے لیے امالہ ہے۔ (۷) وَقَدْ هَدَانِ جو سورۂ انعام میں ہے۔ یہاں بھی لفظ قَدْ بطور احتراز ہے۔ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي (انعام) لَوْ أَنَّ اللهَ هَدَانِي (زمر) میں دونوں کے لیے امالہ ہے۔

۱۱/۳۰۱ وَفِي الْكَهْفِ أَنْسَانِي وَمِنْ قَبْلُ جَاءَ مَنْ   عَصَانِي وَأَوْصَانِي بِمَرْيَمَ يُجْتَلَى

(۸) اور سورۂ کہف میں وَمَا أَنْسَانِيهُ (۹) اور اس سے پہلے سورۂ ابراہیم میں آیا ہے وَمَنْ عَصَانِي اور (۱۰) سورۂ مریم میں دیکھا جاتا ہے وَأَوْصَانِي۔

۱۲/۳۰۲ وَفِيهَا وَفِي طٰسِينَ آتَانِيَ الَّذِي   أَذَعْتُ بِهِ حَتَّى تَضَوَّعَ مَنْدَلَا

(۱۱) اور اسی سورۂ مریم میں آتَانِيَ الْكِتَابَ (۱۲) اور سورۂ نمل میں آتَانِيَ اللهُ۔ یاد رہے کہ آتَانِي رَحْمَةً اور آتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً (ہود) میں حمزہ کسائی دونوں امالہ کرتے ہیں۔ قولہ أَذَعْتُ بِهِ میں نے اس کو اتنا مشہور کیا کہ وہ عود ہندی کی طرح مشہوری میں خوشبودار ہو گیا۔

۱۳/۳۰۳ وَحَرْفُ تَلَاهَا مَعْ طَحَاهَا وَفِي سَجَى   وَحَرْفُ دَحَاهَا وَهْيَ بِالْوَاوِ تُبْتَلَى

(۱۳) لفظ تَلَاهَا اور (۱۴) طَحَاهَا (والشمس) اور (۱۵) سَجَى میں جو سورت والضحیٰ میں ہے اور (۱۶) لفظ دَحَاهَا (نازعات) میں صرف کسائی نے امالہ کیا ہے حالانکہ یہ مذکورہ چاروں لفظ واؤ کے ساتھ آزمائے گئے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ یہ سولہ[۱۶] کلمات صرف کسائی کے لیے ممال ہیں۔

۱۴/۳۰۴ وَأَمَّا ضُحَاهَا وَالضُّحَى وَالرِّبَا مَعَ الْـ   قُوَى فَأَمَالَاهَا وَبِالْوَاوِ تُخْتَلَا

اور ضُحَاهَا (سورۂ والشمس اور نازعات) اور وَالضُّحَى اور الرِّبَا (جہاں بھی واقع ہو) اور الْقُوَى (النجم) میں

چاروں لفظوں میں حمزہ وکسائی دونوں نے امالہ کیا ہے اور یہ کلمات واؤ کے ساتھ خیال کیے جاتے ہیں۔،،
نیز یاد رہے کہ اَلرِّبَا میں مِنْ رِبًا (روم) بھی داخل ہے (ملا علی قاری)

۱۵/۳۰۵ وَرُؤْيَاكَ مَعْ مَثْوَايَ عَنْهُ لِحَفْصِهِمْ ۔۔۔ وَمَحْيَايَ مِشْكٰوةٍ هُدَايَ قَدِ انْجَلَا

اور رُؤْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ (یوسف) میں ساتھ ہی اَحْسَنَ مَثْوَايَ (یوسف) میں امالہ ہے کسائی سے روایت کرتے ہوئے واسطے حفص بن عمر، دوری کسائی کے لیے۔ اور وَمَحْيَايَ (انعام) اور كَمِشْكٰوةٍ (نور) اور فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ (بقرہ) اور فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ (طٰہٰ) میں (صرف دوری کسائی کے لیے) امالہ مشہور ہوا ہے۔"
اس شعر میں ان کلمات کا بیان مقصود ہے جن میں صرف دوری کسائی نے امالہ کیا ہے۔ کلمات کی تعیین پیش نظر رہنی چاہیے، اوپر آچکا ہے کہ اَلرُّؤْيَا اور رُؤْيَايَ میں پورے کسائی امالہ کرتے ہیں اور مَثْوَاهُ، مَثْوَاكُمْ، مَثْوَاهُمْ میں حمزہ، کسائی دونوں امالہ کرتے ہیں اسی طرح فَبِهُدَاهُمْ، هُدَاهَا اور اَلْهُدٰى میں دونوں امالہ کرتے ہیں۔

۱۶/۳۰۶ وَمِمَّا اَمَالَاهُ اَوَاخِرُ اٰيِ مَا ۔۔۔ بِطٰهٰ وَاٰيِ النَّجْمِ كَيْ تَتَعَدَّلَا

اور ان مواقع میں سے کہ جن میں حمزہ کسائی نے امالہ کیا ہے ان آیات کے اواخر ہیں جو سورۂ طٰہٰ اور آیات نجم میں ہیں۔ (اور امالہ اس لیے کیا) تاکہ تمام اواخر یکساں ہو جائیں۔ تَعَدُّلٌ، یکساں ہونا۔

۱۷/۳۰۷ وَفِي الشَّمْسِ وَالْاَعْلٰى وَفِي اللَّيْلِ وَالضُّحٰى ۔۔۔ وَفِي اقْرَاْ وَفِي وَالنَّازِعَاتِ تَمَيَّلَا

اور الشمس، الاعلیٰ، اللیل، الضحیٰ اور اقرأ اور نازعات کی اواخر آیات میں بھی امالہ ہوا ہے۔

۱۸/۳۰۸ وَمِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ الْقِيَامَةِ ثُمَّ فِي الْ ۔۔۔ مَعَارِجِ يَا مِنْهَالُ اَفْلَحْتَ مَنْهَلَا

اور نازعات سے نیچے والی سورت (عبس) ہیں، سورۂ قیامہ میں اور سورۂ معارج میں۔ اواخر آیات میں امالہ ہوا ہے۔ قولہ یَا مِنْهَالُ الخ اے کریم تو فلاح کو پہونچا مقصد میں۔ مَنْهَلٌ، دریا کا کنارا جہاں سے پانی بھرتے ہیں گھاٹ۔

۱۹/۳۰۹ رَمٰى صُحْبَةٌ اَعْمٰى فِي الْاِسْرَاءِ ثَانِيًا ۔۔۔ سُوًى وَسُدًى فِي الْوَقْفِ عَنْهُمْ تَسَبَّلَا

لفظ رَمٰى (انفال) میں امالہ کیا ہے صحبہ نے۔ اور لفظ اَعْمٰى میں جو سورۂ اسراء میں دوسرا ہے، اور سُوًى (طٰہٰ) اور سُدًى (قیامہ) میں بحالت وقف صحبہ کے مرموزین سے امالہ نے راہ پائی ہے۔،،

یعنی رَمٰی اور فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی میں حمزہ، کسائی کے ساتھ امالہ کرنے میں شعبہ بھی شریک ہوئے ہیں، نیز ان کے ساتھ شعبہ نے لفظ سُوًی اور سُدًی میں بھی امالہ کیا ہے مگر یہ امالہ وقف ہی میں ہو سکے گا، کیونکہ وصل میں تو تنوین پڑھی جا رہی ہے الف موجود ہی نہیں۔

۲۰/۳۱۰ وَرَاءِ تَرَاءَا فَازَ فِیْ شُعَرَائِہٖ ۔ وَاَعْمٰی فِی الْاِسْرَا حُکْمٌ صُحْبَۃٍ اَوَّلَا

اور سورۂ شعراء میں لفظ تَرَاءَا کی راء والے الف میں (امام حمزہ کے لیے) امالہ کامیاب ہوا ہے، اور لفظ اَعْمٰی میں جو سورۂ اسراء میں پہلا ہے۔ حُکْمٌ صُحْبَہ کے مرموزین کے لیے امالہ ہے۔''

یعنی فَلَمَّا تَرَاءَا الْجَمْعٰنِ (شعراء) کی راء میں (نہ کہ تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ انفال میں کہ اس میں کسی کے لیے بھی امالہ نہیں) امام حمزہ امالہ کرتے ہیں۔ تخصیص سے یہ نکلا کہ حمزہ کے علاوہ اور کوئی راء میں امالہ نہیں کرتا۔ مطلب یہ ہوا تَرَاءَا میں ہمزہ کے بعد والے الف میں تو حمزہ، کسائی دونوں امالہ کرتے ہیں۔ اور یہ امالہ صرف وقف میں ہو سکے گا کیونکہ وصل میں تو الف گر رہا ہے اور راء کے بعد والے الف میں صرف حمزہ امالہ کرتے ہیں، وصل و وقف دونوں حالتوں میں۔ آگے فرمایا کہ اسراء کے پہلے لفظ اَعْمٰی میں امالہ کرنے میں صحبہ کے علاوہ بصری بھی امالہ کرتے ہیں گویا وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى آیت کے دوسرے اَعْمٰی میں صرف صحبہ اور پہلے میں صحبہ اور بصری امالہ کرتے ہیں۔

۲۱/۳۱۱ وَمَا بَعْدَ رَاءٍ شَاعَ حُکْمًا وَحَفْصُھُمْ ۔ یُوَالِیْ بِمَجْرٖھَا وَفِیْ ھُوْدَ اُنْزِلَا

اور اس الف میں جو راء کے بعد ہو شَاعَ حُکْمًا کے مرموزین کے لیے امالہ ہے اور حفص لفظ مَجْرٖھَا میں امالہ کرنے والوں کے ساتھ متفق ہوئے ہیں اور یہ لفظ سورت ہود میں نازل ہوا ہے۔''

مطلب یہ کہ ہم نے شروع میں حمزہ، کسائی کے لیے جن الفات میں امالہ کبری بتلایا ہے اگر ان الفات سے پہلے راء ہو تو وہاں امالہ کرنے میں بصری بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسے یٰبُشْرٰی، اَلنَّصٰرٰی، اَلذِّکْرٰی۔ اور تمام قرآن میں صرف ایک جگہ لفظ مَجْرٖھَا میں حفص نے بھی امالہ کرنے میں ان کی موافقت کی ہے۔

۲۲/۳۱۲ نَاٰی شَرْعُ یُمْنٍ بِاخْتِلَافٍ وَشُعْبَۃٌ ۔ فِی الْاِسْرَا وَھُمْ وَالنُّوْنُ ضَوْءُ سَنًا تَلَا

لفظ نَاٰی (اسراء و فصلت) میں امالہ شَرْعٌ والوں کے لیے بلا خلف اور یُمْنٍ کے لیے با لخلف ہے۔ اور اسراء میں شعبہ نے اور انھوں (حمزہ، کسائی) نے امالہ کیا ہے۔ اور نَاٰی کا نون ضَوْءُ سَنًا تَلَا والوں کے لیے مُمال ہے۔''

یعنی حمزہ، کسائی نے نَاٰی کے الف میں بلا خلف امالہ کیا ہے اور سوسی نے با لخلف۔ اور نَاٰی جو اسراء میں ہے

(نہ وہ کہ فصلت میں ہے) صحبہ نے امالہ کیا ہے۔ اور خلف وکسائی کے لیے نَائِ کے نون میں بھی امالہ ہے خلاصہ یہ ہوا کہ خلف وکسائی نَائِ کے نون اور الف دونوں میں امالہ کرتے ہیں اور اسراء اور فصلت میں ہر جگہ امالہ کرتے ہیں اور شعبہ صرف اسراء والے لفظ میں اور صرف الف میں امالہ کرتے ہیں۔ جب کہ فُصِّلَتْ میں ان کیلئے کوئی امالہ نہیں۔ یاد رہے کہ شراح نے کہا ہے کہ الف میں سوسی کے لیے بالخلف جس امالہ کو شاطبی نے بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں، صرف فتحہ ہے۔

۲۳/۳۱۳ اِنَاهُ لَهٗ شَافٍ وَقُلْ اَوْكِلَاهُمَا شَفَا وَبِكَسْرٍ اَوْلِيَاءٍ تَمَيَّلَا
ل ش ش

اِنَاهُ میں مرموزین لَهٗ شَافٍ کا امالہ ہے اور کہہ تو کہ اَوْ كِلَاهُمَا میں مرموزین شَفَا کے لیے امالہ ہے اور ان لفظوں میں کسرہ یا یاء کی وجہ سے امالہ ہوا ہے۔۔،
ل ش ش

یعنی حمزہ، کسائی اور ہشام سورۂ احزاب میں اِنَاهُ کے الف میں امالہ کرتے ہیں اور حمزہ، کسائی اَوْ كِلَاهُمَا (سورۂ اسراء) کے الف کو امالہ سے پڑھتے ہیں اور ان دونوں لفظوں میں یا تو کلمے کے پہلے حرف کے کسرہ کی وجہ سے یا الف کے منقلب عن الیاء ہونے کی وجہ سے امالہ ہوا ہے۔

۲۴/۳۱۴ وَذُو الرَّاءِ وَرْشٌ بَيْنَ بَيْنَ وَفِي اَرَا كَهُمْ وَذَوَاتِ الْيَا لَهُ الْخُلْفُ جُمِّلَا

اور ذوالراء میں ورش نے تقلیل بین بین کی ہے۔ اور اَرَاكَهُمْ میں اور ذوات الیاء میں ان کے لیے خلف کو خوبصورت قرار دیا گیا ہے۔۔،

یہاں سے ورش کی تقلیل کا بیان شروع ہے، یعنی ورش نے ان تمام الفوں میں کہ جو راء کے بعد ہوں (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ بصری ان الفوں میں امالۂ کبریٰ کرتے ہیں) تقلیل بین بین کی ہے اور تمام ذوات الیاء الفوں میں اور لفظ اَرَاكَهُمْ (انفال) کے الف میں ورش کے لیے تقلیل اور فتح دونوں جائز ہیں۔ مطلب یہ کہ جن الفات میں حمزہ، کسائی یا صرف کسائی یا صرف دوری کسائی کے لیے امالۂ کبریٰ اوپر بیان ہوا ہے ان یائی الفات میں اور اَرَاكَهُمْ میں ورش کیلئے خلف ہے اور ذوات الراء میں بلا خلف صرف تقلیل ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ذوات الیاء میں ورش کے لیے جو خلف بیان ہوا ہے اس سے چار کلمات مستثنیٰ ہیں مَرْضَاتِ، اَلرِّبَا، كِلَاهُمَا، مِشْكٰوةٍ۔ کہ ان میں ورش کے لیے صرف فتحہ ہے۔

۲۵/۳۱۵ وَلٰكِنْ رُءُوْسُ الْاٰيِ قَدْ قَلَّ فَتْحُهَا لَهٗ غَيْرَ مَا هَا فِيْهِ فَاحْضُرْ مُكَمَّلَا

لیکن رؤس الآیات میں، ان (رؤس الآیات) کا فتح (یعنی الف) تقلیل والا ہی ہوا ہے ورش کے لیے علاوہ اُن

رءوس الآیات کے کہ جن میں ھَا ہے۔ پس تو اس مسئلہ میں پوری طرح حاضر باش ہو۔''

یعنی وہ گیارہ سورتیں کہ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ان کے رءوس آیات والے الف دو طرح ہیں ایک وہ کہ ان کے ساتھ لفظ ھَا نہیں جیسے صَلّیٰ ٥ اِذَا ھَوٰی ٥ اور یہی اکثر ہیں۔ دوسرے وہ کہ ان کے بعد ضمیر واحد مؤنث ھَا بھی آتی ہے جیسے وَضُحٰھَا ٥ سو پہلی قسم میں ورش کے لیے صرف تقلیل ہوگی۔ اور دوسری قسم میں بدستور فتح اور تقلیل میں خلف ہے۔ ایسے رءوس الآیات کو ذوات الہاء کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ رءوس الآیات کے ذوات الیاء الفوں میں صرف تقلیل۔ اور ذوات الہاء میں خلف ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ یاد رہے کہ اگر کسی راس الآیت میں الف ذوات الہاء میں سے ہونے کے ساتھ وہ ذوات الراء میں سے بھی ہو تو بدستور ورش کے لیے اس میں صرف تقلیل ہوگی اور یہ صرف ایک جگہ ہے۔ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا ٥ (نازعات) جیسا کہ فرمایا ہے ع وَذُو الرَّاءِ وَرْشٌ بَیْنَ بَیْنَ۔

۲۶/۳۱۶ وَکَیْفَ اَتَتْ فَعْلٰی وَاٰخِرُ اٰیِ مَا ۞ تَقَدَّمَ لِلْبَصْرِیْ سِوٰی رَاھُمَا اعْتَلَا

اور فَعْلٰی کے وزن میں خواہ وہ کسی طرح بھی آئے، اور ان سورتوں کے اواخر میں کہ جن کا بیان پہلے آچکا ہے، بصری کے لیے تقلیل ہے، سوائے ان الفوں کے کہ دونوں قسموں میں وہ ذوات الراء ہیں۔ کہ ان میں (حسب دستور) راء عالی رہی ہے (یعنی امالۂ کبری ہوا ہے)۔''

یعنی لفظ فَعْلٰی کے الفاتِ تانیث کو بصری تقلیل کے ساتھ پڑھیں گے۔ خواہ وہ مفتوح ہوں یا مضموم یا مکسور اور گیارہ مذکورہ سورتوں کے رءوس الآیات کے الفوں میں بھی تقلیل کریں گے خواہ وہ کسی وزن پر ہوں البتہ شرط یہ ہے کہ یہ دونوں قسمیں ذوات الراء میں سے نہ ہوں ورنہ حسب معمول بصری کے لیے امالہ ہی ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے ع وَمَا بَعْدَ رَاءٍ شَاعَ حُکْمًا۔

۲۷/۳۱۷ وَیَا وَیْلَتیٰ اَنّٰی وَیَا حَسْرَتیٰ طَوَوْا ۞ وَعَنْ غَیْرِہٖ قِسْھَا وَیَا اَسَفٰی الْعُلَا

اور یَا وَیْلَتیٰ (ہود) اور اَنّٰی اور یَا حَسْرَتیٰ (زمر) اور یَا اَسَفٰی (یوسف) عالیشان (چاروں) کلمات میں طَوَوْا (کے مرموز دوری بصری) کے لیے تقلیل ہے۔ اور دوری بصری کے علاوہ قاریوں کے لیے تو ان کلمات میں قیاس سے کام لے۔'' طَوَوْا یعنی لپیٹا ہے، روایت کیا ہے۔

یعنی دوری بصری کے لیے ان چار الفاظ میں تقلیل ہے اور ان کے علاوہ دیگر قراء کے اصول کے مطابق تم خود سوچ کر حکم نکال لو۔ گویا حمزہ، کسائی کے لیے امالہ، ورش کے لیے فتحہ و تقلیل میں خلف اور باقین کیلئے فتحہ ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ فُعْلٰی بضم الفاء کے وزن پر قرآن میں بیس۲۰ کلمات ہیں۔ مُوْسٰی، اُنْثٰی، دُنْیَا، قُرْبٰی، وُسْطٰی،

قُصْوٰی، عُزّٰی، وُثْقٰی، حُسْنٰی، اُوْلٰی، عُقْبٰی، سُفْلٰی، عُلْیَا، رُؤْیٰ، طُوبٰی، مُثْلٰی، سُوْءٰی، زُلْفٰی، سُقْیٰی، رُجْعٰی۔
اور فَعْلٰی بفتح الفاء کے وزن پر گیارہ کلمات ہیں۔ سَلْوٰی، مَوْتٰی، تَقْوٰی، قَتْلٰی، مَرْضٰی، نَجْوٰی، دَعْوٰی، شَتّٰی، صَرْعٰی، طَغْوٰی، یَحْیٰی۔ اور فِعْلٰی بکسر الفاء چار کلمے ہیں۔ سِیْمَا، اِحْدٰی، ضِیْزٰی، عِیْسٰی۔

۲۸/۳۱۸ وَكَيْفَ الثُّلَاثِيْ غَيْرَ زَاغَتْ بِمَاضِيٍ ۔۔۔ أَمِلْ خَابَ خَافُوْا طَابَ ضَاقَتْ فَتُجْمِلَا

ثلاثی مجرد ماضی کے صیغے میں لفظ زَاغَتْ کے سوا ہر جگہ امالہ کر۔ خَابَ اور خَافُوْا اور طَابَ اور ضَاقَتْ میں فَتُجْمِلَا (کے مرموز حمزہ) کے لیے۔،،

۲۹/۳۱۹ وَحَاقَ وَزَاغُوْا جَاءَ شَاءَ وَزَادَ فُزْ ۔۔۔ وَجَاءَ ابْنُ ذَكْوَانٍ وَفِيْ شَاءَ مَيَّلَا

اور حَاقَ اور زَاغُوْا اور جَاءَ اور شَاءَ اور زَادَ میں فُزْ (کے مرموز حمزہ) کے لیے۔ اور جَاءَ اور شَاءَ میں ابن ذکوان نے بھی امالہ کیا ہے۔،،

۳۰/۳۲۰ فَزَادَهُمُ الْاُوْلٰى وَفِي الْغَيْرِ خُلْفُهُ ۔۔۔ وَقُلْ صُحْبَةٌ بَلْ رَانَ وَاصْحَبْ مُعَدَّلَا

اور پہلے فَزَادَهُمْ میں، اور اس کے علاوہ میں ابن ذکوان کا خلف ہے۔ اور کہہ تو کہ صحبۃ نے بَلْ رَانَ میں امالہ کیا ہے، اور صحبت اس کی اختیار کر جس کو عادل ٹھہرایا گیا ہو۔،،

یعنی امام حمزہ حسب ذیل دس افعال ثلاثی مجرد میں امالہ کرتے ہیں خواہ وہ قرآن مجید میں کسی طرح بھی آئیں۔ خَابَ مثلاً وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی، خَافَ مثلاً وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ، طَابَ جیسے مَا طَابَ لَكُمْ (یہ ایک ہی مثال ہے) ضَاقَتْ، ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ۔ حَاقَ جیسے حَاقَ بِهِمْ۔ زَاغَ مثلاً فَلَمَّا زَاغُوْا۔ جَاءَ مثلاً جَاءُوْا عَلٰى قَمِيْصِهٖ۔ شَاءَ مثلاً اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ زَادَ مثلاً وَزَادَهٗ بَسْطَةً۔ بَلْ رَانَ (مطففین)۔ امالہ کے لیے دو شرطیں بیان کی ہیں، ایک یہ کہ فعل ثلاثی مجرد ہو۔ لہٰذا اَزَاغَ اور اَجَاءَ میں امالہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ ماضی ہو لہٰذا یَشَاءُ، یَخَافُ میں امالہ نہیں ہے۔ البتہ اس شرط سے لفظ زَاغَتْ کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ لہٰذا اس میں امالہ نہ ہوگا۔ نیز یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ابن ذکوان نے جَاءَ اور شَاءَ میں امالہ کرنے میں امام حمزہ کی موافقت کی ہے اور ایک تیسرے فعل زَادَ میں بھی ابن ذکوان امالہ کرتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن میں پہلی جگہ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا میں تو صرف امالہ ہی کرتے ہیں اور باقی قرآن میں ان کے لیے فتحہ اور امالہ دونوں ہیں۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ مطففین کے لفظ رَانَ میں شعبہ، حمزہ، کسائی تینوں نے امالہ کیا ہے۔

۳۱/۳۲۱ وَفِي أَلِفَاتٍ قَبْلَ رَا طَرَفٍ أَتَتْ ۔۔۔ بِكَسْرٍ أَمِلْ تُدْعٰى حَمِيدًا وَتُقْبَلَا

اور ان الفوں میں جو ایسی راءِ متطرفہ سے پہلے آئیں جو کسرہ کے ساتھ ہو ان الفوں میں تو امالہ کر تُدْعٰی حَمِیْدًا کے مرموزین (دوری کسائی اور بصری) کے لیے۔"

یعنی راءِ متطرفہ مکسورہ سے پہلے الفات میں امالہ ہوگا بصری اور کسائی کے دوسرے راوی حفص دوری کے لیے معلوم ہوا کہ راءِ متوسطہ کا یہ حکم نہیں مثلاً نَمَارِقُ۔ اَلْحَوَارِيِّيْنَ۔ اسی طرح فَلَا تُمَارِ بھی اس سے خارج ہے کیونکہ تُمَارِ اصل میں تُمَارِيْ تھا۔ آخر سے یاء حالت جزمی کی وجہ سے حذف ہوگئی اسی طرح اَلْجَوَارِ میں بھی امالہ نہیں کہ اصل میں اَلْجَوَارِيْ ہے۔ غَيْرَ مُضَارٍّ کے الف میں بھی امالہ نہیں کیونکہ اصل میں مُضَارِرٌ تھا۔ ایسے ہی وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ، نیز ضروری ہے کہ کسرہ اصلیہ ہو لہٰذا أَنْصَارِيْ میں امالہ نہیں کیونکہ راء کا کسرہ مضاف الی الیاء ہونے کی وجہ سے آیا ہے۔ آگے مثالیں بیان کرتے ہیں۔

۳۲/۳۲۲ كَأَبْصَارِهِمْ وَالدَّارِ ثُمَّ الْحِمَارِ مَعْ ۔۔۔ حِمَارِكَ وَالْكُفَّارِ وَاقْتَسْ لِتَنْضُلَا

جیسے عَلٰى أَبْصَارِهِمْ، عُقْبَى الدَّارِ، كَمَثَلِ الْحِمَارِ، وَانْظُرْ إِلٰى حِمَارِكَ، يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ، اور قیاس سے کام لے تو، تاکہ تو غالب رہے۔"

اَلتِّضَالُ، غالب ہونا، آگے چند الفاظ بیان کرتے ہیں جن میں خلاف قیاس امالہ ہوا ہے۔

۳۳/۳۲۳ وَمَعْ كَافِرِينَ الْكَافِرِينَ بِيَائِهِ ۔۔۔ وَهَارٍ رَوٰى مُرْوٍ بِخُلْفٍ صَدٍ حَلَا

اور کَافِرِيْنَ کے ساتھ اَلْكَافِرِيْنَ میں بھی بصری اور دوری کسائی نے امالہ کیا ہے بشرطیکہ یاء کے ساتھ ہو، یعنی کافرون میں نہیں کیونکہ یاء مکسورہ نہیں۔ اور عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ (توبہ) میں لفظ هَارٍ میں ابن ذکوان نے بالخلف امالہ کیا ہے، اور کسائی، شعبہ، بصری اور قالون (جن کی رمز اگلے شعر میں آتی ہے) نے بلا خلف امالہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ ابن ذکوان کے لیے هَارٍ میں دوسری وجہ فتح ہے دیگر یہ کہ قالون کے لیے قرآن میں لفظ هَارٍ کے سوا امالۂ کبری کہیں نہیں۔

قولہ وَهَارٍ الخ رَوٰى، روایت کیا ہے مُرْوٍ، إِرْوَاءٌ سے سیراب کرنے والا۔ صَدٍ، پیاسا۔ حَلَا، شیریں اخلاق۔

۳۴/۳۲۴ بَدَارِ وَجَبَّارِينَ وَالْجَارِ تَمَّمُوا ۔۔۔ وَوَرْشٌ جَمِيعَ الْبَابِ كَانَ مُقَلِّلَا

قولہ بَدَارِ اس لفظ میں قالون کے لیے رمز ہے یعنی اس لفظ کا تعلق بطور رمز کے گزشتہ شعر سے ہے مطلب یہ کہ لفظ هَارٍ کے الف میں قالون بھی امالہ کرتے ہیں لفظ بَدَارِ کے لغوی معنی ہیں جلدی کر۔ اسم فعل ہے۔ آگے ترجمہ

یوں ہے " اور جَبَّارِیْنَ اور اَلْجَارِ میں انھوں نے امالۂ تامہ کیا ہے اور ورش اس پورے باب میں تقلیل کرتے ہیں،" لفظ جَبَّارِیْنَ (مائدہ وشعراء) اور لفظ اَلْجَارِ (نساء وشعراء) میں دوری، کسائی نے امالہ کیا ہے۔ تَمَّمْ کی تاء سے دوری، کسائی کی طرف اشارہ ہے نیز اس لفظ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہاں پہنچ کر الف ماقبل راءِ متطرفہ مکسورہ کے امالہ کے باب کو ہم نے مکمل کر لیا ہے آگے فرمایا کہ ورش کے لیے اس پورے باب میں تقلیل ہے یعنی ناظم کے قول وَفِيْ اَلِفَاتٍ قَبْلَ رَا طَرَفٍ سے یہاں تک جس قدر بھی الفاظ آئے ان میں ورش کے لیے تقلیل ہے۔

٣٥/٣٢٥ وَهٰذَانِ عَنْهُ بِاخْتِلَافٍ وَمَعْهُ فِي الْـ ... بَوَارِ وَفِي الْقَهَّارِ حَمْـزَةُ قَلَّلَا

اور ان دونوں (اَلْجَبَّارِ اور اَلْجَارِ) میں ورش کی تقلیل با لخلف ہے۔ اور لفظ اَلْبَوَارِ (ابراہیم) اور اَلْقَهَّارِ (جہاں بھی ہو) میں ورش کے ساتھ حمزہ نے بھی تقلیل کی ہے۔

٣٦/٣٢٦ وَاِضْجَاعُ ذِي رَائَيْنِ حَجَّ رُوَاتُهُ ... كَالْاَبْرَارِ وَالتَّقْلِيْلُ جَادَلَ فَيْصَلَا

اور دو راء والے الف میں امالہ حَجَّ رُوَاتُه (کے مرموزین بصری وکسائی) کے لیے ہے جیسے اَلْاَبْرَارِ۔ اور تقلیل جَادَلَ، فَيْصَلَا (کے مرموزین ورش اور حمزہ) کے لیے ہے۔"

یعنی بصری اور کسائی اس الف میں امالہ کرتے ہیں جو دو راء کے درمیان واقع ہو اور دوسری راء متطرفہ مکسورہ ہو جیسے اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ، دَارُ الْقَرَارِ، مِنَ الْاَشْرَارِ۔ اور بتلایا کہ اس الف میں ورش اور حمزہ تقلیل کرتے ہیں۔

٣٧/٣٢٧ وَاِضْجَاعُ اَنْصَارِيْ تَمِيْمٌ وَسَارِعُوْا ... نُسَارِعُ وَالْبَارِيْ وَبَارِئِكُمْ تَـلَا

اور امالہ اَنْصَارِيْ (آلِ عمران وصف) اور سَارِعُوْا (آلِ عمران) اور نُسَارِعُ (مومنون) اور اَلْبَارِئُ (حشر) اور بَارِئِكُمْ (بقرہ میں دو جگہ) تَمِيْم (کے مرموز دوری کسائی) نے پڑھا ہے۔"

تَمِيْم اور تَلَا دونوں میں دوری کسائی کی رمز ہے، اول کے معنی تام یعنی امالۂ کبریٰ ہے دوسرے کے معنی تلاوت کی ہے دوسرے یہ کہ لفظ تَمِيْم میں اشارہ فرمایا ہے کہ امالہ کی یہ لغت قبیلۂ بنی تمیم کی ہے۔

٣٨/٣٢٨ وَاٰذَانِهِمْ طُغْيَانِهِمْ وَيُسَارِعُوْ ... نَ اٰذَانِنَا عَنْهُ الْجَوَارِيْ تَمَثَّلَا

اٰذَانِهِمْ، طُغْيَانِهِمْ، يُسَارِعُوْنَ، اٰذَانِنَا، اور اَلْجَوَارِيْ میں بھی انھیں (دوری کسائی کے لیے) امالہ متعین ہوا ہے۔"

مطلب یہ کہ مذکورہ دو شعروں میں جس قدر الفاظ مذکور ہیں ان میں امالہ صرف دوری کسائی کے لیے ہے۔ لفظ اَذَانِهِمْ بقرہ، انعام، اعراف، یونس اور مومنون میں ہے۔ یُسَارِعُوْنَ آلِ عمران، مائدہ، انبیاء، اور مومنون میں ہے۔ اَذَانِنَا حٰمٓ سجدہ میں ہے اَلْجَوَارِی شوریٰ، رحمٰن اور تکویر میں ہے۔

۳۹ / ۳۲۹ یُوَارِیْ اُوَارِیْ فِی الْعُقُوْدِ بِخُلْفِهٖ ضِعَافاً وَحَرْفَا النَّمْلِ اٰتِیْكَ قُوِّلَا

سورۂ عقود (مائدہ) میں یُوَارِیْ اور اُوَارِیْ میں دوری کسائی سے امالہ بالخلف ہے اور ضِعَافاً (نساء) اور سورۂ نمل کے دونوں لفظ اٰتِیْكَ میں قُوِّلَا کے لیے (یعنی خلاد کے لیے بالخلف، جیسا کہ آئندہ شعر کے شروع میں آتا ہے، امالہ ہے۔

نوٹ: عقود کی قید سے یُوَارِیْ اعراف والا نکل گیا یعنی اس میں امالہ نہیں۔ اس موقع پر علامہ جزری نے نشر میں کہا ہے کہ ناظم اور دانی دونوں کے طریق میں یُوَارِیْ، اُوَارِیْ میں کسی کے لیے بھی امالہ نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

۴۰ / ۳۳۰ بِخُلْفٍ ضَمَمْنَاهُ مَشَارِبُ لَامِعٌ وَاٰنِیَةٍ فِیْ هَلْ اَتَاكَ لِاَعْدَلَا

اور ضَمَمْنَاهُ (کے مرموز خلف) کے لیے بلا خلف امالہ ہے اور مَشَارِبُ (یٰسٓ) میں اور اٰنِیَةٍ میں جو هَلْ اَتَاكَ میں ہے، ہشام کے لیے امالہ ہے۔،،

لَامِعٌ، چمکدار۔ لِاَعْدَلَا، ایک بالانصاف کے لیے، دونوں میں ہشام کے لیے رمز ہے۔ هَلْ اَتَاكَ کی قید سے سورۂ دہر والا لفظ نکل گیا۔

۴۱ / ۳۳۱ وَفِی الْكَافِرُوْنَ عَابِدُوْنَ وَعَابِدٌ وَخُلْفُهُمْ فِی النَّاسِ فِی الْجَرِّ حُصِّلَا

اور سورۂ کافرون میں عَابِدُوْنَ میں اور عَابِدٌ میں ہشام نے امالہ کیا ہے۔ اور خُلْف کے ساتھ لفظ اَلنَّاسِ مجرور میں حُصِّلَا کے (مرموز بصری) کیلئے امالہ حاصل کیا گیا ہے۔،،

سورۂ کافرون کی قید سے باقی قرآن میں امالہ سے احتراز ہو گیا مثلاً وَنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ۔ کہ اس میں کسی کے لیے امالہ نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ بتلایا گیا کہ قرآن مجید میں کہیں بھی اَلنَّاسِ مجرور میں بصری کے لیے بالخلف امالہ ہے مگر یاد رہے کہ خلف مرتب مراد ہے کہ بصری کے پہلے راوی دوری بصری کے لیے امالہ اور دوسرے راوی سوسی کے لیے فتحہ ہے۔

۴۲ / ۳۳۲ حِمَارِكَ وَالْمِحْرَابِ اِكْرَاهِهِنَّ وَالْ حِمَارِ وَفِی الْاِكْرَامِ عِمْرَانَ مُثِّلَا

حِمَارِكَ (بقرہ و جمعہ) اور اَلْمِحْرَابَ (آلِ عمران و صٓ) اور اِكْرَاهِهِنَّ (نور) اور اَلْاِكْرَامِ (رحمٰن) اور لفظ عِمْرَانَ (آلِ عمران و تحریم) میں مُثَقَّلًا کے (مرموز ابنِ ذکوان) لیے امالہ معین کیا گیا ہے۔،،

۴۳/۳۳۳ وَكُلٌّ بِخُلْفٍ لِابْنِ ذَكْوَانَ غَيْرَ مَا يُجَرُّ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاعْلَمْ لِتَعْمَلَا

اور ان تمام مذکورہ الفاظ میں ابن ذکوان کے لیے بالخلف امالہ ہے، بجز اس اَلْمِحْرَابِ کے کہ جو مجرور ہے۔ بس مسئلہ کا علم حاصل کرتا کہ عمل کر سکے۔،،

یعنی اَلْمِحْرَابِ مجرور میں خلف نہیں فقط امالہ ہے اور یہ دو جگہ ہے يُصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ (آلِ عمران) اور فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ (مریم)۔

نوٹ: یہاں تک امالہ و تقلیل کے اصول ختم ہو گئے۔ آگے چند مفید مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔

۴۴/۳۳۴ وَلَا يَمْنَعُ الْاِسْكَانُ فِي الْوَقْفِ عَارِضًا اِمَالَةَ مَا لِلْكَسْرِ فِي الْوَصْلِ مُيِّلَا

اور مانع نہیں ساکن ہو جانا وقف میں دراں حال کہ وہ سکون عارضی ہوتا ہے۔ ان الفات کے امالہ کو کہ جن میں حالت وصل میں کسرہ کی وجہ سے امالہ کیا جارہا تھا۔،،

یعنی جن الفات میں بحالتِ وصل مابعد الف کے کسرہ کی وجہ سے امالہ ہو رہا ہو جیسے اَلْاَبْرَارِ، اَلْبَوَارِ، اَلنَّارِ ان الفاظ پر وقف کیا جائے تو بھی امالہ بدستور ہوگا کیونکہ امالہ بے شک کسرۂ راء کی وجہ سے ہے جو اب وقف میں سکون سے بدل گیا۔ کیونکہ یہ سکون عارضی ہے اور عارض کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

۴۵/۳۳۵ وَقَبْلَ سُكُوْنٍ قِفْ بِمَا فِيْ اُصُوْلِهِمْ وَذُو الرَّاءِ فِيْهِ الْخُلْفُ فِي الْوَصْلِ يُجْتَلَا

اور سکون سے پہلے (واقع الفوں) میں ان کے اصولوں کے مطابق وقف کر اور ذوالراء میں وصل میں (سوسی) کے لیے خلف دیکھا جاتا ہے۔،،

الف محلِ امالہ ہوتا ہے اور اس کا ماقبل زبر تبعًا زیر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لہٰذا الف باقی رہے تو امالہ ہے ورنہ نہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ الف کے بعد دوسرے کلمے کے شروع میں اگر ساکن حرف آجائے تو بوجہ اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدہ کے یہ الف حذف ہوگا اور الف نہ رہا تو امالہ بھی نہ ہوگا جس کا مطلب یہ ہوا کہ حالتِ وصل میں امالہ نہ ہوگا کیونکہ محلِ امالہ الف ہی نہیں ہے البتہ اگر پہلے کلمے پر وقف کریں تو الف پڑھا جائے گا۔ اور اس الف کو قراء کے اصول کے مطابق پڑھیں گے فتح والوں کے لیے فتح، امالہ والوں کے لیے امالہ اور تقلیل والوں کے لیے تقلیل ہوگی مگر سوسی کے یہاں ذوالراء میں وصل

کی حالت میں اگرچہ اجتماعِ ساکنین کے سبب الف حذف ہوگا، مگر ما قبل الف کے فتحہ میں بالخلف امالہ ہوگا۔ مثالیں آگے آرہی ہیں

۴۶/۳۳۶ کَمُوسَی الْهُدٰی عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَالْقُرَی الْ — لَّتِیْ مَعْ ذِکْرَی الدَّارِ فَافْهَمْ مُحَصِّلَا

یعنی مثال کے طور پر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْهُدٰی میں وصل میں مُوْسٰی کا الف محذوف ہے ایسے ہی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ میں عِیْسٰی کا الف۔ لہٰذا وصل میں تو کسی کے لیے بھی امالہ نہیں مگر وقف میں مُوْسٰی، عِیْسٰی بالالف پڑھے جائیں گے۔ تو حسب اصول وقف میں حمزہ کسائی کے لیے امالہ ہوگا، بصری کے لیے تقلیل، ورش کے لیے فتح یا تقلیل اور باقین کے لیے صرف فتح ہوگا۔ یہ دونوں غیر ذوات الراء کی مثالیں ہیں۔ اَلْقُرَی الَّتِیْ بٰرَکْنَا (سبا) ذِکْرَی الدَّارِ (صٓ) میں اَلْقُرٰی اور ذِکْرٰی کا الف بحالتِ وصل محذوف ہے لیکن وقف کریں تو الف پڑھا جائے گا۔ لہٰذا حمزہ، کسائی، بصری کے لیے بالامالہ وقف ہوگا ورش کے لیے بالتقلیل اور باقین کے لیے بالالف ہوگا اور وصل میں امالہ یا تقلیل کچھ نہیں ہوگی البتہ سوسی کے لیے وصل میں الف کے ما قبل راء کے فتحہ میں امالہ اور خالص فتحہ دونوں جائز ہیں۔

نوٹ: اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اور اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اس باب میں داخل نہیں کیونکہ یہاں الف کا حذف حالتِ جزمی کی وجہ سے ہے لہٰذا وقفاً کسی کے لیے بھی الف کا اعادہ نہیں سوسی کے لیے بھی صرف فتح ہے۔ فَافْهَمْ مُحَصِّلًا پس سمجھ لے تو اس حال میں کہ مسائل خوب حاصل کیے ہوئے ہوں یعنی مسائل کو اچھی طرح قابو کر لے۔

۴۷/۳۳۷ وَقَدْ فَخَّمُوا التَّنْوِیْنَ وَقْفًا وَرَقَّقُوْا — وَتَفْخِیْمُهُمْ فِی النَّصْبِ اَجْمَعُ اَشْمُلَا

اور کچھ مشائخ نے تفخیم (فتح) سے تنوین کو وقف میں پڑھا ہے اور کچھ نے امالہ کیا ہے۔ اور ان کا فتح پڑھنا حالت نصبی میں جمع کرتا ہے مختلف شکلوں کو۔''

مطلب یہ ہے کہ اہل ادا کلمہ منوّنہ پر وقف میں مختلف ہوئے ہیں مثلاً هُدًی اور مَوْلًی وغیرہ پر۔ یاد رہے کہ تفخیم سے مراد فتح اور ترقیق سے امالہ ہے۔ شعر سابق میں ساکن منفصل پر کلام تھا اب ساکن متصل پر کلام کرتے ہیں چنانچہ ناظم نے منوّن پر وقف میں تین مذہب بیان کیے ہیں۔ اوّل یہ کہ منوّن پر مطلقاً فتح کے ساتھ وقف کیا جائے خواہ وہ مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور ہو، اسی مذہب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وَقَدْ فَخَّمُوا التَّنْوِیْنَ وَقْفًا دوسرا مذہب یہ کہ منوّن پر مطلقاً امالہ کے ساتھ وقف کیا جائے۔ مرفوع ہو یا منصوب یا مجرور ہو یعنی جن کے لیے فتح ہو فتح پڑھا جائے، جن کے لیے امالہ ہو امالہ کیا جائے اور جن کے لیے تقلیل ہو تقلیل کی جائے۔ اس مذہب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وَرَقَّقُوْا تیسرا مذہب یہ ہے کہ منوّن منصوب میں فتح اور مرفوع و مجرور میں امالہ کیا جائے چنانچہ فرمایا۔ وَتَفْخِیْمُهُمْ فِی النَّصْبِ اَجْمَعُ اَشْمُلَا۔ لیکن یاد رہے کہ قراء کے یہاں صرف دوسرے قول پر عمل ہے چنانچہ علامہ جزری نشر میں

فرماتے ہیں کہ منون اور غیر منون میں کوئی فرق نہیں گزشتہ شعر وَقَبْلَ سُکُوْنٍ قِفْ بِمَا فِیْ اُصُوْلِھِمْ کافی تھا اور تنوین پر مستقلاً کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ ہی قراء کے یہاں یہ اختلاف ہے، نہ اس پر عمل نہ یہ معتبر۔ یہ صرف اختلافِ نحوی ہے۔

نوٹ: الف حال کے بعد تنوین پندرہ کلمات میں آتی ہے۔ مُفْتَرًی، قُرًی، ھُدًی، مُسَمًّی، سُوًی، سُدًی، فَتًی، ضُحًی، غُزًّی، اَذًی، مُصَفًّی، مَثْوًی، مُصَلًّی، مَوْلًی اور ان میں اگر طُوًی، دِبًا اور بصری کی قراءت پر تَتْرًی کو بھی شامل کر لیا جائے تو کل اٹھارہ کلمات ہوتے ہیں۔

۳۳۸/۴۸ مُسَمًّی وَمَوْلًی رَفْعُهُ مَعْ جَرِّهٖ وَمَنْصُوْبُهُ غُزًّی وَتَتْرًا تَنَزَّلَا

یعنی مُسَمًّی وَمَوْلًی دونوں میں سے ہر ایک قرآن مجید میں مرفوع و مجرور آیا ہے مثلاً وَاَجَلٌ مُسَمًّی عِنْدَهٗ، اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی۔ ایسے ہی یَوْمَ لَا یُغْنِیْ، مَوْلًی عَنْ مَوْلًی۔ اور اَوْکَانُوْا غُزًّی آل عمران میں خبریت کی بنا پر منصوب ہے اور وَاَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًی میں لفظ تَتْرًی بھی حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مگر یہ مثال صرف بصری کی قراءت پر بنتی ہے کیونکہ وہ اس کو منون پڑھتے ہیں۔ حمزہ، کسائی، ورش چونکہ غیر منون پڑھتے ہیں لہٰذا ان کے یہاں وقف و وصل دونوں حالتوں میں امالہ یا تقلیل ہوگی۔ تَنَزَّلَا یعنی میرے بیان سے مرفوع و منصوب و مجرور ہر ایک ممتاز ہو گیا۔

بَابُ مَذْهَبِ الْكِسَائِيِّ فِيْ إِمَالَةِ هَاءِ التَّأْنِيْثِ فِي الْوَقْفِ

کسائی کیلئے وقف میں ھاءِ تانیث پر امالہ کا بیان

۳۳۹/۱ وَفِيْ هَاءِ تَأْنِيْثِ الْوُقُوْفِ وَقَبْلَهَا مُمَالُ الْكِسَائِيْ غَيْرَ عَشْرٍ لِيَعْدِلَا

اور ھاءِ تانیث وقفی میں اور اس کے ماقبل (فتحہ) میں کسائی کا امالہ ہے اور دس حرفوں کے ساتھ نہیں تاکہ اعتدال رہے۔

یعنی تاءِ تانیث جو وقف میں ھا ہو جاتی ہے۔ اس ھاءِ تانیث میں اور ساتھ ہی اس کے ماقبل کے فتحہ میں بحالتِ وقف کسائی کے لیے امالہ ہوتا ہے۔ مگر دس حروف ہیں کہ وہ ھائے تانیث کے ماقبل ہوں تو یہ امالہ نہ ہوگا۔ کیونکہ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان حرفوں کے بعد امالہ نہ ہو۔

۳۴۰/۲ وَيَجْمَعُهَا حَقٌّ ضِغَاطُ عَصٍ خَظَا وَأَكْهَرُ بَعْدَ الْيَاءِ يَسْكُنُ مُيِّلَا

اوران دس حرفوں کو حَقٌّ ضِغَاطٌ عَصٍ خَظَا کا مجموعہ جمع کرتا ہے اور حروفِ اَکْھَرْ بعد یاء ساکنہ کے ہوں تو امالہ کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ دس حروف جن کے بعد ھاءِ تانیث ہیں امالہ نہیں: حاء، قاف، ضاد، غین، الف، طا، عین، صاد، خاء اور ظاء ہیں۔ ان دس میں سے سات تو حروفِ استعلاء ہیں اور باقی الف، عین اور حاء ہیں۔ حروفِ استعلاء کے بعد اس لیے امالہ نہیں کہ یہ حروف تصعُّد اور بلندی چاہتے ہیں اور امالہ ترقیق کی طرف جانا چاہتا ہے۔ عین اور حاء بھی مخرج میں حروفِ مستعلیہ کے قریب ہیں اور الف کے ساتھ امالہ اس لیے نہیں کہ الف کے بعد اگر ھاءِ تانیث میں امالہ کرنا چاہیں گے تو ہو نہ سکے گا بلکہ صاف الف میں ہو گا۔ اور چار حروف جن کا مجموعہ اَکْھَرْ ہے ان کے بعد امالہ اس وقت ہو گا جب کہ ان کے ماقبل یاء ساکنہ یا کسرہ والا حرف ہو چنانچہ اگلے شعر میں کسرہ کا بیان آ رہا ہے۔

لُغات: ضِغَاط، دبانا، پامال کرنا۔ عَصٍ، گنہگار، خَظَا، بھاری بدن ہوا۔ اَکْھَرْ، ترش رو۔ حَقٌّ ضِغَاطُ عَصٍ خَظَا (ترجمہ) حق ہے دبانا بھاری بدن گنہگار آدمی کو قبر میں جو موٹا جسم ہو۔

۳/۳۴۱ اَوِ الْکَسْرِ وَالْاِسْکَانُ لَیْسَ بِحَاجِزٍ ۔۔۔ وَیَضْعُفُ بَعْدَ الْفَتْحِ وَالضَّمِّ اَرْجُلَا

یا کسرہ کے بعد اور (کسرہ اور حروفِ اَکْھَرْ کے درمیان) کسی حرف کا ساکن آجانا مانع عن الامالہ نہیں اور ضعیف ہے امالہ فتحہ اور ضمہ کے بعد قدموں کے اعتبار سے۔

قولہ اَوِ الْکَسْرِ کا تعلق گزشتہ شعر سے ہے جس کی تشریح ہو چکی ہے اور اس سے آگے عبارت کا یہ مطلب ہے کہ حروفِ اَکْھَرْ کے ماقبل جو کسرہ ہو گا وہ عام ہے کہ متصل ہو یا حرفِ مکسور اور حروفِ اَکْھَرْ کے درمیان کوئی ساکن حرف آجائے دونوں صورتوں میں امالہ ہو گا جیسے خَاطِئَۃ اور وِجْھَۃ۔ قولہ وَیَضْعُفُ یعنی حروفِ اَکْھَرْ سے پہلے اگر حرفِ مفتوح یا مضموم ہو، متصل ہو یا مع حاجز ہو تو اس میں امالہ ضعیف ہے مثلاً بَرَاءَۃ، مُبَارَکَۃ، سُوْرَۃ، اَلتَّھْلُکَۃ، شَجَرَۃ، مَحْشُوْرَۃ۔ اَرْجُلًا یَضْعُفُ سے تمیز ہے، اَرْجُل، رِجْل کی جمع ہے۔ امالہ کے ضعف کو تشبیہ دی ہے ایسے ضعیف آدمی سے جو چل نہ سکے قدم ڈگمگا رہے ہوں۔

۴/۳۴۲ لَعِبْرَہ مِائَہ وِجْھَہ وَلَیْکَہ وَبَعْضُھُمْ ۔۔۔ سِوَی اَلِفٍ عِنْدَ الْکِسَائِیِّ مَیَّلَا

حروفِ اَکْھَرْ کی مثالیں جیسے لَعِبْرَۃ کہ راء کے ماقبل کسرہ منفصلہ کی مثال ہے اور مِائَۃ کے ہمزہ کے ماقبل کسرہ متصلہ کی مثال ہے۔ وِجْھَۃ کہ ھاء کے ماقبل کسرۂ منفصلہ کی مثال ہے۔ لَیْکَۃ کہ کاف کے ماقبل یاء ساکنہ کی مثال ہے۔ قولہ وَبَعْضُھُمْ یعنی بعض اہلِ اداء نے کسائی کے لیے تمام حروفِ ہجاء میں جو ھاءِ تانیث سے پہلے واقع ہوں امالہ کیا ہے البتہ الف ہیں وہ بھی امالہ نہیں کرتے۔ خلاصہ باب یہ ہے کہ کسائی کے لیے ھاءِ تانیث کے امالہ میں حضرت

ناظمؒ کے نزدیک راجح اور اقویٰ مسلک یہ ہے کہ پندرہ حروف (جن کا مجموعہ فَجِثَتْ زَيْنَبُ لِذَوْدِ شَمْسٍ ہے) کے بعد ھاءِ تانیث میں مطلقاً امالہ ہوگا مثلاً خَلِيفَة، بَهْجَة، ثَلاثَة، خَشْيَة وغیرہ اور دس حروف (جن کا مجموعہ حَقٌّ ضِغَاطٌ عَصٍ خَظَا ہے) کے بعد تاءِ تانیث میں امالہ مطلقاً نہ ہوگا۔ اور چار حروف میں تفصیل ہے کہ اکہمن کے ماقبل کسرہ متصلہ یا منفصلہ یا یاءِ ساکنہ ہو تو امالہ ہوگا ورنہ نہیں۔

نوٹ: اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ میں دوسری قراءت لَيْكَةِ بھی ہے، لیکن کسائی اَيْكَةِ پڑھنے والوں میں سے ہی ہیں ناظمؒ اگر لَيْكَةِ کی بجائے اَيْكَةِ فرماتے تو زیادہ بہتر تھا۔

بعض مشائخ نے جو الف کے سوا باقی تمام حروف کے بعد ھاءِ تانیث میں امالہ کیا ہے یہ شیخ ابوالفتح فارس کے طریق میں ہے، جو علامہ دانی کے شیوخ میں سے ہیں۔ ناظمؒ نے اس باب کے پہلے شعر میں فرمایا۔ وَفِي هَاءِ تَانِيثِ الْوُقُوفِ وَقَبْلَهَا مُمَالُ الْكِسَائِي۔ بعض مشائخ کہتے ہیں کہ امالہ کا وقوع صرف ماقبل ھاءِ تانیث کے فتحہ میں ہوتا ہے کہ وہ زیر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ھاءِ تانیث میں امالہ کا کوئی عمل نہیں، وہ بس ایک ھاء ساکنہ ہے، لیکن علامہ شاطبیؒ وغیرہ محقق مشائخ کی رائے میں ھاءِ تانیث بھی امالہ سے متاثر ہوتی ہے۔ وہ دس حروف جن کے بعد ھاءِ تانیث میں امالہ نہیں ان کی مثالیں اَلنَّطِيحَةُ، اَلْحَاقَّةُ، بَعُوضَةً، اَلصَّلٰوةَ، بَسْطَةً، اَلْقَارِعَةُ، خَاصَّةً، صَاخَّةُ، مَوْعِظَةٌ، اَلْبَالِغَةُ۔

بَابُ مَذَاهِبِهِمْ فِي الرَّاءَاتِ

راء کی تفخیم و ترقیق میں قراء کے مذاہب

۳۴۳ وَرَقَّقَ وَرْشٌ كُلَّ رَاءٍ وَقَبْلَهَا مُسَكَّنَةً يَاءٌ اَوِ الْكَسْرُ مُوصَلَا

ورش نے باریک پڑھا ہے ہر اس راء کو کہ اس سے پہلے یاء ساکنہ ہو یا کسرۂ متصلہ ہو۔،،

یعنی جس راء کے ماقبل یاء ساکنہ یا کسرہ ہو وہ ورش کے یہاں باریک پڑھی جائے گی خواہ راء ساکن ہو جیسے اَبْصِرْ، فَاَنْذِرْ، یا متحرک ہو جیسے خَيْرٌ لَّكُمْ، يُؤْتِكُمْ خَيْرًا، وَدَّ كَثِيرٌ، فَاقِرَةٌ، فَامِرَاتُ، بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ۔ مُوصَلَا یعنی کسرۂ راء کے ساتھ متصل ایک کلمہ میں ہو۔ کسرۂ منفصلہ یا کسرۂ عارضہ سے احتراز ہوگیا۔ لہٰذا عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ میں راء مضمومہ باریک نہ ہوگی، اسی طرح بِرَبْوَةٍ، لِرُقِيِّكَ، بِرَشِيدٍ میں راء باریک نہ ہوگی کیونکہ کسرۂ راء والے کلمہ سے منفصل دوسرے کلمہ میں ہے۔ اسی طرح یہ قید یاء ساکنہ کی بھی ہے لہٰذا مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ، فِي رَيْبٍ جیسے کلمات میں راء باریک نہ ہوگی کیونکہ ان سب مثالوں میں یاء یا کسرہ منفصل ہے۔

۳۴۴ وَلَمْ يَرَ فَصْلًا سَاكِنًا بَعْدَ كَسْرَةٍ سِوٰى حَرْفِ الْاِسْتِعْلَا سِوَى الْخَا فَكَمَّلَا

اور ورش نے اعتبار نہیں کیا کسی حرفِ فاصل ساکن کے آنے کا بعد کسرہ کے سوائے حرفِ استعلاء کے سوائے خاء کے، اور تمام حروفِ استعلاء کا حال مکمل کر دیا۔،،

یعنی کسرہ متصلہ اور راء کے درمیان اگر کوئی حرفِ ساکن آجائے تو ورش اس ساکن کو مانع نہیں مانتے کہ راء کی ترقیق نہ ہو لہٰذا وِزْرَكَ، ذِكْرَكَ، الْمِحْرَابَ، اِكْرَاهَ، سِدْرَةَ، فِيهِ ذِكْرُكُمْ، سِحْرٌ مُّبِينٌ، وغیرہ میں بدستور راء باریک ہوگی یاد رہے کہ ہمزۂ وصل عارضی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد بعد والے ساکن کا تلفظ ہوتا ہے لہٰذا اس کے کسرہ کا اعتبار نہیں مثلاً اِمْرَأَةٌ، اِمْرِئٍ۔ لہٰذا ایسی جگہ راء ورش کے لیے بھی مفخم ہی ہوگی کیونکہ کسرہ عارضی ہے۔ قولہ سِوٰی حَرْفِ الْاِسْتِعْلَا یعنی ورش نے کسرہ اور راء کے درمیان حرفِ ساکن کا اعتبار نہیں کیا اور راء کی ترقیق میں مانع نہیں مانا، البتہ اگر یہ حرفِ ساکن حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو تو پھر راء باریک نہ ہوگی بلکہ مفتوح یا مضموم ہونے کی وجہ سے ورش کے لیے بھی پُر ہی پڑھی جائے گی، ہاں اگر حروفِ مستعلیہ میں سے خاء ساکنہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں یعنی وہ مانع عن الترقیق نہیں۔ یاد رہے کہ کسرہ اور راء کے درمیان حروفِ استعلاء میں سے صرف چار حروف ہیں جو ساکن فاصل قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں صاد طاء قاف اور خاء مثلاً اِهْبِطُوا مِصْرًا، وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ، فِطْرَتَ اللّٰهِ، فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا۔ اِن مواقع میں راء ورش کے لیے مفخم ہوگی۔ اور خاء چونکہ حروفِ مستفلہ کے حکم میں ہے۔ مثلاً لِخْرَاجُهُمْ، تو راء باریک ہوگی۔

٣٤٥ وَفَخَّمَهَا فِي الْاَعْجَمِيِّ وَفِي اِرَمْ ۔۔۔ وَتَكْرِيرِهَا حَتّٰى يُرٰى مُتَعَدِّلَا

اور مفخم پڑھا ہے ورش نے راء کو عجمی اسماء میں اور لفظ اِرَمْ میں اور راء کے مکرر ہونے کی صورت میں بھی تاکہ راء یکساں دکھائی دے۔،،

اسمِ عجمی کی مثال میں قرآن مجید میں تین اسماء کی نشان دہی کی گئی۔ اِبْرَاهِيمَ، اِسْرَائِيلَ، عِمْرَانَ۔ ورش کے لیے یہ تینوں، راء کی تفخیم کے ساتھ پڑھے گئے ہیں۔ راء مکرر پانچ کلمات میں واقع ہوئی ہے۔ ضِرَارًا (توبہ) فِرَارًا (کہف) الْفِرَارُ (احزاب) اِسْرَارًا (نوح) مِدْرَارًا (ہود و نوح)۔ ان کلمات میں قیاس کی رُو سے پہلی راء باریک اور دوسری راء مفخم ہونی چاہیے، مگر فرماتے ہیں کہ تعدیل و یکسانیت کیلئے دونوں راء پُر ہی پڑھی جائیں گی۔ قولہ وَفِي اِرَمْ یعنی ورش کیلئے لفظ اِرَمْ کی راء بھی تفخیم سے پڑھی گئی ہے۔ اس لفظ کو علیحدہ بتانے کی ضرورت تو نہ تھی کیونکہ یہ بھی عجمی ہے مگر بعض اہل لغت کی رائے میں یہ عربی ہے اس لیے بیان کیا علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ عُزَيْرٌ کے عربی یا عجمی ہونے میں بھی اختلاف ہے، اور اہلِ ادا میں تفخیم و ترقیق میں بھی اختلاف ہے۔

٣٤٦ وَتَفْخِيمُهُ ذِكْرًا وَسِتْرًا وَبَابَهُ ۔۔۔ لَدٰى جِلَّةِ الْاَصْحَابِ اَعْمَرُ اَرْحُلَا

اور ورش کے لیے مفخم پڑھنا ذِكْرًا اور سِتْرًا اور اس کے باب کو بڑے بڑے اصحابِ ادا کے نزدیک منزلوں کے لحاظ سے خوب آباد ہے۔،،

لغات: جِلَّۃ جمع جلیل بمعنی عظیم۔ اَعْمَرُ عمارت سے صیغۂ اسم تفضیل بہت آباد۔ اَرْحُل جمع رَحْل بمعنی منزل۔ تفخیم کے قوی اور راجح ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ ذِكْرًا، سِتْرًا کے باب میں راء کی تفخیم و ترقیق میں ورش کے لیے اختلاف ہوا ہے یہ کل چھ لفظ ہیں، دو شعر میں آئے باقی چار وِزْرًا، حِجْرًا، صِهْرًا، اِمْرًا ہیں ان میں تفخیم و ترقیق دونوں وجہیں صحیح ہیں مگر تفخیم مقدم ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہی تھا کہ ان کلمات میں راء مرقق ہوتی ناظمؒ نے ان کلمات کو بطور استثناء بیان کیا ہے جس طرح حروف مستعلیہ ترقیق میں حائل ہو گئے تھے یہاں پر راء مفتوحہ منوّنہ میں تفخیم کو قوت ہوئی اور ماقبل کا کسرہ فاصل کی وجہ سے بعید الاثر ہو گیا ہے۔

۵/۳۴۷ وَفِىْ شَرَرٍ عَنْهُ يُرَقِّقُ كُلُّهُمْ — وَحَيْرَانَ بِالتَّفْخِيْمِ بَعْضُ تَقَبَّلَا

اور شَرَرٍ میں ورش سے سب مشائخ ترقیق نقل کرتے ہیں اور حَيْرَانَ کو بعض مشائخ نے تفخیم کے ساتھ قبول کیا ہے۔،،
یعنی بِشَرَرٍ (مرسلات) میں ورش کے رواۃ وقف و وصل میں پہلی راء کی ترقیق پر متفق ہیں کیونکہ اس کے بعد دوسری راء مکسور ہونے کی وجہ سے باریک ہے گویا مناسبت و یکسانیت کے لیے پہلی راء میں بھی ترقیق ہوئی۔ اور لفظ حَيْرَانَ (انعام) میں راء کو بعض نے تفخیم کے ساتھ قبول کیا ہے گویا تفخیم و ترقیق دونوں صحیح ہیں۔

۶/۳۴۸ وَفِى الرَّاءِ عَنْ وَرْشٍ سِوٰى مَاذَكَرْتُهٗ — مَذَاهِبُ شَذَّتْ فِى الْاَدَاءِ تَوَقُّلَا

اور راء میں ورش سے علاوہ ان اصولوں کے کہ جن کو میں نے ذکر کیا، اور بھی کچھ مذاہب منقول ہیں (مگر) وہ فن اداء میں شاذ ہیں روایت کو اٹھانے میں،،۔
تَوَقُّل کے معنی ہیں اٹھانا، گویا وہ مذاہب کہ جن کو علماء نے ورش سے روایت کیا ہے اور میرے بیان سے وہ خارج ہیں تو سمجھ لو کہ ان کی حیثیت شاذ کی ہے اور روایتِ شاذہ ضعیف ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ مذاہب مشائخ اداء کے یہاں معمول نہیں اور اسی لیے میں نے بھی ان کو بیان نہیں کیا۔ کیونکہ وہ صحیح روایت کو اٹھانے میں قاصر ہیں۔

۷/۳۴۹ وَلَا بُدَّ مِنْ تَرْقِيْقِهَا بَعْدَ كَسْرَةٍ — اِذَا سَكَنَتْ يَا صَاحِ لِلسَّبْعَةِ الْمَلَا

اور راء کو باریک پڑھنا جب وہ ساکن بعد کسرہ ہو۔ اے میرے دوست! ساتوں محترم قاریوں کے لیے واجب ہے۔،،

یَا صَاحِ منادی مرخم ہے یعنی یَا صَاحِبِی۔ اَلْمَلَا، اشراف و محترم۔ یعنی راء جب ساکن بعد کسرہ ہو تو تمام قراء کے لیے باریک ہوگی۔ بشرطیکہ کسرہ لازمہ ہو متصلہ ہو اور اسی کلمہ میں حرف مستعلیہ مفتوحہ نہ ہو، ورنہ راء مفخم ہوگی جیساکہ آگے تفصیل آتی ہے اور کسرہ لازمہ متصلہ کے بعد راء کا مرقق ہونا متفق علیہ ہے خواہ یہ راء متوسط ہو جیسے فِرْعَوْن، شِرْعَةً، اَلْاِرْبَةِ، مِرْيَةٍ، خواہ متطرفہ ہو جیسے فَاصْبِرْ، فَانْتَصِرْ، اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ، اور خواہ سکون اصلی ہو جیساکہ مثالیں گذریں یا عارضی ہو جیسے قَدْ قُدِرَ ٥ اَلْمَقَابِرَ ٥ سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ٥

۸/۳۵۰ وَمَا حَرْفُ الْاِسْتِعْلَاءِ بَعْدُ فَرَاؤُهٗ لِكُلِّهِمُ التَّفْخِيْمُ فِيْهَا تَذَلَّلَا

اور وہ کلمہ کہ اس میں راء کے بعد حرف استعلاء ہو تو اس کلمہ کی راء میں تمام قراء کے لیے تفخیم عام ہوئی ہے۔،،

یعنی وہ لفظ کہ جس میں راء کے بعد حرف استعلاء ہو تو اس میں سب کے لیے تفخیم ہے تَذَلَّلَا یعنی آسانی کے ساتھ وہ تفخیم قابو میں آگئی ہے مطلب یہ کہ سات حروف مستعلیہ میں سے جب کوئی حرف راء کے بعد واقع ہو تو تمام قراء کے لیے (ورش اور غیر ورش) راء مفخم پڑھی جائے گی خواہ وہ ساکن ہو جیسے وَاِرْصَادًا (توبہ) مِرْصَادًا (نبأ) لَبِالْمِرْصَادِ (فجر) فِيْ قِرْطَاسٍ (انعام) فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ (توبہ) یا وہ راء متحرک ہو (اور اگرچہ راء اور حرف استعلاء کے درمیان الف حائل ہو، کیونکہ الف کوئی مضبوط حاجز نہیں) نیز یاد رہے کہ حروف استعلاء میں سے راء متحرکہ کے بعد قرآن کریم میں صرف قاف، ضاد اور طاء واقع ہوئے ہیں چنانچہ قاف تین جگہ ہے۔ هٰذَا فِرَاقُ (کہف) اَنَّهُ الْفِرَاقُ (قیامہ)، وَالْاِشْرَاقِ (صٓ) اور ضاد دو جگہ ہے اَوْ اِعْرَاضًا (نساء) اِعْرَاضُهُمْ (انعام) اور طاء صرف لفظ صِرَاط میں ہے نکرہ ہو یا معرفہ۔ تمام قراء کے لیے یہ راء مفخم ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ حرف استعلاء اسی کلمے میں ہو جس میں راء ہے جیساکہ اوپر مثالیں گزریں لیکن اگر حرف مستعلیہ بعد والے کلمے کے شروع میں ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں جیسے ورش کے لیے حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ، لِتُنْذِرَ قَوْمًا وغیرہ میں راء باریک ہوگی اور وَاَنْذِرْ قَوْمَكَ، فَاصْبِرْ صَبْرًا، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ میں ورش اور غیر ورش سب ہی کے لیے باریک ہوگی۔

۹/۳۵۱ وَيَجْمَعُهَا قِظْ خُصَّ ضَغْطٍ وَخُلْفُهُمْ بِفِرْقٍ جَرٰى بَيْنَ الْمَشَائِخِ سَلْسَلَا

اور ان حروف مستعلیہ کو مجموعۂ قِظْ خُصَّ ضَغْطٍ جمع کرتا ہے، اور لفظ فِرْقٍ (شعراء) میں مشائخ کے درمیان خلف مسلسل ہوا ہے۔،،— قِظْ، صیغۂ امر قیام کر خُصَّ، جھونپڑی ضَغْطٍ، تنگ۔

یاد رہے کہ قرآن کریم میں راء کے بعد ان تمام حروف کا وقوع نہیں، صرف صاد، ضاد، طاء اور قاف کا وقوع ہے جیساکہ اوپر مثالیں گزریں، اور سورۂ شعراء کے لفظ فِرْقٍ میں خلف ہے، راء کا باریک ہونا اس لیے کہ قاف

مکسور ہے اور مکسور ہونے کی حالت میں تفخیم میں قوت کم ہو جاتی ہے اور پُر ہونا طرز اللباب ہے۔

۱۰/۳۵۲ وَمَا بَعْدَ كَسْرٍ عَارِضٍ اَوْمُفَصَّلٍ ‌‌‌‌ فَفَخِّمْ فَهٰذَا حُكْمُهُ مُتَبَذِّلَا

اور جو راء کسرۂ عارضی کے بعد ہو یا کسرۂ منفصلہ کے بعد ہو تو اس راء کو مفخم پڑھ ، پس یہ ہے راء کا حکم عام ۔،،

یعنی ورش کے لیے راء میں تفخیم ہے جب کہ وہ کسرۂ عارض متصل کے بعد واقع ہو جیسے اِمْرَاَةٌ ، اِمْرَئٌ جب کہ ان کلمات سے ابتداء کی جائے ۔ ورش وغیرہ تمام قراء کے لیے جب کہ راء اس کسرۂ عارضی متصل کے بعد واقع ہو ، جیسے اِرْتَابُوْا ، اِرْجِعُوْا ، اِرْجِعِيْ ، اِرْكَعُوْا ، اِرْكَبْ جب ان کلمات سے ابتدا کی جائے تو راء میں تفخیم ہی ہوگی کیونکہ راء کے ماقبل کسرۂ عارضی ہے کیونکہ ہمزۂ وصل بنفسہا عارضی ہوتا ہے تو اس کی حرکت بھی عارضی ہوتی ہے اسی طرح حکم کیا کہ راء جب کسرۂ منفصل کے بعد واقع ہو تو ورش وغیرہ تمام قراء کے لیے وہ مفخم ہوگی خواہ یہ کسرۂ منفصل ، لازم ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ، الَّذِي ارْتَضٰى یا عارضی ہو جیسے اَمِ ارْتَابُوْا ، اِنِ ارْتَبْتُمْ ، لِمَنِ ارْتَضٰى ۔ اور خاص ورش کے لیے کسرۂ منفصل لازم کی مثال جیسے اَبُوْكِ امْرَءَ ، فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَةٌ ، بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ، بِاَمْرِ رَبِّكَ اور کسرۂ منفصل عارضی جیسے قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ ، اِنِ امْرُؤٌ ، نیز ورش کے لیے کسرۂ منفصل جیسے بِرَسُوْلٍ ، بِرَازِقِيْنَ ، بِرُءُوْسِكُمْ ، بِرَشِيْدٍ ، لِرَبِّكَ ، لِرُقِيِّكَ ، لِرَسُوْلِهٖ میں راء مفخم ہوگی کیونکہ حرف جر کلمہ سے تقدیرًا منفصل ہے کیونکہ جار اور مجرور دو مستقل کلمے ہیں ایک حرف ہے دوسرا اسم ہے اگرچہ لفظًا اور خطًّا متصل ہیں لیکن حکمًا وتقدیرًا منفصل ہیں۔

۱۱/۳۵۳ وَمَا بَعْدَهٗ كَسْرٌ اَوِ الْيَا فَمَا لَهُمْ ‌‌‌‌ بِتَرْقِيْقِهٖ نَصٌّ وَثِيْقٌ فَيَمْثُلَا

اور وہ راء کہ اس کے بعد کسرہ یا یاء ہو تو اس کی ترقیق کے بارے میں کوئی قوی نص نہیں ہے کہ وہ مثال ہو جائے ۔،،

ناظم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ ورش راء مفتوحہ ومضمومہ کو بعد یاء ساکنہ یا کسرہ کے باریک پڑھتے ہیں ۔ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ بعض اہل اداء نے ورش کے لیے اس وقت بھی راء کو باریک پڑھا ہے ۔ جب اس کے بعد کسرہ یا یاء ہو جیسے بَيْنَ الْمَرْءِ ، كُرْسِيِّهٖ ، رَدِفَ لَكُمْ ، لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ، الْبَحْرَيْنِ ، لِبَشَرَيْنِ ، مَرْيَمَ ، قَرْيَةٍ ، قیاسًا ان بعض مشائخ نے ایسا کیا ہے ، ان کے سامنے نص صریح کوئی نہ تھی ۔

۱۲/۳۵۴ وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَاءَةِ مَدْخَلٌ ‌‌‌‌ فَدُوْنَكَ مَا فِيْهِ الرِّضَا مُتَكَفِّلَا

اور نہیں ہے قیاس کے لیے فن قراءت میں کوئی جگہ بس تو لے وہی چیز کہ اس میں پسندیدہ چیز (یعنی نقل متواتر) ہو اس حال میں کہ تو اسی کا ذمہ دار بننے والا ہو ۔،،

یعنی جائز نہیں کہ ورش کے لیے اس راء کو باریک پڑھا جائے جس کے بعد کسرہ یا یاء ہو اور قیاس کیا جائے اس راء پر کہ جس سے پہلے کسرہ یا یاء ساکنہ ہوتی ہے۔ تو وہ راء ورش کے لیے باریک ہوتی ہے، کیونکہ باب قراءت میں تمام وجوہ کا اعتماد نقل متواتر اور تلقی مشائخ پر ہے لہٰذا وہی چیزیں تم لازم سمجھو جو آئمہ سے منقول ہوں۔ اس مقام پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ علامہ شاطبی نے یہاں قیاس سے منع کیا ہے اور باب امالہ میں فرمایا۔ وَاقْتَسْ لِتَنْضُلَا۔ جواب یہ ہے کہ یہاں قیاس سے کام لے کر قواعد گھڑنے سے منع کیا ہے اور وہاں لفظ کی چند نظائر بتلا کر ان ہی جیسے الفاظ قرآن مجید میں تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں۔

۱۳/۳۵۵ وَتَرْقِيقُهَا مَكْسُورَةً عِنْدَ وَصْلِهِمْ ۔۔۔ وَتَفْخِيمُهَا فِي الْوَقْفِ أَجْمَعُ أَشْمُلَا

راء کی ترقیق اس حال میں کہ وہ مکسور ہو، وصل میں ہوتی ہے، اور اس کی تفخیم وقف میں جامع ہے۔ مختلف شامل ہونے والی صورتوں کو۔۔

راء مکسورہ کبھی اول کلمہ میں ہوتی ہے جیسے رِجَالٌ، رِسَالَةٌ، رِضْوَانٌ، کبھی وسط میں جیسے فَرِحِيْنَ، اَلشَّاكِرِيْنَ، اَلْغَادِمِيْنَ اور کبھی آخر میں جیسے اِلَى شَيْءٍ نُّكُرٍ، دُسُرٍ، بِقَدَرٍ۔ اول کلمہ اور وسط کلمہ والی راء مکسورہ باتفاق ہمیشہ باریک ہوگی آخر کلمہ والی بھی وصل میں تمام قراء کے لیے باریک ہوگی۔ خواہ کسرہ اصلیہ ہو جیسے مِنْ مَّطَرٍ یا عارضی جیسے وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ روایت ورش میں۔ اور وقف میں ماقبل کو دیکھا جاتا ہے اگر مفتوح ہو جیسے كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ، فِي جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ یا مضموم ہو جیسے اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ یا الف ہو جیسے غَيْرَ مُضَآرٍّ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا واؤ ہو جیسے مِنْ فُطُوْرٍ، فِي عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ یا حرف صحیح ساکن ہو جیسے مَعَ الْعُسْرِ تو راء میں تفخیم واجب ہے اور یہی حکم راء مفتوحہ و مضمومہ کا ہے یعنی ان تمام احوال مذکورہ میں مفخم ہوگی۔

۱۴/۳۵۶ وَلٰكِنَّهَا فِي وَقْفِهِمْ مَعَ غَيْرِهَا ۔۔۔ تُرَقِّقُ بَعْدَ الْكَسْرِ أَوْ مَا تَمَيَّلَا

۱۵/۳۵۷ أَوِ الْيَاءِ تَأْتِي بِالسُّكُونِ وَرَوْمُهُمْ ۔۔۔ كَمَا وَصْلِهِمْ فَابْلُ الذَّكَاءَ مُصَقَّلَا

لیکن راء مذکورہ وقف میں مع غیر مکسورہ (یعنی مفتوحہ و مضمومہ) کے باریک پڑھی جاتی ہے جب بعد کسرہ کے ہو یا بعد الف ممال کے ہو یا بعد ایسی یاء کے ہو جو سکون کے ساتھ آ رہی ہو۔۔۔۔ اور روم کا حال مثل وصل کے ہے پس تو اپنی ذہانت کو آزما، اس حال میں کہ وہ صیقل کیے ہوئے آئینہ کی طرح ہو۔۔

یعنی راء مکسورہ متطرفہ وقف میں تین حالتوں میں باریک ہوتی ہے ایک یہ کہ کسرہ کے بعد ہو، خواہ یہ کسرہ متصلہ

ہو یا مع حاجز کے ہو اول کی مثال جیسے مُنْذِرٍ ، مُقْتَدِرٍ ثانی جیسے ذِی الذِّکْرِ ، مِنَ السِّحْرِ ۔ دوسرے یہ کہ راء مکسورہ حالت وقف میں باریک ہوگی جب کہ الف ممال کے بعد ہو جیسے مِنْ اَنْصَارٍ ، کِتَابَ الْاَبْرَارِ ۔ یہ قاعدہ ان لوگوں کے اعتبار سے فرمایا گیا ہے جو امالہ (کبری یا صغری) کرتے ہیں تیسرے یہ کہ راء مکسورہ کا ماقبل یاء ساکنہ ہو جیسے بَشِیْرٍ ، مِنْ خَیْرٍ

قولہ مَعْ غَیْرِهَا یعنی راء مفتوحہ و مضمومہ بھی راء مکسورہ کی طرح باریک ہی پڑھی جائیں جب کہ ان پر وقف کیا جائے اور ان سے پہلے کسرہ ہو جیسے مِنْ اَسَاوِرَ ، وَازْدُجِرَ ، اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ ، ماقبل کا کسرہ منفصلہ بھی اسی میں آگیا جیسے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ ، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ ، اسی طرح راء مفتوحہ و مضمومہ کے ماقبل جب یاء ساکنہ ہو تو وقف میں وہ مثل راء ساکنہ کے باریک ہوتی ہیں جیسے لَا ضَیْرَ ، فَهُوَ خَیْرٌ ، وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ ۔ اور اسی کے ساتھ یہ بات ملحوظ ہے کہ راء مفتوحہ و مضمومہ بعد الف ممال کے واقع نہیں یعنی راء مفتوحہ و مضمومہ کے ماقبل الف میں کسی کے یہاں بھی امالہ نہیں ہوتا جیسے اِنَّ الْاَبْرَارَ ، لہذا یہ راء مفخم ہوگی۔

نوٹ: راء موقوفہ کے ماقبل کسرہ منفصلہ ہو اور کسرہ اور راء کے درمیان حرفِ ساکن مفخم ہو جیسے عَیْنَ الْقِطْرِ ، فَادْخُلُوا مِصْرَ ، تو راء میں تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں مگر اول میں ترقیق اور ثانی میں تفخیم بہتر ہے۔

قولہ وَرُوْمُهُمْ کَمَا وَصْلِهِمْ یعنی وقف بالروم میں راء کی تفخیم و ترقیق کا حکم وہی ہے جو وصل کی صورت میں ہو، اگر وصل میں مکسور ہونے کی وجہ سے باریک ہو تو وقف بالروم میں بھی باریک ہوگی اور وصل میں مضموم ہونے کی وجہ سے مفخم ہو تو وقف بالروم میں بھی مفخم ہوگی۔ اسی طرح راء مضمومہ بعد الکسر یا بعد یاء ساکنہ وصل میں ورش کے لیے باریک ہوتی ہے وقف بالروم میں بھی باریک ہوگی مثلاً هُوَ الْقَادِرُ ، وَهُوَ خَبِیْرٌ ۔ خلاصہ یہ کہ وقف بالاسکان میں راء کے ماقبل کو دیکھا جاتا ہے اور بالروم میں خود راء کی اپنی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے۔

۱۶/۳۵۸ وَفِیْمَا عَدَا هٰذَا الَّذِیْ قَدْ ذَکَرْتُهُ ٭ عَلَی الْاَصْلِ بِالتَّفْخِیْمِ کُنْ مُتَعَمِّلَا

اور اس مذکورہ بیان کے ماسوی صورتوں میں کہ جس کو میں ذکر کر آیا ہوں اصل کی بنا پر تو تفخیم راء پر عمل کرنے والا ہو۔

یعنی راء میں تفخیم اصل اور اکثر ہے لہذا ورش کے لیے اور جمہور کے لیے میں نے جن صورتوں میں ترقیق کو بیان کیا وہاں ترقیق کرو اور جہاں میرا بیان خاموش ہے وہاں راء کو مفخم پڑھو۔

بَابُ اللَّامَاتِ

۱/۳۵۹ وَغَلَّظَ وَرْشٌ فَتْحَ لَامٍ لِصَادِهَا ٭ اَوِ الطَّاءِ اَوْ لِلظَّاءِ قَبْلُ تَنَزُّلَا

۲/۳۶۰ اِذَا فُتِحَتْ اَوْ سُكِّنَتْ كَصَلَاتِهِمْ وَمَطْلَعِ أَيْضًا ثُمَّ ظَلَّ وَيُوصَلَا

اور ورش نے فتح والے لام کو پُر پڑھا ہے، صاد یا طا، یا ظا کی وجہ سے کہ یہ لام سے پہلے آرہے ہوں۔۔۔
جس وقت کہ یہ حروف (صاد، طا، ظا) مفتوح ہوں یا ساکن پڑھے جارہے ہوں جیسے صَلَاتِهِمْ، مَطْلَعِ اور ظَلَّ اور لَوْ مَلَ۔۔
تغلیظ اور تفخیم ہم معنی لفظ ہیں۔ لیکن تفخیم اکثر راء میں اور تغلیظ لام میں بولا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر اس لام مفتوحہ کو مغلظ پڑھا ہے جو صاد، طاء، ظاء تین حرفوں کے بعد واقع ہو، عام اس سے کہ وہ لام مخففہ ہو یا مشدد۔ بشرطیکہ یہ حروف ثلاثہ مفتوح یا ساکن ہوں ورنہ لام مغلظہ نہ ہوگا۔

۳/۳۶۱ وَفِي طَالَ خُلْفٌ مَعْ فِصَالًا وَعِنْدَمَا يُسَكَّنُ وَقْفًا وَالْمُفَخَّمُ فُضِّلَا

اور لفظ طَالَ میں اور فِصَالًا میں خلف ہے۔ اور اس وقت بھی خلف ہے کہ وقف میں لام کو ساکن پڑھا جارہا ہو اور تفخیم کو فضیلت دی گئی ہے۔۔۔
مطلب یہ کہ لام مفتوحہ اور ماقبل کے حرف میں الف حائل ہو جائے تو لام کی تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں جیسے طٰہٰ وغیرہ میں طَالَ اور بقرہ میں فِصَالًا نساء میں يَصَّالَحَا آتا ہے۔ اسی طرح لام پر اگر وقف کر دیا جائے جیسے اَنْ يُوصَلَ ط علامہ جزری اور علامہ شاطبی نے ان دونوں صورتوں میں لام کو تغلیظ سے پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔

۴/۳۶۲ وَحُكْمُ ذَوَاتِ الْيَاءِ مِنْهَا كَهٰذِهِ وَعِنْدَ رُؤُسِ الْاٰيِ تَرْقِيقُهَا اعْتَلَا

اور اس لام کا حکم الفاتِ ذوات الیاء کے ساتھ (شعر سابق میں مذکور) اسی لام کی طرح (با لخلف) ہے، اور رُؤس الآیات میں اس لام کی ترقیق ہی عالیشان ہے۔۔
یعنی جن کلمات میں یہ لام قابلِ تفخیم اس طرح واقع ہو کہ اس کے بعد ذوات الیاء الف بھی آرہا ہو تو اس لام کی تفخیم کا حکم بھی وہی ہے جو آپ پڑھ کر آئے ہیں یعنی لام کی تفخیم و ترقیق میں خلف ہے لیکن یاد رہے کہ یہ خلف مرتب ہے امالہ کے باب میں آپ یہ پڑھ کر آئے ہیں کہ ذوات الیاء الفوں میں ورش کے لیے فتح اور تقلیل دو وجہ ہیں لہٰذا اس خلف کو یہاں والے خلف پر اس طرح مرتب کریں کہ فتح کے ساتھ لام کو مغلظ اور ترقیق کے ساتھ اس کو مرقق پڑھیں یہ سب تفصیل اس وقت ہے جب کہ رأس الآیات نہ ہو چنانچہ اس کا بیان آئندہ مصرعہ میں ہے۔ مثلاً يَصْلٰهَا (اسراء) تَصْلٰى (غاشیہ) يَصْلٰى (انشقاق) سَيَصْلٰى (سورۃ ابی لہب)۔ قولہ وَعِنْدَ رُؤُسِ الْاٰيِ یعنی اگر صورت مذکورہ رؤس الآیات میں ہو جیسے سورہ قیامہ میں وَلَا صَلّٰى ۝ سورۃ الاعلیٰ میں فَصَلّٰى ۝ علق میں اِذَا صَلّٰى ۝ تو لام میں صرف ترقیق

ہے باب الامالہ میں گزر چکا ہے کہ رؤس آیات میں یائی الفات میں ورش کے لیے صرف تقلیل ہے لہٰذا لام میں بھی صرف ترقیق ہوگی۔ حاصل یہ کہ تغلیظ لام اور تقلیل جمع نہیں ہوتے ہیں ان میں باہمی تنافر ہے لہٰذا تغلیظ کے ساتھ فتح اور ترقیق کے ساتھ تقلیل ہوگی۔

۵/۳۶۳ وَكُلٌّ لَدَى اسْمِ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ كَسْرَةٍ ۔۔۔ يُرَقِّقُهَا حَتّٰى يَرُوقَ مُرَتَّلَا

اور تمام قراء اسم الجلالہ میں کسرہ کے بعد ترقیق اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ وضاحت کے ساتھ پڑھے جانے کی وجہ سے خوشنما معلوم ہو۔،،

یعنی اسم الجلالہ جب کسرہ کے بعد واقع ہو تو تمام قراتوں میں اس کو باریک پڑھا جاتا ہے تاکہ کسرہ کی ترقیق کے بعد لام کی تفخیم ناگوار نہ معلوم ہو۔ مُرَتَّل ترتیل سے ہے جس کے معنی وضاحت اور صفائی کے ہیں معلوم ہوا کہ بہ نسبت تفخیم کے ترقیق میں آواز کی زیادہ وضاحت ہوتی ہے جیسے اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ، أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ، لِلّٰهِ الْاَمْرُ، مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ، قُلِ اللّٰهُمَّ۔

۶/۳۶۴ كَمَا فَخَّمُوهُ بَعْدَ فَتْحٍ وَضَمَّةٍ ۔۔۔ فَتَمَّ نِظَامُ الشَّمْلِ وَصْلًا وَفَيْصَلَا

جیسا کہ ان تمام قراء نے اس لام کو پُر پڑھا ہے فتحہ اور ضمہ کے بعد۔ پس اس طرح تمام افراد کو شامل ہونے والا یہ قاعدہ وصل و وقف دونوں کے اعتبار سے مکمل ہوگیا۔،،

یعنی تمام قراء فتحہ اور ضمہ کے بعد لام اسم الجلالہ کو پُر کرتے ہیں مثلاً شَهِدَ اللّٰهُ، قَالَ اللّٰهُ، تَاللّٰهِ، وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ، عَلَيْهُ اللّٰهَ، ءَآللّٰهُ۔

نوٹ: ورش کے لیے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ۔ وغیرہ میں اگرچہ را باریک ہے مگر حسب قاعدہ لام اسم الجلالہ پُر ہی ہے۔ سوسی کے لیے نَرَى اللّٰهَ کی را میں بحالتِ وصل بالخلف امالہ ہے۔ فتح کی صورت میں لام میں تفخیم ہے اور امالہ کی صورت میں لام میں تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں۔

بَابُ الْوَقْفِ عَلٰى اَوَاخِرِ الْكَلِمِ

۱/۳۶۵ وَالْاِسْكَانُ اَصْلُ الْوَقْفِ وَهُوَ اشْتِقَاقُهُ ۔۔۔ مِنَ الْوَقْفِ عَنْ تَحْرِيكِ حَرْفٍ تَعَزَّلَا

اور موقوف کے آخر کو ساکن پڑھنا وقف میں اصل ہے اور وقف کا اشتقاق ہی بمعنی ٹھہر جانے کے ہے اس

حرف کو متحرک پڑھنے سے جو حرکت سے جدا ہو گیا۔،،

وقف عارضی ٹھیراؤ کو کہتے ہیں جس میں سانس لے کر آگے پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ قطع کہلاتا ہے آخر کلمۂ غیر موصول پر سانس لے کر ٹھیرنا، یہ وقف کی تعریف ہے۔ناظم کے کلام میں وقف بالاسکان کو اصل بتایا گیا اور دلیل یہ دی گئی کہ وقف کے معنی حرکت پڑھنے سے رکنے کے ہیں۔لہٰذا اسکان اصل ہوا۔

۲/۳۶۶ وَعِنْدَ اَبِیْ عَمْرٍو وَکُوْفِیِّهِمْ بِهٖ مِنَ الرَّوْمِ وَالْاِشْمَامِ سَمْتٌ تَجَمَّلَا

اور ابو عمرو اور کوفیین کے یہاں وقف میں روم واشمام کا بھی ایک خوبصورت طریقہ ثابت ہوا ہے۔،،

یعنی ابو عمرو اور کوفیین سے علاوہ وقف بالاسکان کے روم واشمام کے ساتھ وقف کرنے کا بھی ایک خوبصورت طریقہ بطور نص ثابت ہوا ہے۔

۳/۳۶۷ وَاَکْثَرُ اَعْلَامِ الْقُرْاٰنِ یَرَاهُمَا لِسَائِرِهِمْ اَوْلَی الْعَلَائِقِ مِطْوَلَا

مگر اکثر مشائخ قرآن ان دونوں (روم واشمام) کو باقی تمام قراء کے لیے بھی بہتر سمجھتے ہیں دلی تعلقات میں ایک رسی کی طرح۔،،

علائق، وہ چیزیں جن میں دل کے ساتھ آدمی کا فکر معلق ہو مراد افکار۔ مِطْوَلٌ، رسی یعنی افکار ونظریات میں ایک بہترین لڑی۔یعنی باقی قراء سے اگرچہ بصراحت روم واشمام کا طریقہ مروی تو نہیں ہے مگر قراء ومشائخ نے سب کے لیے ہی ان کو پسند کیا ہے۔

۴/۳۶۸ وَرَوْمُكَ اِسْمَاعُ الْمُحَرَّكِ وَاقِفًا بِصَوْتٍ خَفِیٍّ كُلَّ دَانٍ تَنَوَّلَا

اور روم یہ ہے کہ تو وقف کی حالت میں حرکت کو سنائے پست آواز میں کہ ہر کوئی قریبی آدمی اس کو پالے۔،،

یعنی روم کی حقیقت یہ ہے کہ حرکت کو صوت خفی میں ادا کیا جائے۔

۵/۳۶۹ وَالْاِشْمَامُ اِطْبَاقُ الشِّفَاهِ بُعَیْدَ مَا یُسَکَّنُ لَا صَوْتٌ هُنَاكَ فَیَصْحَلَا

اور اشمام ہونٹوں کو ملانا فوراً بعد اس کے کہ حرف کو ساکن کیا جائے (یعنی) اس جگہ کوئی آواز نہیں ہوتی کہ سنے کوئی۔،،

یعنی اشمام کی حقیقت یہ ہے کہ حرف کو ساکن پڑھنے کے بعد ہونٹوں کو ملا کر حرکت (ضمہ) کی طرف اشارہ کیا جائے بُعَیْد، بعد کی تصغیر ہے۔ اِطباق سے مراد انضمام شفتین ہے۔ شِفَاه، شَفَة کی جمع ہے ہونٹ۔ صَحِلَ، یَصْحَلُ بمعنی سننا۔

۶/۳۷۰ وَفِعْلُهُمَا فِي الضَّمِّ وَالرَّفْعِ وَارِدٌ　　وَرَوْمُكَ عِنْدَ الْكَسْرِ وَالْجَرِّ وُصِّلَا

روم و اشمام کا عمل ضمہ اور رفع میں ہوتا ہے اور روم کسرہ اور جر میں پہونچایا گیا ہے۔،،

یعنی ضمہ حرکت بنی اور رفع حرکت معرب دونوں میں روم و اشمام جائز ہے اور روم کسرہ حرکتِ بنی اور جر حرکت معرب میں ہوتا ہے اور وقف بالاسکان تینوں حرکات میں ہوتا ہے۔

۷/۳۷۱ وَلَمْ يَرَهُ فِي الْفَتْحِ وَالنَّصْبِ قَارِئٌ　　وَعِنْدَ إِمَامِ النَّحْوِ فِي الْكُلِّ أُعْمِلَا

مگر روم کو فتح حرکتِ بنی اور نصب حرکتِ معرب میں کسی قاری نے بھی جائز نہیں سمجھا ہے اور امام النحو سیبویہ کے نزدیک روم سب ہی حرکات میں معمول قرار دیا گیا ہے۔،،

نوٹ: اُعْمِلَا، میں الف اطلاقی ہے نائب فاعل کی ضمیر روم کی طرف لوٹتی ہے۔

۸/۳۷۲ وَمَا نُوِّعَ التَّحْرِيكُ إِلَّا لِلَازِمٍ　　بِنَاءً وَإِعْرَابٍ غَدَا مُتَنَقِّلَا

اور نہیں لائی گئی ہیں انواع حرکت کی گمریبان کے لیے، بنی کی حرکتِ لازمہ کے لیے اور اعرابی حرکت کے لیے جو بار بار بدلتی ہے۔،،

یعنی اوپر کے دو شعروں میں ہم نے پیش کے لیے ضمہ اور رفع، زیر کے لیے کسرہ اور جر، اور زبر کے لیے فتحہ و نصب دو دو لفظ اس لیے کہے ہیں کہ ہمارا کلام بنی معرب دونوں کی حرکات کو شامل ہو جائے۔ یاد رہے ضمہ فتح کسرہ بنی کے لیے اور رفع نصب جر معرب کی حرکات کے لیے بولا جاتا ہے۔ بنی کی مثالیں: مِنْ حَيْثُ، مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ، أَنْعَمْتَ، هٰٓؤُلَاءِ۔ معرب کی مثالیں: رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ، أَتَقْتُلُونَ، رَجُلًا، مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ۔

قولہ وَإِعْرَابٍ یہ لفظ لِلَازِمٍ پر عطف ہے اور بِنَاءً، لَازِمٍ سے تمیز ہے اور غَدَا مُتَنَقِّلَا، اِعْرَابٍ کی صفت ہے۔

۹/۳۷۳ وَفِي هَاءِ تَأْنِيثٍ وَمِيمِ الْجَمِيعِ قُلْ　　وَعَارِضِ شَكْلٍ لَمْ يَكُونَا لِيَدْخُلَا

اور ہاء تانیث میں اور میم جمع میں اور عارضی حرکت میں کہہ تو کہ ان (روم و اشمام) کا کوئی دخل نہیں۔،،

یعنی روم و اشمام تین صورتوں میں جائز نہیں۔ اول ھاء تانیث میں۔ ھاء تانیث سے یہ مراد ہے کہ وہ مرسوم بالہاء ہو جو وصل میں تاء اور وقف میں ھاء سے بدلتی ہے جیسے فَبِمَا رَحْمَةٍ، وَتِلْكَ نِعْمَةٌ، أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ۔

بہر حال یہ حکم تاء بصورتِ ھاء کا ہے لہذا جو تاء رسم میں بشکل تاء طویلہ ہوگی اس پر وقف تاء کے ساتھ ہوگا اور اس پر

روم واشمام جائز ہے جیسے رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ، فَانْظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَتِ اللهِ۔ لیکن یہ بھی جب ہی ہے جب وقف بالتاء ہو لیکن جو قراءِ تاءِ طویلہ پر بھی وقف بالہاء کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے یہاں اس جگہ بھی روم و اشمام نہ ہوں گے۔ دوسرے میم جمع ہے کہ ان حضرات کے مذہب پر جو اس میں صلہ کرتے ہیں روم واشمام نہ ہوگا اور جو حضرات بالاسکان پڑھتے ہیں ظاہر ہے کہ روم واشمام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تیسری جگہ جہاں روم واشمام جائز نہیں ہے عارضی حرکت ہے، خواہ یہ عارضی حرکت نقل کی وجہ سے ہو جیسے قُلْ اُوْحِيَ، مِنِ اسْتَبْرَقٍ۔ یا التقاء ساکنین سے بچنے کے لیے ہو جیسے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ، لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ ایسے ہی يَوْمَئِذٍ، حِيْنَئِذٍ میں روم جائز نہیں البتہ غَوَاشٍ اور جَوَارٍ میں جائز ہے کہ بالروم وقف کیا جائے۔

۳۷۴/۱۰ وَفِي الْهَاءِ لِلْإِضْمَارِ قَوْمٌ أَبَوْهُمَا وَمِنْ قَبْلِهِ ضَمٌّ اَوِ الْكَسْرُ مُثِّلَا

اور ایک جماعتِ مشائخ نے ھاءِ ضمیر میں روم واشمام کا انکار کیا ہے بحالیکہ اس سے پہلے ضمہ یا کسرہ دیکھا جائے۔"

۳۷۵/۱۱ اَوُ اُمَّاهُمَا وَاوٌ وَيَاءٌ وَبَعْضُهُمْ يُرٰى لَهُمَا فِي كُلِّ حَالٍ مُحَلِّلَا

یا ھاءِ ضمیر کے ماقبل ان دونوں (ضمہ وکسرہ) کی ماں (یعنی اصل) واؤ اور یاء ہوں۔ اور بعض مشائخ دیکھے جاتے ہیں کہ روم واشمام کو ہر حال میں جائز قرار دینے والے ہیں۔"

ھاءِ ضمیر اپنے ماقبل کے اعتبار سے حسبِ ذیل سات انواع پر پائی جاتی ہے۔ (۱) ماقبل ضمہ ہو جیسے يَعْلَمُهُ۔ (۲) ماقبل اُمِّ ضمہ یعنی واوِ مدہ ہو جیسے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ یا واوِ لینہ ہو جیسے وَشَرَوْهُ۔ (۳) ماقبل کسرہ ہو جیسے مِنْ رَّبِّهٖ، بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ، (۴) ماقبل امِ کسرہ یعنی یاءِ مدہ ہو جیسے فِيْهِ، اَخِيْهِ یا یاءِ لینہ ہو جیسے عَلَيْهِ، بِوَالِدَيْهِ۔ (۵) ماقبل فتحہ ہو جیسے لَنْ تُخْلَفَهُ۔ (۶) ماقبل اُمِّ فتحہ یعنی الف ہو جیسے اِجْتَبَاهُ، وَهَدَاهُ۔ (۷) ماقبل حرفِ ساکن صحیح ہو جیسے فَلْيَصُمْهُ، مِنْ لَّدُنْهُ۔ ھاءِ ضمیر میں ناظم نے پہلے ایک جماعت کا مذہب نقل فرمایا، اس نے نمبر ایک تا چار میں روم واشمام کو ناجائز کہا ہے جس کا مفہوم یہ ہوا کہ اس جماعت کے نزدیک نمبر پانچ تا سات میں روم واشمام جائز ہے۔ دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ساتوں قسموں میں روم واشمام جائز ہے۔

بَابُ الْوَقْفِ عَلٰى مَرْسُوْمِ الْخَطِّ

۳۷۶/۱ وَكُوْفِيُّهُمْ وَالْمَازِنِيُّ وَنَافِعٌ عُنُوْا بِاتِّبَاعِ الْخَطِّ فِي الْوَقْفِ الِابْتِلَا

اور قراء میں سے کوفیین اور مازنی (ابو عمرو بصری) اور نافع نے اہتمام کیا ہے رسم الخط کی اتباع کا وقف ابتلاء میں۔،،

۲/۳۷۷ وَلِابْنِ كَثِيرٍ يُرْتَضٰى وَابْنِ عَامِرٍ ۔۔۔ وَمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ حَرٍ اَنْ يُفَصَّلَا

اور ابن کثیر اور ابن عامر کے لیے اتباع رسم کو پسند کیا گیا ہے اور جن کلمات میں ان قراء سبعہ نے اس اتباع رسم کے اصول سے اختلاف کیا ہے ہمارے لیے مناسب ہے کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے۔،،

رسم سے مراد رسم مصاحف عثمانیہ ہے جو باجماع صحابہ تھا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ کوفیین، بصری اور نافع سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ وہ مصاحف کی رسم کا اہتمام کرتے تھے یعنی وقف میں کلمات کی رسم کو ملحوظ رکھتے تھے اور باقی دو اماموں مکی و شامی کے یہاں بھی یہ ہی اصول مسلم ہے گو ان سے روایت منقول نہیں۔ واضح ہو کہ وقف اختیاری یہ ہوتا ہے کہ آدمی معنی کے لحاظ سے اس جگہ وقف کرے جہاں معنی تمام ہوتے ہوں لیکن قاری کو ہر کلمہ پر وقف کا طریقہ معلوم ہونا چاہیئے بطور تعلیم و تعلم جو کلمات پر وقف کیا جائے اگرچہ باعتبار معنی وہ وقف کی جگہ نہ ہو۔ اس کو وقف اختیاری کہتے ہیں۔ اتباع رسم کا مطلب یہ ہے کہ جو کلمہ مرسوم بالتاء ہو وقف بھی بالتاء کیا جائے، جو مرسوم بالھاء ہو وقف میں بھی ھاء پڑھی جائے۔ جو کلمہ دوسرے کلمہ سے موصول لکھا ہو اس میں وقف دوسرے کلمہ پر کیا جائے جیسے اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ میں اِنَّمَا اور اگر مفصول لکھا ہو تو اول کلمہ پر وقف جائز قرار دیا جائے گا جیسے اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ میں اِنَّ مَا مفصول ہے پس لفظ اِنَّ پر وقف صحیح ہے البتہ قراء کی روایات میں کہیں کہیں اس اتباع رسم کے اصول سے اختلاف و انحراف منقول ہے اس باب میں اس اختلافی مذاہب کی نشان دہی کی جائے گی۔ قولہ وَمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مبتدا ہے حَرٍ اَنْ يُفَصَّلَا خبر ہے حَرٍ اصل میں حَرِيٌّ ہے بقاعدہ قاض آخر سے یاء گر گئی بمعنی لائق ہے۔

۳/۳۷۸ اِذَا كُتِبَتْ بِالتَّاءِ هَاءُ مُؤَنَّثٍ ۔۔۔ فَبِالْهَاءِ قِفْ حَقًّا رِضًا وَمُعَوَّلَا

جب لکھی جائے تاء کی صورت میں ھاء تانیث تو ھاء کے ساتھ وقف کرو (حقّ رضا کے مرموزین کے لیے) کہ یہ وقف بھی حق پسندیدہ اور معتمد ہے۔،،

یعنی ھاء تانیث جب بشکل ہ لکھی ہوئی ہو تو باجماع اس پر وقف بالھاء ہوگا۔ اور اتباع رسم کیا جائے گا، اور جب بصورت تاء ہو تو مکی، بصری اور کسائی وقف بالھاء کرتے ہیں اور رسم کی مخالفت کرتے ہیں، اور باقی حضرات اتباع رسم کرتے ہوئے وقف بالتاء کرتے ہیں مثلاً اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ، وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ۔ رسم کی تفصیلات کے لیے کتب رسم کی طرف مراجعت کرنی چاہیئے۔

٤/٣٧٩ وَفِي اللَّاتِ مَعْ مَرْضَاتِ مَعْ ذَاتِ بَهْجَةٍ   وَلَاتَ رِضًا هَيْهَاتَ هَادِيهِ رُفِّلَا

اور اَللّٰات اور مَرْضَاتَ اور ذَاتَ بَهْجَةٍ اور لَاتَ میں (کسائی کے لیے) وقف بالہاء پسندیدہ ہے۔
اور هَيْهَاتَ میں اس وقف بالہاء کی راہنمائی کرنے والا (بزی اور کسائی کے لیے) عظمت دیا گیا ہے۔،،

یعنی اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰاتَ (نجم) اور لفظ مَرْضَاتَ جہاں بھی ہو اور حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ (نمل) اور لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ میں تمام تاء والے کلمات پر کسائی نے بالہاء وقف کیا ہے ناظم نے لفظ ذات کو بَهْجَةٍ کے ساتھ بولا ہے تاکہ ذَاتَ بَيْنِكُمْ، ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وغیرہ میں لفظ ذات نکل جائے کہ اس پر باجماع بالتاء ہی وقف ہوگا۔ اور بزی وکسائی نے لفظ هَيْهَاتَ کو دونوں جگہ وقف میں هَيْهَاهْ پڑھا ہے یعنی وقف بالہاء کیا ہے۔ باقی غیر مذکور قراء رسم کے موافق بالتاء وقف کرتے ہیں۔

٥/٣٨٠ وَقِفْ يَا أَبَهْ كُفْؤًا دَنَا وَكَأَيِّنِ الْـ   ـوُقُوْفُ بِنُوْنٍ وَهْوَ بِالْيَاءِ حُصِّلَا

اور تو وقف میں يَا أَبَهْ پڑھ كُفْؤًا دَنَا (شامی و مکی) کے لیے۔ اور لفظ كَأَيِّنْ پر وقف نون کے ساتھ ہے جب کہ حُصِّلَا (کے مرموز بصری) کے لیے وہ وقف یاء کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے۔،،

یعنی لفظ يَا أَبَتِ جہاں بھی ہو جیسے يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ اور يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ شامی اور مکی کے لیے تاء وقف میں ھاء سے بدلے گی۔ باقی حضرات رسم کے مطابق تاء پڑھتے ہیں۔ اور لفظ كَأَيِّنْ پر تمام قراء رسم کے مطابق وقف بالنون کرتے ہیں مگر بصری اصل کے مطابق یاء پر وقف کرتے ہیں وَكَأَيْ ط۔

٦/٣٨١ وَمَالِ لَدَى الْفُرْقَانِ وَالْكَهْفِ وَالنِّسَاءِ   وَسَالَ عَلَى مَا حَجَّ وَالْخُلْفُ رُتِّلَا

اور مَالِ جو فرقان، کہف، نساء اور سَالَ (معارج) میں ہے۔ حَجَّ (بصری) کے لیے وقف مَا پر ہے اور رُتِّلَا (کسائی) کے لیے خلف ہے۔،،

لفظ مَا استفہامیہ، اور لام حرف جر ہے لام کو ان چار مواقع میں مجرور سے علیحدہ کرکے لکھا گیا ہے۔ وقف کے متعلق بتلاتے ہیں کہ بصری کے یہاں وقف مَا پر ہے۔ اور کسائی کے لیے خلف ہے مَا اور لَام دونوں پر صحیح ہے اور باقین کے یہاں صرف لام پر ہے۔

نوٹ: یہ اختلاف بطریق شاطبی ہے، ورنہ بطریق جزری کوئی اختلاف نہیں تمام قراء کے یہاں مَا اور لَام دونوں پر وقف صحیح ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے یہ وقف اختیاری کی قسم ہے لہذا مَا یا لَام پر وقف کیا جائے تو مَا کے بعد

یا لام کے بعد سے ابتدا صحیح نہیں، ابتدا مَا ہی سے کی جائے۔ (الوافی شرح شاطبیہ)

۷/۳۸۲ وَیَا أَیُّهَا فَوْقَ الدُّخَانِ وَأَیُّهَا ... لَدَی النُّورِ وَالرَّحْمٰنِ رَافِقْنَ حُمَّلَا

اور رَافِقْنَ حُمَّلَا (کے مرموزین کسائی اور بصری) نے وقف میں سورۂ دخان سے اوپر والی سورۃ (یعنی زخرف) میں یَا أَیُّهَا اور سورۂ نور و رحمٰن میں أَیُّهَا پڑھا ہے۔

قرآن شریف میں تین جگہ زخرف، نور اور رحمٰن میں لفظ أَیُّهَا بحذف الف ہے یعنی أَیُّهَ۔ ان تینوں کو کسائی و بصری نے وقف میں اصل کے مطابق أَیُّهَا بالالف ہی پڑھا ہے، اور باقین نے رسم کے مطابق أَیُّهْ پڑھا ہے۔ حُمَّلَ حامل کی جمع ناقلین۔

۸/۳۸۳ وَفِی الْهَا عَلَی الْاِتْبَاعِ ضَمَّ ابْنُ عَامِرٍ ... لَدَی الْوَصْلِ وَالْمَرْسُومُ فِیهِنَّ أُخْیِلَا

اور (مذکورہ مواقع میں) ماقبل ھا کے ضمہ کی اتباع پر ابن عامر نے ھاء پر ضمہ پڑھا ہے وصل کی حالت میں۔ اور رسم ان تینوں مواقع میں ان کی قراءت کی تائید کرتا ہے۔

یعنی شامی نے وصل میں اس لفظ أَیُّهَ کی ھاء پر ضمہ اور باقین نے فتحہ پڑھا ہے اور یہ قبیلہ بنی اسد کی لغت ہے اور یہ ضمہ دراصل ماقبل یعنی یاء کے ضمہ کی اتباع پر ہے۔ ان تینوں مواقع میں چونکہ ھاء کا ضمہ اور فتحہ دو قراءتیں تھیں دونوں کی شمولیت کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے أَیُّهَ بغیر الف کے لکھا ہے الف کے ساتھ صرف فتحہ ہی پڑھا جا سکتا تھا۔ باقی جگہ نہ یہ اختلاف تھا اور نہ أَیُّهَا کا الف رسماً حذف کیا گیا۔

۹/۳۸۴ وَقِفْ وَیْكَأَنَّهُ وَیْكَأَنَّ بِرَسْمِهِ ... وَبِالْیَاءِ قِفْ رِفْقًا وَبِالْكَافِ حُلِّلَا

اور وقف کرو وَیْكَأَنَّهُ اور وَیْكَأَنَّ پر رسم کے مطابق اور مرموز رِفْقًا (کسائی) کے لیے یاء پر اور مرموز حُلِّلَا (بصری) کے لیے کاف پر بھی وقف جائز رکھا گیا ہے۔

سورۂ قصص میں ہے وَیْكَأَنَّ اللّٰهَ اور وَیْكَأَنَّهُ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ان دونوں لفظوں پر آخر میں سب کے لیے وقف ہے یعنی وَیْكَأَنَّهُ میں ھا پر اور وَیْكَأَنَّ میں نون پر۔ دونوں لفظوں میں وَیْ کی یاء، کاف کے ساتھ اور کاف، أَنَّ کے ساتھ موصول مرسوم ہے اور موصول حکم میں ایک لفظ کے ہوتا ہے مگر کسائی کے لیے یاء پر اور بصری کے لیے کاف پر بھی وقف جائز ہے۔ بہر حال یاء پر وقف کر کے آگے کاف سے یا کاف پر وقف کر کے آگے أَنَّ سے ابتدا کسی کے یہاں بھی جائز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بصری نے کاف پر وقف کر کے وَیْكَ کو مستقل

کلمہ قرار دیا ہے جو اصل میں وَیْلَكَ تھا۔ اور کسائی کے نزدیک لفظ وَیْ کلمہ تعجب ہے جو کَاَنَّ پر داخل ہے۔

١٠/٣٨٥ وَأَيًّا بِأَيًّا مَّا شَفَا وَسِوَاهُمَا بِمَا وَبِوَادِ النَّمْلِ بِالْيَاسَنَا تَلَا

اور لفظ أَيًّا مَّا میں وقف أَيًّا پر شفا (حمزہ، کسائی) کے لیے صحیح ہے اور ان دونوں کے علاوہ کے لیے وقف مَا پر ہے۔ اور وَادِ النَّمْلِ میں (کسائی کے لیے) وقف یاء کے ساتھ روشنی بن کر تابع ہوا ہے۔‘‘

یعنی أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ میں حمزہ کسائی کے لیے أَيًّا پر بھی وقف صحیح ہے جب کہ دوسرے قراء کے یہاں وقف مَا پر ہوگا کیونکہ یہ أَيًّا کے ساتھ بطور صفت جزء ہو گیا ہے۔ علامہ شاطبی نے یہ مسئلہ علامہ دانی کی اتباع میں فرمایا ہے لیکن نشر میں دونوں جگہ وقف کرنے کا جواز تمام قراء کے لیے نقل کیا گیا ہے کیونکہ دونوں کلمے رسماً مفصول ہیں تو کسی صورت میں بھی رسم کے خلاف وقف نہ ہوگا۔ سورۂ نمل میں عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ میں کسائی نے وَادِ کو وقف میں وَادِي پڑھا ہے جب کہ باقین رسم کے مطابق وَادْ پڑھتے ہیں۔

١١/٣٨٦ وَفِيمَهْ وَمِمَّهْ قِفْ وَعَمَّهْ لِمَهْ بِمَهْ بِخُلْفٍ عَنِ الْبَزِّيِّ وَادْفَعْ مُجَهِّلَا

اور وقف کرو فِيمَهْ، مِمَّهْ، عَمَّهْ، لِمَهْ اور بِمَهْ خلف کے ساتھ بزّی سے اور دفع کرو جہالت کی بات کہنے والے کو۔‘‘

یعنی بزّی اس مَا کو کہ جس پر حرف جر داخل ہو اور مَا کا الف حذف ہو وقف میں خلف کے ساتھ ہاءِ سکتہ لگا کر وقف کرتے ہیں جیسے فِيمَ أَنْتَ، مِمَّ خُلِقَ، عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ، بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ۔ اور باقین کے یہاں بغیر ہاء سکتہ کے میم پر وقف کیا گیا ہے۔ اور بزّی کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔

بَابُ مَذَاهِبِهِمْ فِي يَاءَاتِ الْإِضَافَةِ

یاءاتِ اضافت میں قراء کے مذاہب کا بیان

١/٣٨٧ وَلَيْسَتْ بِلَامِ الْفِعْلِ يَاءُ إِضَافَةٍ وَمَا هِيَ مِنْ نَفْسِ الْأُصُولِ فَتُشْكِلَا

اور یاءِ اضافت، لامِ فعل نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی وہ نفسِ اصول سے ہوتی ہے کہ وہ اشکال میں مبتلا کرے۔‘‘

٢/٣٨٨ وَلَكِنَّهَا كَالْهَاءِ وَالْكَافِ كُلُّ مَا تَلِيهِ يُرَى لِلْهَاءِ وَالْكَافِ مَدْخَلَا

بلکہ وہ ھا اور کاف کی طرح (کی ایک ضمیر) ہوتی ہے، ہر وہ جگہ کہ وہاں یہ یاء اضافت متصل ہوگی، ھاء اور کاف کے داخل ہونے کی جگہ (صحیح) دیکھی جا سکے گی۔"

ان دونوں شعروں میں ناظم نے یاءِ اضافت کا مفہوم سمجھایا ہے کہ یہ یاء، زائدہ، دالہ علی المتکلم ہوتی ہے۔ اور فعل، اسم اور حرف تینوں کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ چنانچہ فعل کے ساتھ منصوب المحل اور اسم کے ساتھ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور المحل اور حرف کے ساتھ کبھی منصوب المحل اور کبھی مجرور المحل ہوتی ہے۔

ترتیب وار مثالیں: سَتَجِدُنِیْ۔ ذِکْرِیْ، اِنِّیْ اَخَافُ، وَلِیَ دِیْنِ۔ ناظم فرماتے ہیں کہ اس کی بڑی آسان پہچان یہ ہے کہ یہ لام فعل نہیں ہوتی اور نہ کلمہ کا جزء ہوتی ہے، جہاں یہ داخل ہو اس جگہ ھا ضمیر اور کاف ضمیر لگانا عربیت کے لحاظ سے صحیح ہوتا ہے مثلاً سَتَجِدُكَ، سَتَجِدُہٗ۔ ذِکْرُكَ، ذِکْرُہٗ۔ اِنَّكَ، اِنَّہٗ۔ لَكَ، لَہٗ۔ اور آئندہ باب میں جو یاءِ زائدہ کا بیان آرہا ہے۔ وہ اس سے مختلف ہے یعنی وہ کلمہ کا جز ہوتی ہے جیسے اَلدَّاعِیْ، اَلْمُھْتَدِیْ۔ قرآن مجید میں یاءِ اضافت تین طرح واقع ہوئی ہیں۔ ایک قسم یہ کہ بلا اختلاف ساکن ہے۔ جیسے فَمَنْ تَبِعَنِیْ۔ دوسری یہ کہ بلا اختلاف مفتوح ہے جیسے بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ۔ تیسری یہ کہ قرأت میں فتح و اسکان کا اختلاف واقع ہوا ہے اس باب میں اسی قسم کا بیان مقصود ہے۔

$\frac{3}{389}$ وَفِیْ مِائَتَیْ یَاءٍ وَعَشْرٍ مُنِیْفَةٍ وَثِنْتَیْنِ خُلْفُ الْقَوْمِ اَحْکِیْهِ مُجْمَلَا

اور دو سو یاء میں اور دس یاء میں کہ وہ مزید دو کا اضافہ رکھتی ہیں۔ قوم قراء کا اختلاف ہے۔ جس کو میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔"

یعنی جن یاءات اضافت میں حضرات قراء کا اختلاف ہے وہ کل دو سو بارہ ہیں ان میں اختلاف فتح و اسکان کا ہوگا۔ مُنِیْفَةٍ، زَائِدَةٍ۔

$\frac{4}{390}$ فَتِسْعُوْنَ مَعْ هَمْزٍ بِفَتْحٍ وَتِسْعُهَا سَمَا فَتْحُهَا اِلَّا مَوَاضِعَ هُمَّلَا

پس نوے اور نو یاءات ہمزۂ مفتوحہ کے ساتھ ہیں، ان کا فتحہ سَمَا (نافع، مکی، بصری) کے لیے ہے سوائے ان چند مواضع کے، کہ وہ (بلا اختلاف) چھوڑ دی گئی ہیں۔"

یعنی ان دو سو بارہ یاءات میں سے ننانوے یاءات وہ ہیں جن کے بعد ہمزہ قطعی مفتوح آیا ہے۔ ان ننانوے یاءات میں نافع، مکی اور بصری نے فتحہ اور باقیین نے سکون پڑھا ہے۔ سوائے ان چند مواضع کے کہ جو اس اصول سے خارج ہیں کہ جن میں پورے سَمَا والے فتحہ نہیں پڑھتے بلکہ کچھ میں کم اور کچھ میں زیادہ

ہیں یاد رہے کہ ایسی یاءات کل ننانوے ہیں سے ۳۵ ہیں انہیں کا بیان آئندہ شعروں میں کریں گے اور باقی ۶۴ یاءات میں سمجھ لینا چاہیئے کہ سما نے فتحہ اور باقین نے سکون پڑھا ہے۔ مگر تفصیل میں جانے سے پہلے یہ یاد رہے کہ

٥/٣٩١ فَأَرْنِي وَتَفْتِنِّي اتَّبِعْنِي سُكُونُهَا   لِكُلٍّ وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ وَلَقَدْ جَلَا

پس اَرِنِیْ اور تَفْتِنِّیْ اور اِتَّبِعْنِیْ اور تَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ میں تمام قراء کے لیے سکون ہے اور یہ بالکل واضح ہے۔ یہ چار یاءات وہ ہیں جو مذکورہ ننانوے کی تعداد میں مراد نہیں کیونکہ باتفاق تمام قراء نے ان کو ساکن پڑھا ہے مگر ان کو پہلے اس لیے بتلایا ہے کہ ان کا ننانوے یاءات میں شمار نہ ہو جائے اگر یہ پہلے نہ بتلائی جائیں تو یہ بھی ننانوے میں شامل ہو سکتی ہیں۔ وہ چار یہ ہیں۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اعراف) وَلَا تَفْتِنِّیْ اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (توبہ) فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ (مریم) وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (ہود) گویا حاصل یہ ہوا کہ وہ یاءات اضافت کہ جن کے بعد ہمزہ قطعی مفتوح ہے قرآن میں کل ایک سو تین ہیں۔ ان میں سے چار باتفاق ساکن ہیں، ۶۴ کو سما والوں نے مفتوح اور باقین نے ساکن پڑھا ہے باقی ۳۵ میں اختلاف کرنے والوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ

٦/٣٩٢ ذَرُوْنِيْ وَادْعُوْنِيْ اذْكُرُوْنِيْ فَتْحُهَا   دَوَاءٌ وَأَوْزِعْنِيْ مَعًا جَادَ هُطَّلَا
د ج ھ

ذَرُوْنِیْ اور اُدْعُوْنِیْ اور اُذْکُرُوْنِیْ میں یاء کا فتحہ دوا (کے مرموز مکی) کے لیے ہے اور اَوْزِعْنِیْ میں دونوں جگہ جَادَ ھُطَّلَا (کے مرموز ورش اور بزی) کے لیے فتحہ ہے۔،،

مطلب یہ کہ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ اور اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ جو دونوں سورۂ مومن میں ہیں۔ اور فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (بقرہ) میں مکی نے یاء اضافت کو مفتوح اور باقین نے ساکن پڑھا ہے اور اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نمل واحقاف میں دونوں جگہ بزی اور ورش کے لیے فتحہ، باقین کے لیے سکون ہے۔

جَادَ، وہ برسا۔ ھُطَّلَا، ھاطل کی جمع، مسلسل برسنے والا بادل۔

٧/٣٩٣ لِيَبْلُوَنِيْ مَعْهُ سَبِيْلِيْ لِنَافِعٍ   وَعَنْهُ وَلِلْبَصْرِيْ ثَمَانٍ تُنُخِّلَا

لِیَبْلُوَنِیْٓ، اس کے ساتھ ہی سَبِیْلِیْٓ میں نافع کے لیے فتحہ ہے۔ اور نافع اور بصری کے لیے آٹھ یاءات میں وہ فتحہ انتخاب کیا گیا ہے۔،،

یعنی لِیَبۡلُوَنِیۡ ءَاَشۡکُرُ (نمل) اور هٰذِهٖ سَبِیۡلِیۡ اَدۡعُوۡ (یوسف) میں نافع کے لیے فتح اور باقی کے لیے اسکان ہے۔ اور نافع و بصری دونوں آٹھ یاءات میں فتح پڑھتے ہیں۔ آگے وہ آٹھ مواضع بیان کرتے ہیں۔

۳۹۴/۸ بِیُوسُفَ اِنِّیۡ الْاَوَّلَانِ وَلِیۡ بِہَا وَضَیۡفِیۡ وَیَسِّرۡلِیۡ وَدُوۡنِیۡ تَمَثَّلَا

سورۂ یوسف میں پہلے دونوں اِنِّیۡ اور اسی سورہ یوسف میں لِیۡ، اور ضَیۡفِیۡ اور یَسِّرۡلِیۡ اور دُوۡنِیۡ میں فتحہ نافع اور بصری کے لیے ظاہر ہوا ہے۔"

یعنی سورۂ یوسف میں اِنِّیۡ اَرٰىنِیۡ اَعۡصِرُ اور اِنِّیۡ اَرٰىنِیۡ اَحۡمِلُ کے لفظ اِنِّیۡ میں دونوں جگہ یاء کو، اور اسی یوسف میں حَتّٰی یَاۡذَنَ لِیۡ اَبِیۡ میں لِیۡ کو اور ضَیۡفِیۡ اَلَیۡسَ (ہود) کی یاء کو اور یَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ (طٰہٰ) میں لِیۡ کی یاء کو اور مِنۡ دُوۡنِیۡ اَوۡلِیَآءَ (کہف) میں دُوۡنِیۡ کی یاء کو نافع اور بصری نے فتحہ پڑھا ہے۔ اور اِنِّیۡ کے ساتھ پہلے دو کی قید اس لیے لگائی کہ اسی سورت میں علاوہ ان کے اور بھی تین جگہ اِنِّیۡ بعد میں آتے ہیں۔ ان میں پورے ستا فتحہ پڑھتے ہیں یعنی اِنِّیۡ اَرٰی، سَبۡعَ بَقَرٰتٍ، اِنِّیۡ اَنَا اَخُوۡکَ، اِنِّیۡ اَعۡلَمُ۔

۳۹۵/۹ وَیَاءَانِ فِیۡ اجۡعَلۡ لِیۡ وَاَرۡبَعٌ اِذۡ حَمَتۡ هُدَاهَا وَلٰکِنِّیۡ بِہَا اثۡنَانِ وُکِّلَا

اور دو یاءات اجۡعَلۡ لِّیۡ اٰیَةً (آل عمران و مریم) میں ہیں اور چار یاءات اِذۡ حَمَتۡ هُدَاهَا (کے مرموزین نافع، بصری اور بزی) کے لیے ہیں (جو کہ مفتوح ہیں) اور (ان چار میں سے) لفظ لٰکِنِّیۡ ہے کہ دو یاءات اس لفظ میں (علم والوں کو) سپرد کی گئی ہیں۔"

یعنی اجۡعَلۡ لِّیۡ اٰیَةً پر وہ آٹھ یاءات ختم ہو گئیں، جن کو نافع اور بصری نے فتحہ اور باقی نے ساکن پڑھا ہے آگے فرماتے ہیں کہ چار یاءات ہیں جن کو نافع بصری اور بزی فتح پڑھتے ہیں، ان چار میں دو جگہ لٰکِنِّیۡ ہے۔ لٰکِنِّیۡ اَرٰىکُمۡ ہود و احقاف ہیں۔

۳۹۶/۱۰ وَتَحۡتِیۡ وَقُلۡ فِیۡ هُوۡدَ اِنِّیۡ اَرٰىکُمۡ وَقُلۡ فَطَرَنۡ فِیۡ هُوۡدَ هَادِیۡهِ اَوۡصَلَا

اور مِنۡ تَحۡتِیۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (زخرف) اور کہو، سورۂ ہود میں اِنِّیۡ اَرٰىکُمۡ بِخَیۡرٍ۔ اور کہو کہ سورۂ ہود میں فَطَرَنِیۡ اَفَلَا میں هَادِیۡهِ، اَوۡصَلَا (کے مرموزین بزی، نافع) کے لیے فتحہ ہے۔"

یعنی چار یاءات جو نافع، بصری، بزی کے لیے مفتوح ہیں۔ اِنِّیۡ اَرٰىکُمۡ (ہود) پر ختم ہوئیں۔ آگے بتلایا کہ فَطَرَنِیۡ اَفَلَا (ہود) میں بزی اور نافع نے فتحہ پڑھا ہے۔

۱۱/۳۹۷ وَيَحْزُنُنِيْ حِرْمِيُّهُمْ نَعِـدَانِنِيْ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى تَاْمُرُوْنِيْ وَصَّلَا

حرمی

اورمرموزین حرمی (نافع ومکی) نے (چار یاءات) فتحہ کے ساتھ پہونچائی ہیں۔ لَيَحْزُنُنِيْ اَنْ تَذْهَبُوْا (یوسف) اَتَعِدَانِنِيْ اَنْ اُخْرَجَ (احقاف) حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى (طٰہٰ) قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِيْ اَعْبُدُ (زمر)۔

نوٹ: ۳۵ میں سے ۲۴ یاءات کا بیان یہاں تک ہوا ہے، ان کو مابہ الاخراج کہتے ہیں۔ آگے وہ یاءات بیان ہوں گی جن میں سما کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شامل ہو گئے۔ اور یاء اضافت کو فتحہ پڑھتے ہیں۔ ان کو آسانی کے لیے مابہ الادخال کہہ لیجئے۔

۱۲/۳۹۸ اَرَهْطِيْ سَمَا مَوْلًى وَمَا لِيْ سَمَا لَوًى لَعَلِّيْ سَمَا كُفْؤًا مَعِيْ نَفَرُ الْعُلَا

سما — سما ل — سما ک — نفر ا

اَرَهْطِيْ اَعَزُّ (ہود) کو سَمَا مَوْلًى (کے مرموزین نافع، مکی، بصری، ابن ذکوان) نے اور يٰقَوْمِ مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ (مومن) کو سَمَا لَوًى (کے مرموزین نافع، مکی، بصری، ہشام) نے لَعَلِّيْ (جہاں بھی ہمزہ مفتوحہ سے قبل واقع ہو) کو سَمَا كُفْو (کے مرموزین نافع، مکی، بصری، شامی) نے اور مَعِيَ اَبَدًا (توبہ) مَعِيَ اَوْ رَحِمَنَا (ملک) نفر العلا (کے مرموزین مکی، بصری، شامی، نافع) نے فتحہ پڑھا ہے۔

شعر کا مطلب واضح ہے، اس قدر ضرور یاد رہے کہ آخری لفظ مَعِيَ کی رموز ابھی ختم نہیں ہوئیں آئندہ شعر میں عِمَادٌ میں حفص کی رمز بھی آ رہی ہے۔

نوٹ: لَعَلِّيْ چھ جگہ ہے۔ لَعَلِّيْ اَرْجِعُ (یوسف) لَعَلِّيْ اٰتِيْكُمْ (طٰہٰ وقصص) لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا (مومنون) لَعَلِّيْ اَطَّلِعُ (قصص) لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ (مومن)۔ مَوْلٰی بمعنی ناصر۔ لوٰی، علم مراد شہرت۔ کفوًا، مماثل ترکیب میں یہ تینوں تمیز ہیں۔ نَفَرُ الْعُلَاءِ، جماعت عالیہ۔

۱۳/۳۹۹ عِمَادٌ وَتَحْتَ النَّمْلِ عِنْدِيْ حُسْنُهُ اِلٰى دُرِّهِ بِالْخُلْفِ وَافَقَ مُوْهَلَا

ع — ح — ا — د — ا

اور سورۂ نمل سے نیچے (قصص میں) عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَلَمْ يَعْلَمْ میں حُسْنُهُ اِلٰى (کے مرموزین بصری، نافع) کے لیے (بلا خلف) فتحہ ہے۔ اور دُرِّهِ (مکی) نے خلف کے ساتھ موافقت کی ہے۔

نوٹ: اس خلف کا مطلب یہ ہے کہ بزی کے لیے فتحہ اور قنبل کے لیے اسکان ہے۔ (نشر)۔ یہاں ان یاءاتِ اضافت کا بیان ختم ہوا۔ جن کے بعد ہمزۂ مفتوحہ آتا ہے۔

١٤/٤٠٠ وَثِنْتَانِ مَعْ خَمْسِينَ مَعْ كَسْرِ هَمْزَةٍ ... بِفَتْحِ اُولِیْ حُکْمٍ سِوٰی مَا تَعَزَّلَا

اور دو مع پچاس (کل باون٥٢ یاءاتِ اضافت) ہمزۂ مکسورہ کے ساتھ اُولِیْ حُکْمٍ کے مرموزین (نافع، بصری) کے یہاں فتحہ کے ساتھ ہیں، سوائے ان کے جو اس حکم سے جدا واقع ہوئی ہیں۔،،

یعنی دوسوبارہ یاءاتِ اضافت میں سے باون٥٢ کے بعد ہمزہ قطعیہ مکسورہ آیا ہے۔ ان یاءات میں اصول یہ ہے کہ نافع بصری فتحہ پڑھتے ہیں اور باقی حضرات ساکن۔ مگر کچھ مواقع ہیں جن میں ایسا نہیں آگے تفصیل ہے۔

١٥/٤٠١ بَنَاتِیْ وَاَنْصَارِیْ عِبَادِیْ وَلَعْنَتِیْ ... وَمَا بَعْدَهٗ اِنْ شَآءَ بِالْفَتْحِ اُهْمِلَا

بَنَاتِیْٓ اِنْ کُنْتُمْ (حجر) اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ (آل عمران، صف) بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ (شعرا) لَعْنَتِیْٓ اِلٰی (ص) اور وہ یاء کہ اس کے بعد اِنْ شَآءَ ہے فتح کے ساتھ ہیں۔ اُهْمِلَا کے (مرموز نافع کے) لیے۔،،

یعنی سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ جو کہف، قصص اور صافات میں ہے۔ یہ کل آٹھ یاءات ہوئیں۔

١٦/٤٠٢ وَفِیْ اِخْوَتِیْ وَرْشٌ یَدِیْ عَنْ اُولِیْ حِمًی ... وَفِیْ رُسُلِیْ اَصْلٌ کَسَا وَافِی الْمَلَا

اور (حرف) ورش نے فتحہ پڑھا ہے، اِخْوَتِیْٓ اِنَّ (یوسف) میں۔ اور یَدِیَ اِلَیْكَ (مائدہ) میں عَنْ اُولِیْ حِمًی (حفص، نافع، بصری) نے اور رُسُلِیْٓ اِنَّ اللّٰهَ (مجادلہ) میں اَصْلٌ کَسَا (نافع، شامی) نے فتحہ پڑھا ہے۔ (اس فتحہ نے وسیع چادر پہنی ہے۔ یعنی متواتر ومشہور قراءت ہے۔)

١٧/٤٠٣ وَاُمِّیْ وَاَجْرِیْ سُکِّنَا دِیْنُ صُحْبَةٍ ... دُعَاۤئِیْ وَاٰبَاۤئِیْ لِکُوْفٍ تَجَمَّلَا

اور اُمِّیْ اور اَجْرِیْ دونوں ساکن الیاء پڑھے گئے ہیں دین صحبہ (مکی، حمزہ، کسائی، شعبہ) کے لیے۔ اور دُعَاۤئِیْ اور اٰبَاۤئِیْ میں کوفیین کے لیے سکون جمیل ہوا ہے۔،،

اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مائدہ میں ہے اور اَجْرِیَ اِلَّا یونس میں ایک جگہ، ہود میں دو جگہ، شعراء میں پانچ جگہ اور سبا میں ایک جگہ، کل نو جگہ ہے اور دُعَاۤءِیْٓ اِلَّا نوح میں اور مِلَّةَ اٰبَاۤءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ یوسف میں ہے جو کہ کوفیین کے لیے ساکن اور باقی کے لیے مفتوح ہے۔

١٨/٤٠٤ وَحُزْنِیْ وَتَوْفِیْقِیْ ظِلَالٌ وَکُلُّهُمْ ... یُصَدِّقُنِیْ اَنْظِرْنِیْ وَاَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰی

اور حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف) اور وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ (ہود) میں ظِلَّال (کوفیین، مکی) کے لیے اسکان ہے اور تمام قراء نے یُصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ (قصص) اور اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى (اعراف، حجر، صٓ) اور اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰى (منافقین) کو ساکن الیاء پڑھا ہے۔"

یاد رہے کہ آخر میں جو تین الفاظ بتلائے ہیں یہ اور آئندہ شعر میں آنے والے تین متفق علیہ بالاسکان ہیں۔ اور چونکہ مختلف فیہ نہیں تو ان کو لانا بھی نہیں چاہیئے تھا۔ مگر اس لیے لائے ہیں تاکہ یہ مختلف فیہ کے ساتھ خلط نہ ہو جائیں بیان سے متمیز ہو گئے یعنی یہ ان باون ۵۲ میں داخل نہیں۔

۱۹/۴۰۵ وَذُرِّيَّتِيْ يَدْعُوْنَنِيْ وَخِطَابُهُ ۔۔۔ وَعَشْرٌ يَلِيْهَا الْهَمْزُ بِالضَّمِّ مُشْكِلَا

اور ذُرِّيَّتِيْٓ اِنِّيْ (احقاف) يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ (یوسف) اور اس کا صیغۂ مخاطب یعنی تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلٰى اور تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ (دونوں مومن میں)۔ (یعنی ان سب یاءات کو تمام قراء نے ساکن پڑھا ہے۔)"

یہاں تک یاء اضافت قبل الہمزہ المکسورۃ کا بیان ختم ہو گیا۔ آگے ان یاءات کو بیان کرتے ہیں جو ہمزۂ مضمومہ سے قبل واقع ہیں۔ قولہ وَعَشْرٌ الی آخرہ یعنی اور دس یاءات اضافت ہیں کہ جن کے ساتھ متصل ہو کر وہ ہمزہ آتا ہے جو ضمہ کی حرکت دیا ہوا ہو۔ یاد رہے کہ یہ مختلف فیہ یاءات کی تعداد ہے۔

۲۰/۴۰۶ فَعَنْ نَافِعٍ فَافْتَحْ وَاَسْكِنْ لِكُلِّهِمْ ۔۔۔ بِعَهْدِيْ وَاٰتُوْنِيْ لِتَفْتَحَ مُقْفَلَا

پس تو ایسی یاءات کو نافع کے لیے مفتوح پڑھ (اور باقی کے لیے ساکن) اور ساکن ہی پڑھ تمام قراء کے لیے بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ (بقرہ) اور اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ (کہف) کو، تاکہ تو بند دروازے کو کھولنے میں کامیاب ہو جائے۔"

یعنی آخری دو یاءات باتفاق ساکن پڑھی گئی ہیں اور ان کے علاوہ جو بھی یاء اضافت قبل ہمزۂ مضمومہ ہو وہ نافع کے لیے مفتوح اور باقی کے لیے ساکن پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ کل دس ہیں۔ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا (آل عمران) اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ۔ اِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا (دونوں مائدہ میں) اِنِّيْٓ اُمِرْتُ (انعام و زمر) قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ (اعراف) اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ (ہود) اِنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ (یوسف) اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ (نمل) اِنِّيْٓ اُرِيْدُ (قصص)۔

۲۱/۴۰۷ وَفِي اللَّامِ لِلتَّعْرِيْفِ اَرْبَعَ عَشْرَةً ۔۔۔ فَاِسْكَانُهَا فَاشٍ وَعَهْدِيْ فِيْ عُلًا
ف ۔۔۔ ف ع

اور لام تعریف میں چودہ یاءات ہیں فاشی (کے مرموز حمزہ) کے لیے ان سب میں اسکان ہے۔ اور عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ) میں فِيْ عُلًا (حمزہ اور حفص) کے لیے اسکان اور باقی کے لیے فتحہ ہے۔"

یعنی ایسی یاءات جن کے بعد ہمزۂ وصل مع لام التعریف آیا ہے کل قرآن میں چوّدہ ہیں۔ رہا یہ سوال کہ کس نے ان پر فتح اور کس نے سکون پڑھا ہے؟ تو فرمایا کہ امام حمزہ کے لیے ان سب میں اسکان ہے۔ اور باقی کی تفصیل یہ ہے کہ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ میں حمزہ کے علاوہ حفص نے بھی سکون پڑھا ہے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے یہ یاء حذف ہوئی ہے۔ اور باقی نے فتحہ پڑھا ہے۔

۲۲
۲۰۸ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ كَانَ شَرْعًا وَفِي النِّدَا حِمًى شَاعَ اٰيٰتِيْ كَمَا فَاحَ مَنْزِلًا

اور قُلْ لِّعِبَادِيْ (ابراہیم) کی یاء کَانَ شَرْعًا (شامی، حمزہ، کسائی) کے لیے ساکن ہے اور لفظ عِبَادِيْ ندا میں حِمًى شَاعَ (بصری، حمزہ، کسائی) کے لیے ساکن ہے اور اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ (اعراف) میں اسکان کَمَا فَاحَ (شامی و حمزہ) کے لیے ہے، باقی نے سب میں فتحہ پڑھا ہے۔

نوٹ: لفظ عِبَادِيْ نداء کے ساتھ دو جگہ ہے یٰعِبَادِيَ اِنَّ اَرْضِيْ (عنکبوت) یٰعِبَادِيَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (زمر)

۲۳
۲۰۹ فَخَمْسُ عِبَادِيْ اعْدُدْ وَعَهْدِيْ اَرَادَنِيْ وَرَبِّيَ الَّذِيْ اٰتَانِ اٰيٰتِيَ الْحُلَا

پس تو پانچ عِبَادِيْ شمار کر، اور عَهْدِيْ، اَرَادَنِيْ اور رَبِّيَ الَّذِيْ۔ اور اٰتَانِيْ اور اٰيٰتِيْ جو خوبصورت ہیں۔

۲۴
۲۱۰ وَاَهْلَكَنِيْ مِنْهَا وَفِيْ صَادَ مَسَّنِيْ مَعَ الْاَنْبِيَا رَبِّيْ فِي الْاَعْرَافِ كَمَّلَا

اور انھیں میں سے اَهْلَكَنِيْ اور سورۂ صاد میں مَسَّنِيَ جو کہ انبیاء میں بھی ہے اور اعراف میں رَبِّيَ ہے، یہاں تک ناظم نے کلام مکمل کر لیا ہے۔،،

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ لام تعریف کے ساتھ مختلف فیہ یاءات اضافت کل چودہ ہیں اور یہ امام حمزہ کے لیے ساکن ہیں البتہ ان میں سے پانچ میں حمزہ کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی اسکان پڑھتے ہیں۔ پہلی عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ) جس کو امام حمزہ اور حفص نے ساکن اور باقی نے فتحہ پڑھا ہے۔ دوسری قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (ابراہیم) ہے جس کو حمزہ کے علاوہ شامی اور کسائی نے بھی ساکن پڑھا ہے۔ تیسری يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (عنکبوت)۔ چوتھی يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (زمر) ان دونوں کو حمزہ کے علاوہ بصری اور کسائی نے بھی ساکن پڑھا ہے پانچویں اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ (اعراف) جس کو حمزہ اور شامی دونوں نے ساکن پڑھا ہے ــــ یہاں تک پانچ یاءات میں امام حمزہ ساکن پڑھنے میں اکیلے نہیں ہیں۔ باقی نو میں اسکان یا صرف حمزہ کے لیے ہے باقی کے لیے فتحہ ہے۔ اشعار بالا میں پانچ یاءات کا ذکر آ جانے کے بعد صرف نو بیان کرنی تھیں لیکن دو شعروں

ہیں سہولت ضبط کے لیے علامہ شاطبی کل چودہ شمار کراتے ہیں اس وجہ سے مذکورہ پانچ یاءات کو مکرر دوبارہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں چودہ کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ لفظ عِبَادِیْ شمار کرو جن میں سے تین اوپر آچکے ہیں۔ باقی دو یہ ہیں۔ عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (انبیاء) عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (سبا) چھٹا لفظ عَهْدِیْ (بقرہ) ساتواں اٰیٰتِیْ (اعراف) یہ دونوں مع اختلاف قراءت کے اوپر بیان ہوچکے ہیں آٹھواں اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ (زمر) نواں رَبِّیَ الَّذِیْ (بقرہ) دسواں اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ (مریم) گیارہواں اِنْ اَهْلَکَنِیَ اللّٰهُ (ملک) بارہواں مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ (ص) تیرہواں مَسَّنِیَ الضُّرُّ (انبیاء) چودھواں حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ (اعراف)

نوٹ: (۱) واضح رہے کہ لام تعریف کے ساتھ یاء اضافت تمام قرآن میں بتیس ۳۲ جگہ ہے چودہ کی تفصیل آگئی ہے باقی اٹھارہ میں باتفاق فتحہ ہے مثلاً حَسْبِیَ اللّٰهُ، شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ وغیرہ۔ علامہ شاطبی نے اس مقام پر کل چودہ یاءات یکجا اس لیے شمار کرائی ہیں تاکہ ان کا تعین ہو جائے، اور غیر مختلف فیہ سے امتیاز ہو جائے۔ (۲) لفظ مَسَّنِیَ کو سورتِ صاد اور انبیاء کے ساتھ مقید کیا، تاکہ احتراز ہو جائے۔ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ (اعراف) سے اور مَسَّنِیَ الْکِبَرُ (حجر) سے کہ وہ باتفاق مفتوح ہے۔ (۳) یہ یاء اسکان والی قراءت میں بحالتِ وصل اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگی۔

۲۵/۴۱۱ وَسَبْعٌ بِهَمْزِ الْوَصْلِ فَرْدًا وَفَتْحُهُمْ اَخِیْ مَعَ اِنِّیْ حَقُّهُ لَیْتَنِیْ حَلَا

حق ح

اور سات یاءات اضافت وہ ہیں جو ہمزۂ وصل مجرد عن اللام کے ساتھ ہیں اَخِیْ اور اِنِّیْ میں حق (مکی، بصری) نے فتحہ پڑھا ہے اور لَیْتَنِیْ میں حلا (بصری) کے لیے فتحہ ہے۔

۲۶/۴۱۲ وَنَفْسِیْ سَمَا ذِکْرِیْ سَمَا قَوْمِیَ الرِّضَا حَمِیْدُ هُدًی بَعْدِیْ سَمَا صَفْوُهُ وَلَا

سما سما ا ح ھ سما ص

اور نَفْسِیْ میں سَما نے اور ذِکْرِیْ میں بھی سما نے اور قَوْمِیْ میں اَلرِّضَا حَمِیْدُ هُدًی (نافع، بصری، بزی) نے اور بَعْدِیْ میں سما صفوہ (نافع، مکی، بصری، شعبہ) نے فتحہ پڑھا۔

اور غیر مذکورین نے ساکن پڑھا ہے۔ صَفْوُہ وَلَا پاکیزگی فتحہ کی نصرت کے اعتبار سے۔ ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ سات یاءات اضافت بغیر لام تعریف والے ہمزۂ وصل کے ساتھ آئی ہیں۔ لفظ فَرْدًا سے یہی مراد ہے ان میں سے مکی بصری نے دو یاءات کو فتحہ پڑھا ہے اَخِیَ اشْدُدْ (طٰہٰ) اِنِّیَ اصْطَفَیْتُکَ (اعراف) اور یٰلَیْتَنِیَ اتَّخَذْتُ (فرقان) میں بصری نے فتحہ پڑھا ہے، اور لِنَفْسِیَ اذْهَبْ اور وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیَ اذْهَبْ (دونوں طٰہٰ میں) میں نافع، مکی، بصری نے فتحہ پڑھا ہے۔ اور اِنَّ قَوْمِیَ اتَّخَذُوْا (فرقان) میں نافع، بصری، بزی

نے فتحہ پڑھا ہے اور مِنۡ بَعۡدِیَ اسۡمُهٗ (صف) میں نافع، مکی، البصری اور شعبہ نے فتحہ پڑھا ہے، اور باقی اِن ساتوں میں یاء کا سکون پڑھتے ہیں۔

۲۷/۴۱۳ وَمَعۡ غَیۡرِ هَمۡزٍ فِی ثَلَاثِیۡنَ خُلۡفُهُمۡ ۔ وَمَحۡیَایَ جِیۡ بِالۡخُلۡفِ وَالۡفَتۡحُ خُوِّلَا

یعنی وہ یاءات کہ جن کے بعد ہمزہ نہیں بلکہ اور کوئی حرف واقع ہے اور قراء کے یہاں وہ فتحہ اسکان میں مختلف فیہ ہیں کل تیس ۳۰ ہیں۔ ان کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔ مَحۡیَایَ (انعام) میں نافع کے علاوہ چھ قاریوں نے فتحہ پڑھا ہے اور قالون کے لیے اسکان ہے اور ورش کے لیے خلف ہے۔ قالون کے لیے اسکان عدم ذکر سے نکلتا ہے۔ قالون اور ورش کے لیے اسکان پڑھا جائے تو الف میں طول ہوگا کیونکہ مد لازم کلمی مخفف ہے جیسے ءَآلۡـٰٔنَ میں

ترجمہ: اور ہمزہ کے علاوہ کسی اور حرف کے ساتھ تیس یاءات میں قراء کا اختلاف ہے۔ اور وَمَحۡیَایَ میں جیؔ (ورش) کے لیے خلف ہے اور فتحہ خُوِّلَا (ماعدا نافع چھ قاریوں) کے لیے ہے۔"

۲۸/۴۱۴ وَعَمَّ عُلًا وَجۡهِیَ وَبَیۡتِیَ بِنُوحٍ عَنۡ ۔ لِوًا وَسِوَاهُ عُدَّ اَصۡلًا لِیُحۡفَلَا

لفظی ترجمہ: بلندی کے اعتبار سے وَجۡهِیَ اور بَیۡتِیَ سورت نوح میں ایک مشہور طریقہ سے عام ہوا ہے اور اس سورت کے علاوہ میں لفظ بَیۡتِیَ کو اصل شمار کیا گیا تاکہ اس کی جمع وحفاظت کی جا سکے۔"

یعنی نافع، شامی، حفص نے وَجۡهِیَ لِلّٰهِ (آل عمران) اور اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ (انعام) میں یاء کا فتحہ پڑھا ہے اور باقی نے سکون پڑھا ہے۔ اور حفص و ہشام نے وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ (نوح) میں فتحہ پڑھا ہے۔ اور باقین نے سکون۔ اور حفص، نافع، ہشام نے بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ (بقرہ، حج) میں فتحہ پڑھا ہے اور باقین نے سکون۔

۲۹/۴۱۵ وَمَعۡ شُرَكَآئِیۡ مِنۡ وَّرَآئِیۡ دَوَّنُوۡا ۔ وَلِیۡ دِیۡنِ عَنۡ هَادٍ بِخُلۡفٍ لَهُ الۡحَلَا

اور شُرَكَآئِیۡ سمیت مِنۡ وَّرَآئِیۡ کو مشائخ نے مدوّن کیا ہے اور وَلِیَ دِیۡنِ میں عَنۡ لَهُ الۡحَلَا کے لیے بلا خلف اور ھَادٍ کے لیے خلف کے ساتھ فتحہ ہے۔"

یعنی اَیۡنَ شُرَكَآئِیَ قَالُوۡٓا (فصّلت) میں اور مِنۡ وَّرَآئِیَ وَكَانَتِ (مریم) میں مکی نے فتحہ، اور باقین نے سکون پڑھا ہے۔ اور وَلِیَ دِیۡنِ (کافرون) میں حفص، ہشام اور نافع نے بلا خلف اور بزی نے بالخلف فتحہ پڑھا ہے اور باقین نے سکون پڑھا ہے، اور بزی کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔

۳۰/۴۱۶ مَمَاتِيَ اَتَى اَرْضِيَ صِرَاطِيَ ابْنُ عَامِرٍ ۔۔۔ وَفِي النَّمْلِ مَالِيَ دُمْ لِمَنْ رَاقَ نَوْفَلَا

ا ۔۔۔ د ل د ن

مَمَاتِیَ میں اَتَی کے لیے اور اَرْضِیَ اور صِرَاطِیَ میں ابن عامر نے فتحہ پڑھا ہے اور سورۂ نمل میں مَالِیَ میں دُمْ، لِمَنْ، رَاقَ اور نَوْفَلَ کے لیے فتحہ ہے۔

یعنی نافع نے مَمَاتِیَ لِلّٰهِ (انعام) میں فتحہ اور باقیین نے اسکان پڑھا ہے اور اِنَّ اَرْضِیَ وَاسِعَةٌ (عنکبوت) اور صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا (انعام) میں شامی نے فتحہ اور باقی نے سکون پڑھا ہے اور مَالِیَ لَا اَرَی الْهُدْهُدَ (نمل) میں مکی، ہشام، کسائی اور عاصم نے فتحہ اور باقی نے سکون پڑھا ہے۔

قولہ: دُمْ لِمَنْ رَاقَ نَوْفَلَا یعنی تو ہمیشہ رہ اس کے لیے جو عمدہ آدمی ہو کثیر العطاء۔

۳۱/۴۱۷ وَلِي نَعْجَةٌ مَا كَانَ لِي اثْنَيْنِ مَعْ مَعِي ۔۔۔ ثَمَانٍ عُلًا وَالظُّلَّةُ الثَّانِ عَنْ جِلَا

ع ۔۔۔ ج ع ج

اور وَلِیَ نَعْجَةٌ اور مَا کَانَ لِیَ میں دونوں جگہ ساتھ ہی مَعِیَ آٹھ جگہ عُلًا کے لیے فتح ہے اور سورت ظُلّہ (شعراء) میں دوسرا مَعِیَ، عَنْ، جِلَا کے لیے مفتوح ہے

یعنی وَلِیَ نَعْجَةٌ (صٓ) میں اور مَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ (ابراہیم) اور مَا کَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ (صٓ) میں اور آٹھ جگہ لفظ مَعِیَ میں حفص نے فتحہ اور باقی نے اسکان پڑھا ہے۔ یہ آٹھ جگہ یہ ہیں (۱) مَعِیَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (اعراف) اور مَعِیَ عَدُوًّا (توبہ) مَعِیَ صَبْرًا (کہف میں تین جگہ) ذِکْرُ مَنْ مَعِیَ (انبیاء) اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ (شعراء) مَعِیَ رِدْاً (قصص) اور وَمَنْ مَعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (ظلّہ یعنی شعراء میں) حفص اور ورش دونوں نے فتحہ اور باقیین نے اسکان پڑھا ہے۔ گویا مَعِیَ مفتوح الیاء حفص کے لیے نو ۹ ہوئے کیونکہ شعراء میں پہلا مَعِیَ اوپر آچکا ہے ۔ جِلَا بمعنی وضاحت۔

۳۲/۴۱۸ وَمَعْ تُؤْمِنُوا لِي يُؤْمِنُوا بِي جَا وَيَا ۔۔۔ عِبَادِيَ صِفْ وَالْحَذْفُ عَنْ شَاكِرٍ دَلَا

ج ۔۔۔ ص ع ش د

اور تُؤْمِنُوْا لِیْ کے ساتھ یُؤْمِنُوْا بِیْ میں مرموز جَا (ورش) کے لیے فتحہ ہے۔ اور یَا عِبَادِیَ مرموز صِفْ (شعبہ) کے لیے فتحہ بیان کر۔ اور اس یاء کا حذف عَنْ شَاکِرٍ دَلَا (حفص، حمزہ، کسائی اور مکی) کے لیے ہے۔

یعنی ورش نے وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ (دخان) میں اور وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ (بقرہ) میں یاء اضافت کو فتحہ پڑھا ہے اور شعبہ نے یَا عِبَادِیَ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ (زخرف) کی یاء کو فتحہ پڑھا ہے۔ اور حفص، حمزہ، کسائی اور مکی نے اس یاء کو وصلاً وقفاً حذف کیا ہے اور باقیین نافع، بصری، شامی نے وصلاً وقفاً ساکن پڑھا ہے۔

۳۲۳/۴۱۹ وَفَتْحُ وَلِيْ فِيْهَا لِوَرْشٍ وَحَفْصِهِمْ ۝ وَمَالِيَ فِيْ يٰسٓ سَكِّنْ فَتَكْمُلَا
ف

اور وَلِیَ فِیْهَا میں ورش وحفص کے لیے فتحہ ہے۔ اور سورۂ یاسین میں وَمَالِیَ کی یاء کو مرموز فَتَکْمُلَا (حمزہ) کے لیے ساکن پڑھو۔۔

یعنی وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی میں ورش وحفص نے فتحہ اور باقی نے اسکان پڑھا ہے اور سورۂ یٰسین میں وَمَالِیَ لَاۤ اَعْبُدُ کی یاء کو حمزہ کے لیے ساکن اور باقی کے لیے مفتوح پڑھو۔

بَابُ يَاءَاتِ الزَّوَائِدِ

۱/۴۲۰ وَدُوْنَكَ يَاءَاتٍ تُسَمّٰى زَوَائِدًا ۝ لِاَنْ كُنَّ عَنْ خَطِّ الْمَصَاحِفِ مَعْزِلَا

اور یاد کر تو ان یاءات کو جن کو زوائد کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ مصاحف کے رسم الخط سے باہر ہوتی ہیں۔
یعنی یہ یاءات زوائد کہلاتی ہیں کیونکہ رسم مصاحف سے خارج ہوتی ہیں یعنی لکھی ہوئی نہیں ہوتیں۔ یاد رہے کہ یاءاتِ زوائد اور یاءات اضافت میں چار طرح فرق کیا جاتا ہے اوّل یہ کہ یاءاتِ زوائد اسماء میں ہوتی ہیں جیسے اَلدَّاعِ، اَلْجَوَارِ اور افعال میں ہوتی ہیں جیسے یَاْتِ، یَسْرِ لیکن حروف میں نہیں ہوتیں۔ بخلاف یاءاتِ اضافت کے کہ وہ اسماء افعال اور حروف تینوں میں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان گذرا ہے دوسرے یہ کہ زوائد، رسم میں محذوف ہوتی ہیں، بخلاف یاءاتِ اضافت کے کہ وہ ثابت فی الرسم ہوتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ یاءاتِ زوائد میں قراء کا اختلاف حذف واثبات میں دائر ہوتا ہے بخلاف یاءاتِ اضافت کے، کہ ان میں قراء کا اختلاف فتحہ اور اسکان میں دائر ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ یاءاتِ زوائد اصلیہ بھی ہوتی ہیں اور زائدہ بھی۔ اصلیہ کی مثال اَلدَّاعِ، اَلْمُنَادِ، یَوْمَ یَاْتِ، اِذَا یَسْرِ۔ اور زائدہ جیسے وَعِیْدِ، نُذُرِ۔ اور تمام یاءات کا نام زوائد رسم الخط میں مرسوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ بخلاف یاءاتِ اضافت کے، کہ وہ زائدہ ہی ہوتی ہیں۔ قولہ : دُوْنَکَ، اسم فعل ہے بمعنی خُذْ وَ اِحْفَظْ۔

۲/۴۲۱ وَتَثْبُتُ فِي الْحَالَيْنِ دُرًّا لَوَامِعًا ۝ بِخُلْفٍ وَاُوْلَى النَّمْلِ حَمْزَةُ كَمَّلَا
د ل

اور یاءاتِ زوائد دُر (مکی) کے لیے حالین میں اور لوامع (ہشام) کے لیے بالخلف حالین میں ثابت رہتی ہیں اور حمزہ نے سورۂ نمل کی پہلی یاء زائدہ کو کامل طور پر (وصلاً وقفاً) ثابت رکھا ہے۔

٣/٤٢٢ وَفِي الْوَصْلِ حَمَّادٌ شَكُورٌ إِمَامُهُ ۔ وَجُمْلَتُهَا سِتُّونَ وَاثْنَانِ فَاعْقِلَا

اور یاءاتِ زوائد کو ثابت رکھا ہے صرف وصل میں حَمَّاد، شَکُوْر، اِمَامُہٗ (بصری، حمزہ، کسائی اور نافع) نے۔ اور یہ تمام یاءاتِ زوائد باسٹھ۶۲ ہیں، پس سمجھ لو۔

یعنی اس باب میں جو یاءاتِ زوائد بیان ہوں گی تو جو ابن کثیر کے لیے ہوں گی سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ان کو وصل وقف دونوں حالوں میں ثابت رکھیں گے اور جو ہشام کے لیے ذکر کی جائے گی اس میں ہشام کے لیے حالین میں خلف ہوگا یعنی وصل میں بھی اثبات و حذف دو وجہ ہوں گی۔ اور وقف میں بھی اثبات و حذف دو وجہ ہوں گی۔ اور جو یاءات بصری، حمزہ، کسائی اور نافع کے لیے ہوں گی تو سمجھنا چاہیے کہ وہ صرف وصل میں ثابت رکھتے ہیں اور وقف میں حذف کرتے ہیں۔ یہ ہے عام قاعدہ ان قراء کے لیے جو ان یاءات کو پڑھتے ہیں۔ لیکن امام حمزہ نے اپنے اس اصول سے ایک یاء زائدہ میں اختلاف کیا ہے یعنی سورۂ نمل میں اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ میں یاء زائدہ کو وصل وقف دونوں حالتوں میں ثابت رکھا ہے۔ اور پہلی یاء کہنے سے دوسری یاء سے احتراز ہوگیا جو اسی سورت میں ہے یعنی فَمَآ اٰتٰنِ اللّٰهُ خَيْرٌ۔ جس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے گویا ناظم نے پہلے شعر ۴۲۲ میں ان قراء کی نشان دہی کی ہے جو ان یاءات کو حالین میں ثابت رکھتے ہیں، اور دوسرے شعر میں وہ حضرات بیان ہوئے ہیں جو صرف وصل میں ثابت رکھتے ہیں اسی لیے حمزہ کو دونوں شعروں میں بیان کیا۔

نوٹ: جو یاءاتِ زوائد مرسوم ہوں ان کے اثبات میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ جو محذوف الرسم ہوں وہ اکثر حالات میں تو بلا اختلاف محذوف ہی ہوتی ہیں البتہ جن کے اثبات و حذف میں اختلاف ہوا ہے وہ اس باب میں ذکر کی جائیں گی۔ اور یہ کل باسٹھ ہیں۔

٤/٤٢٣ فَيَسْرِي إِلَى الدَّاعِ الْجَوَارِ الْمُنَادِيهْ ۔ دِيَنْ يُؤْتِيَنْ مَعْ أَنْ تُعَلِّمَنِي وِلَا

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ (فجر) مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ (قمر) وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ (شوریٰ) وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ (قٓ) عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ (کہف) فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا (کہف) عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ (کہف)

قولہ: وِلَا یعنی یہ سب اتباع نقل میں یاءاتِ زوائد ہیں۔ مُوَالَاۃٌ اور وِلَاءٌ اتباع کرنا۔

٥/٤٢٤ وَأَخَّرْتَنِي الْإِسْرَا وَتَتَّبِعَنْ سَمَا ۔ وَفِي الْكَهْفِ نَبْغِي يَأْتِ فِي هُودَ رُفِّلَا

اور لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (اسراء) اَلَّا تَتَّبِعَنِ (طٰہٰ) مرموز سَمَا کے لیے یاءاتِ زائدہ ہیں اور

کہف میں ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ اور يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ سورت ہود میں زُفْلًا سَمَا کسائی، نافع، مکی، بصری کے لیے ہیں۔“

یعنی فَيَسْرِيْ سے تَتَّبِعَنِ تک نو یاءات زوائد کو (سَمَا) نافع، مکی، بصری کے لیے پڑھو، اور ان کا اصول یاد رکھو کہ نافع، بصری کے لیے صرف بحالت وصل اور مکی کے لیے دونوں حالتوں میں اثبات یاء ہے۔ اس کے بعد دو یاءات نَبْغِ اور يَأْتِ کے متعلق بتلایا کہ ان کو کسائی اور نافع، مکی، بصری چار قاریوں نے پڑھا ہے۔ اپنے اپنے اصولوں کے مطابق۔

نوٹ: یاد رہے کہ اس شعر میں رمز زُفْلًا ہے اور سَمَا اگلے شعر کے شروع میں ہے۔ زُفْلًا عظمت دی گئی۔

۶/۴۲۵ سَمَا وَدُعَاءِيْ فِيْ جَنَا حُلْوِ هَدْيِهٖ ۔۔۔ وَفِي اتَّبِعُوْنِيْ اَهْدِكُمْ حَقُّهُ بَلَا

اور رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (ابراہیم) فِيْ جَنَا حُلْوِ هَدْيِهٖ کے لیے ہے، اور اِتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ میں حَقُّهُ بَلَا کے لیے ہے۔“

یعنی حمزہ، ورش، بصری اور بزی نے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ کی یاء کو اپنے اصولوں کے مطابق پڑھا ہے۔ اور اِتَّبِعُوْنِ (غافر) میں مکی، بصری اور قالون نے یاء زائدہ پڑھی ہے۔

لُغات: جَنَا، پھل۔ حُلْوِ، میٹھا۔ هَدْي، راہنمائی۔ حَقُّهُ بَلَا، اس کے حق نے آزمایا۔

نوٹ: اس شعر میں دُعَاءِ سے سورۂ ابراہیم والا لفظ مراد ہے اور سورۂ نوح والا دُعَاءِيْ یاءاتِ اضافت قبل الکسر میں آچکا ہے یہ لفظ ایک ہی ہے مگر دو بابوں میں اس لیے تقسیم ہوا کہ نوح والے لفظ میں یاء مرسوم ہے اس لیے وہ پہلے باب میں آیا اور ابراہیم والے لفظ میں یاء مرسوم نہیں اس لیے وہ باب زوائد میں آیا ہے۔

۷/۴۲۶ وَاِنْ تَرَنِيْ عَنْهُمْ تُمِدُّوْنَنِيْ سَمَا ۔۔۔ فَرِيْقًا وَيَدْعُ الدَّاعِ هَاكَ جَنًا حَلَا

اور اِنْ تَرَنِ بھی اُنھیں حَقُّهُ بَلَا سے مروی ہے اور تُمِدُّوْنَنِ میں یاء زائدہ سَمَا فَرِيْقًا نے پڑھی اور يَدْعُ الدَّاعِ میں هَاكَ جَنًا حَلَا نے پڑھی ہے۔“

یعنی وَاِنْ تَرَنِ اَنَا (کہف) میں وہی اختلاف ہے جو اِتَّبِعُوْنِ میں آچکا ہے اور اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ (نمل) میں نافع اور بصری وصل میں اور مکی و حمزہ حالَيْن میں اثباتِ یاء کرتے ہیں۔ یہ وہ لفظ ہے جس میں امام حمزہ نے اپنے عام اصول سے انحراف کرتے ہوئے دونوں حالوں میں اثبات کیا ہے (دیکھو شعر ۴۲۲) اور يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ (قمر) میں، بزی حالین میں اور ورش، بصری وصل میں یاء کا اثبات کرتے ہیں۔

هَاكَ، اسم فعل بمعنی حاصل کر۔ جَنًا، پھل۔ حَلَا، شیریں۔

۸/۴۲۷ وَفِی الْفَجْرِ بِالْوَادِیْ دَنَا جَرَیَانُہٗ ۔۔۔ وَفِی الْوَقْفِ بِالْوَجْھَیْنِ وَافَقَ قُنْبُلاً
د ج

اور سورۂ والفجر میں بِالْوَادِیْ کی یاء دَنَا جَرَیَانُہٗ کے لیے ہے اور وقف میں دونوں وجہوں کے ساتھ اس لفظ نے قنبل کی موافقت کی ہے ۔،،

یعنی مکی اور ورش نے جَابُوْا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر) میں یاء زائدہ پڑھی ہے۔ اور ورش نے اپنے اصول کے مطابق وصل میں اثبات کیا ہے اور ابن کثیر نے اپنے اصول کے مطابق حالتین میں اثبات کیا ہے، مگر قنبل کے لیے وقف میں دو وجہیں ہیں۔ اثبات اور حذف، مگر وصل میں صرف اثبات ہی ہے اور بزی نے حالتین میں اپنے اصل مذہب کے مطابق اثبات کیا ہے۔

۹/۴۲۸ وَاَکْرَمَنِیْ مَعَہٗ اَھَانَنِ اِذْ ھَدٰی ۔۔۔ وَحَذْفُھُمَا لِلْمَازِنِیْ عُدَّ اَعْدَلاً
ا ھ

اور اَکْرَمَنِیْ اور ساتھ ہی اَھَانَنِ، اِذْھَدٰی کے لیے ہیں، اور مازنی کے لیے ان دونوں کا حذف عدل کے زیادہ قریب شمار کیا گیا ہے ۔،،

یعنی اَکْرَمَنْ اور اَھَانَنِ کی یاؤں کو نافع اور بزی نے اپنے اصولوں کے مطابق پڑھا ہے۔ نافع کے لیے اثبات وصل میں۔ اور بزی کے لیے حالتین میں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مازنی یعنی بصری کے لیے زیادہ قوی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں یائین محذوف ہیں، اور زیادہ قوی کہنے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اثبات یاء بھی ان کے لیے صحیح ہے، اس لیے اصول کے مطابق وصل میں اثبات بھی پڑھنا صحیح ہے

۱۰/۴۲۹ وَفِی النَّمْلِ اٰتٰنِیْ وَیُفْتَحُ عَنْ اُولِیْ ۔۔۔ حِمًی وَخِلاَفُ الْوَقْفِ بَیْنَ حُلًی عَلاً
ع ا ح ع ح ب

اور سورۂ نمل میں اٰتٰنِیْ ہے اور یہ مفتوح ہے (وصل میں) عَنْ اُولِیْ حِمًی والوں کے لیے اور وقف میں بَیْنَ حُلًی عَلاً والوں کے لیے خلف ہے ۔،،

یعنی سورۂ نمل میں فَمَا اٰتٰنِیَ اللہُ کی یاء زائدہ کو حفص، نافع اور بصری نے اثبات کیا ہے پھر فرمایا کہ وقف میں قالون، بصری اور حفص کے لیے خلف ہے یعنی اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں۔ لہذا ورش کے لیے ثابت ہوا کہ وہ وصل میں اثبات اور وقف میں حذف کرتے ہیں اور باقین حالتین میں حذف کرتے ہیں۔

۱۱/۴۳۰ وَمَعْ کَالْجَوَابِ الْبَادِ حَقٌّ جَنَا ھُمَا ۔۔۔ وَفِی الْمُھْتَدِی الْاِسْرَا وَتَحْتُ اَخُوْ حُلاً
حق ج ا ح

اور کالجواب کے ساتھ اَلْبَادِ میں حق جناھما کے لیے اثبات ہے اور لفظ اَلْمُهْتَدِ اسراء میں اور اس سے نیچے سورت؛ میں اَخْرُ حُلا کے لیے ثابت الیاء ہے۔،،

یعنی وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ (سبا) میں اور سَوَاءً نِ الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ (حج) میں کی حالتین میں اور بصری و ورش صرف وصل میں اثباتِ یاء کرتے ہیں۔ اور فَهُوَ الْمُهْتَدِ اسرا اور کہف میں نافع اور بصری وصل میں اثبات کرتے ہیں۔

۱۲/۴۳۱ وَفِي اتَّبَعَنْ فِي آلِ عِمْرَانَ عَنْهُمَا وَكِيدُونِ فِي الْأَعْرَافِ حَجَّ لِيُحْمَلَا

اور آلِ عمران میں لفظ اِتَّبَعَنِ میں انھیں دونوں سے اثباتِ یاء ہے۔ اور اعراف والے كِيدُونِ میں حج کے لیے بلاخلف اور لِيُحْمَلَا کے لیے بالخلف اثبات ہے۔،،

یعنی اِتَّبَعَنِ آلِ عمران میں نافع اور بصری کے لیے وصل میں اثبات اور وقف میں حذفِ یاء ہے۔ اور ثُمَّ كِيدُونِ اعراف میں بصری کے لیے وصل میں اثباتِ یاء ہے اور ہشام کے لیے وصلاً و وقفاً خلف ہے۔ یاد رہے کہ خلف کا ذکر اگلے شعر میں آرہا ہے۔ بہر حال ہشام کے لیے یہی وہ موقع ہے کہ جس کی بناء پر ان کے لیے خلف کا ذکر ناظم شعر ۴۲۱ میں کر چکے ہیں۔

۱۳/۴۳۲ بِخُلْفٍ وَتُؤْتُونِي بِيُوسُفَ حَقُّهُ وَفِي هُودَ تَسْأَلْنِي حَوَارِيهِ جَمَّلَا

...... اور یوسف میں تُؤْتُونِ میں حق کے لیے اثبات ہے اور ہود میں تَسْأَلْنِي میں حَوَارِيهِ جَمَّلَا کے لیے اثبات ہے۔،،

یعنی حَتَّى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا یوسف میں کی نے حالتین میں اور بصری نے وصل میں یاءِ زائدہ پڑھی ہے۔ اور فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ ہود میں بصری اور ورش نے وصل میں یاءِ زائدہ پڑھی ہے۔

نوٹ: فَلَا تَسْأَلْنِ میں نون کے مشدّد اور مخفف ہونے میں بھی اختلافِ قراءت ہے جس کا ذکر سورۂ ہود میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۱۴/۴۳۳ وَتُخْزُونِ فِيهَا حَجَّ أَشْرَكْتُمُونِ قَدْ هَدَانِ اتَّقُونِ يَا أُولِي اخْشَوْنِ مَعْ وَلَا

اور وَلَا تُخْزُونِ سورۂ ہود میں حج (بصری) کے لیے ہے اور بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ بھی اور وَقَدْ هَدَانِ بھی اور اِتَّقُونِ يَا أُولِي بھی اور وہ اِخْشَوْنِ بھی جو وَلَا کے ساتھ ہے۔،،

یعنی ابو عمرو بصری نے سورۂ ہود میں وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي اور بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ (ابراہیم) اور وَقَدْ هَدَانِ (انعام) اور وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ (بقرہ) اور اِخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا (مائدہ) میں یاءات زوائد کو وصلاً اثبات

سے پڑھا ہے جب کہ ان کے علاوہ سب حذف ہی کرتے ہیں۔

۱۵/۴۳۴ وَعَنْهُ وَخَافُونِ وَمَنْ يَتَّقِي زَ كَا ۔۔۔ بِيُوسُفَ وَافِي كَالصَّحِيحِ مُعَلَّلَا

"اور بصری ہی سے وَخَافُونِ بھی ہے ، اور وَمَنْ يَتَّقِي میں ز ک کے لیے ہے سورۂ یوسف میں، اور یہ لفظ باوجود معتل ہونے کے مثل صحیح کے آیا ہے۔"

یعنی بصری نے وَخَافُونِ إِنْ كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران) میں بھی یاء زائدہ کو وصلاً ثابت رکھا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ قنبل کے لیے وَمَن يَتَّقِي وَيَصْبِرْ (یوسف) میں یاء زائدہ کا ثبوت ہے یعنی اپنے اصول کے مطابق وصلاً وقفاً وَمَن يَتَّقِي وَيَصْبِرْ پڑھتے ہیں۔ قنبل کی اس قرات پہ اشکال ہوا کہ مَنْ جازم داخل ہے تو حالت جزمی ہونے کی وجہ سے يَتَّقِي کی یاء، حرف علت کو حذف ہونا چاہیے پھر قنبل نے کیسے اس یاء کو باقی رکھا ہے تو جواب دیا کہ کلام عرب میں معتل ہونے کے باوجود ایسا ہوا ہے کہ آخر سے حرف علت نہیں گرا اور مثل صحیح کے قائم رہا ہے۔ لہٰذا قرأت کی صحت میں کلام نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ایک شاعر کے قول کو بطور شاہد پیش کیا جاتا ہے: ع أَلَمْ يَأْتِيكَ وَالْأَنْبَاءُ تَنْمِي۔ کہ لَمْ جازم کے باوجود يَأْتِي کی یاء آخر سے حذف نہیں ہوئی۔ زکا: پاکیزہ ہوئی یاء زائدہ۔ وافی: آیا ہے۔ مُعَلَّلًا: معتل۔

۱۶/۴۳۵ وَفِي الْمُتَعَالِي دُرُّهُ وَالتَّلَاقِ وَالتَّـ ۔۔۔ تَنَادِ دَرَى بَاغِيهِ بِالْخُلْفِ جُهَّلَا

"اور الْمُتَعَالِ میں یاء ثابت ہے۔ دُرُّهُ (کی) کے لیے۔ اور التَّلَاقِ اور التَّنَادِ میں یاء ثابت ہے۔ دَرَى جُهَّلَا (کی، ورش) کے لیے اور بالخلف بَاغِيهِ (قالون) کے لیے۔"

یعنی کی نے الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ (رعد) میں یاء زائدہ وصلاً وقفاً پڑھی ہے، اور لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ، اور أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ (دونوں غافر میں) میں کی نے وصلاً وقفاً اور ورش نے وصلاً یاء زائدہ کو پڑھا ہے جب کہ قالون کے لیے یاء زائدہ کا اثبات اور حذف وصلاً دونوں ہے۔ قولہ دَرَى بَاغِيهِ جُهَّلَا اس وجہ کے طالب نے جاہلوں کو جان لیا ہے، اور اگر دَرَا بالالف ہو جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے تو معنی ہوں گے جاہلوں کو دفع کیا ہے۔ دَرَا: مدافعت کی۔

۱۷/۴۳۶ وَمَعْ دَعْوَةَ الدَّاعِي دَعَانِ حَلَا جَنَى ۔۔۔ وَلَيْسَا لِقَالُونٍ عَنِ الْغُرِّ سُبَّلَا

"اور دَعْوَةَ الدَّاعِ کے ساتھ دَعَانِ میں حَلَا جَنَى (بصری اور ورش) کے لیے وصلاً یاء کا اثبات ہے، اور یہ دونوں یائیں نہیں ہیں قالون کے لیے، مختلف راستوں پر چلنے والے مشہور مشائخ سے مروی۔"

یعنی أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (بقرہ) میں الدَّاعِ اور دَعَانِ دونوں کو بصری اور ورش نے ثابت یاء

وصلاً پڑھا ہے اور مشہور مشائخ قراءت سے قالون کے لیے ان دونوں میں یاء کا حذف ہے لیکن مشہور مشائخ کہنے سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ بعض مشائخ سے قالون کے لیے اثبات بھی ہے۔ لہٰذا وہ بھی جائز ہوا مگر حذف قوی ہے۔

قولہ وَلَيْسَا لِقَالُوْنٍ عَنِ الْغُرِّ سُبَّلاً۔ لَيْسَا میں الف تثنیہ یا ئین کی ضمیر ہے۔ اور لِقَالُوْنٍ خبر ہے۔ اور الْغُرِّ اَغَرُّ کی جمع ہے بمعنی مشہور، عَنِ الْغُرِّ جار مجرور کائنًا سے متعلق ہوکر لَيْسَا کے اسم سے حال ہے۔ سُبَّلاً، سَابِلَةٌ کی جمع بمعنی مختلفون فی الطریق، اَلْغُرّ سے حال ہے۔

۱۸/۴۳۷ نَذِيْرِيْ لِوَرْشٍ ثُمَّ تُرْدِيْنِ تَرْجُمُوْ ... نِ فَاعْتَزِلُوْنِ سِتَّةٌ نُذُرِيْ حَلاَ

۱۹/۴۳۸ وَعِيْدِيْ ثَلاَثٌ يُنْقِذُوْنِ يُكَذِّبُوْ ... نِ قَالَ نَكِيْرِيْ اَرْبَعٌ عَنْهُ وُصِّلاَ

ورش کے لیے نَذِيْرِ اور تُرْدِيْنِ اور تَرْجُمُوْنِ اور فَاعْتَزِلُوْنِ اور چھ جگہ نُذُرِ میں یاء زائدہ ظہیر ہوئی ہے۔ اور تین جگہ وَعِيْدِ اور يُنْقِذُوْنِ اور يُكَذِّبُوْنِ قَالَ اور نَكِيْرِ اُس سے چار جگہ یاء زائدہ پہونچائی گئی ہے۔"

یعنی ورش نے حسب ذیل کلمات میں یاء زائدہ کا وصلاً اثبات کیا ہے۔ كَيْفَ نَذِيْرِ (ملک) اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ (صافات) وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ، وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ (دونوں دخان میں) فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (چھ جگہ قمر میں) اور وَخَافَ وَعِيْدِ اور فَحَقَّ وَعِيْدِ (ابراہیم) اور مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ (دونوں قٓ میں) اور وَلَا يُنْقِذُوْنِ (یٰسٓ) اور اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ قَالَ (قصص) اور كَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (حج، سبا، فاطر، ملک) میں۔

۲۰/۴۳۹ فَبَشِّرْ عِبَادِ افْتَحْ وَقِفْ سَاكِنًا يَدًا ... وَوَاتَّبِعُوْنِ حَجَّ فِي الزُّخْرُفِ الْعُلاَ

فَبَشِّرْ عِبَادِ میں یاء زائدہ پر فتح پڑھ اور وقف کر سکون یاء کے ساتھ یَدًا (سوسی) کے لیے۔ اور وَاتَّبِعُوْنِ عالیشان سورۂ زخرف میں حَجَّ (بصری) کے لیے یاء زائدہ ہے۔"

یعنی سورۂ زمر میں فَبَشِّرْ عِبَادِ میں سوسی نے حالتین میں یاء زائدہ کا اس طرح اثبات کیا ہے کہ وصل میں یاء کو مفتوح اور وقف میں ساکن پڑھا ہے۔ اور وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (زخرف) میں بصری نے یاء زائدہ کا اثبات کیا ہے۔

۲۱/۴۴۰ وَفِي الْكَهْفِ تَسْاَلْنِيْ عَنِ الْكُلِّ يَاءُهٗ ... عَلٰى رَسْمِهٖ وَالْحَذْفُ بِالْخُلْفِ مُثِّلاَ

اور سورۂ کہف میں تَسْئَلْنِیْ میں تمام قراء سے اس کی یاء کا اثبات ہے اس کے مرسوم ہونے کی بناء پر۔
اور مُثِّلًا (ابن ذکوان) کے لیے بالخلف یاء کا حذف ہے۔،،
یعنی ابن ذکوان کے لیے حذف و اثبات دونوں وجہیں صحیح ہیں۔

۲۲/۴۴۱ وَفِیْ نَرْتَعِیْ خُلْفٌ زَکَا وَجَمِیْعُہُمْ ۔۔۔ بِالِاثْبَاتِ تَحْتَ النَّمْلِ یَہْدِیَنِیْ تَلَا

اور نَرْتَعِیْ میں زَکَا (قنبل) کے لیے خلف ہے۔اور تمام قراء نے سورۂ نمل سے نیچے والی سورت میں یَھْدِیَنِیْ کی یاء کو بالاثبات پڑھا ہے۔،،
یعنی سورۂ یوسف میں نَرْتَعِیْ کی یاء زائدہ کو قنبل نے بالخلف اثبات وحذف کے ساتھ پڑھا ہے۔ گویا ان کے مذہبی اصول کے مطابق وصل میں بھی اثبات وحذف دو وجہ اور وقف میں بھی اثبات وحذف دو وجہ ہیں۔ پھر فرمایا کہ عَسٰی رَبِّیْ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَاءَ السَّبِیْلِ (قصص) میں یَھْدِیَنِیْ کی یاء کو مرسوم ہونے کی بناء پر تمام قراء نے پڑھا ہے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بخلاف عَسٰی اَنْ یَّھْدِیَنِ (کہف) کے جس کا ذکر شعر ۴۲۴ میں آچکا ہے۔

۲۳/۴۴۲ فَھٰذِیْ اُصُوْلُ الْقَوْمِ حَالَ اطِّرَادِھَا ۔۔۔ اَجَابَتْ بِعَوْنِ اللّٰہِ فَانْتَظَمَتْ حُلٰی

پس یہ ہیں قراء کی قوم کے قواعدِ کلیہ، اپنے جزئیات پر منطبق ہونے کی حالت میں۔ ان قواعد نے اللہ کی مدد سے مجھے لبیک کہا ہے اور نظم ہوئے ہیں زیوروں کی طرح۔،،

۲۴/۴۴۳ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْہُ لِنَظْمِ حُرُوْفِہِمْ ۔۔۔ نَفَائِسَ اَعْلَاقٍ تُنَفِّسُ عُطَّلَا

اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ قوم قراء کے فرشی اختلافی کلمات کی نظم ان نفیس ہاروں کی طرح ہو گی جو ننگے گلوں کو خوبصورت بنا دیتے ہیں۔،،
لغات:۔ نَفَائِسُ، نفیس کی جمع، عمدہ۔ اَعْلَاقٌ، جمع علق، ہار۔ تُنَفِّسُ، عمدہ بنا دیتے ہیں عُطَّلًا جمع عاطل خالی گردن۔

۲۵/۴۴۴ سَاَمْضِیْ عَلٰی شَرْطِیْ وَبِاللّٰہِ اَکْتَفِیْ ۔۔۔ وَمَا خَابَ ذُوْجِدٍّ اِذَا ھُوَ حَسْبَلَا

میں اپنی شرائط پر آئندہ بھی قائم رہوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ہی اکتفا کرتا ہوں، اور نہیں ناکام ہوتا کوئی شخص سعی کرنے والا جس وقت وہ حَسْبِیَ اللّٰہ کہہ دیتا ہے۔،،

یعنی میں نے جو اصول، رموز اور قیود شروع کتاب میں بیان کیے ہیں ان پر آئندہ فروش میں بھی قائم ہوں گا۔ حَسْبَلَ، اس نے حَسْبِیَ اللّٰہ کہا جیسے حَمْدَلَ اس نے الحمدُللہ کہا، سَبْحَلَ، اس نے سبحان اللّٰہ کہا۔ جَحْفَلَ، اس نے جَعَلَنِیَ اللّٰہ فِدَاکَ کہا۔

أمانيّہ

شرح

شاطبيّہ

جلد دوم

فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد التھانوی
پروفیسر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی
اسلام آباد (پاکستان)

قرأت اکیڈمی
لاھور

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ

(مسلم)

حِرْزُ الامانی وَوَجْهُ التَّهانی

المعروف باسم

الشَّاطِبِيَّة

للامام ابی القاسم بن فیرُّہ بن خلف بن احمد الشاطبی المتوفی ۵۹۰ھ

مع اُردو شرح

الاَمَانِیَّة

فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد تھانوی
استاذ علوم القرآن والحدیث
(فی کلیۃ اصول الدین)
بالجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ۔ اسلام آباد

قراءۃ اکیڈمی
۲۸۔ الفضل مارکیٹ ۱۷۔ اُردو بازار لاہور ۲

نام کتاب ——— امانیہ جلد دوم
مصنف ——— فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد تھانوی
طابع و ناشر ——— قراءت اکیڈمی اردو بازار لاہور۔۲
سرورق ——— حضرت نفیس رقم صاحب مدظلہ العالی
ضخامت ——— ۱۷۶ صفحات
پریس ———

قرآءت اکیڈمی کی مطبوعات درج ذیل جگہوں پر بھی دستیاب ہیں

کراچی ــــ اسلامی کتب خانہ : عقب جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

مکتبہ اسحاقیہ : جونا مارکیٹ بھُوسل چوک کراچی۔

علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی۔

کوئٹہ ــــ مکتبہ ماجدیہ : عید گاہ طوغی روڈ کوئٹہ۔

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

پشاور ــــ

مکتبہ امدادیہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

راولپنڈی ــــ کتب خانہ رشیدیہ : مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی۔

لاہور ــــ ادارۂ اسلامیات : پرانی انارکلی لاہور۔

نعمانی کتب خانہ : حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ ... اردو بازار لاہور

گوجرانوالہ ــــ مکتبہ نعمانیہ : اردو بازار گوجرانوالہ

فیصل آباد ــــ رحمانیہ دارالکتب : امین پور بازار فیصل آباد۔

بہاولپور ــــ پاکستان بک کمپنی شاہی بازار بہاولپور۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى

سبعۃ احرف

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

یہ قرآن سات حروف (وجوہ لغات و اقسام تلفظ) پر اُتارا گیا ہے، پس اُن میں سے جو تمہارے لئے آسان و ممکن ہو اُسے پڑھو۔

سُورَةُ البَقَرَةِ

اَلْفُرُش :- جمع فرش بمعنی مفروش یعنی وہ مختلف فیہ کلمات جو اصول کلیہ کے ذیل میں نہیں آتے ہیں بلکہ ترتیب قرآنی کے مطابق سورتوں میں متفرق اور منتشر طور پر پائے جاتے ہیں۔ بعض نے اصول کے مقابلہ میں ان کو فروع بھی کہا ہے، لیکن یہ باعتبارِ کثرت ہے ورنہ کہیں کہیں فرش میں اصول مطردہ بھی آئیں گے، جیسے فواتح سور میں امالہ اسی طرح اصول میں غیر مطرد بھی آئے ہیں۔ جیسے یاءات الزوائد۔

۱/۴۴۵ وَمَا يَخْدَعُونَ الْفَتْحُ مِنْ قَبْلِ سَاكِنٍ ۔۔۔ وَبَعْدُ ذَكَا وَالْغَيْرُ كَالْحَرْفِ أَوَّلَا

یعنی شامی اور کوفیین وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ کو بسکونِ خا اور یا و دال مفتوحین کے ساتھ خَدَعَ سے پڑھتے ہیں اور باقی اسی طرح پڑھتے ہیں، جس طرح پہلا لفظ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ۔ مُخَادَعَتْ سے مشتق ہے۔

وَبَعْدُ ذَكَا :- اور اس ساکن (خا) کے بعد بھی فتحہ روشن ہوا ہے۔ وَمَا يَخْدَعُونَ مبتدا اول، اَلْفَتْحُ مبتدا ثانی، ذَكَا خبر۔ باقیین کی قرأت کی وضاحت ضروری تھی۔ اسی لیے وَالْغَيْرُ كَالْحَرْفِ أَوَّلَا فرمایا۔

۲/۴۴۶ وَخَفَّفَ كُوفٍ يَكْذِبُونَ وَيَاءُهُ ۔۔۔ بِفَتْحٍ وَلِلْبَاقِينَ ضُمَّ وَثُقِّلَا

یعنی کوفیین نے بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ کو اسکانِ کاف اور تخفیفِ ذال كَذَبَ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے ضمِ یاء، فتحِ کاف اور تشدید ذال تکذیب سے۔

ضُمَّ :- یعنی یا پر ضمہ پڑھا گیا۔ وَثُقِّلَا :- اور ذال کو مشدد پڑھا گیا۔ باقیین کی قرأت کی توضیح اس لیے ضروری سمجھی گئی کیونکہ ماقبل کی ضد سے یہ مفہوم پیدا نہیں ہوتا تھا۔

۳/۴۴۷ وَقِيلَ وَغِيضَ ثُمَّ جِيءَ يُشِمُّهَا ۔۔۔ لَدَى كَسْرِهَا ضَمًّا رِجَالٌ لِتَكْمُلَا

۴/۴۴۸ وَحِيلَ بِإِشْمَامٍ وَسِيقَ كَمَا رَسَا ۔۔۔ وَسِيءَ وَسِيئَتْ كَانَ رَاوِيهِ أَنْبَلَا

قِيلَ، غِيضَ اور جِيءَ کے کسروں میں امام کسائی اور ہشام ضمہ کا اشمام کرتے ہیں۔ اور حِيلَ اور سِيقَ میں کسائی اور شامی کے لیے اشمام ہوگا۔ اور سِيءَ اور سِيئَتْ میں شامی، کسائی اور نافع اشمام کرتے ہیں۔ اور غیر مذکورین بغیر

اشمام کسرہ خالصہ پڑھتے ہیں۔

اشمام کی ادا کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ کلمات کے اوائل میں کسرہ پڑھتے ہوئے انضمام شفتین کے ساتھ قدرے ضمہ کا اشارہ کیا جائے، لیکن یہ یاد رہے کہ ضمہ کا حصہ کم، کسرہ کا زیادہ ہے۔ تاکہ بعد والی یا خالص ادا ہو۔ واؤ کی بو بھی نہ آنے پائے۔ یہ اشمام اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ اصل فعل قبل از تعلیل کی طرف اشارہ ہو جائے۔ یعنی قِیْلَ اصل میں قُوِلَ بضم قاف تھا، جیسا کہ امالہ سے اصل کی طرف اشارہ بسا اوقات مقصود ہوتا ہے۔

تنبیہ: (۱) ناظم کا یہ معمول ہے کہ مُعیّن سورت میں اس کے کسی لفظ کے اختلاف میں اگر دیگر سورت کے کچھ الفاظ بھی مشترک ہوں تو ان کو بھی تبعاً ایک ہی جگہ بیان فرماتے ہیں چنانچہ سورۂ بقرہ میں صرف قِیْلَ ہے، اختلاف میں یکسانیت کی وجہ سے دیگر کلمات غِیْضَ، جِیْئَ، حِیْلَ وغیرہ کو بھی اسی جگہ بیان فرما دیا۔ گویہ بقرہ میں نہیں۔

(۲) اشمام کی یہ قسم خلط الحرکۃ بالحرکۃ کہلاتی ہے۔ سورۂ فاتحہ میں جس اشمام کا ذکر گذرا وہ خلط الحرف بالحرف کہلاتا ہے۔ اور تیسری قسم کا اشمام وہ بھی ہے جو "بابُ الوقف علیٰ اَواخِرِ الکلم" میں گذرا۔

قولہ لِتَکْمُلَا: تاکہ تو کامل ہو۔ رَسَا: ثابت ہوا۔ اَنْبَلَا: اعظم۔

$\frac{۵}{۴۴۹}$ وَهَا هُوَ بَعْدَ الْوَاوِ وَالْفَا وَلَامِهَا ۞ وَهَا هِیَ اَسْکِنْ رَاضِیًا بَارِدًا حَلَا

یعنی هُوَ جب واؤ یا فاء یا لام کے بعد واقع ہے، جیسے وَهُوَ عَلٰی کُلِّ، فَهُوَ وَلِیُّهُمُ، لَهُوَ الْغَنِیُّ، اسی طرح هِیَ جیسے وَهِیَ تَجْرِیْ، فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ، لَهِیَ الْحَیَوَانُ، تو کسائی، قالون اور بصری ان دونوں ضمیروں کی ھا کو ساکن پڑھتے ہیں۔

رَاضِیًا بَارِدًا حَلَا: یعنی دراں حالیکہ تو اس اسکان سے خوش ہو رہا ہے۔ جو (عربی لغت میں) ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی طرح خوشگوار ہے۔

$\frac{۶}{۴۵۰}$ وَثُمَّ هُوَ رِفْقًا بَانَ وَالضَّمَّ غَیْرُهُمْ ۞ وَکَسْرٍ وَعَنْ کُلٍّ یُمِلَّ هُوَ انْجَلَا

یعنی ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ میں هُوَ کی ھا کو کسائی اور قالون ساکن پڑھتے ہیں۔ آگے جمہور کا مسلک بیان فرماتے ہیں کہ باقی حضرات هُوَ کی ھا کو مضموم اور هِیَ کی ھا کو مکسور پڑھتے ہیں۔

وَعَنْ کُلٍّ یُمِلَّ یعنی تمام قراء سے سورۂ بقرہ میں اَنْ یُّمِلَّ هُوَ کی ھا میں ضمہ منکشف ہوا ہے لیکن واضح رہے کہ یہ ناظم کے طریق کا بیان ہے۔ ورنہ ابوجعفر احمد بن صالح اور حلوانی قالون کے لیے اور قتیبہ کسائی کے لیے ساکن الہاء پڑھتے ہیں (ملا علی قاری)۔

رِفْقًا: موصوف بَانَ صفت یعنی اَسْکِنْ حَالَ کَوْنِكَ ذَا رِفْقٍ بَیِّنٍ۔

٧/٤٥١ وَفِي فَازَلَّ اللَّامَ خَفِّفْ لِحَمْزَةٍ ۔۔۔ وَزِدْ أَلِفًا مِنْ قَبْلِهِ فَتُكَمِّلَا

یعنی امام حمزہ کے لیے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ میں لام خفیف پڑھتے ہوئے اور اس سے پہلے الف زائد کرو۔ اور باقین کے لیے بغیر الف مع تشدید لام پڑھو۔

فَتُكَمِّلَا: یعنی امام حمزہ کی قراءت میں لام کی تخفیف کے ساتھ الف بھی زیادہ کرو تاکہ لفظ مکمل ہو جائے یعنی فَأَزَالَهُمَا۔

٨/٤٥٢ وَآدَمَ فَارْفَعْ نَاصِبًا كَلِمَاتِهِ ۔۔۔ بِكَسْرٍ وَلِلْمَكِّيِّ عَكْسٌ تَحَوَّلَا

یعنی فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ میں جمہور اٰدَمُ کو فاعلیت کی بنا پر مرفوع اور كَلِمٰتٍ کو مفعولیت کی وجہ سے منصوب پڑھتے ہیں۔ یعنی آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے اور مکی کے یہاں اس کا عکس اٰدَمَ منصوب اور كَلِمٰتٌ مرفوع ہے، یعنی آدمؑ کو ان کے رب کی طرف سے کچھ کلمات حاصل ہوئے۔

٩/٤٥٣ وَيُقْبَلُ الْاُولٰى اَنَّثُوا دُوْنَ حَاجِزٍ ۔۔۔ وَعَدْنَا جَمِيْعًا دُوْنَ مَا اَلِفٍ حَلَا

یعنی لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ کو مکی، بصری مؤنث اور باقی مذکر پڑھتے ہیں ۔۔۔ اَلْاُوْلٰى اس لیے فرمایا کہ دوسری جگہ "لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ" میں باجماع تذکیر ہے ۔۔۔ آگے فرماتے ہیں کہ بصری ہر جگہ وٰعَدْنَا کو بغیر الف وَعَدْنَا پڑھتے ہیں۔ یہ لفظ بقرہ، اعراف اور طٰہٰ میں کل تین جگہ مراد ہے اور باقی باالالف وٰعَدْنَا پڑھتے ہیں۔

واضح ہو کہ سورۂ قصص میں أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ، اور زخرف میں وَعَدْنٰهُمْ یہاں مراد نہیں کیونکہ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ ناظم کے کلام میں تعیین پر یہ قرینہ ہو سکتا ہے کہ ۔ وٰعَدْنَا صرف قصہ موسیٰؑ والا مراد ہے، قصص و زخرف میں مفاعلت سے مفہوم صحیح نہیں ہے۔

اَنَّثُوْا دُوْنَ حَاجِزٍ: یعنی مِنْ دُوْنِ مُلَاحَظَةِ حَاجِزٍ، قاعدہ یہ ہے کہ فاعل مؤنث غیر حقیقی فعل سے متصل بغیر فاصل کے ہو، تو باجماع نحات فعل مؤنث ہوگا۔ اور فاصل ہو جیسے یہاں مِنْهَا ہے تو فعل میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ دُوْنَ حَاجِزٍ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

١٠/٤٥٤ وَاِسْكَانُ بَارِئِكُمْ وَيَاْمُرُكُمْ لَهُ ۔۔۔ وَيَاْمُرُهُمْ اَيْضًا وَتَاْمُرُهُمْ تَلَا

١١/٤٥٥ وَيَنْصُرُكُمْ اَيْضًا وَيُشْعِرُكُمْ وَكَمْ ۔۔۔ جَلِيْلٍ عَنِ الدُّوْرِيِّ مُخْتَلِسًا جَلَا

یعنی بَارِئِكُمْ (بقرہ میں دونوں جگہ) اور يَاْمُرُكُمْ، يَاْمُرُهُمْ، تَاْمُرُهُمْ، يَنْصُرُكُمْ، يُشْعِرُكُمْ جہاں

بھی ہوں بصری نے اول میں اسکان ہمزہ سے اور باقی الفاظ میں را کے اسکان سے پڑھا ہے۔ اور تین ثقیل حرکتوں کے اجتماع کی وجہ سے تخفیفاً ایسا کیا گیا ہے۔ اور باقی تمام قراء کامل حرکت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

وَكَمْ جَلِيلٍ :۔ مشائخ قراءت میں کتنے ہی اکابر دُوری کے مذہب میں اختلاس کرتے ہوئے منکشف ہوئے ہیں گویا سوسی کیلئے فقط اسکان اور دوری کے لیے اسکان و اختلاس دونوں ہیں۔

اختلاس یہ ہے کہ حرکت کا دو تہائی حصہ پڑھا جائے یعنی حرکت کا محذوف حصہ کم اور ادا ہونے والا زیادہ ہو۔

نوٹ: آل عمران میں عنقریب آرہا ہے وَلَا يَأْمُرَكُمْ، ناظم نے وہاں ابوعمرو بصری کے لیے رفع بیان کیا ہے۔ گویا یہاں اور وہاں کے بیان میں منافات ہوئی، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دونوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ اسکان اور اختلاس رفع کے منافی نہیں، رفع اصل ہے اور اسکان یا اختلاس تخفیف کو حاصل کرنے میں اس کے فرع ہیں، (ضباع)

١٢/٤٥٦ وَفِيهَا وَفِي الْأَعْرَافِ نَغْفِرْ بِنُونِهِ ۝ وَلَا ضَمَّ وَاكْسِرْ فَاءَهُ حِينَ ظَلَّلَا

١٣/٤٥٧ وَذَكِّرْ هُنَا أَصْلًا وَلِلشَّامِ أَنَّثُوا ۝ وَعَنْ نَافِعٍ مَعَهُ فِي الْأَعْرَافِ وُصِّلَا

یعنی مکی، بصری اور کوفیین سورۂ بقرہ و اعراف دونوں میں نَغْفِرْ لَكُمْ نون مفتوحہ و کسر فا کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نافع نے بقرہ میں يُغْفَرْ لَكُمْ یاء مضمومہ اور فاء مفتوحہ صیغہ مجہول مذکر پڑھا۔ اور اعراف میں تُغْفَرْ لَكُمْ صیغہ مجہول مؤنث، اور شامی نے دونوں سورتوں میں صیغہ مجہول مؤنث ہی پڑھا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بقرہ میں نَغْفِرْ، يُغْفَرْ، تُغْفَرْ تین قراءتیں ہیں۔ اور اعراف میں نَغْفِرْ اور تُغْفَرْ دو قراءتیں ہیں۔

حِينَ ظَلَّلَا: جس وقت کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت نے سایہ ڈالا، یعنی عام ہوئی۔

١٤/٤٥٨ وَجَمْعًا وَفَرْدًا فِي النَّبِيءِ وَفِي النُّبُو ۝ ءَةِ الْهَمْزُ كُلٌّ غَيْرَ نَافِعٍ ابْدَلَا

١٥/٤٥٩ وَقَالُونُ فِي الْأَحْزَابِ فِي لِلنَّبِيِّ مَعْ ۝ بُيُوتَ النَّبِيِّ الْيَاءَ شَدَّدَ مُبْدِلَا

یعنی نافع کے علاوہ تمام قراء نے اَلنَّبِيءُ، نَبِيءٌ، اَلنَّبِيِّينَ، اَلنَّبِيُّونَ (مفرد و جمع) میں جہاں بھی ہوں ہمزہ بعد الیاء کو یاء سے تخفیفاً بدل کر ماقبل کی یاء میں ادغام کرتے ہوئے مشدد پڑھا ہے۔ ایسے ہی اَلنُّبُوَّةُ میں ہمزہ بعد الواو کو واؤ سے بدل کر ماقبل کی واؤ میں مدغم و مشدد پڑھا ہے۔ اور اَلْأَنْبِيَاءُ میں باء کے بعد والے ہمزہ کو تخفیفاً یاء سے بدلا ہے۔

البتہ قالون اپنی اصل کی مخالفت کرتے ہوئے احزاب میں دو جگہ لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ، اور بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا میں جمہور کی طرح ابدال و ادغام کرتے ہوئے یاء کو مشدد پڑھتے ہیں۔

تنبیہ: بَابُ اِجْتِمَاعِ هَمْزَتَيْنِ فِي كَلِمَتَيْنِ میں قالون کے لیے ہمزتین مکسورتین میں یہ اصول بتلایا گیا ہے کہ وہ ہمزۂ اولیٰ میں تسہیل کرتے ہیں۔ اس اصول سے قالون کے لیے تین مواقع مستثنیٰ ہیں، ایک تو وہیں باب میں بیان کیا گیا ہے یعنی بِالسُّوْٓءِ اِلَّا ہیں۔ باقی دو، یہ سورۃ احزاب میں ہیں۔ ان تین مواقع میں قالون نے ہمزۂ اولیٰ کو واؤ سے بدل کر جیسا کہ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا میں۔ اور یاء سے بدل کر۔ جیسے لِلنَّبِيِّ اِنْ، اور بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا میں، ماقبل میں ادغام کیا ہے۔ اچھا ہوتا اگر ناظم یہ دونوں مواقع بھی وہیں بیان فرماتے۔ اس تمام گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمزتین والے دو کلموں میں سے اگر پہلے پر وقف کر دیا جائے تو قالون کے لیے اصل کے مطابق ہمزہ پر ہی وقف ہوگا کیونکہ ابدال و ادغام وصل میں اجتماع ہمزتین کی وجہ سے ہے۔

١٦/٤٦٠ وَفِي الصَّابِئِيْنَ الْهَمْزَ وَالصَّابِئُوْنَ خُذْ ۔ وَهُزُؤًا وَكُفُؤًا فِي السَّوَاكِنِ فُصِّلَا

١٧/٤٦١ وَضُمَّ لِبَاقِيْهِمْ وَحَمْزَةُ وَقْفُهُ ۔ بِوَاوٍ وَحَفْصٌ وَاقِفًا ثُمَّ مُوْصِلَا

یعنی اَلصَّابِئِيْنَ (بقرہ و حج) میں۔ اور اَلصَّابِئُوْنَ (مائدہ) میں ماسوا نافع چھ قاریوں کے لیے ہمزہ ہے۔ اور نافع یہ دونوں لفظ بغیر ہمزہ کے بروزن اَلدَّاعِيْنَ، اور اَلدَّاعُوْنَ پڑھتے ہیں۔ گویا مسئلہ کی نوعیت اوپر والے مسئلہ سے مختلف ہوگئی۔ وہاں نَبِيٌّ کو نافع نے مہموز اور باقین نے ابدال کے ساتھ پڑھا، یہاں صَابِئِيْنَ کو نافع نے بالحذف اور جمہور نے بالہمز پڑھا ہے۔

وَهُزُؤًا وَكُفُؤًا الخ یعنی یہ دو لفظ هُزُؤًا، وَكُفُؤًا امام حمزہ کے لیے ساکن الاوسط کلمات میں جداگانہ لائے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ حمزہ زا اور فا کے سکون کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور باقی قراء بضم زا اور فا پڑھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ وَضُمَّ لِبَاقِيْهِمْ ــــ وَحَمْزَةُ وَقْفُهُ بِوَاوٍ۔ یعنی امام حمزہ وقف میں دونوں مذکورہ لفظوں کو بجائے ہمزہ کے بالواو پڑھتے ہیں۔ یعنی هُزْوَا، اور كُفْوَا۔ وقف کو بیان کرنے کی اس لیے ضرورت ہوئی کہ یہاں وقفِ قیاسی کا تقاضا یہ تھا کہ ہمزہ کی حرکت نقل کر کے زا، اور فا کو دی جائے اور ہمزہ حذف کر دیا جائے، جیسا کہ جُزْءًا کو وقف میں جُزَا بروزن هُدٰى پڑھا گیا ــــ علامہ شاطبیؒ نے اسی لیے تنبیہ کی کہ یہاں صرف وقف رسمی ہوگا۔ کیونکہ ہمزہ بشکل واؤ مرسوم ہے اور اس کے برخلاف جُزْءًا میں مرسوم نہیں۔ گو بعض نے جُزْءًا کے مثل وقف قیاسی کیا ہے لیکن جمہور کے یہاں صحیح نہیں۔ کیونکہ ہمزہ کا ماقبل زا اور فا گو بالفعل ساکن ہیں لیکن اصل میں مضموم تھے۔ (ابوشامہ)

وَحَفْصٌ وَاقِفًا ثُمَّ مُوْصِلَا:۔ یعنی حفص نے وقف و وصل دونوں حالتوں میں ہمزہ کو تخفیفاً واؤ سے بدل کر ہی پڑھا ہے۔ گویا حاصل یہ ہوا کہ جمہور نے وقفاً وصلاً هُزُؤًا، كُفُؤًا، حفص نے وقفاً وصلاً هُزُوًا، كُفُوًا، اور امام حمزہ نے وصلاً هُزْؤًا، كُفْؤًا اور وقفاً هُزْوًا، كُفْوًا ــــ پڑھا ہے۔

فائدہ: حفص کا اصول تحقیقِ ہمزہ ہے، لیکن کہیں کہیں اصول کے خلاف جمعاً بین اللغتین بھی پڑھا ہے چنانچہ مذکورہ

دو کلموں میں ہمزہ کی تخفیف کی یہی صورت ہے، یہی وجہ ءَ اَعْجَمِیٌّ میں ہمزہ ثانیہ کو تسہیل سے پڑھنے کی ہے۔ اسی طرح فِیْهٖ مُهَانًا میں صلہ مَجْرٖهَا میں امالہ یہ سب جمعًا بین اللغتین ہیں (ابوشامہ)

١٨/٤٦٢ وَبِالْغَيْبِ عَمَّا تَعْمَلُونَ هُنَا دَنَا — وَغَيْبُكَ فِي الثَّانِي إِلَى صَفْوِهِ دَلَا

یعنی عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اَفَتَطْمَعُوْنَ جو هُزُوًا سے قریب ہی واقع ہے۔ کو مکی نے بالغیب اور باقین نے بالخطاب پڑھا ہے اور نافع، شعبہ اور مکی آگے آنے والے دوسرے لفظ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ میں غیب اور باقین خطاب پڑھتے ہیں۔ اِلٰی صَفْوِهٖ دَلَا یعنی وہ غیب اپنی پاکیزگی کے ساتھ کامیاب ہوا۔

١٩/٤٦٣ خَطِيئَتُهُ التَّوْحِيدُ عَنْ غَيْرِ نَافِعٍ — وَلَا يَعْبُدُونَ الْغَيْبُ شَايَعَ دُخْلُلَا

یعنی وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ میں غیر نافع کے لیے لفظ خَطِیْٓئَتُهٗ واحد اور نافع کے لیے جمع ہے۔ اور مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ میں حمزہ، کسائی۔ اور مکی کے لیے غیب شائع ہوا اور باقین کے لیے خطاب۔ ـــــ دُخْلُلَا یعنی کثیر المداخلت ہو کر۔

٢٠/٤٦٤ وَقُلْ حَسَنًا شُكْرًا وَحُسْنًا بِضَمِّهِ — وَسَاكِنِهِ الْبَاقُونَ وَاحْسِنْ مُقَوَّلَا

یعنی وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا میں حمزہ و کسائی حَسَنًا بفتحتین، باقی بضم حا و سکون سین پڑھتے ہیں ـــــ واضح ہو کہ یہاں جمہور کی قراءت کے تعین سے حمزہ و کسائی کے لیے بطورِ ضد فتحتین ثابت ہوئے۔
اَلْبَاقُوْن یعنی قُرَّاءُ الْبَاقُوْنَ وَاحْسِنْ مُقَوَّلَا یعنی بات کسی کی طرف منسوب کرنے میں اچھی روش اختیار کر۔

٢١/٤٦٥ وَتَظَّاهَرُونَ الظَّاءُ خُفِّفَ ثَابِتًا — وَعَنْهُمْ لَدَى التَّحْرِيمِ أَيْضًا تَحَلَّلَا

یعنی تَظّٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ (بقرہ) اور وَاِنْ تَظّٰهَرَا عَلَيْهِ (تحریم) میں کوفیین کے لیے ظا مخفف ثابت ہوتی ہے اور باقین نے مشدّد پڑھی ہے۔
قولہ لَدَى التَّحْرِيمِ اَيْضًا تَحَلَّلَا تحریم کا تقابل تحلل سے بڑی لطافت پیدا کرتا ہے۔

٢٢/٤٦٦ وَحَمْزَةُ أَسْرَى فِي أُسَارَى وَضَمُّهُمْ — تُفَادُوهُمُو وَالْمَدُّ إِذْ رَاقَ نُفَّلَا

یعنی امام حمزہ نے وَاِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰی میں اَسْرٰی بروزنِ قَتْلٰی پڑھا ہے اور باقین نے بروزنِ

مُكَادٰى پڑھا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ نافع، کسائی اور عاصم نے تُفَادُوْهُمْ کو بضم تا اور فا کے بعد بالالف پڑھا ہے اور باقین نے بفتح تا بغیر الف تَفْدُوْهُمْ پڑھا ہے۔

وَالْمَدُّ اِذْ رَاقَ نُفِّلَا یعنی حرفِ مد (الف) جس وقت خوشگوار ہوا تو مالِ غنیمت عطا کیا گیا آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔

٢٣/٤٦٧ وَحَيْثُ اَتَاكَ الْقُدْسُ اِسْكَانُ دَالِهٖ ۔۔۔ دَوَاءٌ وَلِلْبَاقِيْنَ بِالضَّمِّ اُرْسِلَا

یعنی لفظ قُدُسُ جہاں بھی آئے اس کی دال کو مکی نے ساکن پڑھا ہے اور باقین کے لیے ضمِ دال بولا گیا ہے۔

٢٤/٤٦٨ وَيُنْزِلُ خَفِّفْهُ وَتُنْزِلُ مِثْلُهٗ ۔۔۔ وَنُنْزِلُ حَقٌّ وَهُوَ فِي الْحِجْرِ ثُقِّلَا

٢٥/٤٦٩ وَخُفِّفَ لِلْبَصْرِيْ بِسُبْحَانَ وَالَّذِيْ ۔۔۔ فِي الْاَنْعَامِ لِلْمَكِّيِّ عَلٰى اَنْ يُنَزِّلَا

٢٦/٤٧٠ وَمُنْزِلُهَا التَّخْفِيْفُ حَقٌّ شِفَاؤُهٗ ۔۔۔ وَخُفِّفَ عَنْهُمْ يُنْزِلُ الْغَيْثَ مُسْجَلَا

اور يُنْزِلُ کو مخفف پڑھ اور تُنْزِلُ اور نُنْزِلُ کو بھی اہلِ حق (مکی، بصری) کے لیے اور یہ لفظ سورۂ حجر میں مشدد پڑھا گیا ہے اور بصری کے لیے سورۂ سُبحان میں مخفف ہے اور انعام میں مکی کے لیے عَلٰى اَنْ يُنْزِلَ مخفف ہے مقامی لحاظ سے بیان یہ کرنا تھا کہ بَغْيًا اَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ میں مضارع کو مکی، بصری نے مخفف انزال سے اور باقین نے مشدد تنزیل سے پڑھا ہے، پھر اس مسئلہ میں کلیت کی شان پیدا کرنے کے لیے دیگر کلمات قرآنیہ کے اختلاف کو بیان کر دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ تمام قرآن میں يُنْزِلُ، تُنْزِلُ اور نُنْزِلُ جہاں بھی یہ تین صیغے ہوں خواہ معروف ہوں یا مجہول، ان میں اختلاف کی یہی صورت ہو گی کہ جمہور تفعیل سے بتشدید زای پڑھیں گے اور مکی و بصری افعال سے بتخفیف زای پڑھیں گے۔ اور آگے اس اصول کے مستثنیات ذکر کرتے ہیں۔

وَهُوَ فِي الْحِجْرِ ثُقِّلَا اور وہ یعنی نُنْزِلُ جمع متکلم (کیونکہ مرجع قریب وہی ہے) سورۂ حجر میں تمام قراء کے لیے مشدد ہی پڑھا گیا ہے یعنی سورۂ حجر میں بلا اختلاف سب مشدد ہی پڑھتے ہیں گویا مکی، بصری دونوں اپنے اصول کے خلاف زاء کا تشدید پڑھتے ہیں اور باقی اپنے اصول پر قائم ہیں۔

واضح ہو کہ سورۂ حجر میں دو نُنَزِّلُ ہیں ایک وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ دوسرا مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ ظاہر یہ ہے کہ ناظمؒ کی یہ دونوں صیغے مراد ہیں گو دوسرے میں اختلاف ہوا ہے کیونکہ شعبہ پڑھتے ہیں مَا تُنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ (بصیغۂ واحد مؤنث غائب مجہول اور الملائکۃ پر رفع) اور حفص، حمزہ و کسائی پڑھتے ہیں مَا نُنَزِّلُ

اَلْمَلٰٓئِكَةَ (بصیغہ جمع متکلم ، اَلْمَلَائِکَۃَ پر نصب) اور باقین پڑھتے ہیں ۔ مَا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ (بصیغہ واحد مؤنث غائب اور اَلْمَلَائِکَۃُ مرفوع) اس اختلاف کی تفصیل سورۂ حجر میں آئے گی ۔ بہر حال قدر مشترک زا کو سب ہی مشدد پڑھ رہے ہیں ۔ اس لیے ناظم پر یہ اعتراض نہ ہو گا کہ حجر کے دو لفظوں سے ایک مراد تھا تو اس کی تعیین یعنی ثانی کی قید لگانا چاہیے تھی تاکہ مَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا کا موقع متعین ہو جاتا چنانچہ بعض شراح وَهُوَ فِي الْحِجْرِ ثُقِّلَا کا مصداق اسی کو قرار دیتے ہیں اور پہلے موقع کے خارج ہونے پر سورۂ حجر میں اس کے مفصل بیان کو قرینہ قرار دیتے ہیں ۔

وَخُفِّفَ لِلْبَصْرِيْ بِسُبْحَانَ یعنی سورۂ اسریٰ میں دو جگہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا میں بصری کے لیے اصول کے مطابق تخفیف ہی ہے ۔ البتہ مکی نے اپنے اصول کے خلاف جمہور کی طرح دونوں میں تشدید پڑھی ہے ۔

وَالَّذِيْ فِي الْاَنْعَامِ یعنی سورۂ انعام میں اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ کو مکی نے اصول کے مطابق تخفیف ہی سے پڑھا ہے ۔ لیکن بصری اصول کے خلاف جمہور کی طرح بتشدید زای پڑھتے ہیں ۔ وَمُنْزِلُهَا التَّخْفِيْفُ یعنی مکی، بصری اور حمزہ کسائی چار قاری اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ (مائدہ) میں اور يُنَزِّلُ الْغَيْثَ (لقمان وشوریٰ) میں تخفیف زای اور باقی تین قاری بالتشدید پڑھتے ہیں ۔

نوٹ : تمام مذکورہ صیغوں میں تخفیفِ زا کرنے سے اس کے ماقبل نون میں سکون لازم آتا ہے جیسا کہ تشدید بولنے سے نون کا فتحہ لازم آتا ہے اس دلالتِ التزامی ہی کی وجہ سے نون کی حالت کو بیان نہیں کیا گیا ۔ نیز واضح ہو کہ جو صیغے باب ضَرَبَ سے آئے ہیں جیسے وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۤءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا اس بیان اختلاف میں وہ داخل نہیں ۔

۲۷/۴۷۱ وَجِبْرِيْلَ فَتْحُ الْجِيْمِ وَالرَّا وَبَعْدَهَا ۔۔۔ وَعٰى هَمْزَةً مَكْسُوْرَةً صُحْبَةٌ وِلَا

۲۸/۴۷۲ بِحَيْثُ اَتٰى وَالْيَاۤءَ يَحْذِفُ شُعْبَةٌ ۔۔۔ وَمَكِّيُّهُمْ فِي الْجِيْمِ بِالْفَتْحِ وُكِّلَا

یعنی لفظ جبریل جہاں بھی ہو مرموزین صحبہ فتحِ جیم و را کے ساتھ اور را کے بعد ہمزۂ مکسورہ کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔ اور ہمزہ کے بعد یاء ساکنہ حمزہ و کسائی پڑھتے ہیں ۔ لیکن شعبہ نہیں پڑھتے ۔ باقین بکسرِ جیم و را بغیر ہمزہ بالیاء پڑھتے ہیں ۔ لیکن مکی جیم کا فتحہ پڑھتے ہیں ۔ کل چار قراءتیں ہوئیں ۔ جَبْرَئِيْلَ حمزہ کسائی کے لیے ۔ جَبْرَئِلَ شعبہ کے لیے ۔ جَبْرِيْلَ مکی کے لیے ۔ جِبْرِيْلَ باقین کے لیے ۔

وَعٰى : یاد کیا ۔ صُحْبَةٌ وِلَاءً : موافقت میں باہمی دوست ۔ وُكِّلَ : سپرد کیا گیا ۔

۲۹/۴۷۳ وَدَعْ يَاۤءَ مِيْكَائِيْلَ وَالْهَمْزَ قَبْلَهٗ ۔۔۔ عَلٰى حُجَّةٍ وَالْيَاۤءَ يَحْذِفُ اَجْمَلَا

یعنی میکائیل میں یا اور اس سے پہلے ہمزہ کو چھوڑ دے یعنی حذف کر دے ۔ عَلٰى حُجَّةٍ : ایک دلیل کی بنا

پر یعنی حفص اور بصری کے لیے اور یا کو منفف کرتا ہے ایک قاری (نافع) دراں حالیکہ وہ بڑا صاحب جمال ہے۔
یعنی تین قراتیں ہیں مِیکَالَ: حفص و بصری کے لیے مِیکَائِلَ نافع کے لیے۔ مِیکَائِیلَ باقین کے لیے۔

۳۰/۴۷۴ وَلٰكِنْ خَفِيفٌ وَالشَّيَاطِينُ رَفْعُهُ كَمَا شَرَطُوا وَالْعَكْسُ نَحْوٌ سَمَا الْعُلاَ

یعنی وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوْا۔ میں شامی، حمزہ اور کسائی لٰكِنَّ کے نون کو مخفف ساکن (پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے نون مکسور ہوگا) اور اَلشَّيَاطِينُ کو مرفوع پڑھتے ہیں اور باقین یعنی نافع، مکی، بصری اور عاصم لٰكِنَّ کو مشدد مفتوح اور اَلشَّيَاطِينَ کو منصوب پڑھتے ہیں۔
وَالْعَكْسُ نَحْوُ سَمَا الْعُلاَ اور ضد ایک ایسی وجہ ہے جس میں بلندی طویل ہوئی ہے۔ كَمَا شَرَطُوْا: یعنی كَمَا شَرَطَ اَهْلُ النَّحْوِ۔

۳۱/۴۷۵ وَنُنْسِخْ بِهِ ضَمٌّ وَكَسْرٌ كَفَى وَنُنْـ سِهَا مِثْلُهُ مِنْ غَيْرِ هَمْزٍ ذَكَتْ إِلَى

یعنی مَا نَنْسَخْ میں شامی نے ضمۂ نون اور کسرۂ سین پڑھا ہے اور باقین نے دونوں حرفوں پر فتحہ پڑھا ہے۔
اور اسی طرح نُنْسِهَا کو کوفیین، شامی اور نافع نے ضمّ نون و کسر سین کے ساتھ بغیر ہمزہ کے پڑھا ہے۔ اور باقین نے نون و سین کے فتحہ اور سین کے بعد ہمزہ کے ساتھ نَنْسَـئْهَا پڑھا ہے۔
ذَكَتْ إِلَى: یہ قراءت ایک نعمت ہونے کے اعتبار سے عام ہوگئی آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔

۳۲/۴۷۶ عَلِيمٌ وَقَالُوا الْوَاوُ الْاُولٰى سُقُوطُهَا وَكُنْ فَيَكُونُ النَّصْبُ فِي الرَّفْعِ كُفِّلاَ
۳۳/۴۷۷ وَفِي اٰلِ عِمْرَانٍ فِي الْاُولٰى وَمَرْيَمٍ وَفِي الطَّوْلِ عَنْهُ وَهُوَ بِاللَّفْظِ اُعْمِلاَ
۳۴/۴۷۸ وَفِي النَّحْلِ مَعْ يٰسٓ بِالْعَطْفِ نَصْبُهُ كَفٰى رَاوِيًا وَانْقَادَ مَعْنَاهُ يَعْمَلاَ

یعنی وہ قَالُوْا جس سے پہلے عَلِيمٌ ہے (احتراز ہوگیا۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ سے) کو شامی نے مصحفِ شام کے مطابق بغیر واؤ قَالُوْا پڑھا ہے۔ اور جمہور نے بالواو پڑھا ہے۔ جیسا کہ مصحف شامی کے سوا دیگر تمام مصاحف میں ہے۔
وَكُنْ فَيَكُونُ الخ یعنی شامی نے كُنْ فَيَكُوْنُ میں چھ جگہ مضارع پر نصب پڑھا ہے۔ كُنْ فَيَكُوْنَ وَقَالَ (بقرہ) كُنْ فَيَكُوْنَ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ (آل عمران) كُنْ فَيَكُوْنَ وَاِنَّ اللّٰهَ (مریم) كُنْ فَيَكُوْنَ اَلَمْ تَرَوْا (مومن) كُنْ فَيَكُوْنَ وَالَّذِيْنَ (نحل) كُنْ فَيَكُوْنَ فَسُبْحَانَ (یٰسین)

اور سورۂ نحل ویٰسین میں شامی کے ساتھ کسائی نے بھی نصب پڑھنے میں موافقت کی ہے، باقی تمام قراء مذکورہ مواقع میں رفع پڑھتے ہیں۔

قولہٗ وَفِي اٰلِ عِمْرَانٍ فِي الْاُوْلٰى۔ کیونکہ آل عمران کا دوسرا موقع كُنْ فَيَكُوْنُ اَلْحَقُّ میں۔ اسی طرح انعام میں: كُنْ فَيَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ میں باتفاق سب رفع پڑھتے ہیں۔ ——— گویا کل قرآن میں یہ لفظ آٹھ جگہ ہے۔ جن میں چھ مختلف فیہ اور دو متفق علیہ ہیں۔

كُفِّلَا: کفالت کی گئی ہے۔ وَهُوَ بِاللَّفْظِ اُعْمِلَا: یعنی بقرہ آل عمران، مریم اور مومن میں نصب کی وجہ یہ ہوگی کہ جواب امر کی وجہ سے فا کے بعد اَنْ مقدر ہے۔ جیسے ثُرْنِي فَاُكْرِمَكَ۔ اسی طرح كُنْ فَيَكُوْنُ میں جواب امر ہونے کی صرف صورۃً مشابہت پائے جانے کی وجہ سے نصب دیا گیا۔ گو یا حقیقۃً جواب امر کے باب سے نہیں ہے۔ (كَمَا هُوَ مُحَقَّقٌ عَلٰى مَحَلِّهٖ)۔

بِالْعَطْفِ نَصْبُهٗ: یعنی نحل و یاسین میں نصب کی وجہ یہ ہوگی کہ اوپر اَنْ نَقُوْلَ اور يَقُوْلَ پر عطف قرار دیا جائے گا۔

اِنْقَادَ مَعْنَاهُ يُعْمَلَا: اس وجہ کے معنی کثیر العمل اونٹنی کی طرح فرمانبردار ہوئے۔

۳۵ ۴۷۹	وَتُسْاَلُ ضَمُّوا التَّاءَ وَاللَّامَ حَرَّكُوْا	بِرَفْعٍ خُلُوْدًا وَهُوَ مِنْ بَعْدِ نَفْيِ لَا

یعنی وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ: میں جمہور لا نافیہ کے بعد مانتے ہوئے مضارع کو مرفوع پڑھتے ہیں۔ اور نافع لائے نہی قرار دیتے ہوئے تا پر فتحہ اور لام پر سکون پڑھتے ہیں۔

۳۶ ۴۸۰	وَفِيْهَا وَفِي نَصِّ النِّسَاءِ ثَلٰثَةٌ	اَوَاخِرُ اِبْرَاهَامَ لَاحَ وَجَمَّلَا
۳۷ ۴۸۱	وَمَعْ اٰخِرِ الْاَنْعَامِ حَرْفَا بَرَاءَةٍ	اَخِيْرًا وَتَحْتَ الرَّعْدِ حَرْفٌ تَنَزَّلَا
۳۸ ۴۸۲	وَفِي مَرْيَمٍ وَالنَّحْلِ خَمْسَةُ اَحْرُفٍ	وَاٰخِرُ مَا فِي الْعَنْكَبُوْتِ مُنَزَّلَا
۳۹ ۴۸۳	وَفِي النَّجْمِ وَالشُّوْرٰى وَفِي الذَّارِيَاتِ وَالْـ	حَدِيْدِ وَيُرْوٰى فِي امْتِحَانِهِ الْاَوَّلَا
۴۰ ۴۸۴	وَوَجْهَانِ فِيْهِ لِابْنِ ذَكْوَانَ هٰهُنَا	وَوَاتَّخِذُوْا بِالْفَتْحِ عَمَّ وَاَوْغَلَا

ان پانچ شعروں میں لفظ اِبْرَاهِيْم میں اختلاف کا ذکر ہے واضح ہو کہ تمام قرآن میں یہ لفظ انہتر (۶۹) جگہ ہے۔ لیکن مختلف فیہ جیسا کہ ان اشعار میں بتلایا گیا ہے کل تینتیس (۳۳) ہیں۔

قولہٗ وَفِيْهَا وَفِي نَصِّ النِّسَاءِ الخ یعنی تمام الفاظِ اِبْرٰهِيْمَ جو اس سورۂ بقرہ میں ہیں (اور وہ کل پندرہ ۱۵ ہیں

ہیں، اور سورۃ نساء کی آیتوں میں وہ تین جو آخر سورت میں ہیں یعنی وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰاهِيْمَ، وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰاهِيْمَ، وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰاهِيْمَ میں ہشام اِبْرٰاهَام پڑھتے ہوئے ظاہر ہوئے اور رجال بخشا ——— اور آخر کی قید سے موقع اول یعنی فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰاهِيْمَ (نساء) سے احتراز ہو گیا کیونکہ اس کو باتفاق یا کے ساتھ ہی پڑھا گیا ہے۔

نوٹ: ابو شامہ نے یہاں فرمایا ہے کہ ہشام کے لیے تو ناظم کی صراحت سے اِبْرٰاهَام سمجھا گیا۔ لیکن اس کی ضد کا بالیاء ہونا کسی اصول سے مفہوم نہیں ہوتا۔ بہتر ہوتا اگر ناظم اِبْرٰاهَام اور اِبْرٰاهِيْم دونوں کا تلفظ فرما دیتے جیسے وَحَمْزَةُ اَسْرٰى فِىْ اُسَارٰى۔ استاذ مرحوم نے فرمایا کہ اِبْرٰاهَام میں ھَا کا فتحہ ہے جس کی ضد کسرہ ہے، اور کسرہ یا کو مستلزم ہے لہٰذا اعتراض وارد نہیں۔

قولہ وَمَعْ اٰخِرِ الْاَنْعَامِ الخ آخر انعام سے مراد دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰاهِيْمَ ہے۔ اور آخر کی قید سے دیگر الفاظ نکل گئے۔

حَرْفَا بَرَاءَةٍ اَخِيْرًا یعنی برأت کے آخری دو کلمے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰاهِيْمَ اور اِنَّ اِبْرٰاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ بھی مختلف فیہ ہیں۔

قولہ وَتَحْتَ الرَّعْدِ: یعنی سورہ ابراہیم میں وَاِذْ قَالَ اِبْرٰاهِيْمُ۔

قولہ وَفِىْ مَرْيَمَ وَالنَّحْلِ: یعنی مریم ونحل میں پانچ کلمے ہیں۔ اِنَّ اِبْرٰاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً، اور اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰاهِيْمَ دونوں نحل میں۔ اور وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰاهِيْمَ۔ اور اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِىْ يٰٓاِبْرٰاهِيْمُ اور وَمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰاهِيْمَ تینوں مریم میں۔

قولہ وَاٰخِرُ مَا فِى الْعَنْكَبُوْتِ: یعنی وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰاهِيْمَ۔ آخر کی قید سے ماقبل والا وَاِبْرٰاهِيْمَ اِذْ قَالَ نکل گیا۔

قولہ وَفِى النَّجْمِ وَالشُّوْرٰى: یعنی وَاِبْرٰاهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰىٓ۔ (نجم) وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰاهِيْمَ (شوریٰ) هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰاهِيْمَ (ذاریات) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰاهِيْمَ۔ (حدید) اور اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىْٓ اِبْرٰاهِيْمَ (ممتحنہ)

قولہ: وَوَجْهَانِ فِيْهِ الخ یعنی لفظ اِبْرٰاهِيْمَ میں صرف یہاں سورت بقرہ میں ابن ذکوان کے لیے خلف ہے ہشام کی طرح بالالف اور جماعت کی طرح بالیاء دونوں صحیح ہیں۔ البتہ بقرہ کے علاوہ ہر جگہ جمہور کی طرح پڑھتے ہیں۔

قولہ: وَوَاتَّخِذُوْا الخ :- وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ، میں نافع وشامی بفتح خا اور باقین بکسر پڑھتے ہیں۔

قولہ۔ اَوْغَلَ: تیز رفتار ہوا بکثرت ہوا۔

٤١/٤٨٥ وَ اَرْنَا وَ اَرْنِیْ سَاكِنًا الْكَسْرِ دُمْ يَدًا ‌ وَفِيْ فُصِّلَتْ يُرْوِيْ صَفَا دَرِّهٖ كُلَا

٤٢/٤٨٦ وَاَخْفَاهُمَا طَلْقٌ وَخِفُّ ابْنِ عَامِرٍ ‌ فَاُمْتِعُهٗ اَوْصٰى بِوَصّٰى كَمَا اعْتَلَا

یعنی اَرْنَا اور اَرْنِیْ جہاں بھی ہوں مکی اور سوسی راءِ مکسورہ کو ساکن پڑھتے ہیں اور شعبہ و شامی بھی سورۂ حٰمٓ سجدہ میں مکی و سوسی کے ساتھ متفق ہو کر اَرِنَا الَّذِيْنَ اَضَلّٰنَا میں رآ کو ساکن پڑھتے ہیں۔ اور یہ دونوں لفظ دوری بصری کے یہاں کسرۂ مختلسہ کے ساتھ پڑھے جائیں گے۔ اور باقی کسرہ تامّہ پڑھتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ شامی نے فَاُمَتِّعُهٗ کو فَاُمْتِعُهٗ تخفیف پڑھا ہے۔ اور شامی و نافع وَوَصّٰى بِهَا کو وَاَوْصٰى بِهَا پڑھتے ہیں کیونکہ مصحفِ اہلِ مدینہ و شام میں اسی طرح لکھا ہے۔

قولہ: دُمْ يَدًا: تو ہمیشہ صاحب قوت رہ۔ جملہ دعائیہ ہے۔ يُرْوِيْ صَفَا دَرِّهٖ كُلَا: اس کے دودھ کی صفائی جگروں کو سیراب کرتی ہے۔ كُلَا: جمع كُلْيَة: بمعنی جگر۔ طَلْق: خوش رو۔ كَمَا اعْتَلَا: یعنی جیسا کہ شام و مدینہ کے رسم سے یہ قراءت بلند ہوئی ہے۔

٤٣/٤٨٧ وَفِيْ اَمْ يَقُوْلُوْنَ الْخِطَابُ كَمَا عَلَا ‌ شَفَا وَرَءُوْفٌ قَصْرُ صُحْبَتِهٖ حَلَا

یعنی شامی، حفص، حمزہ اور کسائی اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ کو تاءِ خطاب اور باقی یاءِ غیبت سے پڑھتے ہیں۔ اور حمزہ، کسائی، شعبہ اور بصری لفظ رَءُوْفٌ جہاں بھی ہو ـــــــ کو بالقصر بروزن عَضُدٌ اور باقی بالمد بروزن عَطُوْفٌ پڑھتے ہیں۔

٤٤/٤٨٨ وَخَاطَبَ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ كَمَا شَفَا ‌ وَلَامُ مُوَلِّيْهَا عَلَى الْفَتْحِ كُمِّلَا

یعنی شامی، حمزہ اور کسائی عَمَّا يَعْمَلُوْنَ وَلَئِنْ اَتَيْتَ کو تاءِ خطاب اور باقی یاءِ غیبت سے پڑھتے ہیں۔ اور شامی نے هُوَ مُوَلِّيْهَا میں لام کو مفتوح اور یاء کو الف سے بدل کر بصیغۂ اسم مفعول اور باقی نے کسرِ لام اور یاء کے ساتھ بصیغۂ اسم فاعل پڑھا ہے۔

نوٹ: عَمَّا يَعْمَلُوْنَ۔ دو جگہ ہے۔ ایک جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اور دوسرا آگے آرہا ہے۔ وجہ تعیین یہ ہے کہ رَءُوْفٌ کے متصل آنے والا لفظ مراد ہے بخلاف دوسرے کے کہ بترتیب اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ كُمِّلَا۔ یعنی شامی نے اس فتحہ کو الف مدہ کے ساتھ کامل کیا ہے۔

۴۵/۴۸۹ وَفِیْ تَعْمَلُوْنَ الْغَیْبُ حِلٌّ وَسَاکِنٌ ۔۔۔ بِحَرْفَیْهِ یَطَّوَّعْ وَفِی الطَّاءِ ثُقِّلَا

۴۶/۴۹۰ وَفِی التَّاءِ یَاءٌ شَاعَ وَالرِّیْحَ وَحَّدَا ۔۔۔ وَفِی الْکَهْفِ مَعْهَا وَالشَّرِیْعَةِ وَصَّلَا

یعنی عَمَّا تَعْمَلُوْنَ وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ میں بصری یا کے ساتھ صیغہ غائب پڑھتے ہیں۔ اور باقی تا کے ساتھ خطاب۔

آگے فرماتے ہیں وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا اور فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا۔ دونوں کلموں کو حمزہ، کسائی سکونِ عین، بتشدید طا اور بجائے تا کے یا پڑھتے ہیں۔ گویا صیغہ مضارع واحد غائب بحالت جزم ہوا۔ اور باقی تَطَوَّعَ باب تفعّل سے صیغہ ماضی واحد مذکر غائب پڑھتے ہیں۔ آگے رِیْح اور رِیَاح کے واحد و جمع کا اختلاف بیان کرتے ہیں۔ جو قرآن میں متعدد جگہوں میں آیا ہے۔

قولہ: وَالرِّیْحَ وَحَّدَا: یعنی حمزہ کسائی نے وَتَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ (بقرہ) وَتَذْرُوْهُ الرِّیَاحُ (کہف) اور تَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ (جاثیہ) تینوں میں اَلرِّیْحُ واحد پڑھا ہے اور باقی جمع پڑھتے ہیں۔

۴۷/۴۹۱ وَفِی النَّمْلِ وَالْاَعْرَافِ وَالرُّوْمِ ثَانِیًا ۔۔۔ وَفَاطِرِ دُمْ شُکْرًا وَفِی الْحِجْرِ فُصِّلَا

یعنی مکی، حمزہ و کسائی وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا (نمل) وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ (اعراف) اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ (روم) وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ (فاطر) میں اَلرِّیْحُ واحد پڑھتے ہیں اور باقی جمع۔ اور وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ (حجر) میں صرف امام حمزہ واحد پڑھتے ہیں۔ باقی تمام قراء جمع پڑھتے ہیں۔

نوٹ: روم کے ساتھ ثانی کی قید سے پہلا موقع وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ کو خارج کرنا مقصود ہے۔ جس کے جمع ہونے پر اتفاق ہے۔

۴۸/۴۹۲ وَفِیْ سُوْرَةِ الشُّوْرٰی وَمِنْ تَحْتِ رَعْدِهٖ ۔۔۔ خُصُوْصٌ وَفِی الْفُرْقَانِ زَاکِیْهِ هَلَّلَا

یعنی اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ (شوریٰ) میں اور رعد سے نیچے سورۃ ابراہیم میں ۔۔۔ کَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ کو ماسوائے نافع تمام قاریوں نے واحد پڑھا ہے اور نافع جمع پڑھتے ہیں۔ اور اَرْسَلَ الرِّیَاحَ (فرقان) میں مکی واحد، باقی جمع پڑھتے ہیں۔

زَاکِیْهِ هَلَّلَا: اس قراءت کے پڑھنے والے پاکیزہ قاری نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔

۴۹/۴۹۳ وَاَیُّ خِطَابٍ بَعْدُ عَمَّ وَلَوْ تَرٰے وَفِیْ اِذْ یَرَوْنَ الْیَاءُ بِالضَّمِّ کُلِّلَا

ترجمہ: اور وہ کون سا خطاب ہے جو اس کے بعد وَلَوْتَرٰی میں عام ہوا ہے۔ اور اِذْیُرَوْنَ میں یا کو ضمہ کا تاج پہنایا گیا ہے۔

یعنی وَلَوْیَرَی الَّذِیْنَ کو شامی اور نافع تاءِ خطاب سے اور باقین باءِ غیبت سے پڑھتے ہیں اور شامی اِذْیُرَوْنَ الْعَذَابَ میں بضم یاء اور باقی بفتح یاء پڑھتے ہیں۔

۵۰/۴۹۴ وَحَیْثُ اَتٰی خُطُوَاتُ الطَّاءُ سَاکِنٌ وَقُلْ ضَمُّہُ عَنْ زَاہِدٍ کَیْفَ رَتَّلَا

ترجمہ: اور لفظ خُطُوَات جہاں بھی آئے اس میں طا ساکن ہوگی۔ اور اس کے ضمہ کو ایک زاہد سے کہہ کہ کس طرح اس نے پڑھا ہے، یعنی خُطُوَات کو حفص، قنبل، شامی اور کسائی بضم طا اور باقی بسکونِ طا پڑھتے ہیں۔

۵۱/۴۹۵ وَضَمُّکَ اُوْلَی السَّاکِنَیْنِ لِثَالِثٍ یُضَمُّ لُزُوْمًا کَسْرُہُ فِیْ نَدٍ حَلَا

ترجمہ: دو ساکنوں میں سے پہلے ساکن کو اس وقت ضمہ دینا جب کہ دوسرے ساکن والے ____ کلمہ کے تیسرے حرف پر ضمہ لازمی ہو۔ اس ضمہ کو کسرہ سے بدلنا ایک شیریں شادابی میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ جس کے آخر میں ساکن (لام، تا، نون، واو، دال یا تنوین) ہو۔ اس کے بعد جب کوئی ایسا کلمہ آئے کہ اس کے شروع میں ہمزہ وصل ہو، اور ہمزہ وصل کے بعد ساکن اور اس ساکن کے بعد تیسرا حرف مضموم بضمہ لازم ہو۔ ایسی صورت میں ہمزہ وصل حذف ہوگا۔ اور دو ساکن جمع ہو جائیں گے۔ اس اجتماع ساکنین کو دور کرنے کے لیے پہلے ساکن کو حمزہ، عاصم اور بصری کسرہ دیتے ہیں اور باقین ضمہ دیتے ہیں۔ مثالیں آگے آتی ہیں۔

تنبیہ: ضمہ لازمہ کی قید سے اِنِ امْرُؤٌ، عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وغیرہ قاعدہ مذکور سے خارج ہوگئے، کیونکہ اِمْرُؤٌ میں را اور ابنَ میں نون پر ضمہ لازمی نہیں، لہٰذا ساکن اول پر باجماع کسرہ ہی پڑھا جائے گا۔

۵۲/۴۹۶ قُلِ ادْعُوْا اَوِ انْقُصْ قَالَتِ اخْرُجْ اَنِ اعْبُدُوْا وَمَحْظُوْرًا انْظُرْ مَعْ قَدِ اسْتُہْزِئَ اعْتَلَا

یعنی جیسے قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ، قَالَتِ اخْرُجْ، اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ، اَوِ انْقُصْ مِنْہُ، وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ، مَحْظُوْرًا انْظُرْ۔ اِعْتَلَا: یعنی مثال سے ہر حرف بلند اور واضح ہوگیا۔

۵۳/۴۹۷ سِوٰی اَوْ وَقُلْ لِابْنِ الْعَلَا وَبِکَسْرِہٖ لِتَنْوِیْنِہٖ قَالَ ابْنُ ذَکْوَانَ مُقْوِلَا

ترجمہ: سوائے حرف اَوْ اور قُلْ کے بصری کے لیے۔ اور ساکنِ اول تنوین پر ابن ذکوان نے کسرہ ہی کہا ہے بحالیکہ وہ دوسروں کو بھی قائل کرنے والے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر ساکن اول اَوْ کی واؤ یا قُلْ کا لام ہو تو بصری اپنے اصول کے خلاف اس کو ضمہ دیتے ہیں اور باقی چار حرفوں کو اصول کے مطابق کسرہ دیتے ہیں۔ اور ابنِ ذکوان نے صرف تنوین میں اپنے اصول کے خلاف کسرہ پڑھا ہے۔ جیسے مَحْظُوْرًا انْظُرْ وغیرہ۔

۵۴/۴۹۸ بِخُلْفٍ لَهُ فِي رَحْمَةٍ وَخَبِيثَةٍ ‌ ‌ وَرَفْعُكَ لَيْسَ الْبِرُّ يُنْصَبُ فِي عُلَا
ف ع

اور ابنِ ذکوان کے لیے بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا (اعراف) اور خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ (ابراہیم) میں دونوں وجہیں یعنی ضمہ و کسرہ ہیں خلف آیا ہے، اور لَيْسَ الْبِرَّ میں تیرا رفع ایک بلند صورت میں منصوب ہوا ہے یعنی لَيْسَ الْبِرُّ میں اَلْبِرُّ پر حمزہ و حفص خبر ہونے کی وجہ سے نصب اور باقی اسم ہونے کی وجہ سے رفع پڑھتے ہیں۔

۵۵/۴۹۹ وَلَكِنْ خَفِيفٌ وَارْفَعِ الْبِرَّ عَمَّ فِيـ ‌ ‌ ـهِمَا وَمُوصٍ ثِقْلُهُ صَحَّ شُلْشُلَا
ع م ص ش

ترجمہ: اور لَكِنْ خفیف ہے، اور دونوں جگہ لفظ اَلْبِرُّ کو رفع پڑھ۔ اور لفظ مُوصٍ کا مشدد ہونا خفیف ہونے کے اعتبار سے صحیح ہوا ہے۔ یعنی لَكِنَّ الْبِرَّ میں جو دو جگہ آیا ہے۔ شامی اور نافع لَكِنَّ کو ساکن پڑھتے ہوئے کسرہ دے کر ما بعد سے ملاتے ہیں۔ اور اَلْبِرُّ پر رفع پڑھتے ہیں۔ اور جمہور لَكِنَّ کو مشدد مفتوح اور اَلْبِرَّ کو منصوب پڑھتے ہیں۔ اور شعبہ و حمزہ، کسائی فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوَصٍّ باب تفعیل سے اور اور باقی اِفعال سے پڑھتے ہیں۔

۵۶/۵۰۰ وَفِدْيَةُ نَوِّنْ وَارْفَعِ الْخَفْضَ بَعْدُ فِي ‌ ‌ طَعَامٍ لَدَى غُصْنٍ دَنَا وَتَذَلَّلَا
ل ع د

ترجمہ: اور لفظ فِدْيَةٌ کو منوّن پڑھ اور اس کے بعد لفظ طَعَامٍ کے جر کو رفع دے۔ یہ ایک ایسی شاخ کے نزدیک ہے جو قریب ہے اور قابو میں آگئی ہے۔

یعنی ہشام، کوفیین، بصری اور مکّی فِدْيَةٌ کو تنوین سے اور طَعَامُ کو رفع سے پڑھتے ہیں۔ اور باقی بغیر تنوین اور لفظ طَعَامٍ کو جر سے پڑھتے ہیں۔

۵۷/۵۰۱ مَسَاكِينَ مَجْمُوعًا وَلَيْسَ مُنَوَّنًا ‌ ‌ وَيُفْتَحُ مِنْهُ النُّونُ عَمَّ وَأُجْمِلَا
ع م

ترجمہ: لفظ مَسَاكِينَ جمع ہے اور اس پر تنوین نہیں، اس کے نون کو فتحہ دیتے ہیں، یہ فتحہ خوب عام اور کافی

ہوا ہے یعنی نافع وشامی مَسَاكِيْنَ اور باقی مِسْكِيْنٍ پڑھتے ہیں۔
توضیح: گویا کوفیین بصری اور مکی پڑھتے ہیں۔ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ہشام پڑھتے ہیں۔ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ،
ابن ذکوان اور نافع پڑھتے ہیں۔ فِدْيَةُ طَعَامِ مَسَاكِيْنَ۔

۵۸/۵۰۲ وَنَقْلُ قُرَانٍ وَالْقُرَانِ دَوَاءُنَا ۔ وَفِيْ تُكْمِلُوْا قُلْ شُعْبَةُ الْمِيْمَ ثَقَّلَا

ترجمہ: قُرَانٍ اور اَلْقُرَانِ میں نقل حرکت ہمارے لیے دواء ہے اور کہو کہ شعبہ نے تُكْمِلُوْا میں میم کو مشدد پڑھا
ہے یعنی لفظ قرآن معرف باللام ہو یا نہ ہو مکی اس میں حرکت ہمزہ را کو دیتے ہیں اور ہمزہ کو حذف کرتے ہیں، اور
باقی تحقیق سے پڑھتے ہیں۔ (سوائے امام حمزہ کے وقف میں) اور شعبہ نے تُكَمِّلُوْا کو بتشدید میم تفعیل سے اور
باقی نے بتخفیف میم افعال سے پڑھا ہے۔

۵۹/۵۰۳ وَكَسْرُ بُيُوْتٍ وَالْبُيُوْتِ يُضَمُّ عَنْ ۔ حِمَى جِلَّةٍ وَجْهًا عَلَى الْاَصْلِ اَقْبَلَا

ترجمہ: بِيُوْتٍ اور اَلْبِيُوْتِ کا مکسور حرف چند بزرگوں کی حمایت میں ایک ایسی وجہ پر مضموم ہے جو اصل کے
مطابق آئی ہے یعنی بَيْت کی جمع بُيُوْت خواہ معرف باللام ہو یا نہ ہو، اس کو حفص بصری اور ورش مضموم الباء
اور باقی مکسور الباء پڑھتے ہیں، ناظم اشارۃً بتا رہے ہیں کہ ضمہ والی قراءت اصل ہے۔

۶۰/۵۰۴ وَلَا تَقْتُلُوْهُمْ بَعْدَهُ يَقْتُلُوْكُمْ ۔ فَاِنْ قَتَلُوْكُمْ قَصْرُهَا شَاعَ وَانْجَلَا

ترجمہ: وَلَا تَقْتُلُوْهُمْ اس کے بعد يَقْتُلُوْكُمْ اور فَاِنْ قَتَلُوْكُمْ تینوں میں قاف کے بعد قصر
شائع وظاہر ہوا ہے۔ مطلب واضح ہے۔

۶۱/۵۰۵ وَبِالرَّفْعِ نَوِّنْهُ فَلَا رَفَثٌ وَلَا ۔ فُسُوْقٌ وَلَا حَقًّا وَزَانَ مُجَمَّلَا

ترجمہ: فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا، میں رفع کے ساتھ تنوین پڑھو۔ دراں حالیکہ یہ قراءت حق ہے اور
جمال کو مزین کرتی ہے یعنی مکی و بصری رَفَثٌ اور فُسُوْقٌ پر رفع ... ذین اور باقی فتحہ بغیر تنوین پڑھتے ہیں۔

۶۲/۵۰۶ وَفَتْحُكَ سِيْنَ السِّلْمِ اَصْلُ رِضًى دَنَا ۔ وَحَتّٰى يَقُوْلَ الرَّفْعُ فِي اللَّامِ اُوْلَا

ترجمہ: لفظ سِلْم کے سین پر فتحہ پسندیدگی کے اعتبار سے اصل ہے۔ اور فہم سے قریب ہے۔ اور حَتّٰى يَقُوْلَ

کے لام پر رفع ہے۔ (مگر) رفع کی تاویل کی گئی ہے۔ یعنی اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ میں نافع، کسائی اور مکی سین کو فتحہ باقی کسرہ پڑھتے ہیں اور نافع حَتّٰی یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ میں مضارع کو مرفوع اور باقی منصوب پڑھتے ہیں۔

نوٹ: رفع کی تاویل یہ ہے کہ مضارع بمعنی ماضی یعنی حَتّٰی قَالَ الرَّسُوْلُ ہے۔

٦٣/٥٠٧ وَفِی التَّاءِ فَاضْمُمْ وَافْتَحِ الْجِیْمَ تُرْجَعُ الْ ۔۔۔ اُمُوْرُ سَمَا نَصًّا وَحَیْثُ تَنَزَّلَا
سما ن

ترجمہ: تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ: جو نص ہونے کے لحاظ سے بلند ہے، اس کی تاء کو ضمہ اور جیم کو فتحہ پڑھو جہاں کہیں بھی آئے۔ یہ قراءت نافع، مکی، بصری اور عاصم کی ہوئی اور باقی تا کو فتحہ اور جیم کو کسرہ دیتے ہیں۔

٦٤/٥٠٨ وَاِثْمٌ کَبِیْرٌ شَاعَ بِالثَّا مُثَلَّثًا ۔۔۔ وَغَیْرُهُمَا بِالْبَاءِ نُقْطَةُ اَسْفَلَا
ش ن

ترجمہ: اور اِثْمٌ کَبِیْرٌ (حمزہ، کسائی کے لیے) تین نقطوں والی ثا کے ساتھ مشہور ہوا۔ اور ان دونوں کے علاوہ قراء نیچے نقطہ والی با سے پڑھتے ہیں۔

٦٥/٥٠٩ قُلِ الْعَفْوَ لِلْبَصْرِیِّ رَفْعٌ وَبَعْدَهُ ۔۔۔ لَاَعْنَتَکُمْ بِالْخُلْفِ اَحْمَدُ سَهَّلَا

ترجمہ: قُلِ الْعَفْوَ میں (واؤ پر) بصری کے لیے رفع ہے (اور باقین کے لیے نصب) اور اس کے بعد لَاَعْنَتَکُمْ کے ہمزہ کو احمد بزی نے بالخلف تسہیل سے پڑھا ہے (اور دوسری وجہ تحقیق ہمزہ ہے جیسا کہ باقی کے لیے بھی تحقیق ہے)۔

نوٹ: ادا میں بزی کے لیے تسہیل مقدم ہے۔ (غیث النفع)

٦٦/٥١٠ وَیَطْهُرْنَ فِی الطَّاءِ السُّکُوْنُ وَهَاؤُهُ ۔۔۔ یُضَمُّ وَخَفًّا اِذْ سَمَا کَیْفَ عُوِّلَا
سما ك ع

ترجمہ: اور لفظ یَطْهُرْنَ کی طا پر سکون اور اس کی ھا پر ضمہ پڑھا جاتا ہے، اور یہ طا و ھا دونوں خفیف ہیں اس لیے کہ اس قراءت پر جس طرح بھی اعتماد کیا جائے وہ بہرحال بلند ہے۔ (مذکورہ قراءت نافع، مکی، بصری، شامی اور حفص کی ہے۔ اور باقی قراء طا و ھا دونوں پر فتحہ اور دونوں کو مشدد یَطَّهَّرْنَ پڑھتے ہیں)

٦٧/٥١١ وَضَمُّ یَخَافَا فَازَ وَالْکُلُّ اَدْغَمُوْا ۔۔۔ تُضَارِرْ وَضَمُّ الرَّاءِ حَقٌّ وَذُوْ جِلَا
ف حق

ترجمہ: اِلَّا اَنْ یَّخَافَا کی یاء پر ضمہ (امام حمزہ کے لیے) کامیاب ہوا ہے (اور باقی بفتح یا پڑھتے ہیں) اور تمام قراء نے لَا تُضَارَّ میں را کا را میں ادغام کیا ہے۔ اور (ادغام کے بعد) ایک صاحب حق (مکی بصری) نے را کو

ضمہ دیا ہے۔ اور یہ صاحبِ حق بڑے انکشاف والا ہے (اور باقی ضمہ کی ضد یعنی فتحہ پڑھتے ہیں)

۶۸/۵۱۲ وَقَصْرُ اٰتَيْتُم مِنْ رِبًا وَاٰتَيْتُمُوْ ۔۔۔ هُنَا دَارَ وَجْهًا لَيْسَ اِلَّا مُجَلَّا

ترجمہ: وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ رِبًا (روم) اور مَا اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ میں یہاں ہمزہ کا قصر ایک ایسی وجہ کے اعتبار سے وارد ہوا جو نہیں ہے مگر معظم (یہ مکی کی قراءت ہوئی اور باقی قراء دونوں جگہ آتَيْتُمْ بالمد پڑھتے ہیں)

۶۹/۵۱۳ مَعًا قَدْرُ حَرِّكْ مِنْ صِحَابٍ وَحَيْثُ جَا ۔۔۔ يُضُمُّ تَمَسُّوْهُنَّ وَامْدُدْهُ شُلْشُلَا

ترجمہ: دونوں جگہ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ میں لفظ قَدْرُ کی دال پر حرکت یعنی فتحہ پڑھو۔ چند دوستوں (ابن ذکوان، حمزہ، کسائی اور حفص) کی روایت کی رو سے (اور باقی دال کو ساکن پڑھتے ہیں) اور جہاں کہیں بھی تَمَسُّوْهُنَّ آئے۔ (اور یہ یہاں اور احزاب میں دو جگہ ہے) اس کی تا کو مضموم پڑھا جائے گا۔ اور میم کے بعد الف کو خفت کے لیے کھینچ کر پڑھو۔ (یہ قراءت حمزہ و کسائی کے لیے ہوئی۔ باقی بفتح تا اور بغیر الف پڑھتے ہیں)

۷۰/۵۱۴ وَصِيَّةً ارْفَعْ صَفْوُ حِرْمِيِّهٖ رِضًى ۔۔۔ وَيَبْصُطُ عَنْهُمْ غَيْرُ قُنْبُلٍ اعْتَلَا

۷۱/۵۱۵ وَبِالسِّيْنِ بَاقِيْهِمْ وَفِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۔۔۔ وَقُلْ فِيْهِمَا الْوَجْهَانِ قَوْلًا مُوَصَّلَا

ترجمہ: لفظ وَصِيَّةً لِاَزْوَاجِهِمْ کی تا پر رفع پڑھو کہ اس کے پڑھنے والے اہلِ حرمین کی پاکیزگی پسندیدہ ہے۔ (یعنی شعبہ، نافع، مکی اور کسائی رفع اور باقی نصب پڑھتے ہیں) اور لفظ يَبْصُطُ انہیں مذکورہ قراء بجز قنبل سے صاد کے ساتھ بلند ہوا ہے۔ اور سورۂ اعراف میں وَفِي الْخَلْقِ بَصْطَةً میں بھی یہی صورت ہے۔ (یعنی شعبہ، نافع، بزی اور کسائی ان دونوں کلمات کو بالصاد پڑھتے ہیں) اور باقیوں (قنبل، بصری، شامی، حفص اور حمزہ) کے لیے یہ دونوں بالسین ہیں۔ البتہ ان دونوں میں دو دو وجہیں (صاد و سین) ایک ایسے قول میں کہو جو برابر پہنچایا گیا ہے۔ (یعنی خلاد اور ابن ذکوان کے لیے خُلف ہے)

تنبیہ: ان کلمات میں سین کے ساتھ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں سین ہی ہے اور طا کی مجاورت کی وجہ سے بصورتِ صاد لکھا گیا ہے، بہرحال صاد کے ساتھ رسم الخط ایک کو تحقیقاً اور دوسری قراءت کو اصلاً شامل ہے۔ (مُلّا علی قاری)

۷۲/۵۱۶ يُضَاعِفَهُ ارْفَعْ فِي الْحَدِيْدِ وَهٰهُنَا ۔۔۔ سَمَا شُكْرُهُ وَالْعَيْنُ فِي الْكُلِّ ثُقِّلَا

۷۳/۵۱۷ كَمَا دَارَ وَاقْصُرْ مَعْ مُضَعَّفَةٍ وَقُلْ ۔۔۔ عَسَيْتُمْ بِكَسْرِ السِّيْنِ حَيْثُ اَتَى انْجَلَا

ترجمہ: لفظ فَيُضٰعِفَهٗ کو یہاں اور سورۂ حدید میں مرفوع پڑھو۔ (یعنی نافع، مکی، بصری، حمزہ اور کسائی کے لیے اور شامی و عاصم منصوب پڑھتے ہیں) اس کا شکر بلند ہوا ہے۔ اور عین ان تمام کلمات میں (شامی و مکی کے لیے) مشدد ہوا ہے۔ جیساکہ (عربی زبان میں) یہ تشدید بھی دائر ہے۔ اور تشدید پڑھتے ہوئے مع لفظ مُضَعَّفَةً کے قصر کرو۔ اور کہو کہ لفظ عَسَيْتُمْ (نافع) کے لیے بکسر سین ہے جہاں بھی وہ آئے سین کا کسرہ ظاہر ہوا ہے (اور باقی نے بفتح سین پڑھا ہے ۔ــــــــ مطلب یہ کہ فَيُضٰعِفَهٗ میں چار قراءتیں ہیں۔ يُضٰعِفُهٗ نافع، بصری، حمزہ اور کسائی کے لیے۔ يُضٰعِفَهٗ عاصم کے لیے۔ يُضَعِّفُهٗ مکی کے لیے۔ يُضَعِّفَهٗ شامی کے لیے۔

قولہ: وَالْعَيْنُ فِي الْكُلِّ ثُقِّلَا الخ: یعنی قصر اور عین میں تشدید، شامی اور مکی کے لیے صرف انہیں دو کلموں میں نہیں بلکہ ان تمام الفاظ میں ہے جو مُضٰعَفَةً سے مشتق ہوئے ہیں۔ اور یہ کل دس لفظ ہیں۔ بقرہ میں دو جگہ، آل عمران، نساء، ہود، فرقان، احزاب، حدید، میں دو جگہ اور تغابن میں، اور باقین تمام کلمات کو باثبات الالف پڑھتے ہیں۔ اور عَسَيْتُمْ یہاں اور سورۂ قتال میں ہے۔

۴۷/۵۱۸ دِفَاعُ بِهَا وَالْحَجِّ فَتْحٌ وَسَاكِنٌ ۔۔۔ وَقَصْرٌ خُصُوصًا غَرْفَةً ضَمَّ ذُوْ وِلَا

ترجمہ: وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ کو سورۂ بقرہ میں اور حج میں چھ قاریوں نے خاص طور پر دال کو مفتوح، فا کو ساکن اور بحذفِ الف پڑھا ہے (اور نافع نے بکسر دال اور فاءِ مفتوحہ کے بعد الف پڑھا ہے) اور اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً میں غُرْفَةً کو کوفیین و شامی نے بضم غین اور باقی نے بفتح غین پڑھا ہے۔

ذُوْ وِلَا: یعنی موافقت کرنے والے۔

۴۵/۵۱۹ وَلَا بَيْعَ نَوِّنْهُ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا ۔۔۔ شَفَاعَةَ وَارْفَعْهُنَّ ذَا اُسْوَةٍ تَلَا

۴۶/۵۲۰ وَلَا لَغْوَ لَا تَأْثِيمَ لَا بَيْعَ مَعْ وَلَا ۔۔۔ خِلَالَ بِاِبْرَاهِيمَ وَالطُّوْرِ وُصِّلَا

یعنی کوفیین، شامی اور نافع لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ بقرہ میں، اور لَا لَغْوٌ وَلَا تَأْثِيمٌ طور میں اور لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ابراہیم میں۔ ان مذکورہ سات کلموں میں رفع اور تنوین پڑھتے ہیں۔ اور مکی و بصری بغیر تنوین فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

ذَا اُسْوَةٍ تَلَا: یعنی ایک اچھی عادت والے قاری نے پڑھا۔

۴۷/۵۲۱ وَمَدُّ اَنَا فِي الْوَصْلِ مَعْ ضَمِّ هَمْزَةٍ ۔۔۔ وَفَتْحٍ اَتٰى وَالْخُلْفُ فِي الْكَسْرِ بُجِّلَا

یعنی حالت وصل میں لفظ اَنَا کے بعد جب ہمزہ مضمومہ یا مفتوحہ واقع ہو۔ جیسے اَنَا اُحْیِی اور اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نافع اَنَا کو باثبات الالف الہمزہ مکسورہ سے قبل واقع ہو جیسے اِنْ اَنَا اِلَّا تو قالون کے لیے دو وجہیں اثبات اور حذف ہیں۔ اور باقی بحذف الالف پڑھتے ہیں۔ اور وقف میں سب کے لیے اثبات ہے۔ بُجِّلَا: عظمت دیا گیا۔

۷۸/۵۲۲ وَنُنْشِزُهَا ذَاكِ وَبِالرَّاءِ غَيْرُهُمْ   وَصِلْ يَتَسَنَّهْ دُونَ هَاءٍ شَمَرْدَلَا

یعنی کوفیین و شامی کَیْفَ نُنْشِزُهَا کو زاء سے اور باقی راء مہملہ سے پڑھتے ہیں۔ اور حمزہ وکسائی لَمْ یَتَسَنَّهْ کو حالتِ وصل میں حذفِ ھا کے ساتھ اور باقی اثباتِ ھا کے ساتھ پڑھتے ہیں اور وقف باجماع باثباتِ ھاء ہے۔
قولہ ذَاكِ یعنی مشہور ہے۔ شَمَرْدَلَا: یعنی خفیفًا۔

نوٹ: وصل میں بغیر ھا پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ یَتَسَنَّنُ سے ماخوذ ہے، دوسرے نون کو یاء سے بدلا گیا یَتَسَنّٰی ہوا۔ پھر حالت جزمی کی وجہ سے الف حذف ہو گیا۔

اور اثباتِ ھا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ سَانَهْتُ سے لیا گیا ہے۔ لہٰذا حذف کرنے والوں کے یہاں یہ ھاءِ سکتہ ہے۔ جو فتحہ دال علی الالف کی وضاحت کے لیے زیادہ کی گئی ہے اور مثبتین کے یہاں دونوں احتمال ہیں۔ ھائے سکتہ ہونے کا بھی اور اصلیہ ہونے کا بھی (ملا علی قاری)۔

۷۹/۵۲۳ وَبِالْوَصْلِ قَالَ اعْلَمْ مَعَ الْجَزْمِ شَافِعٌ   فَصُرْهُنَّ ضَمُّ الصَّادِ بِالْكَسْرِ فُصِّلَا

یعنی حمزہ کسائی پڑھتے ہیں قَالَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ ہمزہ وصلیہ اور میم کے جزم کے ساتھ گویا عَلِمَ سے صیغہ امر ہے۔ اور باقی کے لیے اَعْلَمُ صیغہ واحد متکلم مضارع، ہمزہ قطعیہ اور میم مرفوع کے ساتھ ہے اور امام حمزہ نے فَصِرْهُنَّ بکسر صاد اور باقی نے بضم صاد پڑھا ہے۔

۸۰/۵۲۴ وَجُزْءًا وَجُزْءٌ ضَمَّ الْاِسْكَانَ صِفْ وَحَيْثُمَا اُكُلُهَا ذِكْرًا وَفِي الْغَيْرِ ذُو حُلَا

یعنی شعبہ مِنْهُنَّ جُزْءًا بقرہ میں اور مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا زخرف میں اور جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ حجر میں بضم زا پڑھتے ہیں اور باقی تینوں میں زا کو ساکن پڑھتے ہیں۔ اور کوفیین و شامی لفظ اُکُل کو جہاں بھی آئے۔ بضم کاف پڑھتے ہیں۔ اور بصری بھی اُکُلُهَا (جو ضمیر واحد مؤنث کی طرف مضاف ہے) کے ماسوا ہر جگہ بضم کاف پڑھتے ہیں۔ اور نافع و مکی ہر جگہ سکون کاف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور ۹ اُکُلُهَا کو بصری نے بھی سکونِ کاف سے پڑھا ہے۔

۸۱/۵۲۵ وَفِی رُبْوَةٍ فِی الْمُؤْمِنِیْنَ وَهٰهُنَا عَلٰی فَتْحِ ضَمِّ الرَّاءِ نَبِّهْتُ کُفَّلَا

ترجمہ: لفظ رُبْوَۃ سورۂ مومنون میں اور یہاں رَا کے ضمہ کی بجائے (عاصم و شامی کے لیے) فتحہ کے ساتھ ہے۔ میں نے ذمہ داروں کو متنبہ کر دیا ہے۔ (مطلب واضح ہے)

تَاءَاتِ بَزِّیْ

۸۲/۵۲۶ وَفِی الْوَصْلِ لِلْبَزِّیِّ شَدِّدْ تَیَمَّمُوْا وَتَاءَ تَوَفّٰی فِی النِّسَا عَنْهُ مُجْمِلَا

یعنی بزّی حالت وصل میں اُس تا کو مشدد پڑھتے ہیں جو تفعّل یا تفاعُل کے افعال مضارع کے شروع میں ہوتی ہے۔ اور لکھی ہوئی صرف ایک تا ہوتی ہے۔ ایسی تاءات کل اکتیس ۳۱ متفق علیہ ہیں اور ۲ دو مختلف فیہ ہیں۔ ناظم نے ان کو دس اشعار میں بیان کیا ہے۔ یہ تشدید صرف وصل میں ہے۔ ابتداء میں تا مخفف ہی ہوگی کیونکہ ابتدا بالساکن ممنوع ہے باقی بہر حال تخفیف سے پڑھیں گے۔

قولہ تَیَمَّمُوْا یعنی وَلَا تَّیَمَّمُوْا۔ بزی کے لیے تا کو مشدد پڑھا جائے گا۔ اور الف میں التقاء ساکنین کی وجہ سے مد فرعی کریں گے۔

اسی طرح اگر ماقبل میں کوئی حرفِ مد یا ہائے ضمیر ہو۔ جیسے عَنْهُ تَّلَهّٰی۔ اور اگر حرفِ مد کے علاوہ کوئی ساکن مثلاً تنوین ہو تو دونوں کو جمع کیا جائے گا۔

قولہ وَتَاءَ تَوَفّٰی یعنی اَلَّذِیْنَ تَّوَفّٰهُمُ الْمَلٰئِکَةُ۔

عَنْهُ مُجْمِلَا: یعنی یہ بزی سے مروی ہے، بحالیکہ وہ ایک اچھا طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔

۸۳/۵۲۷ وَفِیْ اٰلِ عِمْرَانٍ لَهٗ لَا تَفَرَّقُوْا وَالَانْعَامُ فِیْهَا فَتَّفَرَّقَ مُثِّلَا

ترجمہ: اور بزی کے لیے آل عمران میں لَا تَّفَرَّقُوْا۔ اور انعام میں فَتَّفَرَّقَ متعین ہوا ہے۔

۸۴/۵۲۸ وَعِنْدَ الْعُقُوْدِ التَّاءُ فِیْ لَا تَعَاوَنُوْا وَیَرْوِیْ ثَلَاثًا فِیْ تَلَقَّفُ مُثَّلَا

ترجمہ: اور سورۂ مائدہ میں وَلَا تَّعَاوَنُوْا میں تا مشدد ہے۔ اور بزی تین جگہ لفظ تَلَقَّفُ (اعراف، طٰہٰ، شعراء) میں تاء مشدد روایت کرتے ہیں۔

مُمَثِّلُ جمع مماثِل ۔ تعیین کرنے والے۔

۸۵/۵۲۹ تَنَزَّلُ عَنْهُ اَرْبَعٌ وَّ تَنَاصَرُوْ ... نَ نَارًا تَلَظّٰى اِذْ تَلَقَّوْنَ ثُقِّلَا

ترجمہ: بزی سے چار جگہ تَنَزَّلُ ہیں (حجر[۹] اور شعراء[۱۱،۱۱] میں دو اور سورۂ قدر[۱۲] میں) اور تَنَاصَرُوْنَ (صافات) میں اور نَارًا تَلَظّٰى[۱۴] (والیل) میں اور اِذْ تَلَقَّوْنَ[۱۵] (نور) میں بھی تاءات کو مشدد پڑھا گیا ہے۔

۸۶/۵۳۰ تَكَلَّمُ مَعْ حَرْفَىْ تَوَلَّوْا بِهُوْدِهَا ... وَفِىْ نُوْرِهَا وَالْاِمْتِحَانِ وَبَعْدَ لَا

ترجمہ: یَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ[۱۶] (ہود) میں۔ اور تَوَلَّوْا[۱۷،۱۸] (ہود) کے دونوں لفظوں میں اور وہ تَوَلَّوْا جو نور[۱۹] اور ممتحنہ[۲۰] میں ہے اور وہ تَوَلَّوْا جو لا کے بعد (انفال[۲۱] میں) ہے (ان سب میں بھی بزی کے لیے تاء مشدد ہے۔

۸۷/۵۳۱ فِى الْاَنْفَالِ اَيْضًا ثُمَّ فِيْهَا تَنَازَعُوْ ... تَبَرَّجْنَ فِى الْاَحْزَابِ مَعْ اَنْ تَبَدَّلَا

قولہ فِى الْاَنْفَالِ اَيْضًا کا تعلق گذشتہ شعر سے ہے۔

ترجمہ: پھر اسی انفال میں وَلَا تَنَازَعُوْا[۲۲]۔ اور احزاب میں وَلَا تَبَرَّجْنَ[۲۳] مَعَ، وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ[۲۴] کے ہے۔

۸۸/۵۳۲ وَفِى التَّوْبَةِ الْغَرَّاءِ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْا ... نَ عَنْهُ وَجَمْعُ السَّاكِنَيْنِ هُنَا انْجَلَا

ترجمہ: اور روشن سورت توبہ میں قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ[۲۵] کی تاء بھی بزی سے مشدد مروی ہے۔

اور یہاں اجتماعِ ساکنین واضح ہوا ہے۔

۸۹/۵۳۳ تَمَيَّزُ يَرْوِىْ ثُمَّ حَرْفَ تَخَيَّرُوْ ... نَ عَنْهُ تَلَهّٰى قَبْلَهُ الْهَاءُ وُصِّلَا

ترجمہ: تَكَادُ تَمَيَّزُ[۲۶] ملک میں بھی بزی روایت کرتے ہیں۔ پھر نون میں لفظ تَخَيَّرُوْنَ[۲۷] اور عَنْهُ تَلَهّٰى[۲۸] میں تا مشدد ہے دراں حالیکہ تَلَهّٰى سے پہلے عَنْهُ کی ھاء میں صلہ کیا گیا ہے۔

۹۰/۵۳۴ وَفِى الْحُجُرَاتِ التَّاءُ فِىْ لِتَعَارَفُوْا ... وَبَعْدَ وَلَا حَرْفَانِ مِنْ قَبْلِهِ جَلَا

ترجمہ: اور حجرات میں لِتَعَارَفُوْا[۲۹]۔ میں بھی بزی کے لیے تاء مشدد ہے۔ اور لا کے بعد دو لفظ ہیں۔ (وَلَا تَنَابَزُوْا[۳۰] اور وَلَا تَجَسَّسُوْا[۳۱]) جو حجرات ہی میں لِتَعَارَفُوْا سے پہلے ظاہر ہوئے ہیں۔

۹۱/۵۳۵ وَكُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الَّذِى مَعْ تَفَكَّهُوْ ... نَ عَنْهُ عَلَى وَجْهَيْنِ فَافْهَمْ مُحَصِّلَا

ترجمہ: اور وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ (آل عمران) جو میم جمع کے بعد ہونے میں فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ (واقعہ) کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں بزی سے بتشدیدِ تا اور بتخفیفِ تا دو وجہوں پر مروی ہیں۔ پس ان سب تاءات کا ماحصل تو سمجھ لے۔

۹۲/۵۳۶ نِعِمَّا مَعًا فِى النُّوْنِ فَتْحٌ كَمَا شَفَا ... وَاِخْفَاءُ كَسْرِ الْعَيْنِ صِيْغَ بِهِ حُلَا

ترجمہ: نِعِمَّا میں (بقرہ ونساء) دونوں جگہ نون پر (شامی، حمزہ، کسائی کے لیے) فتحہ ہے۔ جیسا کہ وہ شافی ہوا ہے۔ اور (باقی سب نون کو مکسور پڑھتے ہیں البتہ مکسور پڑھنے والوں میں سے شعبہ، قالون اور بصری کے لیے) کسرۂ عین میں اختلاس ہے جس سے زیوروں کو ڈھالا گیا ہے۔

۹۳/۵۳۷ وَيَا وَنُكَفِّرْ عَنْ كِرَامٍ وَجَزْمُهُ ... اَتَى شَافِيًا وَالْغَيْرُ بِالرَّفْعِ وُكِّلَا

ترجمہ: اور نُكَفِّرْ میں کچھ کریموں (حفص وشامی) سے یا منقول ہے اور اس پر جزم (حمزہ وکسائی اور نافع کے لیے) شافی ہو کر آیا ہے۔ اور دیگر قراء کے لیے یہ لفظ رفع کے ساتھ سپرد کیا گیا ہے۔

۹۴/۵۳۸ وَيَحْسَبُ كَسْرُ السِّيْنِ مُسْتَقْبَلًا سَمَا ... رِضَاهُ وَلَمْ يَلْزَمْ قِيَاسًا مُؤَصَّلَا

ترجمہ: اور لفظ يَحْسَبُ میں مستقبل ہونے کی حالت میں سین کے کسرہ کی پسندیدگی (نافع، مکی، بصری اور کسائی کے لیے) بلند ہوتی ہے اور یہاں یہ کسرہ اس لغوی قیاس کا پابند نہیں رہا ہے جو برابر پہنچایا جاتا رہا ہے۔

۹۵/۵۳۹ وَقُلْ فَأْذَنُوْا بِالْمَدِّ وَاكْسِرْ فَتًى صَفَا ... وَمَيْسُرَةٍ بِالضَّمِّ فِى السِّيْنِ اُصِّلَا

ترجمہ: اور فَأْذَنُوْا کو ہمزہ کے بعد الف کے ساتھ پڑھو۔ اور ذال کو کسرہ دو۔ ایک ایسے جوان کے لیے (یعنی حمزہ وشعبہ کے لیے) جو پاکیزہ ہے۔ (گویا فَآذِنُوْا اور فَأْذَنُوْا دو قراءتیں ہیں اور لفظ مَيْسُرَةٍ (نافع کے لیے) سین پر ضمہ کے ساتھ (اور باقین کے لیے فتحہ کے ساتھ) اصل قرار دیا گیا ہے)۔

۹۶/۵۴۰ وَتَصَدَّقُوْا خِفٌّ نَمَا تُرْجَعُوْنَ قُلْ ... بِضَمٍّ وَفَتْحٍ عَنْ سِوٰى وَلَدِ الْعَلَا

ترجمہ: اور تَصَدَّقُوْا بتخفیفِ صاد (عاصم کے لیے اور بتشدید صاد باقی کے لیے) بلند ہوا ہے۔ اور لِيَوْمًا

تُرْجَعُوْنَ ضمِ تا وفتحِ جیم کے ساتھ بصری کے ماسوا کے لیے (اور بفتحِ تا و کسرِ جیم بصری کے لیے) پڑھو۔

۹۷/۵۴۱ وَفِیْ اَنْ تَضِلَّ الْکَسْرُ فَازَ وَخَفَّفُوْا ۔۔۔ فَتُذْکِرَ حَقًّا وَارْفَعِ الرَّا فَتَعْدِلَا

ترجمہ: اور اَنْ تَضِلَّ کے ہمزہ پر (حمزہ کے لیے) کسرہ (اور باقین کے لیے فتحہ) کامیاب ہوا۔ اور مشائخ قراءت نے فَتُذْکِرَ میں حق ہونے کے اعتبار سے (مکی، بصری کے لیے) کاف کو خفیف، ذال کو ساکن پڑھا ہے اور حمزہ کے لیے را کو رفع پڑھو۔ تاکہ بالانصاف ہو جاؤ۔ (باقی کے لیے ذال کا فتحہ، کاف پر تشدید اور را پر نصب پڑھا گیا ہے۔)

۹۸/۵۴۲ تِجَارَةً انْصِبْ رَفْعَهٗ فِی النِّسَا ثَوٰی ۔۔۔ وَحَاضِرَةً مَعَهَا هُنَا عَاصِمٌ تَلَا

یعنی اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ (نساء) میں تِجَارَةً کو کوفیین کے لیے منصوب اور باقی کے لیے مرفوع پڑھو۔ اور عاصم نے حَاضِرَةً کو مع لفظ تِجَارَةً کے یہاں نصب کے ساتھ اور باقی نے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

ثَوٰی: یعنی ثَبَتَ۔

۹۹/۵۴۳ وَحَقٌّ رِهَانٌ ضَمُّ کَسْرٍ وَفَتْحَةٍ ۔۔۔ وَقَصْرٌ وَیَغْفِرْ مَعْ یُعَذِّبْ سَمَا الْعُلَا

یعنی مکی، بصری فَرُهُنٌ مَّقْبُوْضَةٌ اور باقی بکسرِ را و فتحِ ہا و الف فَرِهَانٌ پڑھتے ہیں۔ اور نافع، مکی، بصری اور حمزہ کسائی فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ میں یَغْفِرْ وَیُعَذِّبْ دونوں کو مجزوم اور باقی مرفوع پڑھتے ہیں۔ (باقی مضمون اگلے شعر میں ہے۔)

۱۰۰/۵۴۴ شَذَا الْجَزْمِ وَالتَّوْحِیْدُ فِیْ وَکِتَابِهٖ ۔۔۔ شَرِیْفٌ وَفِی التَّحْرِیْمِ جَمْعُ حِمًی عَلَا

قولہ شَذَا الْجَزْمُ: یہ شعر سابق سے متعلق ہے یعنی یَغْفِرْ، یُعَذِّبْ میں جزم کی شہرت بلند ہوئی۔

اور توحید وَکِتَابِهٖ میں باعث شرف ہے۔ یعنی حمزہ کسائی کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکِتَابِهٖ واحد اور باقی جمع پڑھتے ہیں۔ اور سورۂ تحریم میں ایک بلند نصرت کے لیے جمع ہے۔ یعنی بصری و حفص جمع اور باقی واحد پڑھتے ہیں۔

۱۰۱/۵۴۵ وَبَیْتِیْ وَعَهْدِیْ فَاذْکُرُوْنِیْ مُضَافُهَا ۔۔۔ وَرَبِّیْ وَبِیْ مِنِّیْ وَاِنِّیْ مَعًا حُلَا

یعنی اس سورت میں وہ یاءات اضافت جن میں قراء کا اختلاف ہے آٹھ ہیں۔ (۱) بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ (۲) عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (۳) فَاذْکُرُوْنِیْ (۴) رَبِّیَ الَّذِیْ (۵) وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ (۶) فَاِنَّهٗ مِنِّیْ

(۷) إِنِّيْ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۸) إِنِّيْ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ۔
قولہ حلا :- یعنی یہ تمام یادات جمال و زینت ہیں۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

۵۴۶/۱ وَإِضْجَاعُكَ التَّوْرَاةَ مَا رُدَّ حُسْنُهُ ۔۔۔ وَقُلِّلَ فِيْ جُوْدٍ وَبِالْخُلْفِ بُلِّلَا

یعنی لفظ تَوْرَاة میں تمہارے امالہ کرنے کا حسن و کمال رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور عمدگی کے ساتھ تقلیل کی گئی ہے اور خلف کے ساتھ شادابی دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لفظ تَوْرَاة تمام قرآن میں جہاں بھی ہو اس کے الف میں ابن ذکوان، کسائی، بصری امالہ اور ورش و حمزہ تقلیل بلاخلف اور قالون تقلیل بالخلف کرتے ہیں۔ اور باقی خالص الف پڑھتے ہیں اور قالون کی یہی دوسری وجہ ہے۔

۵۴۷/۲ وَفِيْ تُغْلَبُوْنَ الْغَيْبُ مَعْ تُحْشَرُوْنَ فِيْ ۔۔۔ رِضًا وَتَرَوْنَ الْغَيْبُ خُصَّ وَخُلِّلَا

ترجمہ: اور تُغْلَبُوْنَ میں مع تُحْشَرُوْنَ کے ایک پسندیدہ صورت میں (حمزہ کسائی کے لیے) غیب کا صیغہ ہے۔ اور يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ میں غیب کا صیغہ (ماسوا نافع کے باقی قراء کے لیے) مخصوص و مختص ہوا ہے۔ اور باقین کے لیے تینوں میں خطاب ہے۔

۵۴۸/۳ وَرِضْوَانُ اضْمُمْ غَيْرَ ثَانِي الْعُقُوْدِ كَسْـ ۔۔۔ رُهُ صَحَّ إِنَّ الدِّيْنَ بِالْفَتْحِ رُفِّلَا

ترجمہ: اور لفظ رِضْوَان میں (جہاں بھی ہو) اس کی راء مکسورہ کو مضموم پڑھو۔ بجز سورۃ مائدہ کے دوسرے موقعہ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ کے، کیونکہ یہ ضمہ بھی صحیح ہے۔ یعنی شعبہ مائدہ کے دوسرے موقع کے ماسوی تمام قرآن میں رِضْوَان کو مضموم الراء اور باقی مکسور الراء پڑھتے ہیں اور مائدہ کا دوسرا لفظ باجماع مکسور ہے۔
إِنَّ الدِّيْنَ میں (کسائی کے لیے) فتح ہمزہ کو (اور باقین کے لیے کسرہ کو) عظمت دی گئی ہے۔

نوٹ: رِضْوَان بضم را تمیم و قیس کی اور کسرہ حجازیین کی لغت ہے۔ (ملا علی قاری)

۵۴۹/۴ وَفِيْ يَقْتُلُوْنَ الثَّانِ قَالَ يُقَاتِلُوْ ۔۔۔ نَ حَمْزَةُ وَهْوَ الْحَبْرُ سَادَ مُقَتَّلَا

ترجمہ: اور دوسرے یَقْتُلُوْنَ میں حمزہ نے یُقَاتِلُوْنَ پڑھا ہے۔ اور امام حمزہ زبردست عالم اور میدانِ کارزار کے سردار ہوئے ہیں مُقَـتَّلاً یعنی جنگ میں آزمودہ کار۔

۵/۵۵۰ وَفِي بَلَدٍ مَيْتٍ مَعَ الْمَيْتِ خَفَّفُوْا صَفَا نَفَرًا وَالْمَيْتَةُ الْخِفُّ خُوِّلَا
۶/۵۵۱ وَمَيْتًا لَدَى الْأَنْعَامِ وَالْحُجُرَاتِ خُذْ وَمَا لَمْ يَمُتْ لِلْكُلِّ جَاءَ مُثَقَّلَا

ترجمہ: بَلَدٍ مَيْتٍ: میں مع لفظ اَلْمَيْتِ کے اہلِ ادا نے مخفف پڑھا ہے۔ اور یہ تخفیف ایک جماعت کے لیے پاکیزہ ہوئی ہے۔ اور اَلْمَيْتَةُ میں تخفیف عطا کی گئی ہے اور مَيْتًا جو سورہ انعام و حجرات میں ہے۔ اس کو لے لو۔ اور وہ مَيِّت جو بالفعل مردہ نہیں ہے، تمام قراء کے لیے مشدد ہی آیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بَلَدٍ مَيِّتٍ جو اعراف و فاطر میں ہے اور اَلْمَيِّتِ معرف باللام (منصوب تین جگہ اور مجرور پانچ جگہ ہے۔) ان دونوں لفظوں کو مکی، بصری، شامی اور شعبہ یا کے اسکان سے اور باقی تشدید سے پڑھتے ہیں۔ اور اٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ یٰسٓ میں نافع کے ماسواسب تخفیف سے اور نافع تشدید سے پڑھتے ہیں۔ مَيْتًا نکرہ جو انعام و حجرات میں ہے اس کو بھی نافع کے ماسوا نے تخفیف سے اور نافع نے تشدید سے پڑھا ہے۔ اور قراء سبعہ نے اس لفظ کی تشدید پر اتفاق کیا ہے۔ جس کا اطلاق قرآن میں بالفعل مردہ پر نہیں بلکہ زندوں پر ہوا ہے۔ جیسے وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ۔ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ۔ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ۔

حاصل یہ کہ الفاظ تین طرح ہیں۔ ایک متفق التشدید، یعنی جو بالفعل مردہ کے لیے نہیں۔ دوسرے متفق التخفیف اور وہ وہ ہیں جن کو شاطبی نے ذکر نہیں کیا جیسے مائدہ اور نحل میں اور تیسرے وہ جو مختلف فیہ ہیں۔ ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۷/۵۵۲ وَكَفَّلَهَا الْكُوْفِيْ ثَقِيْلًا وَسَكَّنُوْا وَضَعْتُ وَضَمُّوْا سَاكِنًا صَحَّ كُفَّلَا

ترجمہ: اور لفظ كَفَّلَهَا کو کوفیین نے فاء پر تشدید کے ساتھ پڑھا ہے (باقی تخفیف سے پڑھتے ہیں) اور اہلِ ادا نے وَضَعَتْ میں عین کو ساکن اور تاء ساکنہ کو مضموم یعنی شعبہ و شامی کے لیے بصیغہ متکلم پڑھا ہے اور باقی نے بصیغہ واحد مؤنث غائب پڑھا۔

قولہ وَضَمُّوْا سَاكِنًا صَحَّ كُفَّلَا: ۔ اہلِ ادا نے تاءِ تانیث ساکنہ کو ضمہ دیا۔ اور یہ قراءت اپنے ذمہ داروں کے اعتبار سے صحیح ہے۔

۸/۵۵۳ وَقُلْ زَكَرِيَّا دُوْنَ هَمْزٍ جَمِيْعِهِ صِحَابٌ وَرَفْعُ غَيْرِ شُعْبَةَ الاَوَّلَا

اور کہو کہ زکریا تمام قرآن میں حمزہ، کسائی اور حفص کے لیے بغیر ہمزہ ہے اور باقی آخر میں ہمزہ پڑھتے ہیں۔ اور اس سورت میں جو زکریا پہلی مرتبہ وکفلھا زکریا میں آیا ہے۔ ہمزہ پڑھنے والوں میں غیر شعبہ مرفوع اور شعبہ منصوب پڑھتے ہیں۔ اور باقی تمام جگہ مہموز پڑھنے والے اعراب میں متفق ہیں۔

۹/۵۵۴ وَذَكِّرْ فَنَادَاهُ وَأَضْجِعْهُ شَاهِدًا وَمِنْ بَعْدُ اَنَّ اللّٰهَ يُكْسَرُ فِيْ كِلَا

اور فَنَادَتْهُ کو بصیغہ واحد مذکر پڑھو، اور حسب اصول حمزہ و کسائی کے لیے اس میں امالہ کرو۔ اور فَنَادَتْهُ کے بعد جو اَنَّ اللّٰهَ ہے اس کو بکسر ہمزہ، حمزہ و شامی کے لیے اور بفتح ہمزہ باقی کے لیے پڑھو۔ یہ قرات بڑی حفاظت میں ہے۔

۱۰/۵۵۵ مَعَ الْكَهْفِ وَالْاِسْرَاءِ يُبَشِّرُ كَمْ سَمَا نَعَمْ ضُمَّ حَرِّكْ وَاكْسِرِ الضَّمَّ اَثْقَلَا

ترجمہ: آل عمران میں دو جگہ مع کہف و اسراء کے لفظ يُبَشِّرُ کتنا عالی شان ہوا۔ ہاں نعم یاء کو ضمہ، باء کو حرکت یعنی فتحہ دو۔ اور شین مضموم کو کسرہ بحالت تشدید دو۔ یعنی اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ، دو جگہ آل عمران میں ہے اس کے ساتھ کہف و اسرا میں يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ہے۔ کل چار جگہ ہوئیں۔ ان چاروں میں شامی، نافع، مکی، بصری اور عاصم یاء کو ضمہ، باء کو فتحہ اور شین کو کسرہ و تشدید کے ساتھ تفعیل سے پڑھتے ہیں۔ اور حمزہ، کسائی فتح یا، سکون با اور شین کے ضمہ و تخفیف کے ساتھ نصر سے پڑھتے ہیں۔

۱۱/۵۵۶ نَعَمْ عَمَّ فِي الشُّوْرٰى وَفِي التَّوْبَةِ اعْكِسُوْا لِحَمْزَةَ مَعْ كَافٍ مَعَ الْحِجْرِ اَوَّلَا

ترجمہ: ہاں ضمہ و تشدید (عاصم، نافع، شامی کے لیے) ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ شوریٰ میں عام ہوئے ہیں۔ (اور باقین نے بالتخفیف پڑھا) اور توبہ میں صرف حمزہ کے لیے ضمہ و تشدید کی ضد پڑھو۔ (یعنی يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ کو بالتخفیف صرف حمزہ پڑھتے ہیں۔ باقی بالتشدید پڑھتے ہیں۔) مع سورہ کاف یعنی مریم کے اور مع سورہ حجر کے پہلے موقعہ کے۔ یعنی مریم میں دو جگہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ۔ اور لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ۔ اور حجر میں پہلے موقعہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ۔ میں بھی یہی صورت اختلاف ہے، کہ حمزہ بالتخفیف اور باقی بالتشدید پڑھتے ہیں۔ حجر میں پہلے موقعہ کی قید اس لیے ہے کہ دوسرے موقع فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ کو سب بالتشدید پڑھتے ہیں۔

نوٹ: واضح ہو کہ یہ اختلافی کلمات کل نو ہیں۔ چار پہلے شعر میں اور پانچ دوسرے میں۔

۱۲/۵۵۷ نُعَلِّمُهُ بِالْيَاءِ نَصُّ أَئِمَّةٍ ‏ ‏ وَبِالْكَسْرِ اِنِّيْ اَخْلُقُ اعْتَادَ اَفْضَلَا

ترجمہ: نُعَلِّمُهُ میں (عاصم و نافع کے لیے) ائمہ قراءت نے یا کے ساتھ (اور باقین کے لیے نون کے ساتھ) صراحت کی ہے۔ اور اِنِّیْ اَخْلُقُ (نافع کے لیے) علیحدہ کلام ہو کر کسرہ کے ساتھ عادی ہوا ہے (باقی فتحہ پڑھتے ہیں۔)

۱۳/۵۵۸ وَفِيْ طَائِرًا طَيْرًا بِهَا وَعُقُوْدِهَا ‏ ‏ خُصُوْصًا وَيَاءٌ فِيْ نُوَفِّيْهِمُوْ عَلَا

ترجمہ: اور طَائِرًا کی جگہ خصوصیت سے اس سورت میں اور مائدہ میں۔ (ماسوا نافع کے چھ قاریوں نے) طَيْرًا پڑھا ہے اور نُوَفِّيْهِمْ میں (حفص کے لیے) یا بلند ہوئی ہے۔

۱۴/۵۵۹ وَلَا اَلِفٌ فِيْ هَا هَأَنْتُمْ زَكَا جَنًا ‏ ‏ وَسَهِّلْ اَخَا حَمْدٍ وَكَمْ مُبْدِلٍ جَلَا

ترجمہ: (قرآن میں جہاں بھی ہو) لفظ هَاَنْتُمْ کی ها میں (قنبل اور ورش کے لیے) الف نہیں۔ اور یہ الف نہ ہونا بھی علمی اعتبار سے پاکیزہ ہے۔ اور اے قابلِ تعریف بھائی (نافع و بصری کے لیے اَنْتُمْ کے ہمزہ میں) تسہیل کر۔ اور کتنے ہی قاری (ورش کے لیے) ابدال بالالف کرنے والے بھی ظاہر ہوئے ہیں۔

یعنی هَاَنْتُمْ کو ورش و قنبل بغیر الف بروزن سَاَلْتُمْ پڑھتے ہیں باقی الف کے ساتھ بروزن قَاتَلْتُمْ پڑھتے ہیں۔ اور نافع و بصری ہمزہ میں تسہیل کرتے ہیں۔ اور ورش سے ہمزہ کو الف سے بدل کر مدِ طویل کے ساتھ پڑھنے کی ایک وجہ بھی آئی ہے۔ باقی قراء ہمزہ کو تحقیق سے پڑھتے ہیں۔ گویا قالون و بصری تسہیل ہمزہ مع الف۔ ورش تسہیل ہمزہ بلاالف۔ اور ابدال ہمزہ بالالف اور قنبل بلاالف مع تحقیق ہمزہ، اور باقی تحقیق ہمزہ مع الالف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ آگے جیسا کہ متاخرین کی عادت ہے ان قراءات کی توجیہہ کرتے ہیں۔ لیکن علامہ جزری فرماتے ہیں کہ ان توجیہات کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۵/۵۶۰ وَفِيْ هَائِهِ التَّنْبِيْهُ مِنْ ثَابِتٍ هُدًى ‏ ‏ وَاِبْدَالُهُ مِنْ هَمْزَةٍ زَانَ جَمَّلَا

ترجمہ: اور هَاَنْتُمْ کی ها میں تنبیہ کا ہونا پایا جاتا ہے ایک ایسے قاری سے جو ہدایت میں ثابت قدم ہے۔ اور اس کے ہمزہ سے بدلے جانے نے زینت و جمال بخشا ہے۔ یعنی ابن ذکوان، کوفیین اور بزی کی قراءت میں هَا اَنْتُمْ کی ها میں تنبیہ کے معنی ہیں۔ اور ورش و قنبل کی روایت میں یہ کلمہ اصل میں ءَاَنْتُمْ تھا۔ ہمزہ اولیٰ کو ہ سے بدل دیا۔ اسی وجہ سے ورش کے لیے اجتماع ہمزتین فی کلمۃ کے اصول پر ہمزہ میں تسہیل یا ابدال ہوا۔ رہا یہ کہ

قنبل کے لیے تحقیق کیوں ہوئی ؟

جواب : یہ کہ پہلا ہمزہ ھا سے بدل جانے کے بعد اجتماع ہمزتین نہ رہا۔ لہذا تحقیق ہوئی۔ اور ورش نے اصل پر نظر کرتے ہوئے تسہیل یا ابدال کیا ہے۔

۱۴/۵۶۱ وَيَحْتَمِلُ الْوَجْهَيْنِ عَنْ غَيْرِهِمْ وَكَمْ وَجِيهٍ بِهِ الْوَجْهَيْنِ لِلْكُلِّ حَمَّلَا

ترجمہ : اور مذکورین کے علاوہ (قالون، بصری، ہشام) سے دونوں وجہوں کا احتمال ہے۔ اور کتنے ہی باوجاہت لوگوں نے ھاأنتم کو تمام قراء کے لیے دونوں وجہوں پر حمل کیا ہے۔ یعنی بصری، قالون و ہشام کی قراءت میں ہوسکتا سکتا ہے کہ ھا ہمزہ سے بدل کر آئی ہوئی ہو۔ اور اجتماع ہمزتین فی کلمۃٍ کے اصول کے مطابق یہ حضرات بین الہمزتین ادخال الف کر رہے ہیں، اور بصری و قالون ہمزہ میں تسہیل اسی لیے کر رہے ہوں کیونکہ وہ ہمزۂ ثانیہ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ھا حرفِ تنبیہ ہو، البتہ بصری و قالون کے لیے تسہیل کی توجیہہ یہ کریں گے کہ یہ جمعاً بین اللغتین ہے۔ اور بعض اہلِ تحقیق نے تمام قراء کے لیے وجہین کا احتمال صحیح کہا ہے۔ چنانچہ ورش و قنبل کی روایتوں میں ھاءِ تنبیہ کے احتمال پر کہا جائے گا کہ الف تخفیفاً حذف ہوگیا۔ اور ورش نے تسہیل یا ابدال جمع بین اللغتین کے لیے کیا ہے۔

اور ابن ذکوان، کوفیین اور بزی کے لیے بدل کے احتمال میں بھی کچھ مانع نہیں۔ صرف یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ بین الہمزتین ادخال الف کیوں پڑھتے ہیں؟

جواب : وہی ہوگا کہ جمعاً بین اللغتین کی وجہ سے کوئی حرج نہیں۔

۱۴/۵۶۲ وَيَقْصُرُ فِي التَّنْبِيهِ ذُو الْقَصْرِ مَذْهَبًا وَذُو الْبَدَلِ الْوَجْهَانِ عَنْهُ مُسَهِّلَا

ترجمہ : اور ھا تنبیہ میں قصر کرتا ہے وہ قاری جو مذہب کے اعتبار سے قصر والا ہے اور ھا کو ہمزہ سے بدلی ہوئی ماننے والے سے دراں حالیکہ وہ أنتم کے ہمزہ میں تغیر کرنے والا بھی ہے۔ دونوں وجہیں (مد و ترک مد) منقول ہیں۔ شارحین میں یہ شعر بڑا پیچیدہ اور مشکل بنا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے استاد علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس شعر کا بے تکلف اور راجح مفہوم یہ ہے کہ ناظمؒ نے ھا برائے تنبیہ ہونے یا مبدل من الہمزہ ہونے کے اختلاف کے تقاضے پر تفریع کی ہے کہ جن حضرات نے الف پڑھا ہے۔ (ماسوا قنبل و ورش) اگر ان کے لیے یہ حکم لگایا جائے کہ ھا تنبیہ کے لیے ہے تو مثبتینِ الف کی قراءت پر مد منفصل کی صورت ہوئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بزی و سوسی کے لیے قصر، قالون و دوری بصری کے لیے خلف اور باقی کے لیے مد ہوگا۔

دوسرے مصرعہ میں ذوالبدل سے ورش مراد ہیں۔ کیونکہ ذوالبدل میں اگرچہ قنبل بھی آتے ہیں لیکن مُسَهِّلَا کی

قید سے وہ خارج ہو گئے۔ اور خارج اس لیے کیا کہ وہ ھا میں الف پڑھتے ہی نہیں۔ جب الف جو محل مد ہے وہی نہیں تو قصر یا مد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ورش کے لیے دو وجہیں ہیں یعنی أَنتُمْ کے ہمزہ میں تسہیل کرتے وقت قنبل کی طرح ترکِ مد اور اس کو الف سے بدلتے ہوئے مد طویل۔

واضح ہو کہ مُسَهِّلاً سے تسہیل لغوی یعنی مطلق تغییر مراد ہے۔ تاکہ ورش کی دونوں وجہوں یعنی بین بین اور ابدال کو شامل ہو کر مد اور ترکِ مد کی دونوں وجہیں متفرع ہو جائیں۔

۱۸/۵۶۳ وَضَمٌّ وَحَرِّكْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ مَعْ ۔۔۔ مُشَدَّدَةٍ مِنْ بَعْدُ بِالْكَسْرِ ذُلِّلَا

ترجمہ: اور (کوفیین و شامی کے لیے) تُعَلِّمُونَ الْكِتَبَ میں تاء کو ضمہ اور عین کو حرکت یعنی فتحہ دو۔ اس کے بعد لام مشددہ ہے جو کسرہ کے تابع کیا گیا ہے۔ (باقین کے لیے دوسری قراءت تَعْلَمُونَ سمع سے ہے۔)

۱۹/۵۶۴ وَرَفْعُ وَلَا يَأْمُرْكُمُو رُوحُهُ سَمَا ۔۔۔ وَبِالتَّاءِ آتَيْنَا مَعَ الضَّمِّ خُوِّلَا

ترجمہ: اور وَلَا يَأْمُرُكُمْ کی راء پر رفع کی روح بلند ہوئی۔ (کسائی، نافع، کی، بصری مرفوع باقی منصوب پڑھتے ہیں۔ نیز گذر چکا ہے کہ بصری لَا يَأْمُرْكُمْ کی راء کو ساکن پڑھتے ہیں۔ اور دوری بصری کے لیے دوسری وجہ اختلاس بھی ہے) اور آتَيْنَاكُمْ کو (ماسوی نافع کے لیے) تاء مضمومہ عطا کی گئی ہے۔ یعنی آتَيْتُكُمْ۔ اور نافع آتَيْنَاكُمْ پڑھتے ہیں۔

۲۰/۵۶۵ وَكَسْرُ لِمَا فِيهِ وَبِالْغَيْبِ تُرْجَعُو ۔۔۔ نَ عَادَ وَفِي تَبْغُونَ حَاكِيهِ عَوَّلَا

اور حمزہ کے لیے لَمَا کے لام میں کسرہ ہے اور تُرْجَعُونَ غیب کے ساتھ (حفص کے لیے) دائر ہوا ہے۔ اور تَبْغُونَ میں (بصری و حفص کے لیے) صیغۂ غیب نقل کرنے والے نے قابل اعتماد بات کہی ہے (باقی کے لیے لَمَا، تُرْجَعُونَ اور تَبْغُونَ ہے۔)

۲۱/۵۶۶ وَبِالْكَسْرِ حَجُّ الْبَيْتِ عَنْ شَاهِدٍ وَغَيْـ ۔۔۔ ـبُ مَا تَفْعَلُوا لَنْ تُكْفَرُوهُ لَهُمْ تَلَا

اور حِجُّ الْبَيْتِ، حا کے کسرہ سے ایک شہادت دینے والے (یعنی حفص، حمزہ، کسائی) سے مروی ہے۔ اور مَا تَفْعَلُوا، لَنْ تُكْفَرُوا میں انہیں (حفص، حمزہ، کسائی) کیلئے اس شاہد نے غیب پڑھا ہے (باقی کیلئے حَجّ بفتح حا اور فعلوں میں خطاب ہے)

۲۲/۵۶۷ يَضِرْكُمْ بِكَسْرِ الضَّادِ مَعْ جَزْمِ رَائِهِ ۔۔۔ سَمَا وَيَضُمُّ الْغَيْرُ وَالرَّاءَ ثَقَّلَا

لَا یَضُرُّکُمْ ضاد کے کسرہ مع راء کے جزم کے (نافع، مکی، بصری) کے لیے لہٰذا ہوا (یعنی لَا یَضِرْکُمْ) اور دوسروں نے ضاد پر ضمہ اور راء کو مشدد پڑھا ہے۔

٢٣/٥٦٨ وَفِیْمَا هٰهُنَا قُلْ مُنْزِلِیْنَ وَمُنْزِلُوْ — نَ لِلْیَحْصَبِیْ فِی الْعَنْکَبُوْتِ مُثَقِّلَا

یعنی یہاں مُنْزِلِیْنَ اور سورۂ عنکبوت میں اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰی هٰذِهِ الْقَرْیَةِ کو شامی کے لیے بفتح نون اور بتشدید زاء پڑھو۔ اور باقی کے لیے باسکان نون وتخفیف زاء۔

٢٤/٥٦٩ وَحَقٌّ نَصِیْرٍ کَسْرُ وَاوِ مُسَوِّمِیْـ — ـنَ قُلْ سَارِعُوْا لَا وَاوَ قَبْلُ کَمَا انْجَلٰی

اور ایک مددگار کا حق (یعنی مکی، بصری، عاصم کے لیے) مُسَوِّمِیْنَ میں واؤ کا کسرہ ہے۔ (اور باقین کا فتحہ ہے) پڑھو۔ سَارِعُوْا اس طرح کہ اس سے پہلے (شامی ونافع کے لیے) واؤ نہیں ہے۔ جیسا کہ واضح ہوا ہے۔ اور باقی واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (واضح ہو کہ مصاحف شام ومدینہ میں واؤ محذوف ہے)

٢٥/٥٧٠ وَقَرْحٌ بِضَمِّ الْقَافِ وَالْقَرْحُ صُحْبَةٌ — وَمَعْ مَدِّ کَائِنْ کَسْرُ هَمْزَتِهٖ دَلَا

اور قَرْحٌ اور اَلْقَرْحُ (اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ اور مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ) میں صحبہ نے بضم کاف (اور باقی نے بفتح قاف) پڑھا ہے۔ اور لفظ کَاٰئِنْ جہاں بھی ہو الف کے ساتھ اور ہمزہ مکسورہ کے ساتھ بروزن کَاهِنْ (مکی کے لیے) کامیاب ہوا ہے۔ (اور باقی نے کَاَیِّنْ کاف کے بعد ہمزہ مفتوحہ اور یاء مشددہ مکسورہ بروزن کُمَیِّتْ پڑھا ہے)۔

٢٦/٥٧١ وَلَا یَاءَ مَکْسُوْرًا وَقَاتَلَ بَعْدَهٗ — یُمَدُّ وَفَتْحُ الضَّمِّ وَالْکَسْرِ ذُوْ وِلَا

قولہ وَلَا یَاءَ مَکْسُوْرًا اس کا تعلق شعر سابق سے ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ کَاٰئِنْ کے بعد لفظ قٰتَلَ الف مدہ اور قاف مضمومہ وتاء مکسورہ دونوں کے فتحہ کے ساتھ (کوفیین وشامی کے لیے) موافقت کرنے والا ہے۔ (اور باقی قُتِلَ پڑھتے ہیں۔)

٢٧/٥٧٢ وَحَرِّكْ عَیْنَ الرُّعْبِ ضَمًّا کَمَا رَسَا — وَرُعْبًا وَیَغْشٰی اَنِّثُوْا شَائِعًا تَلَا

اور لفظ اَلرُّعْبَ یا رُعْبًا کی عین کو (شامی وکسائی کے لیے) جیسا کہ ثابت ہوا ہے ضمہ کی حرکت دی گئی ہے۔

(باقی سکونِ عین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔) اور اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغْشٰی کو (حمزہ و کسائی نے) مؤنث (اور باقین نے مذکر) تلاوت کیا ہے۔ دراں حالیکہ یہ خوب شائع ہے۔

٢٨/٥٧٣ وَقُلْ کُلُّہٗ لِلّٰہِ بِالرَّفْعِ حَامِدًا ۔۔۔ بِمَا یَعْمَلُوْنَ الْغَیْبُ شَایَعَ دُخْلُلَا

اور اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ میں کُلّ کے لام کو (بصری کے لیے) اللہ کی حمد کرتے ہوئے رفع کے ساتھ (باقین کے لیے نصب کے ساتھ) پڑھو۔ اور بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ میں (حمزہ، کسائی، مکی کے لیے) کثیر المداخلۃ ہو کر صیغۂ غائب شائع ہوا ہے۔ (اور باقین کے لیے خطاب ہے۔)

٢٩/٥٧٤ وَمِتُّمْ وَمِتْنَا مِتَّ فِیْ ضَمِّ کَسْرِھَا ۔۔۔ صَفَا نَفَرٌ وِرْدًا وَحَفْصٌ ھُنَا اجْتَلَا

اور مِتُّمْ، مِتْنَا اور مِتَّ جہاں بھی ہوں اس کے کسرہ میم کے ضمہ میں ایک جماعت (شعبہ، مکی، بصری اور شامی) پاکیزہ ہوئی ہے۔ اور حفص یہاں آل عمران میں ضمہ میم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئے ہیں۔ (باقی تمام قرآن میں کسرۂ میم پڑھتے ہیں، جیساکہ باقین اس سورت میں اور دیگر تمام جگہ کسرۂ میم ہی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

٣٠/٥٧٥ وَبِالْغَیْبِ عَنْہُ تَجْمَعُوْنَ وَضَمَّ فِیْ ۔۔۔ یَغُلَّ وَفَتْحُ الضَّمِّ اِذْ شَاعَ کُفَّلَا

اور حفص سے لفظ تَجْمَعُوْنَ غائب کے ساتھ (باقین سے خطاب کے ساتھ) مروی ہے۔ اور اَنْ یَّغُلَّ میں (نافع، حمزہ، کسائی، شامی کے لیے) یا کو ضمہ اور غین کو فتحہ دو (باقی یا کو فتحہ، غین کو ضمہ پڑھتے ہیں۔)

٣١/٥٧٦ بِمَا قُتِّلُوا التَّشْدِیْدُ لَبّٰی وَبَعْدَہٗ ۔۔۔ وَفِی الْحَجِّ لِلشَّامِیْ وَالْاٰخِرُ کَمَّلَا

٣٢/٥٧٧ دِرَاکٍ وَقَدْ قَالَا فِی الْاَنْعَامِ قَتَّلُوْا ۔۔۔ وَبِالْخُلْفِ غَیْبًا یَحْسَبَنَّ لَہٗ وَلَا

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِّلُوْا میں تشدید نے (ہشام کو) لَبَّیْکَ کہا، (اور باقین نے مَا قُتِلُوْا بالتخفیف پڑھا) اور (اسی سورۃ میں) لفظ مَا قُتِلُوْا کے بعد والا یعنی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا اور سورۂ حج میں شامی کے لیے تشدید تا ہے (اور باقین کے لیے بالتخفیف ہے) اور آل عمران کے آخر میں قَتَلُوْا (تشدید کے ساتھ شامی و مکی نے) مکمل کیا ہے۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اور مکی و شامی انعام میں (قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا میں) قَتَّلُوْا بتشدید تا (اور باقین بالتخفیف) پڑھتے ہیں۔ اور وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا کو ہشام کے لیے نصرت کے اعتبار سے بالخلف غیب و خطاب کے ساتھ اور باقین کے لیے خطاب کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

نوٹ: اور سین کے فتحہ و کسرہ میں اختلاف کا بیان اوپر آچکا ہے۔

۳۳/۵۷۸ وَاَنَّ اکْسِرُوْا رِفْقًا وَیَحْزُنُ غَیْرَ الْاَنْـ ـبِیَاءِ بِضَمٍّ وَاکْسِرِ الضَّمَّ اَحْفَلَا

اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ میں اِنَّ کے ہمزہ کو (کسائی کے لیے) آسانی کے ساتھ کسرہ (اور باقین کے لیے فتحہ) پڑھو اور یَحْزُنُ کو (جہاں بھی ہو) سوائے لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ سورۂ انبیاء کے یا کے ضمہ اور زا مضمومہ کو (نافع کے لیے) کسرہ دو۔ دراں حالیکہ تم جامع قراءات ہو۔ (باقین ہر جگہ یَحْزُنُ فتح یا و ضم زا کے ساتھ اسی طرح نافع انبیاء میں باب نَصَرَ سے پڑھتے ہیں)۔

۳۴/۵۷۹ وَخَاطَبَ حَرْفَا یَحْسِبَنَّ فَخُذْ وَقُلْ بِمَا یَعْمَلُوْنَ الْغَیْبُ حَقٌّ وَذُوْ مَلَا

اور یَحْسَبَنَّ کے دونوں کلموں یعنی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ کو (ہمزہ نے) خطاب پڑھا ہے۔ پس یاد کرلے تو۔ (باقین نے غیب پڑھا ہے) اور بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ میں (مکی، بصری کے لیے) کہہ تو کہ غیب حق اور باعث شرف ہے۔ (اور باقین کے لیے خطاب ہے)۔

۳۵/۵۸۰ یَمِیْزَ مَعَ الْاَنْفَالِ فَاکْسِرْ سُکُوْنَهُ وَشَدِّدْهُ بَعْدَ الْفَتْحِ وَالضَّمِّ شُلْشُلَا

اور حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ میں مع انفال لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ کے (حمزہ، کسائی کے لیے) اس کی یاء ساکنہ کو کسرہ دو۔ اور مشدد پڑھو میم کے فتحہ کے بعد اور یا کے ضمہ کے بعد دراں حالیکہ تم خفیف ولطیف ہو۔ (اور باقین کے لیے یاء اوّل کو فتحہ، میم کو کسرہ اور یاء ثانیہ کو خفیف وساکن پڑھو۔)

۳۶/۵۸۱ سَنَکْتُبُ یَاءٌ ضُمَّ مَعْ فَتْحِ ضَمِّهِ وَقَتْلَ ارْفَعُوْا مَعْ یَاءِ نَقُوْلُ فَیَکْمُلَا

امام حمزہ نے سَنَکْتُبُ میں یاء مضموم اور تاء مفتوح (یعنی سَیُکْتَبُ) پڑھی۔ اور آگے وَقَتْلَهُمْ میں رفع پڑھو۔ مع وَنَقُوْلُ میں بجائے نون کے یا پڑھنے کے، تاکہ ان تمام کلمات کا اختلاف کامل ہو جائے۔ (باقین نے سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمْ وَنَقُوْلُ پڑھا)۔

۳۷/۵۸۲ وَبِالزُّبُرِ الشَّامِیْ کَذَا رَسْمُهُمْ وَبِالْـ ـکِتَابِ هِشَامٌ وَاکْشِفِ الرَّسْمَ مُجْمِلَا

اور شامی نے جَاءُوْا بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ پڑھا۔ کہ اہل شام کے مصحف کا رسم اسی طرح ہے۔ (باقین

نے وَالزُّبُرِ پڑھا۔) اور ہشام نے بِالزُّبُرِ سے آگے وَبِالْکِتٰبِ پڑھا۔ (اور باقین نے وَالْکِتٰبِ پڑھا۔) اور رسم کی اجمالی طور پر توضیح کر لو۔ ـــــ استاذ مرحوم نے فرمایا کہ رسم کے حقیقی و تقدیری ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہاں رسم تقدیری ہے۔

۳۸/۵۸۳ صَفَا حَقٌّ غَیْبٍ یَکْتُمُوْنَ یُبَیِّنُنَّہٗ ۔ نْ لَا تَحْسَبَنَّ الْغَیْبُ کَیْفَ سَمَا اعْتَلَا

غیب کا حق ہونا پاکیزہ ہوا۔ (شعبہ، مکی، بصری کے لیے) لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ دونوں فعلوں میں۔ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ میں (شامی، مکی، نافع، بصری کے لیے) غیب عالی ہونے کے لحاظ سے کس طرح بلند ہوا۔ (باقین نے ان تینوں فعلوں کو بصیغۂ خطاب پڑھا ہے۔)

۳۹/۵۸۴ وَحَقًّا بِضَمِّ الْبَا فَلَا یَحْسَبُنَّہُمْ ۔ وَغَیْبٍ وَفِیْہِ الْعَطْفُ اَوْ جَاءَ مُبْدَلَا

اور فَلَا یَحْسَبُنَّہُمْ بِمَفَازَۃٍ ضم با اور صیغۂ غائب کے ساتھ (مکی، بصری کے لیے) آیا ہے۔ اور یہ فعل یا تو ماقبل کے فعل پر معطوف ہے۔ یا اس سے بدل ہو کر آ رہا ہے۔ (باقین نے فَلَا تَحْسَبَنَّہُمْ خطاب کے ساتھ با کو فتحہ پڑھا ہے)

نوٹ: فعل یَحْسَبُ میں سین کے فتحہ و کسرہ کا اختلاف آ چکا ہے۔

۴۰/۵۸۵ ہُنَا قَاتَلُوْا اَخِّرْ شِفَاءً وَبَعْدُ فِیْ ۔ بَرَاءَۃَ اَخِّرْ یُقْتَلُوْنَ شَمَرْدَلَا

یہاں آل عمران میں قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) قَاتَلُوْا کو قُتِلُوْا سے مؤخر پڑھو، ثانی ہونے کے اعتبار سے۔ اور اس کے بعد براءت میں فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) ـــــ یُقْتَلُوْنَ کو یَقْتُلُوْنَ سے مؤخر پڑھو۔ دراں حالیکہ اس میں خفت ہے (باقین کے لیے اس کے برعکس ہے۔)

۴۱/۵۸۶ وَیَا آتُہَا وَجْہِیْ وَاِنِّیْ کِلَاہُمَا ۔ وَمِنِّیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَاَنْصَارِیْ الْمَلَا

اس سورت کی یاءات اضافت چھ ہیں۔ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ، اِنِّیْ اُعِیْذُہَا، اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ، مَنْ اَنْصَارِیْ، فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ، وَاجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً۔ یہ تمام یاءات بادفتح ہیں۔

سُوْرَۃُ النِّسَآءِ

۱/۵۸۷ وَکُوْفِیُّہُمْ تَسَّاءَلُوْنَ مُخَفَّفًا ۔ وَحَمْزَۃُ وَالْاَرْحَامِ بِالْخَفْضِ جَمَّلَا

یعنی کوفیین نے تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ کو سین مخفف کے ساتھ (اور باقین نے تشدید کے ساتھ) پڑھا ہے۔ اور امام حمزہ نے بِہٖ وَالْاَرْحَامَ کی میم کو جر سے (اور باقی نے نصب سے) مزین کیا ہے۔

۲/۵۸۸ وَقَصْرُ قِیَامًا عَمَّ یَصْلَوْنَ ضُمَّ کَمْ صَفَا نَافِعٌ بِالرَّفْعِ وَاحِدَۃٌ جَلَا

اور قِیٰمًا کا قصر یعنی حذفِ الف (نافع و شامی) کے لیے عام ہے۔ اور وَسَیَصْلَوْنَ میں شامی و شعبہ کے لیے یا کو ضمہ دے اور یہ ضمہ کس قدر پاکیزہ ہے (باقی بفتح الیاء پڑھتے ہیں) اور نافع وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً میں وَاحِدَۃٌ رفع کے ساتھ پڑھتے ہوئے ظاہر ہوئے ہیں۔ (باقی منصوب پڑھتے ہیں۔)

۳/۵۸۹ وَیُوْصٰی بِفَتْحِ الصَّادِ صَحَّ کَمَا دَنَا وَوَافَقَ حَفْصٌ فِی الْاَخِیْرِ مُجَمِّلَا

یُوْصٰی (جو مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ کے بعد دو جگہ ہے) دونوں جگہ صاد کے فتحہ کے ساتھ (شعبہ، شامی، کی کے لیے) صحیح ہے جیسا کہ وہ فتحہ قریب ہوا ہے۔ اور حفص نے دوسرے میں صاحب جمال ہو کر فتحہ والوں کی موافقت کی ہے۔ (باقی کے لیے یُوْصِیْ بکسر صاد دونوں جگہ ہے۔)

۴/۵۹۰ وَفِیْ اُمِّ مَعْ فِیْ اُمِّھَا فَلِاُمِّہٖ لَدَی الْوَصْلِ ضَمُّ الْھَمْزِ بِالْکَسْرِ شَمْلَلَا

یعنی وَاِنَّہٗ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ (زخرف) وَفِیْ اُمِّھَا رَسُوْلًا (قصص) فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ، فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ (نساء) میں حالتِ وصل میں اُمّ کے ہمزہ کے ضمہ نے کسرہ کی طرف (حمزہ، کسائی کے لیے) سرعت کی ہے۔ (باقی بہر حال ضمہ پڑھتے ہیں)۔

۵/۵۹۱ وَفِیْ اُمَّھَاتِ النَّحْلِ وَالنُّوْرِ وَالزُّمَرْ مَعَ النَّجْمِ شَافٍ وَاکْسِرِ الْمِیْمَ فَیْصَلَا

یعنی وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ (نحل) اَوْ بُیُوْتِ اُمَّھٰتِکُمْ (نور) وَیَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ (زمر) وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ (نجم) میں اُمَّھَات کا کسرۂ ہمزہ (حمزہ، کسائی کے لیے) شافی ہے، اور میم کو بھی کسرہ دو۔ (امام حمزہ کے لیے) ایک قول فیصل میں (یعنی حمزہ و کسائی میں فصل کرتے ہوئے) باقی بضم ہمزہ و فتحۂ میم پڑھتے ہیں)

۶/۵۹۲ وَنُدْخِلْہُ نُوْنٌ مَعْ طَلَاقٍ وَفَوْقُ مَعْ نُکَفِّرْ نُعَذِّبْ مَعْہُ فِی الْفَتْحِ اِذْ کَلَا

نُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ اور نُدْخِلْهُ نَارًا (نساء میں دو جگہ) اس میں نون جمع متکلم ہے مع سورۂ طلاق والے لفظ نُدْخِلْهُ کے، اور طلاق سے اوپر والی سورت تغابن میں لفظ نُدْخِلْهُ اور نُكَفِّرْ کے اور نُدْخِلْهُ مع لفظ نُعَذِّبْهُ کے کہ یہ دونوں لفظ سورت فتح میں ہیں۔ (ان ساتوں لفظوں میں نون جمع متکلم نافع وشامی کے لیے اور یاد غیب باقین کے لیے ہے) جس وقت کہ اس کو قاری نے حفظ کیا ہے۔

$\frac{۷}{۵۹۳}$ وَهٰذَانِ هَاتَيْنِ اللَّذَانِ اللَّذَيْنِ قُلْ ۔۔۔ يُشَدَّدُ لِلْمَكِّيْ فَذَانِكَ دُمْ حُلًا

هٰذَانِ خَصْمٰنِ (حج) إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ (قصص) وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا (نساء) أَرِنَا اللَّذَيْنِ (فصلت) میں لکھو کہ (اسماء اشارہ وموصولہ کا نون تثنیہ) مکی کے لیے مشدد ہے۔ (اور کلمی مثقل ہونے کی وجہ سے الف میں مد لازم ہے) اور فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ (قصص) میں (مکی وبصری دونوں کے لیے نون اسم اشارہ کا مشدد ہے، باقی کے لیے یہ تمام کلمات نون مخفف کے ساتھ ہیں) ہمیشہ رہ آراستہ۔

$\frac{۸}{۵۹۴}$ وَضَمَّ هُنَا كُرْهًا وَعِنْدَ بَرَاءَةٍ ۔۔۔ شِهَابٌ وَفِي الْاَحْقَافِ ثُبِّتَ مَعْقِلًا

اس سورت میں اور براءت میں لفظ كَرْهًا کے کاف پر ضمہ (حمزہ وکسائی کے لیے) ایک روشن ستارہ ہے۔ اور احقاف میں (حَمَلَتْهُ، اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا میں ضمہ کوفیین اور ابن ذکوان کے لیے) بطور پناہ گاہ کے ثابت رکھا گیا ہے۔ (باقی کے لیے کاف پر فتحہ ہے)

$\frac{۹}{۵۹۵}$ وَفِي الْكُلِّ فَافْتَحْ يَا مُبَيِّنَةٍ دَنَا ۔۔۔ صَحِيحًا وَكَسْرُ الْجَمْعِ كَمْ شَرَفًا عَلَا

اور تمام قرآن میں لفظ مُبَيِّنَةٍ کی یا کو (مکی وشعبہ کے لیے) فتحہ پڑھو کیونکہ یہ فتح صحیح ہو کر قریب ہوا ہے۔ اور لفظ مُبَيِّنَاتٍ جمع میں یا کا کسرہ (شامی، حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) شرف کے لحاظ سے کتنا عالی ہوا ہے۔ (باقی نے مفرد میں یا کا کسرہ اور جمع میں فتحہ پڑھا ہے۔)

$\frac{۱۰}{۵۹۶}$ وَفِي مُحْصَنَاتٍ فَاكْسِرِ الصَّادَ رَاوِيًا ۔۔۔ وَفِي الْمُحْصَنَاتِ اكْسِرْ لَهُ غَيْرَ اَوَّلَا

اور تمام جگہ مُحْصَنَاتٍ نکرہ میں اور اَلْمُحْصَنَاتِ معرفہ میں صاد کو (کسائی کے لیے) کسرہ دو دراں حالیکہ وہ کسائی یونہی روایت کرنے والے ہیں۔ نہ کہ پہلے لفظ وَالْمُحْصَنٰتُ میں (جو کہ پارۂ پنجم کے شروع میں ہے کیونکہ وہ تمام قراء کے لیے بفتح صاد ہے۔ جیسا کہ غیر کسائی کے لیے ہر جگہ فتح صاد ہے۔)

۱۱/۵۹۷ وَضَمٌّ وَكَسْرٌ فِي أَحَلَّ صِحَابُهُ ... وُجُوهٌ وَفِي أُحْصِنَّ عَنْ نَفَرِ الْعُلَا

اور لفظ اَحَلَّ میں ہمزہ کا ضمہ اور حا کا کسرہ پڑھا ہے۔ اس لفظ کے دوستوں (حمزہ، کسائی، حفص) نے جو بڑے معزز ہیں۔ اور لفظ اُحْصِنَّ میں چند بلند مرتبہ لوگوں سے یہی قرآت (یعنی ہمزہ کا ضمہ اور صاد کا کسرہ) مروی ہے یعنی لفظ اُحْصِنَّ کو حفص، نافع، کی، بصری اور شامی نے مجہول اور باقی نے معروف پڑھا ہے۔)

۱۲/۵۹۸ مَعَ الْحَجِّ ضَمُّوا مُدْخَلاً خَصَّهُ وَسَلْ ... فَسَلْ حَرَّكُوا بِالنَّقْلِ رَاشِدُهُ دَلَا

یہاں مُدْخَلاً کَرِیمًا مع سورت حج مُدْخَلاً یَرْضَوْنَهُ کے (غیر نافع کے لیے) اہل قرآت نے میم کو ضمہ پڑھا ہے۔ (اور نافع نے فتحہ) اور اس اختلاف کو تو انہیں دو سورتوں میں خاص کر (یعنی اور کہیں یہ اختلاف نہیں) وَسَلْ، فَسَلْ (کی اور کسائی نے) ہمزہ کی حرکت نقل کر کے سین کو دی، اور ہمزہ کو حذف کیا ہے۔ اس قرآت کی راہنمائی والا کامیاب ہوا ہے۔ (یعنی سوال سے صیغۂ امر جب واؤ یا فا کے بعد ہو تو کی و کسائی کے لیے نقل سے پڑھو، اور باقی کے لیے تحقیق سے (جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ، فَسْئَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَاسْئَلُوا اللَّهَ، فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ۔)

۱۳/۵۹۹ وَفِي عَاقَدَتْ قَصْرٌ ثَوَى وَمَعَ الْحَدِيـ ... ـدِ فَتْحُ سُكُونِ الْبُخْلِ وَالضَّمِّ شَمْلَلَا

اور عَاقَدَتْ میں (کوفیین کے لیے) قصر قائم ہوا۔ (اور باقین نے عین کے بعد الف پڑھا ہے) اور نساء میں مع سورۂ حدید کے لفظ اَلْبُخْلِ کے خا کے سکون اور با کے ضمہ نے فتح کی طرف (حمزہ کسائی کے لیے) سُرعت کی ہے۔ (اور باقی نے ضمۂ با اور سکونِ خا سے پڑھا ہے۔)

۱۴/۶۰۰ وَفِي حَسَنَةٌ حِرْمِيٌّ رَفْعٌ وَضَمُّهُمْ ... تَسَوَّى نَمَا حَقًّا وَعَمَّ مُثَقَّلَا

اور وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً میں حرمین والے نافع و کی نے رفع پڑھا۔ (اور باقی نے نصب پڑھا ہے) اور تُسَوّٰی کی تا میں (عاصم، کی و بصری کا) ضمہ بلند ہوا۔ (باقی نے تا پر فتحہ پڑھا) اور (نافع و شامی کے لیے) یہ لفظ تَسَّوّٰی بتشدید سین عام ہوا ہے۔

حاصل یہ کہ تین وجوہ ہیں۔ تُسَوّٰی عاصم، کی و بصری کے لیے۔ تَسَّوّٰی نافع و شامی کے لیے۔ تَسَوّٰی، حمزہ، کسائی کے لیے۔

۱۵/۶۰۱ وَلَامَسْتُمُ اقْصُرْ تَحْتَهَا وَبِهَا شِفَا ۔ وَرَفْعُ قَلِيلٌ مِنْهُمُ النَّصْبَ كُلِّلَا

اور لفظ لَامَسْتُمُ کو اس سورت میں اور اس کے نیچے والی سورتِ مائدہ میں (حمزہ کسائی کے لیے) قصر یعنی بحذفِ الف پڑھو کیونکہ یہ اسی طرح شافی ہے۔ (باقی بالالف پڑھتے ہیں) اور مَافَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ میں لفظ قَلِيْل کا رفع (شامی کے لیے) نصب کا تاج پہنا دیا گیا ہے۔ (چنانچہ مصحف شامی میں قَلِيْلًا ہی مرسوم ہے باقی کے لیے قَلِيْلٌ ہے جیسا کہ مصحف غیر شامی میں ہے۔)

۱۶/۶۰۲ وَاَنِّثْ يَكُنْ عَنْ دَارِمٍ تُظْلَمُونَ غَيْـ ـبُ شُهْدٍ دَنَا اِدْغَامُ بَيَّتَ فِي حُلَا

اور کَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَكُمْ میں يَكُنْ کو ایک سنبھلنے والے قاری (حفص و مکی) سے روایت کرتے ہوئے مؤنث پڑھو۔ (اور باقی کے لیے مذکر) اور وَلَا تُظْلَمُوْنَ میں (حمزہ، کسائی، مکی کے لیے) چند شاہدوں کا غیب قریب ہوا ہے۔ (باقی نے خطاب پڑھا ہے) اور بَيَّتَ طَائِفَةٌ میں تا کا طا میں ادغام (حمزہ و بصری کے لیے) زیب و زینت میں ہے۔ (باقی اظہار کرتے ہیں۔)

نوٹ: سوسی کے لیے یہ ادغام اصول میں پہلے ہی بیان ہو چکا ہے البتہ حمزہ، دوری، بصری کے لیے ان کے خلافِ اصول نئی صورت ہے۔

۱۷/۶۰۳ وَاِشْمَامُ صَادٍ سَاكِنٍ قَبْلَ دَالِهِ ۔ كَاَصْدَقُ زَايًا شَاعَ وَارْتَاحَ اَشْمُلَا

اور ہر صاد ساکن جو دال سے پہلے ہو جیسے اَصْدَقُ اس میں (حمزہ، کسائی کے لیے) اشمامِ زای شائع ہے۔ اور تمام شمالات کے لحاظ سے راحت کا باعث ہوا ہے۔ (باقی صاد خالص پڑھتے ہیں۔)

۱۸/۶۰۴ وَفِيهَا وَتَحْتَ الْفَتْحِ قُلْ فَتَثَبَّتُوا ۔ مِنَ الثَّبْتِ وَالْغَيْرُ الْبَيَانَ تَبَدَّلَا

اور اس سورت میں اور سورت فتح سے نیچے سورت حجرات میں فَتَبَيَّنُوْا کو (حمزہ، کسائی کے لیے) ثبت سے فَتَثَبَّتُوْا پڑھو۔ اور باقی نے لفظ بَيَان کے صیغہ سے بدلا ہے۔

۱۹/۶۰۵ وَعَمَّ فَتًى قَصْرُ السَّلَامَ مُؤَخَّرًا ۔ وَغَيْرُ اُولِي بِالرَّفْعِ فِي حَقِّ نَهْشَلَا

اور عام ہوا ہے ایک نوجوان قاری (نافع، شامی، حمزہ) کے لیے اس لفظ اَلسَّلَامَ میں قصر جو سب سے بعد میں ہے (یعنی لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ میں) اور باقین کے لیے بالالف ہے اور مؤخراً کی قید پہلے دو لفظوں اور نحل میں ایک جگہ کے اخراج کے لیے لگائی گئی ہے ان میں باجماع قصر ہے۔)

اور غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ نہشل قبیلہ کے حق میں حمزہ۔ کی۔ بصری اور عاصم کے لیے بالرفع ہے اور باقین کے لیے بالنصب غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ ہے۔

۲۰/۶۰۶ وَنُؤْتِيهِ بِالْيَا فِي حِمَاهُ وَضَمُّ يَدْ خُلُونَ وَفَتْحُ الضَّمِّ حَقٌّ صِرًى حَلاَ

اور فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ۔ یا کے ساتھ (حمزہ وبصری کے لیے) اپنی حفاظت میں ہے (باقی نون کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور فَأُولَئِكَ يُدْخَلُونَ اس سورت میں یا کا ضمہ اور خا کے ضمہ کا فتحہ (کی، بصری، شعبہ کے لیے) مجتمع اور شیریں پانی کا حق ثابت ہوا ہے۔ (باقی يَدْخُلُونَ بصیغہ معروف پڑھتے ہیں)

۲۱/۶۰۷ وَفِي مَرْيَمٍ وَالطَّوْلِ الْاَوَّلُ عَنْهُمُ وَفِي الثَّانِ دُمْ صَفْوًا وَفِي فَاطِرٍ حَلاَ

اور قراء مذکورین یعنی کی، بصری وشعبہ سے سورۂ مریم میں يَدْخُلُونَ اور سورۂ مؤمن میں پہلا لفظ يَدْخُلُونَ بضم یا وفتح خا مروی ہے۔ اور مؤمن میں دوسرے لفظ سَيَدْخُلُونَ میں (ضم یا وفتح خا صرف کی وشعبہ کے لیے ہے) تو ہمیشہ پاکیزہ رہ۔ اور سورۂ فاطر میں يَدْخُلُونَ میں ضم یا وفتح خا (صرف بصری کے لیے) شیریں ہوا ہے۔ (باقی تمام صیغۂ معروف پڑھتے ہیں۔)

۲۲/۶۰۸ وَيَصَّالَحَا فَاضْمُمْ وَسَكِّنْ مُخَفِّفًا مَعَ الْقَصْرِ وَاكْسِرْ لاَمَهُ ثَابِتًا تَلاَ

اور يَصَّالَحَا میں (کوفیین کے لیے) یا پر ضمہ پڑھو اور صاد کو ساکن مع التخفیف پڑھتے ہوئے الف کو حذف کر دو۔ اور لام کو کسرہ دو۔ دراں حالیکہ ایک قاری نے یونہی اتباع کی ہے۔ (یعنی کوفیین کے لیے يُصْلِحَا اصلاح سے اور باقی کے لیے يَصَّالَحَا اِصّالُح سے ہے۔)

۲۳/۶۰۹ وَتَلْوُوا بِحَذْفِ الْوَاوِ الْاُولَى وَلاَمَهُ فَضُمَّ سُكُونًا لَسْتَ فِيهِ مُجَهَّلاَ

وَإِنْ تَلُوا (شامی وحمزہ کے لیے) پہلی واؤ کے حذف سے ہے۔ اور اس لام ساکن کو ضمہ دو۔ کیونکہ تم اس میں جاہل نہیں کہلاؤ گے۔ (شامی وحمزہ کے لیے تَلُوا بروزن تَفُوا ہے۔ باقی کے لیے تَلْوُوا بروزن تَفْعُوا ہے۔

۲۴/۶۱۰ وَنُزِّلَ فَتْحُ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ حِصْنُهُ وَاُنْزِلَ عَنْهُمْ عَاصِمٌ بَعْدُ نَزَّلاَ

اور وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ میں (کوفیین ونافع کے لیے) ضم وکسر دونوں کا فتحہ اس کے لیے قلعہ ہے، اور

أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ میں (انہیں) کوفیین و نافع کے لیے) ہمزہ اور زای پر فتحہ ہے۔ اور عاصم نے اس کے بعد وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ بفتحتین پڑھا ہے باقی مجہول پڑھتے ہیں۔

۲۵/۶۱۱ وَيَا سَوْفَ نُؤْتِيهِمْ عَزِيزٌ وَحَمْزَةٌ ۔۔ سَيُؤْتِيهِمْ فِي الدَّرْكِ كُوفٍ تَحَمَّلَا

۲۶/۶۱۲ بِالِاسْكَانِ تَعْدُوا سَكِّنُوهُ وَخَفِّفُوا ۔۔ خُصُوصًا وَأَخْفَى الْعَيْنَ قَالُونُ مُسْهِلَا

اور وَسَوْفَ نُؤْتِيهِمْ میں یا (حفص کے لیے) باعزت ہے اور امام حمزہ سَيُؤْتِيهِمْ کو بالیا پڑھتے ہیں۔ (باقی دونوں میں نون پڑھتے ہیں۔) اور فِي الدَّرْكِ کو کوفیین نے سکون را کے ساتھ نقل کیا ہے (باقی نے فتحہ را کے ساتھ) اور لَا تَعْدُوا کو (غیر نافع کے لیے) خصوصی طور پر عین کے سکون اور دال کی تخفیف کے ساتھ پڑھو۔ (اور نافع بتشدید دال پڑھتے ہیں۔ اور عین میں فتحہ کی حرکت کاملہ سے ورش نے پڑھا ہے۔) اور قالون عین پر فتحۂ مختلسہ پڑھتے ہیں۔ نیز قالون کے لیے جمہور کی طرح عین کا سکون بھی ہے۔ اگرچہ ناظمؒ نے بیان نہیں کیا لیکن تیسیر میں اس کی صراحت ہے اور نشر میں بھی صحیح کہا ہے۔

۲۷/۶۱۳ وَفِي الْأَنْبِيَا ضَمُّ الزَّبُورِ وَهٰهُنَا ۔۔ زَبُورًا وَفِي الْإِسْرَا لِحَمْزَةَ أُسْجِلَا

اور یہاں وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا۔ اور انبیاء میں وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ اور اسراء میں حمزہ کے لیے لفظ زُبُورًا بضم زای مطلقاً جائز رکھا گیا ہے۔ (باقی نے فتحہ پڑھا ہے۔)

سُورَةُ الْمَائِدَةِ

۱/۶۱۴ وَسَكَّنَ مَعًا شَنْآنُ صَحًّا كِلَاهُمَا ۔۔ وَفِي كَسْرِ اَنْ صَدُّوكُمْ حَامِدٌ دَلَا

اور لفظ شَنَآنُ کو دونوں جگہ (شعبہ و شامی کے لیے) نون ساکنہ کے ساتھ پڑھو۔ (باقی کے لیے بفتح نون) کیونکہ نون میں فتحہ و اسکان دونوں صحیح ہیں۔ اور اَنْ صَدُّوكُمْ کے ہمزہ مکسورہ میں (بصری و مکی کے لیے) ایک حمد کرنے والے نے کامیابی پائی ہے۔ (یعنی مکی، بصری نے اِنْ اور باقی نے اَنْ بفتح ہمزہ پڑھا ہے۔)

۲/۶۱۵ مَعَ الْقَصْرِ شَدِّدْ يَاءَ قَاسِيَةً شَفَا ۔۔ وَأَرْجُلَكُمْ بِالنَّصْبِ عَمَّ رِضًا عَلَا

مع حذف الف قَاسِيَةً کی یا کو (حمزہ و کسائی کے لیے) مشدد پڑھو۔ (اور باقی کے لیے بالالف و تخفیف یا)

اور وَاَرْجُلَكُمْ لام کے نصب کے ساتھ (نافع، شامی، کسائی، حفص کے لیے) ایسی پسندیدگی پر عام ہوا ہے۔ جو نہایت عالی ہے۔ (اور باقی کے لیے لام کا کسرہ ہے)

۳/۶۱۶ وَفِي رُسْلُنَا مَعْ رُسْلُكُمْ ثُمَّ رُسْلُهُمْ　　وَفِي سُبْلَنَا فِي الضَّمِّ الِاسْكَانُ حُصِّلَا

الفاظ رُسُلُنَا، رُسُلُكُمْ، رُسُلُهُمْ اور سُبُلَنَا جہاں بھی ہوں سب میں (بصری کے لیے) سین اور با کے ضمہ میں سکون حاصل کیا گیا ہے (باقی ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں)

۴/۶۱۷ وَفِي كَلِمَاتِ السُّحْتِ عَمَّ نُهًى فَتًى　　وَكَيْفَ اَتَى اُذْنٌ بِهِ نَافِعٌ تَلَا

اور اَلسُّحُتَ کے الفاظ میں حا کا سکون (شامی، نافع، عاصم، حمزہ کے لیے) ایک جوان کی غایات میں عام ہوا ہے۔ اور لفظ اُذُن خواہ کسی طرح آئے نافع نے سکون ذال کے ساتھ تلاوت کیا ہے (باقی بجائے سکون ضمہ پڑھتے ہیں۔)

۵/۶۱۸ وَرُحْمًا سِوَى الشَّامِيْ وَنُذْرًا صِحَابُهُمْ　　حَمَوْهُ وَنُكْرًا شَرْعُ حَقٍّ لَهُ عُلَا

اور وَاَقْرَبَ رُحُمًا کو شامی کے ماسوی نے سکون حا کے ساتھ پڑھا ہے۔ (اور شامی نے ضمہ کے ساتھ) اَوْ نُذُرًا (مرسلات) میں ذال کے اسکان کی مرموزین صحاب اور بصری نے حمایت کی ہے۔ (باقی ضمہ پڑھتے ہیں) اور نُكُرًا (کہف میں دو جگہ اور طلاق میں ایک جگہ) بسکون کاف (حمزہ، کسائی، مکی، بصری، ہشام اور حفص کے لیے) ایک ایسا طریقہ حق ہے جس میں بلندی ہے (باقی کے لیے ضمہ ہے)

۶/۶۱۹ وَنُكْرِ دَنَا وَالْعَيْنَ فَارْفَعْ وَعَطْفَهَا　　رِضًى وَالْجُرُوحَ ارْفَعْ رِضَى نَفَرٍ مَلَا

اور لفظ نُكُرًا قریں (مکی کے لیے) سکون کاف کے ساتھ قریب ہوا (باقی نے بضم کاف پڑھا) اور اَلْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (الآیہ) میں اَلْعَيْنَ اور اس کے تین معطوفات کو پسندیدگی کے لحاظ سے (کسائی کیلئے) مرفوع پڑھو یعنی اَلْعَيْنُ بِالْعَيْنِ، وَالْاَنْفُ بِالْاَنْفِ، وَالْاُذُنُ بِالْاُذُنِ، وَالسِّنُّ بِالسِّنِّ (باقی سب کو منصوب پڑھتے ہیں) اور وَالْجُرُوحَ کو اس اشراف کی جماعت (کسائی، مکی، بصری، شامی) کے لیے مرفوع پڑھو جو پسندیدہ حالت میں ہے۔ (باقی منصوب پڑھتے ہیں)

۷/۶۲۰ وَحَمْزَةُ وَلْيَحْكُمْ بِكَسْرٍ وَنَصْبِهِ　　يُحَرِّكُهُ تَبْغُوْنَ خَاطَبَ كُمَّلَا

اور امام حمزہ وَلِيَحْكُمْ میں لام کا کسرہ اور میم کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔ وہاں عمالیکہ اس میم کو حرکت نصب دیتے ہیں (باقی بسکونِ لام اور بسکونِ میم پڑھتے ہیں) لفظ تَبْغُوْنَ نے کاملوں کو خطاب کیا ہے (یعنی شامی نے خطاب باقی نے غائب پڑھا ہے۔)

۸/۶۲۱ وَقَبْلَ يَقُوْلَ الْوَاوُ غُصْنٌ وَرَافِعٌ ۔۔۔ سِوَى ابْنِ الْعَلَا مَنْ يَرْتَدِدْ عَمَّ مُرْسَلَا

اور يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے پہلے (کوفیین وبصری کے لیے) واؤ ایک شاخ کی طرح زائد ہے۔ (باقی کے لیے محذوف ہے) اور سوائے بصری کے باقی اِس يَقُوْلُ کو رفع دیتے ہیں (اور بصری نصب پڑھتے ہیں) اور مَنْ يَرْتَدِدْ دو دالوں کے ساتھ کہ پہلی مکسور دوسری ساکن ہے۔ (نافع و شامی کے لیے مصاحفِ مدینہ وشام کے مطابق) مطلقاً عام ہوا ہے۔ (باقی کے لیے آگے بیان کرتے ہیں)

۹/۶۲۲ وَحُرِّكَ بِالْاِدْغَامِ لِلْغَيْرِ دَالُهُ ۔۔۔ وَبِالْخَفْضِ وَالْكُفَّارَ رَاوِيهِ حَصَّلَا

اور باقیوں کے لیے ادغام کی وجہ سے ایک دال ہے۔ جو حرکتِ فتح دی گئی ہے (جیساکہ مصاحف مکہ وعراق کا رسم ہے) اور وَالْكُفَّارَ کو جر کے ساتھ اس کے راوی (کسائی وبصری نے) حاصل کیا ہے (باقی نے نصب پڑھا ہے)

۱۰/۶۲۳ وَبَا عَبَدَ اضْمُمْ وَاخْفِضِ التَّاءَ بَعْدُ فُزْ ۔۔۔ رِسَالَتَهُ اجْمَعْ وَاكْسِرِ التَّا كَمَا اعْتَلَا

۱۱/۶۲۴ صَفَا وَتَكُوْنَ الرَّفْعُ حَجَّ شُهُوْدُهُ ۔۔۔ وَعَقَّدْتُمُ التَّخْفِيْفُ مِنْ صُحْبَةٍ وَلَا

۱۲/۶۲۵ وَفِي الْعَيْنِ فَامْدُدْ مُقْسِطًا فَجَزَاءُ نَوْ ۔۔۔ وِنُوْ مِثْلُ مَا فِيْ خَفْضِهِ الرَّفْعُ ثُمِّلَا

اور وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ کی با کو ضمہ دو۔ اور تا کو جو اس کے بعد ہے (حمزہ کے لیے) جر دو اور کامیاب رہو (باقی کے لیے با کو اور تا کو فتحہ ونصب دو)

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ کو (شامی، نافع، شعبہ کے لیے) جمع پڑھو، اور تا کو کسرہ دو جیساکہ پاکیزگی کے اعتبار سے یونہی بلند ہوا ہے۔ (باقی مفرد منصوب پڑھتے ہیں)

اور وَحَسِبُوْا اَنْ لَا تَكُوْنَ میں رفع کے شاہدین (بصری، حمزہ، کسائی) غالب ہوئے ہیں (باقی منصوب پڑھتے ہیں) اور بِمَا عَقَّدْتُمُ میں ایسے اصحاب سے جو اتباع والے ہیں۔ (حمزہ، کسائی، شعبہ اور ابن ذکوان) قاف میں تخفیف (اور باقی سے تشدید) مروی ہے۔ اور عَاقَدْتُمْ کی عین میں (ابن ذکوان کے لیے) الف مدہ پڑھو۔ اس حالت میں کہ تم انصاف والے ہو۔ اور فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ میں فَجَزَاءُ پر (کوفیین کے لیے) تنوین اور

مِثْلُ پر اس کے جر کی بجائے رفع پڑھو اس حالت میں کہ تم مصلحین ہو۔ (باقی بغیر تنوین، اور جر پڑھتے ہیں) یعنی —— فَجَزَاءُ مِثْلِ۔

۱۳/۴۲۶ وَكَفَّارَةٌ نَوِّنْ طَعَامِ بِرَفْعِ خَفْضِهِ دُمْ غِنًى وَاقْصُرْ قِيَامًا لَهُ مُلَا

اور اَوْ كَفَّارَةٌ کو تنوین کے ساتھ پڑھو۔ اور طَعَام کو اس کے جر کی بجائے رفع کے ساتھ (مکی، کوفیین، بصری کے لیے) تو ہمیشہ مستغنی رہ۔ (باقی بغیر تنوین اور جر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔) اور قِيَامًا کو (شامی کے لیے) قصر کے ساتھ (باقی کے لیے مد کے ساتھ) پڑھو۔ کہ اس کے لیے بڑے دلائل ہیں۔

۱۴/۴۲۷ وَضَمُّ اسْتُحِقَّ افْتَحْ لِحَفْصٍ وَكَسْرَهُ وَفِي الْأَوْلَيَانِ الْأَوَّلِينَ فِطِبْ صِلَا

اَلَّذِيْنَ اسْتُحِقَّ میں تا مضمومہ کو اور حاء مکسورہ کو حفص کے لیے مفتوح پڑھو۔ اور عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ میں اَلْأَوَّلِيْنَ (حمزہ، شعبہ کے لیے) ہے۔ پس تو ذہانت کے اعتبار سے عمدہ ہو۔

۱۵/۴۲۸ وَضَمَّ الْغُيُوبِ يُكْسِرَانِ عُيُونًا الْـ عُيُونِ شُيُوخًا دَانَهُ صُحْبَةٌ مَلَا

اور وہ دونوں یعنی حمزہ و شعبہ اَلْغُيُوْبِ کی غین مضمومہ کو کسرہ پڑھتے ہیں۔ اور عُيُوْن یا اَلْعُيُوْن جہاں بھی ہوں اور شُيُوْخًا (غافر) کو (مکی، حمزہ، کسائی، شعبہ، ابن ذکوان نے کسرہ دیا ہے گویا) علم سے بھرے ہوئے چند دوستوں نے اس کو اپنا دین بنایا ہے۔ (باقی نے ضمہ پڑھا ہے)

۱۶/۴۲۹ جُيُوبِ بِهِ مُنِيرٌ دُونَ شَكٍّ وَسَاحِرٌ بِسِحْرٌ بِهَا مَعَ هُودَ وَالصَّفِّ شَمْلَلَا

اور لفظ جُيُوْب (نور) (ابن ذکوان، مکی، حمزہ، کسائی کے لیے بکسر جیم) بلا شک روشن ہے۔ (باقی بضم جیم پڑھتے ہیں) اور لفظ سِحْر بکسر سین وسکون حا میں (حمزہ و کسائی کے لیے) سَاحِر اس سورت اور ہود اور صف میں سرعت کے ساتھ آیا ہے۔

۱۷/۴۳۰ وَخَاطِبْ فِي هَلْ يَسْتَطِيعُ رُوَاتُهُ وَرَبُّكَ رَفْعُ الْبَاءِ بِالنَّصْبِ رُتِّلَا

اور هَلْ يَسْتَطِيْعُ کو (کسائی کے لیے) اس کے راویوں نے خطاب کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کے بعد لفظ رَبُّكَ میں (کسائی کے لیے) باء کا رفع نصب کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

۱۸/۶۳۱ وَيَوْمَ بِرَفْعٍ خُذْ وَاِنِّيْ ثَلاَثُهَا وَلِيْ وَيَدِيْ اُمِّيْ مُضَافَاتُهَا الْعُلاَ

اور ھٰذَا يُوْمُ میں (چھ قاریوں کے لیے) میم کو رفع کے ساتھ لو (اور نافع نصب پڑھتے ہیں) اور اس سورت کی یاءاتِ اضافتِ عالیہ تین جگہ اِنِّیْ میں اور لِیْ اور یَدِیْ اور اُمِّیْ میں ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَام

۱/۶۳۲ وَصُحْبَةٌ يُصْرَفْ فَتْحُ ضَمٍّ وَرَاؤُهُ بِكَسْرٍ وَذَكِّرْ لَمْ يَكُنْ شَاعَ وَانْجَلاَ

اور مرموزین صحبہ نے مَنْ يُصْرَفْ میں یاءِ مضمومہ کو فتحہ اور اس کی راء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے (باقی مضارع مجہول پڑھتے ہیں) اور لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ میں فعل کو (حمزہ کسائی کے لیے) مذکر پڑھو کہ یہ تذکیر شائع اور روشن ہوئی ہے۔

۲/۶۳۳ وَفِتْنَتُهُمْ بِالرَّفْعِ عَنْ دِيْنٍ كَامِلٍ وَبَا رَبِّنَا بِالنَّصْبِ شَرَّفَ وُصَّلاَ

اور فِتْنَتُهُمْ (حفص، مکی، شامی کے لیے) رفع کے ساتھ ایک کامل کے دین سے مروی ہے (باقی نصب کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور وَاللّٰهِ رَبِّنَا کی باء نے نصب کے ساتھ (حمزہ، کسائی کے لیے) واصلین کو شرف بخشا ہے۔ (باقی جر سے پڑھتے ہیں۔)

۳/۶۳۴ نُكَذِّبُ نَصْبُ الرَّفْعِ فَازَ عَلِيْمُهُ وَفِيْ وَنَكُوْنَ انْصِبْهُ فِيْ كَسْبِهِ عَلاَ

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ میں نُكَذِّبُ پر رفع کی بجائے نصب (حمزہ و حفص کے لیے) جاننے والا کامیاب ہوا۔ اور وَنَكُوْنُ میں اس کے رفع کو نصب پڑھو۔ (حمزہ، شامی، حفص کیلیے) کیونکہ اس کے حصول میں بلندی ہے

۴/۶۳۵ وَلَلدَّارُ حَذْفُ اللاَّمِ الْاُخْرٰى ابْنُ عَامِرٍ وَالْاٰخِرَةُ الْمَرْفُوْعُ بِالْخَفْضِ وُكِّلاَ

اور وَلَلدَّارُ میں ابن عامر کے لیے دوسرے لام کا حذف ہے۔ اور الْاٰخِرَةُ جو مرفوع ہے۔ شامی کے لیے جر کے ساتھ سپرد کیا گیا ہے، یعنی شامی وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ پڑھتے ہیں۔ مصاحفِ شام میں ایک لام مرسوم ہے۔ باقی وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ پڑھتے ہیں۔

۵/۶۳۶ وَعَمَّ عُلًا لَا يَعْقِلُونَ وَتَحْتَهَا خِطَابًا وَقُلْ فِي يُوسُفٍ عَمَّ نَيْطَلَا

اور (نافع، شامی، حفص کے لیے) بلندی میں أَفَلَا تَعْقِلُونَ یہاں اور اس کے نیچے اعراف میں خطاب کے اعتبار سے عام ہوا ہے۔ اور یوسف میں وہ خطاب أَفَلَا تَعْقِلُونَ میں ایک حصہ ہونے کے اعتبار سے (نافع، شامی، عاصم کے لیے) عام ہوا ہے۔ (باقی غائب پڑھتے ہیں)

۶/۶۳۷ وَيَاسِينَ مِنْ أَصْلٍ وَلَا يُكْذِبُونَكَ الْـ خَفِيفُ أَتَى رُحْبًا وَطَابَ تَأَوُّلَا

اور سورہ یٰس میں أَفَلَا تَعْقِلُونَ میں خطاب (ابن ذکوان و نافع کے لیے) ایک اصل سے ثابت ہے۔ (اور باقی غائب پڑھتے ہیں) اور وَلَا يُكْذِبُونَكَ (نافع، کسائی کے لیے) بتخفیف ذال و سکون کاف وسعت کے ساتھ آیا ہے۔ اور تاویل کے لحاظ سے عمدہ ہوا ہے۔ (باقی بتشدید ذال اور بفتح کاف پڑھتے ہیں)۔

۷/۶۳۸ أَرَيْتَ فِي الِاسْتِفْهَامِ لَا عَيْنَ رَاجِعٌ وَعَنْ نَافِعٍ سَهِّلْ وَكَمْ مُبْدِلٍ جَلَا

أَرَأَيْتَ، أَرَأَيْتَكُمْ، أَفَرَأَيْتُمْ وغیرہ استفہام کے ساتھ ہو تو (کسائی کے لیے) عین کلمہ یعنی ہمزہ ثانیہ پڑھنے میں لوٹنے والا نہیں ہے۔ (یعنی بحذف ہمزہ پڑھیں گے) اور نافع کے لیے اس ہمزہ میں تسہیل کر اور (ورش کے لیے) کتنے ہی اہل ادا الف سے بدل کر مد مشبع کرتے ہوئے ظاہر ہوئے ہیں۔ (اور باقین تحقیق ہمزہ پڑھتے ہیں۔ گویا چار قرائتیں ہوئیں جن میں سے ورش کے لیے دو وجہ تسہیل اور ابدال ہیں)۔

۸/۶۳۹ إِذَا فُتِحَتْ شَدِّدْ لِشَامٍ وَهَاهُنَا فَتَحْنَا وَفِي الْأَعْرَافِ وَاقْتَرَبَتْ كِلَا

اور شامی کے لیے إِذَا فُتِحَتْ کی تاء کو انبیاء میں اور فَتَحْنَا کی تاء کو یہاں اور لَفَتَحْنَا اعراف میں اور فَفَتَحْنَا سورۂ اقتربت یعنی قمر میں غرض تمام میں مشدد (اور باقی کے لیے مخفف) پڑھو۔

۹/۶۴۰ وَبِالْغُدْوَةِ الشَّامِيُّ بِالضَّمِّ هَاهُنَا وَعَنْ أَلِفٍ وَاوٌ وَفِي الْكَهْفِ وَصَّلَا

اور شامی نے بِالْغَدَاةِ کو یہاں اور کہف میں بضم غین و سکون دال اور بجائے الف کے واؤ مفتوحہ سے پہنچایا ہے۔ یعنی بِالْغُدْوَةِ باقی بفتح غین و دال اور الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۱۰/۶۴۱ وَاِنَّ بِفَتْحٍ عَمَّ نَصْرًا وَبَعْدُ كَمْ ❊ نَمَا يَسْتَبِينَ صُحْبَةٌ ذَكَّرُوا وِلَا

اور اَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ میں اَنَّ (نافع، شامی، عاصم کے لیے) بفتح ہمزہ مد کیے جانے کے اعتبار سے عام ہوا ہے۔ (باقی بالکسر پڑھتے ہیں۔) اور اس کے بعد فَاِنَّهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ میں (شامی، عاصم کے لیے) ہمزہ کا فتحہ کتنا بلند ہوا ہے۔ (اور باقی نے بالکسر پڑھا) اور وَلِيَسْتَبِيْنَ کو حمزہ، کسائی، شعبہ نے اتباع نقل میں مذکر اور باقیوں نے مؤنث) پڑھا ہے۔

۱۱/۶۴۲ سَبِيلَ بِرَفْعٍ خُذْ وَيَقْضِ بِضَمِّ سَا ❊ كِنٍ مَعَ ضَمِّ الْكَسْرِ شَدِّدْ وَاَهْمِلَا

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ کے لام کو (غیر نافع کے لیے) رفع کے ساتھ (اور نافع کے لیے نصب کے ساتھ) لو۔ اور (عاصم، مکی، نافع کے لیے) يَقُصُّ میں قاف ساکن پر ضمہ پڑھو۔ مع ضاد مکسورہ پر ضمہ پڑھنے کے، اور ضاد کو مشدد و بے نقطہ پڑھو، یعنی يَقُصُّ الْحَقَّ (اور باقی نے يَقْضِ الْحَقَّ پڑھا ہے) رموز کا بیان آگے آتا ہے۔

۱۲/۶۴۳ نَعَمْ دُوْنَ اِلْبَاسٍ وَذَكَّرَ مُضْجِعًا ❊ تَوَفَّاهُ وَاسْتَهْوَاهُ حَمْزَةُ مُنْسِلَا

حال یہ قرأت بلا کسی تردد کے ہے۔ (یہ شعر سابق سے متعلق ہے) اور امالہ کرتے ہوئے امام حمزہ نے تَوَفَّاهُ اور اِسْتَهْوَاهُ کو مذکر پڑھا ہے اس حال میں کہ وہ فوقیت والے ہیں۔ (اور باقی تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اور اِسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ بالتانیث پڑھتے ہیں۔)

۱۳/۶۴۴ مَعًا خُفْيَةً فِي ضَمِّهِ كَسْرُ شُعْبَةٍ ❊ وَاَنْجَيْتَ لِلْكُوْفِي اَنْجٰى تَحَوَّلَا

یہاں اور اعراف میں دونوں جگہ لفظ خُفْيَةً کے ضمہ میں شعبہ کے لیے کسرہ ہے اور کوفیین کے لیے لفظ اَنْجَيْتَ، اَنْجٰى سے بدلا ہے (یعنی کوفیین لَئِنْ اَنْجٰنَا اور باقی لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا پڑھتے ہیں۔)

۱۴/۶۴۵ قُلِ اللهُ يُنْجِيكُمْ يُثَقِّلُ مَعْهُمُ ❊ هِشَامٌ وَشَامٍ يُنْسِيَنَّكَ ثَقَّلَا

قُلِ اللهُ يُنَجِّيْكُمْ میں يُنَجِّيْكُمْ کو کوفیین کے ساتھ ہشام بھی بتشدید جیم اور بفتح نون پڑھتے ہیں۔ (باقی تخفیف جیم اور بسکون نون پڑھتے ہیں) اور شامی وَاِمَّا يُنَسِّيَنَّكَ میں سین پر تشدید اور نون کو فتح دیتے ہیں۔ (اور باقی تخفیف سین اور بسکون نون پڑھتے ہیں۔)

۱۵/۴۴۶ وَحَرْفَيْ رَاٰى كُلاًّ اَمِلْ مُزْنَ صُحْبَةٍ ۔۔۔ وَفِيْ هَمْزِهٖ حُسْنٌ وَفِي الرَّآءِ يُجْتَلاَ

اور لفظ رَاٰی تمام قرآن میں اس کے دونوں حرفوں (رآ و ہمزہ) میں (ابن ذکوان، حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے) امالہ کرو۔ یہ امالہ چند مصاحبوں کے لیے علمی سحاب ہے۔ اور اس کے نقطہ ہمزہ میں نہ کہ رآ میں (بصری کے امالہ میں) حسن ہے۔ اور سوسی کے لیے) رآ میں بالخلف امالہ دیکھا گیا ہے۔ (خلف کا ذکر آگے آتا ہے۔)

۱۶/۴۴۷ بِخُلْفٍ وَخُلْفٌ فِيْهِمَا مَعَ مُضْمَرٍ ۔۔۔ مُصِيْبٌ وَعَنْ عُثْمَانَ فِي الْكُلِّ قُلِّلاَ

(بخلف شعر گذشتہ سے متعلق ہے) اور رآ اور ہمزہ دونوں میں اس وقت جب کہ رَاٰی ضمیر کے ساتھ ہو (جیسے رَاٰهُ تو ابن ذکوان کے لیے) امالہ میں خلف کے ساتھ قاری درست طریقہ اختیار کرنے والا ہے۔ اور عثمان ورش سے دونوں حرفوں میں لفظ رَاٰی میں تقلیل کی گئی ہے۔

۱۷/۴۴۸ وَقَبْلَ السُّكُوْنِ الرَّآ اَمِلْ فِيْ صَفَا يَدٍ ۔۔۔ بِخُلْفٍ وَقُلْ فِي الْهَمْزِ خُلْفٌ يَقِيْ صِلاَ

اور لفظ رَاٰی ساکن سے پہلے واقع ہو۔ (جیسے رَاَی الْقَمَرَ) تو رآ میں (شعبہ، حمزہ کے لیے اور بالخلف سوسی کے لیے) امالہ کرو۔ اس حالت میں کہ تم پاکیزہ نعمت میں ہو۔ اور اس وقت میں ہمزہ کے امالہ میں (سوسی و شعبہ کے لیے) خلف ہے۔ جو علم کی حفاظت کرتا ہے۔

نوٹ: سوسی کے لیے قبل الساکن دونوں حرفوں میں امالہ بالخلف ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دونوں میں امالہ یا فتح ایک ساتھ ہوگا۔ (ابوشامہ)

۱۸/۴۴۹ وَقِفْ فِيْهِ كَالْاُوْلٰى وَنَحْوُ رَاَتْ رَاَوْا ۔۔۔ رَاَيْتَ بِفَتْحِ الْكُلِّ وَقْفًا وَمَوْصِلاَ

• اور لفظ رَاٰی جو قبل الساکن ہو جب اس پر وقف کرو تو اس میں حکم ایسا ہی ہے جیسے کہ پہلے کلمہ میں یعنی رَاٰ كَوْكَبًا وغیرہ میں تھا۔ اور رَاَتْ، رَاَوْا، رَاَيْتَ، جیسے کلمات میں جن میں ہمزہ کے بعد ساکن غیر منفصل ہو، تو وقف و وصل میں تمام قراء کے لیے فتح کے ساتھ پڑھو۔

۱۹/۴۵۰ وَخَفَّفَ نُوْنًا قَبْلَ فِي اللّٰهِ مَنْ لَّهٗ ۔۔۔ بِخُلْفٍ اَتٰى وَالْحَذْفُ لَمْ يَكُ اَوَّلاَ

اور اَتُحَآجُّوْنِّيْ جو فِي اللّٰهِ سے پہلے ہے اس کے نون کو (ابن ذکوان اور نافع نے بلا خلف اور ہشام نے

بالخلف) اس قاری کے لیے کہ جس کے لیے یہ بالخلف آیا ہے خفیف پڑھا ہے۔ (اور باقی نے نون کو مشدد پڑھا ہے) اور تخفیف، کی قراءت میں نون محذوف پہلا نہیں (بلکہ دوسرا ہے کیونکہ ثقل اس کی وجہ سے ہوا ہے)

۲۰/۴۵۱ وَفِیْ دَرَجَاتِ النُّوْنُ مَعْ یُوْسُفٍ ثَوٰی ۔۔۔ وَوَالْیَسَعَ الْحَرْفَانِ حَرِّكْ مُثَقِّلَا

اور نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ میں یہاں مع سورۂ یوسف کے دَرَجٰتٍ میں نون تنوین (کوفیین کے لیے) قائم ہوا ہے۔ (باقی بغیر تنوین پڑھتے ہیں) اور وَالَّیْسَعَ (یہاں اور صٓ میں) دونوں لفظوں میں لام کو حرکت فتحہ دو مشدد پڑھتے ہوئے۔

۲۱/۴۵۲ وَسَكِّنْ شِفَاءً وَاقْتَدِهْ حَذْفُ هَائِهِ ۔۔۔ شِفَاءً وَبِالتَّحْرِيْكِ بِالْكَسْرِ كُفِّلَا

اور یا کو ساکن پڑھو اس حالت میں کہ یہ بھی شفا ہے۔ (یعنی حمزہ، کسائی کے لیے وَالَّیْسَعَ اور باقی کے لیے وَالْیَسَعَ ہے) اور فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ کی ھاءِ سکتہ شفا ہونے کی حالت میں (حمزہ، کسائی کے لیے بحالتِ وصل) حذف کرو (اور باقی کے لیے ثابت رکھو) اور (ابنِ عامر کے لیے بروایتِ ہشام) کسرہ کی حرکت کو (بغیر صلہ کے) ذمہ دارانہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۲/۴۵۳ وَمُدَّ بِخُلْفٍ مَّاجَ وَالْكُلُّ وَاقِفٌ ۔۔۔ بِإِسْكَانِهِ يُذْكُوْ عَبِيْرًا وَمَنْدَلَا

اور خلف کے ساتھ ھاء کے کسرہ میں (ابنِ ذکوان کے لیے) مد کرو۔ یہ خُلف جو کہ بین الرواۃ مضطرب ہے (تیسیر میں صرف کسرہ موصولہ بیان کیا گیا ہے) اور قراء سبعہ تمام اس ھآء کے اسکان کے ساتھ وقف کرتے ہیں۔ اور یہ وقف عنبر و مندل کی سی حالت میں مہکتا ہے۔

۲۳/۴۵۴ وَتُبْدُوْنَهَا تُخْفُوْنَ مَعْ تَجْعَلُوْنَهُ ۔۔۔ عَلٰى غَيْبِهٖ حَقًّا وَّيُنْذِرَ صَنْدَلَا

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ یہ تینوں فعل (مکی، بصری کے لیے) حق ہونے کی حالت میں اپنے غیب پر ہیں۔ اور وَلِيُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى میں (شعبہ کے لیے ی ب) صندل کی خوشبو کی طرح شائع ہوا ہے (اور باقی قراء کے لیے چاروں فعلوں میں خطاب ہے۔)

۲۴/۴۵۵ وَبَيْنَكُمْ ارْفَعْ فِيْ صَفَا نَفَرٍ وَّجَا ۔۔۔ عِلُ افْصُصْ وَفَتْحُ الْكَسْرِ وَالرَّفْعِ ثُمِّلَا

اور لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ میں ایک پاکیزہ جماعت کی قراءت میں بَيْنَ کو رفع دو۔ (یعنی حمزہ، شعبہ، مکی، بصری، شامی کے لیے رفع اور باقی کے لیے نصب ہے) اور جَاعِلُ اللَّيْلِ میں (کوفیین کے لیے) قصر پڑھو اور کسرۂ عین و رفع لام دونوں پر فتحہ کو صالح قرار دیا گیا ہے یعنی جَعَلَ۔

۲۵/۶۵۶ وَعَنْهُمْ بِنَصْبِ اللَّيْلِ وَاكْسِرْ بِمُسْتَقَرْ ۔۔ رُ لْقَافَ حَقًّا خَرَّقُوا ثِقْلُهُ انْجَلَا

اور کوفیین سے لفظ اللَّيْلَ نصب کے ساتھ مروی ہے۔ اور فَمُسْتَقَرٌّ میں (مکی، بصری کے لیے) قاف کو مکسور پڑھو بحالیکہ یہ بھی حق ہے اور خَرَقُوا لَهُ بَنِيْنَ میں خَرَّقُوا کی را کا مشدد ہونا (نافع کیلئے) واضح ہوا ہے۔

۲۶/۶۵۷ وَضَمَّانِ مَعْ يَاسِيْنَ فِي ثَمَرِ شَفَا ۔۔ وَدَارَسْتَ حَقٌّ مَدُّهُ وَلَقَدْ حَلَا

اور لفظ ثُمُر میں مع سورۂ یٰسٓ کے (حمزہ، کسائی کے لیے) دو ضمے شافی ہوئے ہیں۔ (باقی بفتحتین پڑھتے ہیں) اور وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ میں دال کے بعد الفِ مدہ (مکی، بصری کے لیے) حق اور شیریں ہے یعنی دَارَسْتَ مثل قَاتَلْتَ پڑھتے ہیں۔

۲۷/۶۵۸ وَحَرِّكْ وَسَكِّنْ كَافِيًا وَاكْسِرَ انَّهَا ۔ حِمَي صَوْبِهِ بِالْخُلْفِ دَرَّ وَأَوْبَلَا

اور (شامی کے لیے) سین کو فتحہ کی حرکت دو، اور تاء کو ساکن پڑھو۔ (یعنی دَرَسَتْ بروزن ضَرَبَتْ) اور مَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا میں ہمزہ کو (بصری، مکی کے لیے بلا خلف اور شعبہ کے لیے بالخلف) مکسور پڑھو۔ اور کسرہ کی بارش کی حمایتِ متواترہ اور موسلا دھار ہوئی ہے۔ یعنی قراءتِ متواترہ ہے۔

۲۸/۶۵۹ وَخَاطَبَ فِيهَا يُؤْمِنُونَ كَمَا فَشَا ۔۔ وَصُحْبَةُ كُفْوٍ فِي الشَّرِيعَةِ وَصَّلَا

اور جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ نے اسی سورت میں (شامی، حمزہ کے لیے) خطاب کیا ہے جیسا کہ وہ خطاب شائع ہوا ہے اور چند مثالی دوستوں (حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی) نے وَاٰيَاتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ سورۂ شریعت میں یہی خطاب پہنچایا ہے۔

۲۹/۶۶۰ وَكَسْرٌ وَفَتْحٌ ضُمَّ فِي قِبَلًا حِمَى ۔۔ ظَهِيرًا وَلِلْكُوفِيْ فِي الْكَهْفِ وُصِّلَا

اور قِبَلًا میں قاف کے کسرہ اور باء کے فتحہ نے جو کہ ضمہ دے دیے گئے ہیں ایک مددگار کی حمایت کی۔ اور سورۂ کہف میں کوفیین کے لیے یہی قراءت پہنچائی گئی ہے۔ (یعنی یہاں بصری، کوفیین اور مکی نے قُبُلًا بضمتین

اور کہف میں صرف کو نبیین نے بضمتین پڑھا ہے۔ باقی نے بکسرِ اوّل و فتحِ ثانی پڑھا ہے۔)

٣٠/٤٦١ وَقُلْ كَلِمَاتُ دُوْنَ مَا اَلِفٍ ثَوٰى ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ وَفِيْ يُوْنُسٍ وَالطَّوْلِ حَامِيْهِ ظَلَّلاَ

اور کہو وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ میں کلمات (کوفیین کے لیے) بغیر الف ثابت ہوا ہے اور یونس اور مومن میں بغیر الف کلمات کی حمایت کرنے والے نے (بصری، مکی، کوفیین کے لیے) سایہ افگنی کی ہے۔ (باقی کلمات جمع پڑھتے ہیں۔)

٣١/٤٦٢ وَشَدَّدَ حَفْصٌ مُنَزَّلُ وَابْنُ عَامِرٍ ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ وَحَرَّمَ فَتْحُ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ اِذْ عَلاَ

مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ کو حفص اور ابن عامر نے مشدد (باقی نے مخفف) پڑھا ہے اور مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ میں حا اور را دونوں پر (نافع و حفص کے لیے) فتحہ عالی ہوا ہے۔ (باقی حُرِّمَ بصیغۂ مجہول پڑھتے ہیں۔)

٣٢/٤٦٣ وَفَصَّلَ اِذْ ثَنّٰى يُضِلُّوْنَ ضَمَّ مَعْ ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ يَضِلُّوا الَّذِيْ فِيْ يُوْنُسٍ ثَابِتًا وَلاَ

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ میں (نافع و کوفیین کے لیے) وہی اوپر والی قراءت یعنی ضمہ و کسرہ کا فتحہ دوبارہ آیا ہے۔ (باقی مجہول پڑھتے ہیں) يُضِلُّوْنَ مع اس لِيُضِلُّوْا کے جو یونس میں ہے ایک اتباع والے ثابت قدم (کوفیین کے لیے) یا کو ضمہ دو۔ (اور باقی کے لیے فتحہ دو۔)

٣٣/٤٦٤ رِسَالاَتِ فَرْدٌ وَافْتَحُوْا دُوْنَ عِلَّةٍ ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ وَضَيْقًا مَعَ الْفُرْقَانِ حَرِّكْ مُثَقَّلاَ

یعنی يَجْعَلُ رِسَالاَتِهٖ میں رِسَالَتَهٗ مفرد ہے۔ اور تا کو مکی و حفص کے لیے بغیر کسی تردد کے فتحہ پڑھو۔ (باقی کے لیے جمع اور بکسرِ تا پڑھو) اور لفظ ضَيِّقًا کی یا کو مع سورۂ فرقان کے متحرک پڑھو۔ دراں حالیکہ وہ مشدد ہے۔ (باقی توضیح اگلے شعر میں ہے)۔

٣٤/٤٦٥ بِكَسْرٍ سِوَى الْمَكِّيْ وَرَا حَرَجًا هُنَا ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ عَلٰى كَسْرِهَا اِلْفٌ صَفَا وَتَوَسَّلاَ

ضَيِّقًا میں یا کو مکی کے علاوہ چھ قراء کے لیے کسرہ کے ساتھ حرکت دو۔ (اور مکی ضَيْقًا بیاءِ ساکنہ مخففہ پڑھتے ہیں) اور حَرَجًا کی را کے کسرہ پر ایک الفت والا (نافع و شعبہ کے لیے) پاکیزہ اور صاحب وسیلہ ثابت ہوا ہے۔ (یعنی نافع و شعبہ حَرِجًا بکسرِ را باقی حَرَجًا بفتحِ را پڑھتے ہیں۔)

۳۵/۶۶۶ وَيَصْعَدُ خِفَّ سَاكِنٌ دُمْ وَمَدُّهُ ۔۔۔ صَحِيحٌ وَخِفُّ الْعَيْنِ دَاوَمَ مَنْدَلَا

اور يَصَّعَّدُ میں صاد (مکی کے لیے) خفیف و ساکن ہے۔ (باقی کے لیے مشدد ہے) اور (شعبہ کے لیے) صاد کے بعد الف صحیح ہے یعنی يَصَّاعَدُ ہے (باقی کے یہاں بغیر مد ہے) اور عین کی تخفیف خوشبو نے صندل کی طرح (مکی و شعبہ کے لیے) سدا بہار ہوئی ہے۔ (حاصل یہ کہ مکی کے لیے يَصْعَدُ باب سمع سے، شعبہ کے لیے يَصَّاعَدُ باب تفاعل سے، باقی کے لیے يَصَّعَّدُ باب افتعل سے ہے)

۳۶/۶۶۷ وَنَحْشُرُ مَعْ ثَانٍ بِيُونُسَ وَهْوَ فِي ۔۔۔ سَبَا مَعْ نَقُولُ الْيَا فِي الْارْبَعِ عُمِّلَا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ مع اس يَحْشُرُهُمْ کے جو یونس میں دوسرا موقع ہے اور یہی يَحْشُرُهُمْ سورۂ سبا میں مع لفظ يَقُولُ کے یاءِ غیبت چاروں لفظوں میں (حفص کے لیے) عمل میں لائی گئی ہے۔ (اور باقی چاروں میں نون جمع متکلم پڑھتے ہیں۔ اور یونس کے پہلے موقع میں باتفاق نون ہے۔)

۳۷/۶۶۸ وَخَاطَبَ شَامٍ يَعْمَلُونَ وَمَنْ تَكُو ۔۔۔ نُ فِيهَا وَتَحْتَ النَّمْلِ ذَكِّرْهُ شُلْشُلَا

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ میں شامی نے خطاب پڑھا ہے (باقی یاءِ غیبت کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور مَنْ تَكُونُ کو اس سورت میں اور اس سورت میں جو نمل کے نیچے ہے یعنی قصص میں دونوں کو یاءِ تذکیر کے ساتھ (حمزہ، کسائی کے لیے) پڑھو، بحالیکہ یہ تذکیر خفیف ہے۔

۳۸/۶۶۹ مَكَانَاتِ مَدَّ النُّونِ فِي الْكُلِّ شُعْبَةٌ ۔۔۔ بِزَعْمِهِمُ الْحَرْفَانِ بِالضَّمِّ رُتِّلَا

یعنی مَكَانَتِكُمْ یہاں اور ہود میں دو جگہ اور زمر میں اور یٰس میں مَكَانَتِهِمْ ان پانچوں میں شعبہ نے نون کو الفِ جمع کے ساتھ پڑھا ہے۔ (باقی نے قصر کے ساتھ) اور بِزَعْمِهِمْ دونوں کلمے (کسائی کے لیے) بضمِ زا تلاوت کیے گئے۔

۳۹/۶۷۰ وَزُيِّنَ فِي ضَمٍّ وَكَسْرٍ وَرَفْعُ قَتْ ۔۔۔ لُ اَوْلَادِهِمْ بِالنَّصْبِ شَامِيُّهُمْ تَلَا

۴۰/۶۷۱ وَيُخْفَضُ عَنْهُ الرَّفْعُ فِي شُرَكَاؤُهُمْ ۔۔۔ وَفِي مُصْحَفِ الشَّامِينَ بِالْيَاءِ مُثِّلَا

لفظ وَزَيَّنَ کو ضمِ زا اور کسرِ یا کے ساتھ اور قَتْلَ کو رفع کے ساتھ اور اَوْلَادِهِمْ کو نصب کے ساتھ

قراء میں سے شامی نے تلاوت کیا ہے اور شامی سے شُرَكَاؤُهُمْ میں بجائے رفع کے جر مروی ہے۔ اور اہل شام کے مصحف میں یہ لفظ شُرَكَائِهِمْ یا کے ساتھ متعین کیا گیا ہے۔

یعنی شامی نے یہ آیت اس طرح پڑھی ہے۔ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلُ اَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ۔ ترکیب میں زُيِّنَ ماضی مجہول قَتْلُ مصدر مضاف اَوْلَادَهُمْ لفظ قَتْل کا مفعول بہ شُرَكَائِهِمْ، قتل کا مضاف الیہ مجرور، لفظ قَتْل اپنے مفعول اور مضاف الیہ سے مل کر ماضی مجہول کا نائب فاعل۔

قولہٗ وَفِيْ مُصْحَفِ الشَّامِيِّيْنَ۔ یعنی شامی کی قراءت کی تائید مصحف شامی کے رسم سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اس میں شُرَكَاؤُهُمْ کا ہمزہ بشکل یا یعنی شُرَكَائِهِمْ مرسوم ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمزہ مجرور ہے اور مجرور ہونا مضاف الیہ ہونے کی دلیل ہے۔ باقی حضرات زَيَّنَ کو معروف قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ کو مضاف و مضاف الیہ پڑھتے ہوئے مفعول مقدم اور شُرَكَاؤُهُمْ کو فاعل پڑھتے ہیں۔

$\frac{41}{472}$ وَمَفْعُوْلُهٗ بَيْنَ الْمُضَافَيْنِ فَاصِلٌ ۔۔۔ وَلَمْ يُلْفَ غَيْرُ الظَّرْفِ فِي الشِّعْرِ فَيْصَلَا

شامی کی قراءت میں لفظ قَتْل کا مفعول یعنی اَوْلَادَهُمْ مضافین کے درمیان فاصل ہے۔ اور اس قسم کا فاصل بضرورت شعری بجز ظرف کے فیصلہ کن قول کے مطابق کہیں نہیں پایا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شامی کی قراءت پر نحوی اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ مضافین کے درمیان میں مفعول بہ کا فاصلہ ہونا صحیح نہیں۔ کیونکہ فاصل صرف ظرف اور وہ بھی بضرورت شعری ہو سکتا ہے۔

$\frac{42}{473}$ كَلِلّٰهِ دَرُّ الْيَوْمَ مَنْ لَامَهَا فَلَا ۔۔۔ تَلُمْ مِنْ مُلِيْمِي النَّحْوِ اِلَّا مُجَهِّلَا

جیسے لِلّٰهِ دَرُّ الْيَوْمَ مَنْ لَامَهَا میں مضافین کے درمیان اَلْيَوْمَ ظرف فاصل ہے۔ لہٰذا تم نحو کے ملامت کرنے والوں میں سے صرف اسی کو قابلِ ملامت سمجھو جو اس قراءت کے پڑھنے والے امام کو جاہل ٹھہراتا ہے۔

ابن قمیئہ کا یہ پورا شعر اس طرح ہے۔ ؎

لَمَّا رَأَتْ سَاتِيْدَمَا اسْتَعْبَرَتْ

لِلّٰهِ دَرُّ الْيَوْمَ مَنْ لَامَهَا !

ترجمہ: جب اس نے ساتیذما کی بستی کو دیکھا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، آج خدا ہی کیلئے اس شخص کی خوبی ہے جس نے اس کو ملامت کی۔

$\frac{43}{474}$ وَمَعْ رَسْمِهٖ زَجَّ الْقَلُوْصَ اَبِيْ مَزَا ۔۔۔ دَةَ الْاَخْفَشُ النَّحْوِيُّ اَنْشَدَ مُجْمِلَا

لفظ شُرَکَآئِھِمْ کے رسم کی تائید کے ساتھ اخفش نحوی نے ایک عمدہ طریقہ پر ایک شعر بھی پڑھا ہے۔ یعنی زَجَّ الْقَلُوْصَ اَبِی مَزَادَةَ ۔ جس سے معلوم ہوا کہ مضافین کے درمیان غیر ظرف کا فاصلہ جیسے قَلُوْصَ کا ہے، نیز صحیح ہے۔ یہ پورا شعر اِس طرح ہے۔ ؎

فَزَجَجْتُهَا بِمِزَجَّةٍ

زَجَّ الْقَلُوْصَ اَبِی مَزَادَهْ

ترجمہ: میں نے اس کو چھوٹے نیزے سے اس طرح ٹھوکا دیا جس طرح جوان اُونٹنی کو ابو مزادہ ٹھوکے دیتا ہے۔ (ابو مزادہ، کسی شخص کا نام - ملا علی قاری)

اس شعر میں قراءت کی واضح تائید موجود ہے۔ حالانکہ شاعر بجائے اَبِی، مَزَادَةَ۔ حالتِ رفعی کے ساتھ بھی کہہ سکتا تھا باوجود کسی تنگیٔ شعر نہ ہونے کے پھر ابی مزادہ کو مضاف الیہ ہی ٹھہرانا اس کی صحت کی دلیل ہے۔

۴۴/۴۷۵ وَاِنْ یَکُنْ اَنِّثْ کُفُوْءٌ صِدْقٍ وَمَیْتَةٌ ۔۔۔ دَنَا کَافِیًا وَافْتَحْ حِصَادِ کَذِیْ حُلًا

ک ص د ک ک ح

وَاِنْ یَکُنْ مَیْتَةٌ" میں یَکُنْ کو (شامی و شعبہ کے لیے) مؤنث پڑھ۔ دراں حالیکہ تو سچائی کی نظیر ہے۔ اور مَیْتَةٌ رفع کے ساتھ (اطلاق سے رفع کی طرف اشارہ ہے) کفایت کرتے ہوئے قریب ہوا ہے۔ (لہذا شامی کے لیے وَاِنْ تَکُنْ مَیْتَةٌ، شعبہ کے لیے وَاِنْ تَکُنْ مَیْتَةً، مکی کے لیے وَاِنْ یَکُنْ مَیْتَةٌ۔ اور باقین کے لیے وَاِنْ یَکُنْ مَیْتَةً، چار قراءتیں ہوئیں) اور حَصَادِهٖ میں حا کو (شامی، بصری اور عاصم کے لیے (عاصم کی رمز اگلے شعر میں آتی ہے) ایک صاحب جمال کی طرح فتح پڑھو۔ (باقی کے لیے کسرہ ہے)

۴۵/۴۷۶ نَمَا وَسُکُوْنُ الْمَعْزِ حِصْنٌ وَاَنِّثُوْا ۔۔۔ یَکُوْنُ کَمَا فِیْ دِیْنِهِمْ مَیْتَةٌ کَلَا

ن حصن ک ف د ک

دراں حالیکہ وہ فتح اُوپر سے روایت ہوا ہے۔ (اس کا تعلق گذشتہ شعر سے ہے۔) اور اَلْمَعْزِ میں عین کا سکون ایک قلعہ ہے۔ (یعنی نافع و کوفیین بسکونِ عین باقی بفتح عین پڑھتے ہیں) اور اِلَّآ اَنْ یَکُوْنَ مَیْتَةً میں یَکُوْنُ کو اہلِ قراءت نے (شامی، حمزہ، مکی کے لیے) جیسا کہ ان کے طریقہ میں ہے۔ مؤنث اور باقی کے لیے مذکر پڑھا ہے) اور لفظ مَیْتَةٌ نے (شامی کے لیے) رفع کی (اطلاق سے رفع ماخوذ ہے۔) حفاظت کی ہے۔ (باقی نصب پڑھتے ہیں)

۴۶/۴۷۷ وَتَذَّکَّرُوْنَ الْکُلُّ خَفَّ عَلٰی شَذًا ۔۔۔ وَاَنَّ اکْسِرُوْا شَرْعًا وَبِالْخِفِّ کُمِّلَا

ع ش ش ک

اور لفظ تَذَّکَّرُوْنَ تمام قرآن میں (حمزہ، حفص، کسائی کے لیے) ایک شائع ہونے والی صورت پر تخفیف

ذال ہوا ہے اور وَاَنَّ ھٰذَا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) اَنَّ کو ایک طریقہ میں مکسور پڑھو۔ اور یہی اَنَّ (شامی کے لیے) بتخفیف نون کامل کیا گیا ہے۔

٤٧/٦٦٨ وَيَأْتِيهِمْ شَافٍ مَعَ النَّحْلِ فَارَقُوا   مَعَ الرُّومِ مَدَّاهُ خَفِيفًا وَعَدَّلَا

اَنْ یَّاْتِیَھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یہاں اور سورۂ نحل میں (حمزہ، کسائی کے لیے) بصیغۂ تذکیر (جیسا کہ اطلاق سے ماخوذ ہے) شافی ہے۔ اور فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ یہاں اور روم میں حمزہ اور کسائی نے فا کے بعد الف پڑھا ہے۔ دراں حالیکہ را خفیف ہے اور معتدل راستہ اختیار کیا ہے۔

٤٨/٦٦٩ وَكَسْرٌ وَفَتْحٌ خَفَّ فِي قِيَمًا ذَكَا   وَيَا آتُهَا وَجْهِي مَمَاتِي مُقْبِلَا

(شامی و کوفیین کے لیے) قِیَمًا میں قاف کا کسرہ۔ اور یا کا فتحہ دراں حالیکہ وہ یا خفیف ہے مشہور ہوا ہے۔ (باقی قَیِّمًا پڑھتے ہیں) اور اس سورت کی یاءاتِ اضافت وَجْھِیَ لِلَّذِیْ اور مَمَاتِیْ لِلّٰہِ میں آئی ہیں۔

٤٩/٦٨٠ وَرَبِّي صِرَاطِي ثُمَّ إِنِّي ثَلَاثَةٌ   وَمَحْيَايَ وَالْإِسْكَانُ صَحَّ تَحَمُّلَا

اور رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ، صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا اور اِنِّیْ تین ہیں۔ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ، اِنِّیْٓ اَخَافُ، اِنِّیْٓ اَرٰىكَ اور مَحْیَایَ میں فتح کے علاوہ اسکان بھی نقل کے اعتبار سے صحیح ہے۔

سُورَةُ الْأَعْرَاف

١/٦٨١ وَتَذَّكَّرُونَ الْغَيْبَ زِدْ قَبْلَ تَائِهِ   كَرِيمًا وَخِفُّ الذَّالِ كَمْ شَرَفًا عَلَا
ك ش ع

اور قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ میں لفظ تَذَکَّرُوْنَ کی تا سے پہلے یاءِ غیب کا (شامی کے لیے) اضافہ کر بحالیکہ تو کریم ہے۔ اور ذال کی تخفیف (شامی، حمزہ، کسائی اور حفص کے لیے) شرف کے اعتبار سے کس قدر عالی ہوئی ہے۔ (یعنی تین قراءتیں ہیں یَتَذَکَّرُوْنَ شامی کے لیے تَذَکَّرُوْنَ حمزہ، کسائی اور حفص کے لیے تَذَّکَّرُوْنَ باقی کے لیے)۔

٢/٦٨٢ مَعَ الزُّخْرُفِ اعْكِسْ تَخْرُجُونَ بِفَتْحَةٍ   وَضَمٍّ وَأُولَى الرُّومِ شَافِيهِ مُثِّلَا
ش م

۳/۶۸۲ بِخُلْفٍ مَضٰى فِي الرُّوْمِ لَا يَخْرُجُوْنَ فِيْ ۔۔۔ رِضًا وَلِبَاسُ الرَّفْعُ فِيْ حَقِّ نَهْشَلَا

وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یہاں مع وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ زخرف کے اور وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ روم میں پہلی جگہ میں (حمزہ، کسائی و ابن ذکوان کے لیے) عکس پڑھو۔ فتح اول وضم رآ کے ساتھ (بصیغۂ معروف) اس قرأت کا شانی معین کیا گیا ہے۔ (ابن ذکوان کے) خلف کے ساتھ جو صرف روم میں جاری ہوا ہے۔ (باقی بصیغۂ مجہول پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اِعْکِسْ سے اشارہ کیا ہے۔) اور لَا يَخْرُجُوْنَ (جاثیہ میں، حمزہ، کسائی کے لیے) بصیغۂ معروف پسندیدہ صورت پر ہے۔ (صیغۂ معروف ہونا عطف سے سمجھا گیا ہے۔) اور لِبَاسُ التَّقْوٰى میں رفع (حمزہ، مکی، بصری، عاصم کے لیے) ایک شریف القوم کے حق میں ہے۔ (باقی نصب پڑھتے ہیں۔)

نوٹ: لَا يَخْرُجُوْنَ کے ساتھ جاثیہ کی تعیین نہیں کی گئی حالانکہ یہی لفظ حشر میں بھی ہے جو باجماع معروف ہے۔ کیونکہ قرینہ معنویہ سے متعین ہے کہ حشر میں بصیغۂ مجہول کسی طرح درست نہیں۔ ھٰکذا اسمعنا عن شیخنا قدس سرہٗ۔

۴/۶۸۴ وَخَالِصَةٌ اَصْلٌ وَلَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ ۔۔۔ لِشُعْبَةَ فِي الثَّانِيْ وَيُفْتَحُ شَمْلَلَا

اور خَالِصَةً (نافع کے لیے بالرفع باقی کے لیے بالنصب) اصل ہے۔ اور وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُوْنَ شعبہ کے لیے موضع ثانی میں بالغیب اور باقی کے لیے بالخطاب) ہے۔ اور لَا يُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ میں لَا يُفْتَحُ، (حمزہ، کسائی کے لیے بالتذکیر اور باقی کے لیے بالتانیث) خفیف ہوا ہے۔

نوٹ: اس شعر میں بالترتیب رفع، غیب اور تذکیر کی قیود کی طرف اطلاق سے اشارہ کیا گیا ہے۔

۵/۶۸۵ وَخَفِّفْ شَفَا حُكْمًا وَمَا الْوَاوَ دَعْ كَفٰى ۔۔۔ وَحَيْثُ نَعَمْ بِالْكَسْرِ فِي الْعَيْنِ رُتِّلَا

اور لفظ مذکور لَا يُفَتَّحُ کو (حمزہ، کسائی، بصری کے لیے) بتخفیف تا پڑھو جو حکم کے اعتبار سے شافی ہوا ہے (باقی نے بفتح فا و تشدید تا پڑھا ہے۔) اور وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ میں واؤ کو (شامی کے لیے) حذف کرو۔ جو اس حال میں بھی کافی ہے۔ اور جہاں بھی لفظ نَعَمْ ہو (کسائی کے لیے) بکسر عین (اور باقی کے لیے بفتح عین پڑھا گیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ لفظ قرآن میں چار جگہ ہے۔)

۶/۶۸۶ وَاَنْ لَّعْنَةُ التَّخْفِيْفُ وَالرَّفْعُ نَصُّهٗ ۔۔۔ سَمَا مَا خَلَا الْبَزِّيْ وَفِي النُّوْرِ اُوْصِلَا

وَاَنْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ میں اَنْ بتخفیف نون اور لفظ لَعْنَۃُ پر رفع کی نص (عاصم، نافع، قنبل، بصری کے لیے) ماسوی بزی کے لیے بلند ہوئی ہے۔ اور نور میں اَنْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ کو بھی (صرف نافع کے لیے) یوں ہی پہنچایا گیا ہے۔

7/487 وَيُغْشِی بِھَا وَالرَّعْدِ ثَقِّلْ صُحْبَۃٌ ۔۔۔ وَوَالشَّمْسُ مَعْ عَطْفِ الثَّلَاثَۃِ كَمَّلَا

8/488 وَفِی النَّحْلِ مَعَہُ فِی الْاَخِيرَيْنِ حَفْصُھُمْ ۔۔۔ وَنُشْرًا سُكُونُ الضَّمِّ فِی الْكُلِّ ذُلِّلَا

9/489 وَفِی النُّونِ فَتْحُ الضَّمِّ شَافٍ وَعَاصِمٌ ۔۔۔ رَوَیٰ نُونَہُ بِالْبَاءِ نُقْطَۃٌ اَسْفَلَا

اور يُغْشِی اللَّيْلَ النَّھَارَ اسی سورت میں اور رعد میں مرموزین صحبہ نے بتشدید شین (باقی نے بتخفیف) پڑھا ہے۔ اور وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بیں (شامی نے) وَالشَّمْسَ مع اس کے ساتھ آنے والے تین لفظوں کے یہاں اور نحل میں (رفع کے ساتھ) کامل کیا ہے، اور شامی کے ساتھ بعد والے دو لفظوں میں حفص بھی صرف نحل میں متفق ہوئے ہیں (باقی ان تمام لفظوں کو دونوں سورتوں میں منصوب پڑھتے ہیں (اور یہ واضح ہے کہ مُسَخَّرَاتٍ حالتِ نصبی میں مکسور پڑھا جائے گا) اور لفظ نُشُرًا میں شین مضموم کا سکون تمام مواقع میں (کوفیین و شامی کے لیے) مسخر کیا گیا ہے۔ (وَھُوَ الَّذِی يُرْسِلُ الرِّيَاحَ نُشُرًا یہاں اور اَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا فرقان میں يُرْسِلُ الرِّيَاحَ نُشُرًا نمل میں، کل تین جگہ ہے باقی نُشُرًا بضم شین پڑھتے ہیں) اور لفظ نُشُرًا کے نون میں (حمزہ، کسائی کے لیے) بجائے ضمہ کے فتحہ شافی ہے۔ (باقی بضم نون پڑھتے ہیں) اور عاصم نے اس کے نون کو با کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس میں نیچے نقطہ ہے۔ (حاصل یہ کہ چار قراءتیں ہیں — نُشْرًا شامی کے لیے، نَشْرًا حمزہ کسائی کے لیے، بُشْرًا عاصم کے لیے اور نُشُرًا باقی کے لیے۔)

10/490 وَرَا مِنْ اِلٰہٍ غَيْرُہُ خَفْضُ رَفْعِہٖ ۔۔۔ بِكُلٍّ رَسَا وَالْخِفُّ اُبْلِغُكُمْ حَلَا

11/491 مَعَ احْقَافِھَا وَالْوَاوَ زِدْ بَعْدَ مُفْسِدِيْـ ۔۔۔ ـنَ كُفْؤًا وَبِالْاِخْبَارِ اِنَّكُمْ عَلَا

12/492 اَلَا وَعَلَی الْحِرْمِیِّ اِنَّ لَنَا ھُنَا ۔۔۔ وَاَوْ اَمِنَ الْاِسْكَانُ حِرْمِيُّہٗ كَلَا

مِنْ اِلٰہٍ غَيْرُہٗ کی را میں رفع کی بجائے جر (کسائی کے لیے یہاں ہود اور مومنون میں) تمام جگہ ثابت ہوا ہے۔ (باقی برفع را پڑھتے ہیں۔) اور اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّی میں یہاں اور اُبَلِّغُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ احقاف میں کلمہ اُبْلِغُكُمْ (بصری کے لیے) بالتخفیف (اور باقی کے لیے بتشدید لام) شیریں ہوا ہے۔ اور مُفْسِدِينَ کے بعد قَالَ سے پہلے (شامی کے لیے) واؤ زائد کر کے پڑھو۔ بحالیکہ تم ایک مثال ہو۔ (باقی بغیر واؤ پڑھتے ہیں) اور اِنَّكُمْ لَتَاْتُونَ الرِّجَالَ بغیر ہمزۂ استفہام کے جملہ خبریہ ہو کر (حفص و نافع کے لیے) عالی ہوا ہے۔ (باقی مع

ہمزۂ استفہام ءَاِنَّكُمْ پڑھتے ہیں۔) سنو اور حرمین والوں (حفص، مکی، نافع) پر منکشف ہوا کہ اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا فقط اس سورت میں جملہ خبریہ ہے۔ (باقی کے لیے استفہامیہ ہے اور اجتماع ہمزتین فی کلمۃ کے اصول اپنی جگہ میں۔) اور اَوَاَمِنَ میں نافع، مکی اور شامی نے واؤ کے سکون کو یاد کیا ہے۔ باقی واؤ کو مفتوح پڑھتے ہیں۔

١٣/٦٩٣ عَلَىٰٓ عَلَىٰ خَصُّوْا وَفِيْ سَاحِرٍ بِهَا   وَيُوْنُسَ سَحَّارٍ شَفَا وَتَسَلْسَلَا

اہل قراءت نے (غیر نافع کے لیے) حَقِيْقٌ عَلٰٓى کو حَقِيْقٌ عَلٰى خاص کیا ہے (اور نافع عَلَيَّ پڑھتے ہیں) اور لفظ سَاحِرٍ اس سورت میں اور یونس میں سَحَّارٍ ہو کر (حمزہ، کسائی کے لیے) شافی و سہل ہوا ہے۔

١٤/٦٩٤ وَفِي الْكُلِّ تَلْقَفْ خِفُّ حَفْصٍ وَضُمَّ فِيْ   سَنَقْتُلُ وَاكْسِرْ ضَمَّهُ مُتَثَقِّلَا

١٥/٦٩٥ وَحَرِّكْ ذَكَا حُسْنٍ وَفِيْ يَقْتُلُوْنَ خُذْ   مَعًا يَعْرِشُوْنَ الْكَسْرُ ضُمَّ كَذِيْ صِلَا

اور تمام مواقع میں (یعنی یہاں، شعرا اور طٰہٰ میں) لفظ تَلْقَفْ حفص کے لیے اسکانِ لام اور تخفیفِ قاف سے ہے۔ باقی بفتحِ لام و بتشدیدِ قاف پڑھتے ہیں۔) اور سَنُقَتِّلُ اَبْنَاءَكُمْ میں سَنُقَتِّلُ کے نون کو ضمہ اور تاءِ مضمومہ کو مکسور مشدد ہونے کی حالت میں پڑھو۔ اور حسن کی روشنی میں قاف کو حرکت یعنی فتحہ دو۔ (یہ قراءت کوفیین، شامی، بصری کی ہے۔ باقی سَنَقْتُلُ باب نَصَرَ سے پڑھتے ہیں۔) اور یُقَتِّلُوْنَ کو بھی اسی طرح (غیر نافع کے لیے) لو (اور نافع باب نَصَرَ سے پڑھتے ہیں) اور لفظ یَعْرِشُوْنَ دونوں (یہاں اور نحل میں) راءِ مکسورہ کو شامی اور شعبہ کے لیے مانند ایک ذہین آدمی کے ضمہ دو۔ (باقی راء کو مکسور پڑھتے ہیں۔)

١٦/٦٩٦ وَفِيْ يَعْكُفُوْنَ الضَّمُّ يُكْسَرُ شَافِيًا   وَاَنْجٰى بِحَذْفِ الْيَاءِ وَالنُّوْنِ كُفِّلَا

اور یَعْكُفُوْنَ میں کافِ مضمومہ کو (حمزہ، کسائی کے لیے) شافی ہونے کی حالت میں کسرہ دیا جاتا ہے۔ (باقی ضمہ پڑھتے ہیں) اور اَنْجَيْنَاكُمْ میں (شامی کے لیے) یا اور نون کے حذف کے ساتھ اَنْجٰى کی ذمہ داری لی گئی ہے، یعنی اَنْجٰكُمْ۔

١٧/٦٩٧ وَدَكَّاءَ لَا تَنْوِيْنَ وَامْدُدْهُ هَامِزًا   شَفَا وَعَنِ الْكُوْفِيِّ فِي الْكَهْفِ وُصِّلَا

اور جَعَلَهٗ دَكَّاءَ میں دَكَّاءَ پر تنوین کے بغیر (حمزہ، کسائی کے لیے) ہمزہ پڑھتے ہوئے مد کرو۔ دراں حالیکہ یہ شافی ہے۔ اور سورۂ کہف میں اسی تقیید کے ساتھ کوفیین سے پہنچایا گیا ہے (باقی دونوں کلموں میں بغیر ہمزہ تنوین کے ساتھ دَكًّا پڑھتے ہیں۔)

۱۸/۴۹۸ وَجَمْعُ رِسَالَاتِي حَمَتْهُ ذُكُورُهُ ۔۔۔ وَفِي الرُّشْدِ حَرِّكْ وَافْتَحِ الضَّمَّ شُلْشُلَا

۱۹/۴۹۹ وَفِي الْكَهْفِ حُسْنَاهُ وَضَمَّ حُلِيِّهِمْ ۔۔۔ بِكَسْرٍ شَفَا وَافٍ وَالِاتْبَاعُ ذُو حُلَا

اور بِرِسَالَاتِي میں جمع ہونے کی اس کے رجال (کوفیین، شامی، بصری) نے حمایت کی ہے۔ (اور باقی مفرد پڑھتے ہیں) اور سَبِيلَ الرُّشْدِ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) شین کو حرکتِ فتحہ دو۔ اور راءِ مضمومہ کو فتحہ دو۔ بحالیکہ یہ خفیف ہے۔ اور کہف میں (اسی تقیید کے ساتھ بصری کے لیے) اس کا حسن قائم ہے۔ (واضح ہو کہ کہف میں لفظ رُشْد تین جگہ ہے۔ لیکن یہاں صرف آخری مراد ہے، تعیین پر بظاہر کوئی قرینہ نہیں، بجز اس کے کہ یوں کہا جائے کہ واقعۂ موسیٰؑ والا لفظ مراد ہے، چنانچہ اعراف میں بھی یہ لفظ واقعۂ موسیٰؑ کے ذیل میں ہی ہے۔ باقی دونوں جگہ رُشْد بضمِ را وسکونِ شین پڑھتے ہیں۔)

اور حُلِيِّهِمْ (حمزہ، کسائی کے لیے) بکسرِ حا شافی ووافی ہوا۔ اور یہ کسرہ لام اور یا کے کسرہ کے اتباع میں شیرین ہے۔ باقی اصل کے مطابق بضمِ حا پڑھتے ہیں۔

۲۰/۵۰۰ وَخَاطَبَ يَرْحَمْنَا وَيَغْفِرْ لَنَا شَذًا ۔۔۔ وَبَا رَبَّنَا رَفْعُ لِغَيْرِهِمَا انْجَلَا

اور يَرْحَمْنَا اور يَغْفِرْ لَنَا نے شہرت کے اعتبار سے (حمزہ، کسائی کے لیے) خطاب کیا ہے۔ اور رَبَّنَا کی با پر حمزہ، کسائی کے علاوہ کے لیے رفع واضح ہوا ہے۔

۲۱/۵۰۱ وَمِيمَ ابْنَ أُمَّ اكْسِرْ مَعًا كُفْؤُ صُحْبَةٍ ۔۔۔ وَآصَارَهُمْ بِالْجَمْعِ وَالْمَدِّ كُلِّلَا

ابْنَ أُمَّ کی میم کو یہاں اور طٰہٰ میں دونوں جگہ کسرہ دو۔ دراں حالیکہ تم صحبہ کے مماثل ہو (یہ میم کا کسرہ شامی، حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے ہے۔ باقی میم کو فتحہ دیتے ہیں۔) اور وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ میں إِصْرَهُمْ جمع اور مد کے ساتھ (شامی کے لیے) تاج پہنایا گیا ہے۔ یعنی آصَارَهُمْ۔

۲۲/۵۰۲ خَطِيئَاتُكُمْ وَحِّدْهُ عَنْهُ وَرَفْعُهُ ۔۔۔ كَمَا أَلَّفُوا وَالْغَيْرُ بِالْكَسْرِ عَدَّلَا

۲۳/۵۰۳ وَلٰكِنْ خَطَايَا حَجَّ فِيهَا وَنُوحِهَا ۔۔۔ وَمَعْذِرَةٌ رَفْعٌ سِوَى حَفْصِهِمْ تَلَا

لفظ خَطِيئَاتُكُمْ کو شامی سے روایت کرتے ہوئے واحد پڑھو۔ (باقی جمع پڑھتے ہیں) اور اس کی تا پر رفع ہے جیسا کہ شامی و نافع نے جمع کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ باقی نے کسرہ کے ساتھ اس کو مساوی ٹھہرایا ہے۔

(یعنی نافع، شامی کے لیے مرفوع اور باقین کے لیے مکسور ہے۔ لہٰذا شامی کے لیے واحد مرفوع ہوا، نافع کے لیے جمع و مرفوع اور باقین کے لیے جمع و منصوب (لیکن بصری چونکہ اس کو جمع تکسیر پڑھتے ہیں اس لیے ناظم آگے استدراک کرتے ہیں۔) لیکن (بصری کے لیے) لفظ خَطَایَا اس سورت میں اور نوح میں غالب ہوا ہے۔ اور لفظ مَعْذِرَةً کو سوائے حفص کے باقی سب نے مرفوع۔ (اور حفص نے منصوب) تلاوت کیا ہے۔

۲۴/۷۰۴ وَبِيْسٍ بِيَاءٍ اَمَّ وَالْهَمْزُ كَهْفُهُ ۞ وَمِثْلَ رَئِيْسٍ غَيْرُ هٰذَيْنِ عَوَّلَا

۲۵/۷۰۵ وَبَيْئَسٍ اِسْكِنْ بَيْنَ فَتْحَيْنِ صَادِقًا ۞ بِخُلْفٍ وَخَفِّفْ يُمْسِكُوْنَ صَفَا وِلَا

اور بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ میں (نافع نے) یا کے ساتھ بِيْسٍ بروزن عِيْسٍ کا قصد کیا۔ اور (بجائے یا کے شامی کے لیے) ہمزہ پناہ گاہ ہے (یعنی شامی بِئْسٍ بروزن بِئْرٍ پڑھتے ہیں۔) اور ان دونوں یعنی نافع و شامی کے علاوہ نے بَئِيْسٍ بروزن رَئِيْسٍ پر اعتماد کیا ہے۔ (اور شعبہ سے اس کے علاوہ ایک دوسری وجہ بھی ہے) اور دو فتحوں کے درمیان یا کو (شعبہ کے لیے) ساکن بالخلف کرو۔ دراں حالیکہ تم سچے ہو۔ (یعنی شعبہ کے لیے دوسری وجہ بَيْئَسٍ بروزن ضَيْغَمٍ بھی ہے۔) اور يُمَسِّكُوْنَ کو (شعبہ کے لیے) خفیف پڑھو۔ جو اتباع میں پاکیزہ ہے۔ (باقی بتشدید سین پڑھتے ہیں۔)

۲۶/۷۰۶ وَيَقْصُرُ ذُرِّيَّاتٍ مَعْ فَتْحِ تَائِهِ ۞ وَفِى الطُّوْرِ فِى الثَّانِىْ ظَهِيْرٌ تَحَمَّلَا

۲۷/۷۰۷ وَيَاسِيْنَ دُمْ غُصْنًا وَيُكْسَرُ رَفْعُ اَوْ ۞ وَلِ الطُّوْرِ لِلْبَصْرِىْ وَبِالْمَدِّ كَمْ حَلَا

یہاں اور طور میں دوسری جگہ ایک مددگار قاری (کوفیین و مکی کے لیے) جس نے روایت نقل کی ہے۔ لفظ ذُرِّيَّاتٍ میں قصر کرتا ہے۔ (یعنی الفِ جمع حذف کے واحد پڑھتا ہے) اور اس کی تا کو فتحہ پڑھتا ہے۔ اور یٰس میں بھی اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ میں (مکی، کوفیین و بصری کے لیے) واحد ہے۔ تو ہمیشہ ایک سرسبز شاخ کی طرح ہے۔ (باقی تینوں مواقع میں جمع پڑھتے ہیں۔) اور طور کے پہلے موقع میں بصری کے لیے بجائے رفع کے کسرہ پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ پہلا موقع (شامی، بصری کے لیے) مد یعنی جمع کے ساتھ کتنا شیریں ہوا ہے۔ (باقی رفع اور واحد پڑھتے ہیں۔)

نوٹ: بصری کیلئے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّاتُهُمْ میں ذُرِّيَّاتٌ کی تا مکسور اس لیے ہے کہ وہ بجائے وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ کے وَاَتْبَعْنَاهُمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ پڑھتے ہیں۔ لفظ وَاَتْبَعْنَاهُمْ کا اختلاف سورۂ طور میں مذکور ہوگا۔

۲۸/۷۰۸ يَقُوْلُوْا مَعًا غَيْبٌ حَمِيْدٌ وَحَيْثُ يُلْـ ..... ـحِدُوْنَ بِفَتْحِ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ فُصِّلَا

٢٩ / ٧٠٩ وَفِی النَّحْلِ وَالَاهُ الْکِسَائِیُّ وَجَزْمُہُمْ ۔۔ یَذَرْہُمْ شَفَا وَالْیَاءُ غُصْنٌ تَہَدَّلَا

(بصری کے لیے) شَہِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا اور اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا میں دونوں یَقُوْلُوْا غیب کے ساتھ قابلِ تعریف ہیں۔ (باقی خطاب پڑھتے ہیں۔) اور جہاں بھی یُلْحِدُوْنَ ہو (یہاں، نحل اور فصلت میں تین جگہ ہے) وہ (امام حمزہ کے لیے) یاءِ مضمومہ اور حاءِ مکسورہ دونوں کے فتحوں کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے۔ اور لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ سورۂ نحل میں امام حمزہ کی کسائی نے بھی موافقت کی ہے۔ (باقی اِفعال سے بضمِ یاءَ وکسرِ حا پڑھتے ہیں۔) اور یَذَرْہُمْ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) بجزمِ رَا شافی ہوا ہے۔ (باقی برفعِ رَا پڑھتے ہیں۔) اور نیز یَذَرُہُمْ میں ہی (کوفیین وبصری کے لیے) یاءِ غیبت ایک ایسی شاخ ہے جو ڈھیلی ہوتی ہے۔ باقی نون جمع کے ساتھ وَنَذَرُہُمْ پڑھتے ہیں۔ گویا تین قراءتیں ہوئیں۔ وَیَذَرْہُمْ حمزہ، کسائی کے لیے، وَیَذَرُہُمْ بصری وعاصم کے لیے۔ وَنَذَرُہُمْ باقی کے لیے۔

٣٠ / ٧١٠ وَحَرِّكْ وَضُمَّ الْكَسْرَ وَامْدُدْهُ هَامِزًا ۔۔ وَلَا نُوْنَ شِرْكًا عَنْ شَذًا نَفَرٍ مِلَا

اور وَجَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ میں را کو حرکت یعنی فتحہ دو اور شین مکسور کو ضمہ دو۔ اور آخر میں ہمزہ پڑھتے ہوئے الف کو کھینچو اور آخر میں نون تنوین نہیں اور یہ منقول ہے (حفص، حمزہ، کسائی، مکی، بصری، شامی کے لیے) ایک ایسی جماعت کی شائع ہونے والی قراءت سے جو باعزت ہے (باقی یعنی نافع وشعبہ شِرْکًا پڑھتے ہیں۔)

٣١ / ٧١١ وَلَا يَتْبَعُوْكُمْ خَفَّ مَعْ فَتْحِ بَائِهٖ ۔۔ وَيَتْبَعُهُمْ فِي الظُّلَّةِ احْتَلَّ وَاعْتَلَا

اور (نافع کے لیے) وَلَا یَتْبَعُوْکُمْ میں تا خفیف ہوئی ہے مع اس کی با کے فتحہ کے، اسی طرح شعراء میں یَتْبَعُہُمْ (نافع کے لیے) نازل اور عالی ہوا ہے (باقی افتعال سے بتشدید تا وکسرِ با پڑھتے ہیں۔)

٣٢ / ٧١٢ وَقُلْ طَائِفٌ طَيْفٌ رِضًى حَقُّهٗ وَيَا ۔۔ يُمِدُّوْنَ فَاضْمُمْ وَاكْسِرِ الضَّمَّ اِعْدَلَا

اور (مکی، بصری، کسائی کے لیے) طَائِفٌ کو طَیْفٌ پڑھو درآں حالیکہ اس کا حق پسندیدہ ہے۔ اور (نافع کے لیے) یَمُدُّوْنَہُمْ کی یاء کو مضموم اور میم مضموم کو مکسور پڑھو درآں حالیکہ تم عادل ہو۔ یعنی یُمِدُّوْنَہُمْ۔

٣٣ / ٧١٣ وَرَبِّیْ مَعِیْ بَعْدِیْ وَاِنِّیْ كِلَاهُمَا ۔۔ عَذَابِیْ اٰيَاتِیْ مُضَافَاتُهَا الْعُلَا

اور اس سورت میں حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ ، مَعِیَ بَنِیْٓ إِسْرَآئِیْلَ ، مِنْ بَعْدِیْٓ أَعَجِلْتُمْ اور اِنِّیْٓ دونوں یعنی اِنِّیْٓ اَخَافُ ، اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ ، عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ ، اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ کل سات یاءاتِ اضافتِ عالیہ ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

١/٧١٤ وَفِیْ مُرْدِفِیْنَ الدَّالَ یَفْتَحُ نَافِعٌ   وَعَنْ قُنْبُلٍ یُرْوٰی وَلَیْسَ مُعَوَّلَا

لفظ مُرْدِفِیْنَ میں دال کو نافع مفتوح پڑھتے ہیں اور (بطریق ابن مجاہد) قنبل سے جو روایت بیان کی جاتی ہے (کہ وہ بھی مثل نافع بفتح دال پڑھتے ہیں) وہ معتبر نہیں۔ (بلکہ صحیح یہ ہے کہ قنبل جمہور کی طرح بکسر دال پڑھتے ہیں)

٢/٧١٥ وَیُغْشِیْ سَمَا خِفًّا وَفِیْ ضَمِّہٖ افْتَحُوْا   وَفِی الْکَسْرِ حَقًّا وَالنُّعَاسَ ارْفَعُوْا وِلَا

اور اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ میں یُغْشِیْکُمْ بتخفیف شین (نافع، مکی، بصری کے لیے) بلند ہوا ہے۔ اور حق ہونے کے اعتبار سے (مکی، بصری کے لیے) اس کی یاء مضمومہ کو اور شین مکسورہ کو فتحہ پڑھو۔ (اور فتح شین سے لازم آئے گا یا کا الف سے بدل جانا۔) اور لفظ اَلنُّعَاسَ کو متابعت کے اعتبار سے (انہیں مکی و بصری کے لیے) مرفوع پڑھو (اور باقی کے لیے منصوب)

٣/٧١٦ وَتَخْفِیْفُہُمْ فِی الْاَوَّلَیْنِ ہُنَا وَلٰـ   ـکِنِ اللّٰہُ وَارْفَعْ ہَاءَہٗ شَاعَ کُفَّلَا

اور اس سورت میں (حمزہ، کسائی، شامی کا) پہلے دو وَلٰکِنَّ اللّٰہَ کو تخفیفِ نون اور انہیں کے لیے لفظ اَللّٰہَ کی ھا کو مرفوع پڑھو کیونکہ ذمہ داروں کے اعتبار سے مشہور ہوا ہے۔ (باقی وَلٰکِنَّ کو بتشدید نون اور اسم الجلالہ کو منصوب پڑھتے ہیں۔)

نوٹ: پہلے دو سے مراد وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَهُمْ اور وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ہیں۔ اور وَلٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ، وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ سے احتراز مقصود ہے۔

٤/٧١٧ وَمُوْہِنُ بِالتَّخْفِیْفِ ذَاعَ وَفِیْہِ لَمْ   یُنَوِّنْ لِحَفْصٍ کَیْدَ بِالْخَفْضِ عَوَّلَا

اور لفظ مُوْهِنُ کی ھا تخفیف کے ساتھ (کوفیین و شامی کے لیے) مشہور ہوئی ہے۔ مگر اس میں حفص کے

لیے تنوین نہیں پڑھی گئی۔ اور حفص ہی نے لفظ کَیْدَ کے مجرور ہونے پر اعتماد کیا ہے (گویا تین قراتیں ہوئیں، مُوْهِنٌ كَيْدَ حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی کے لیے، مُوْهِنُ كَيْدِ حفص کیلئے، مُوَهِّنٌ كَيْدَ باقی کے لیے)

٥/٤١٨ وَبَعْدُ وَاَنَّ الْفَتْحُ عَمَّ عُلًا وَّفِيْ ۔۔ بِهَا الْعُدْوَةِ اكْسِرْ حَقًّا الضَّمَّ وَاعْدِلَا

مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ کے بعد وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے اَنَّ میں (نافع، شامی، حفص کے لیے) بلندی کے اعتبار سے ہمزہ کا فتحہ عام ہوا ہے۔ اور لفظ عُدْوَةِ میں جو دو جگہ ہے عین مضموم میں (مکی بصری کے لیے) حق ہونے کے اعتبار سے کسرہ دو اور عدل کرو۔

٦/٤١٩ وَمَنْ حَيِيَ اكْسِرْ مُظْهِرًا اِذْ صَفَا هُدًى ۔۔ وَاِذْ يَتَوَفّٰى اَنِّثُوْهُ لَهُ مُلَا

اور وَمَنْ حَيِيَ میں (نافع، شعبہ و بزی کے لیے) یا ئین میں اظہار کرتے ہوئے پہلی یا کو مکسور پڑھو، اس لیے کہ یہ ہدایت کے اعتبار سے پاکیزہ ہے (باقی ادغام کرتے ہوئے یا کو مشدد پڑھتے ہیں۔) اور اِذْ يَتَوَفّٰى کو (شامی) کے لیے بصیغہ مؤنث پڑھو۔ کہ اس پر دلائل ہیں۔

٧/٤٢٠ وَبِالْغَيْبِ فِيْهَا تَحْسَبَنَّ كَمَا فَشَا ۔۔ عَمِيْمًا وَقُلْ فِي النُّوْرِ فَاشِيْهِ كَحَّلَا

اور اس سورت میں لَا تَحْسَبَنَّ (شامی، حمزہ، حفص کے لیے) جیسا کہ عام ہونے کے اعتبار سے مشہور ہوا، غیب کے ساتھ ہے۔ اور کہو کہ سورۂ نور میں لَا تَحْسَبَنَّ (حمزہ، شامی کے لیے) غیب کو ظاہر کرنے والے نے سُرمہ لگایا ہے۔ (باقی دونوں جگہ خطاب پڑھتے ہیں۔)

٨/٤٢١ وَاِنَّهُمُ افْتَحْ كَافِيًا وَّاكْسِرُوْا لِشُعْـ ۔۔ ـبَةَ السَّلْمِ وَاكْسِرْ فِي الْقِتَالِ فَطِبْ صِلَا

اور سَبَقُوْا اِنَّهُمْ میں (شامی کے لیے) ہمزہ کو فتحہ دو کہ وہ کفایت کرنا ہے اور لفظ اَلسَّلْمِ میں سین کو شعبہ کے لیے مکسور پڑھو اور قتال میں (حمزہ و شعبہ کے لیے) کسرہ پڑھو اور ذہانت کے اعتبار سے خوش رہو۔

٩/٤٢٢ وَثَانِيْ يَكُنْ غُصْنٌ وَّثَالِثُهَا ثَوٰى ۔۔ وَضُعْفًا بِفَتْحِ الضَّمِّ فَاشِيْهِ نُفِّلَا

اور دوسرا فعل يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ (کوفیین و بصری کے لیے صیغۂ مذکر جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے۔) ایک شاخ ہے اور تیسرا یعنی يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ تذکیر میں کوفیین کے لیے ثابت ہوا ہے (باقی کے

لیے دونوں میں تانیث ہے۔) اور اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا میں لفظ ضَعْفًا ضاد مضمومہ کے فتحہ کو مشہور کرنے والا قاری (حمزہ، عاصم) عطاؤں سے نوازا گیا ہے۔ (باقی کے لیے مضموم ہے۔)

نوٹ: یَکُنْ کے ساتھ دوسرے اور تیسرے کی قید سے پہلا اور چوتھا نکل گیا جو باتفاق مذکر ہے۔

۱۰/۷۲۳ وَفِی الرُّوْمِ صِفْ عَنْ خُلْفِ فَصْلٍ وَاَنِّثْ اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ الْاَسْرٰی الْاُسَارٰی حُلًا حَلَا

اور اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ الآیۃ روم میں (شعبہ و حمزہ کے لیے بلاخلف اور حفص کے لیے بالخلف) تینوں کلمات میں ضَعْفٍ بفتح ضاد واضح خلف کے ساتھ ہے۔ (باقی کے لیے اور دوسری وجہ حفص کے لیے بضم ضاد ہے) اور اَنْ یَّکُوْنَ کو (بصری کے لیے) مؤنث پڑھو (اور باقی کے لیے مذکر) اور (بصری ہی کے لیے) اَلْاَسْرٰی کی جگہ اَلْاُسَارٰی (بروزن فُعَالٰی) آراستگی کے لحاظ سے شیریں ہوا ہے۔ (باقی اَلْاَسْرٰی بروزن قَتْلٰی پڑھتے ہیں۔)

۱۱/۷۲۴ وَلَایَتِهِمْ بِالْکَسْرِ فُزْ وَبِکَهْفِهٖ شَفَا وَمَعًا اِنِّیْ بِیَاءَیْنِ اُقْبِلَا

مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ میں وَلَایَتِهِمْ کو (حمزہ کے لیے) کسرۂ واؤ کے ساتھ پڑھتے ہوئے کامیاب ہو، اور هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ کہف میں (حمزہ، کسائی کے لیے) وہ کسرہ شافی ہوا ہے اور لفظ اِنِّیْ دو جگہ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ دو یاءات اضافت کے ساتھ آیا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ

۱/۷۲۵ وَیُکْسَرُ لَا اِیْمَانَ عِنْدَ ابْنِ عَامِرٍ وَوَحَّدَ حَقٌّ مَسْجِدَ اللّٰهِ الْاَوَّلَا

اور ابن عامر شامی کے نزدیک لَآ اِیْمَانَ لَهُمْ بکسر ہمزہ پڑھا جائے گا۔ (باقی کے نزدیک بفتح ہمزہ ہے۔) اور صاحب حق (مکی، بصری) نے پہلے مَسَاجِدَ اللّٰهِ یعنی اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ کو واحد پڑھا ہے۔ (باقی نے جمع پڑھا ہے۔ اَلْاَوَّلَا کی قید سے اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ سے احتراز ہوگیا کیونکہ وہ باتفاق جمع ہے۔)

۲/۷۲۶ عَشِیْرَاتُکُمْ بِالْجَمْعِ صِدْقٌ وَنَوِّنُوْا عُزَیْرٌ رِضًا نَصٍّ وَبِالْکَسْرِ وُکِّلَا

عَشِیْرَاتُکُمْ جمع کے ساتھ (شعبہ کے لیے) سچ ہے (باقی نے واحد پڑھا ہے) اور عُزَیْرُنِ ابْنُ اللّٰہِ کو ایک پسندیدہ نص میں (کسائی وعاصم کے لیے) منوّن پڑھو۔ اور وہ تنوین کسرہ کے ساتھ سپرد کی گئی ہے۔ (باقی بغیر تنوین کے عُزَیْرُ ابْنُ پڑھتے ہیں۔)

٣ / ٧٢٧ يُضَاهُونَ ضَمَّ الْهَاءِ يَكْسِرُ عَاصِمٌ　　وَزِدْ هَمْزَةً مَضْمُومَةً عَنْهُ وَاعْقِلَا

يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِيْنَ میں امام عاصم ہاءِ مضمومہ کو مکسور پڑھتے ہیں اور ان کے لیے ھا کے بعد ہمزہ مضمومہ کا اضافہ کر اور اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ (باقی قراء يُضَاهُونَ ہاءِ مضمومہ کے ساتھ بغیر ہمزہ کے پڑھتے ہیں)

٤ / ٧٢٨ يُضَلُّ بِضَمِّ الْيَاءِ مَعْ فَتْحِ ضَادِهِ　　صِحَابٌ وَلَمْ يَخْشَوْا هُنَاكَ مُضَلِّلَا

صحاب

يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں لفظ يُضَلُّ کو مرموزین صحاب (حمزہ، کسائی، حفص) نے بضم یا و فتح ضاد بصیغۂ مجہول پڑھا ہے۔ اور اس مقام پر کسی گمراہ کرنے والے کی انھوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ (اس میں معتزلہ کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، چنانچہ صیغۂ مجہول سے ان کی تردید ہوتی ہے۔ باقی قراء يَضِلُّ بصیغۂ معروف پڑھتے ہیں۔)

٥ / ٧٢٩ وَأَنْ تُقْبَلَ التَّذْكِيرُ شَاعَ وِصَالُهُ　　وَرَحْمَةٌ الْمَرْفُوعُ بِالْخَفْضِ فَاقْبَلَا

ش　ف

اور اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) صیغہ کے مذکر ہونے کا تواتر عام ہوا۔ (باقی بصیغۂ تانیث پڑھتے ہیں۔) اور وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ میں جو کہ (جمہور کے یہاں) مرفوع ہے۔ (امام حمزہ کے لیے) جر کے ساتھ قبول کرو۔

٦ / ٧٣٠ وَيُعْفَ بِنُونٍ دُونَ ضَمٍّ وَفَاؤُهُ　　يُضَمُّ تُعَذَّبْ تَاهُ بِالنُّونِ وُصِّلَا

٧ / ٧٣١ وَفِي ذَالِهِ كَسْرٌ وَطَائِفَةٌ بِنَصْـ　　ـبِ مَرْفُوعِهِ عَنْ عَاصِمٍ كُلُّهُ اعْتَلَا

اور اِنْ نَّعْفُ نون جمع متکلم کے ساتھ ہے بغیر ضمہ کے یعنی نون مفتوح ہے اور اس کی فا مضموم ہے۔ اور لفظ تُعَذِّبْ میں تا کی بجائے نون پہنچایا گیا ہے۔ اور اس کا ذال ک　ہے اور لفظ طَائِفَةً مرفوع کی بجائے نصب کے ساتھ ہے۔ اور یہ سب وجوہ عاصم سے بلند ہوئی ہیں۔ (باقی اِنْ يُّعْفَ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ تُعَذَّبْ طَائِفَةٌ پڑھتے ہیں۔)

٨ / ٧٣٢ وَحَقٌّ بِضَمِّ السَّوْءِ مَعْ ثَانٍ فَتْحِهَا　　وَتَحْرِيكُ وَرْشٍ قُرْبَةٌ ضَمُّهُ جَلَا

حق　ج

اور صاحب حق (مکی، بصری) نے عَلَیْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ میں لفظ سَوْء کو یہاں اور سورہ فتحا کے دوسرے لفظ میں بضم سین (اور باقی نے بفتح سین) پڑھا ہے۔ اور قُرْبَةٌ لَّهُمْ میں ورش رَا کو ضمہ کی حرکت دیتے ہوئے ظاہر ہوئے ہیں (باقی نے بسکون رَا پڑھا ہے۔)

۹/۷۳۳ وَمِنْ تَحْتِهَا الْمَكِّيْ يَجُرُّ وَزَادَ مِنْ ۔۔۔ صَلاَتَكَ وَحِّدْ وَافْتَحِ التَّا شَذَا عَلاَ

اور مِنْ تَحْتِهَا میں لفظ تَحْتِهَا کو مکی مجرور پڑھتے ہیں اور شروع میں مِنْ زیادہ کرتے ہیں۔ (باقی تَحْتَهَا منصوب بغیر مِنْ کے پڑھتے ہیں۔) اِنَّ صَلٰوتَكَ کو (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) واحد پڑھو اور تا کو فتحہ دو۔ کیونکہ شیوع کے اعتبار سے یہ عالی ہوا ہے۔ (اور باقی اِنَّ صَلَوَاتِكَ جمع بکسر تا پڑھتے ہیں۔)

۱۰/۷۳۴ وَوَحِّدْ لَهُمْ فِيْ هُوْدَ تُرْجِئُ هَمْزُهُ ۔۔۔ صَفَا نَفَرٍ مَعْ مُرْجَؤُنَ وَقَدْ حَلاَ

اور حمزہ، کسائی، حفص کے لیے سورۂ ہود میں اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ میں لفظ صَلٰوتُكَ کو واحد (اور باقی نے لیے جمع) پڑھو۔ اور (شعبہ، مکی، بصری، شامی کے لیے) لفظ تُرْجِئُ مَنْ احزاب میں مع لفظ مُرْجَؤُنَ کے جیم کے بعد ہمزہ پڑھنے میں ایک جماعت پاکیزہ ہوئی اور یہ ہمزہ کا اضافہ شیریں ہوا ہے (باقی دونوں لفظوں کو بغیر ہمزہ پڑھتے ہیں)

۱۱/۷۳۵ وَعَمَّ بِلاَ وَاوٍ الَّذِيْنَ وَضُمَّ فِيْ ۔۔۔ مَنْ اَسَّسَ مَعْ كَسْرٍ وَبُنْيَانُهُ وِلاَ

اور (نافع و شامی کے لیے) وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا بلا واؤ کے عام ہوا ہے۔ (باقی واؤ کا اضافہ کرتے ہیں) اور اَفَمَنْ اَسَّسَ اور اَمْ مَّنْ اَسَّسَ میں فعل کے ہمزہ کو ضمہ مع پہلے سین پر کسرہ کے پڑھو۔ (یعنی دونوں جگہ ماضی مجہول پڑھو) اور دونوں جگہ لفظ بُنْيَانُهٗ (رفع کے ساتھ۔ رفع اطلاق سے مفہوم ہو رہا ہے۔) تابع ہے (باقی دونوں جگہ اَسَّسَ بصیغہ معروف اور بُنْيَانَهٗ کو مفعولیت کی بنا پر منصوب پڑھتے ہیں۔)

۱۲/۷۳۶ وَجُرُفٍ سُكُوْنُ الضَّمِّ فِيْ صَفْوِ كَامِلٍ ۔۔۔ تُقَطَّعَ فَتْحُ الضَّمِّ فِيْ كَامِلٍ عَلاَ

اور عَلٰى شَفَا جُرُفٍ میں لفظ جُرُفٍ کی رائے مضمومہ کا سکون (حمزہ، شعبہ، شامی کے لیے) کامل پاکیزگی ہے۔ (باقی بضم را پڑھتے ہیں۔) تُقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ میں تائے مضمومہ پر (حمزہ، شامی، حفص کیلئے) فتحہ کامل بلندی میں ہے۔ (باقی تائے مضمومہ پڑھتے ہیں۔)

۱۳/۷۳۷ يَزِيْغُ عَلٰى فَصْلٍ يَرَوْنَ مُخَاطَبٌ ۔۔۔ فَشَا وَمَعِيْ فِيْهَا بِيَاءَيْنِ جُمِّلاَ

كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ میں لفظ یَزِیغُ کی تذکیر (جیساکہ اطلاق سے اس پر اشارہ ہے۔) ایک ممتاز صورت میں (حفص وحمزہ کے لیے) ثابت ہے۔ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ میں (حمزہ کے لیے) صیغہ مخاطب مشہور ہوا ہے۔ (باقی غائب پڑھتے ہیں۔) اور دو جگہ لفظ مَعِیْ اس سورت میں یاء اضافت کے ساتھ مَعِیَ عَدُوًّا اور مَعِیَ اَبَدًا میں جمیل ہوا ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

١/٧٣٨ وَاِضْجَاعُ رَا كُلِّ الْفَوَاتِحِ ذِكْرُهُ ۔۔۔ حِمًى غَيْرَ حَفْصٍ طَاوَيَا صُحْبَةٌ وِلَا

اور تمام مُقطّعات میں حرفِ رآء کا امالہ (حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی، بصری کے لیے) اس کا ذکر قابلِ حمایت ہے۔ (اور حفص، مکی، قالون امالہ نہیں کریں گے۔ بلکہ فتحہ پڑھیں گے۔) اور طا اور (سورہ یٰسٓ والاحرف) یا متابعت کے لحاظ سے حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے ممال ہیں۔ (باقی کے لیے فتحہ ہے۔)

نوٹ: حرفِ رآ یونس، ہود، یوسف، ابراہیم اور حجر کے شروع میں الٓرٰ اور رعد کے شروع میں الٓمّٓرٰ میں ہے۔ اور حرف طآ، طٰہٰ، طٰسٓمٓ، طٰسٓ جہاں بھی ہو سب مراد ہے اور یا سے یٰسٓ والاحرف مراد ہے، مریم کے مقطعات میں جو یا ہے اس کا ذکر آگے آتا ہے، نیز واضح ہو کہ حرف را میں ورش کا مسلک آگے آتا ہے۔

٢/٧٣٩ وَكَمْ صُحْبَةٍ يَا كَافَ وَالْخُلْفُ يَاسِرٌ ۔۔۔ وَهَا صِفْ رِضًى حُلْوًا وَتَحْتَ جَنًى حَلَا

اور کتنے ہی ہم صحبتوں (شامی، حمزہ، کسائی، شعبہ) نے سورۂ کاف یعنی مریم کے حرفِ یا میں امالہ کیا ہے۔ اور (سوسی کے لیے) یاءِ مریم میں خلف آسان ہے اور سورہ مریم میں حرفِ ھا میں پسندیدہ و شیریں ہونے کے اعتبار سے (شعبہ، کسائی، بصری کے لیے) امالہ بیان کر۔ اور مریم سے نیچے کی سورت میں یعنی طٰہٰ میں ھا کا امالہ (ورش، بصری اور جیسا کہ اگلے شعر میں آتا ہے حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے) ایک شیریں پھل ہے۔

٣/٧٤٠ شَفَا صَادِقًا حَمٌ مُخْتَارُ صُحْبَةٍ ۔۔۔ وَبَصْرٍ وَهُمْ اَدْرٰى وَبِالْخُلْفِ مُثِّلَا

(حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے بھی) وہ امالہ صادق ہونے کی حالت میں شافی ہوا ہے (یہ شعر سابق کا تتمہ ہے۔)
اور حٰمٓ کی حا میں (ساتوں سورتوں میں مرموزین صحبہ) (اور ابن ذکوان کے لیے) امالہ پسندیدہ ہے۔ اور بصری اور صحبہ کیلئے لفظ اَدْرٰی (جیسے اَدْرٰىكَ وَاَدْرٰىكُمْ) کے الف میں (علاوہ ازیں ابن ذکوان کے لیے) بالخلف امالہ معین کیا گیا ہے۔

۴/۲۴۱ وَذُوالرَّا لِوَرْشٍ بَيْنَ بَيْنَ وَنَافِعٌ　　لَدٰى مَرْيَمٍ هَا يَا وَحَا جِيْدُهٗ حَلَا

اور وہ مقطعات جو رَا والے ہیں (یعنی الٓرٰ اور المّٓرٰ) ورش حرف رَا میں بین بین پڑھتے ہیں۔ اور پورے نافع سورہ مریم میں ھَا اور یَا دونوں حرفوں میں تقلیل کرتے ہیں۔ اور حٰمٓ کی حَا میں (ورش و بصری کے لیے) تقلیل کی گردن آراستہ ہے۔

نوٹ: اور لفظ اَدْرٰی میں ورش کے لیے تقلیل باب امالہ سے معلوم ہو چکی ہے۔ ناظمؒ نے اس لفظ کو یہاں اس لیے بیان کیا کہ ابنِ ذکوان اور شعبہ بھی امالہ کرنے والوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ ورنہ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ع　وَمَا بَعْدَ رَاءٍ شَاعَ حُكْمًا　میں لفظ اَدْرٰی بھی داخل ہے جس میں حمزہ، کسائی اور بصری اپنی اصل پر ہیں

مقطعات میں حروفِ مُمالہ

رَا ۶ جگہ ہے، طَا ۳ جگہ، یَا ۲ جگہ، ھَا ۲ جگہ، حَا ۷ جگہ۔

ان حرفوں میں امالہ، یا فتحہ یا تقلیل کرنے والے حسبِ ذیل ہیں۔

شمار	حروف	امالہ کرنے والے	فتحہ پڑھنے والے	تقلیل کرنیوالے
۱	رَا	حمزہ، کسائی، شعبہ، بصری، شامی	قالون، مکی، حفص	ورش
۲	طَا	حمزہ، کسائی، شعبہ	نافع، مکی، بصری، شامی، حفص	
۳	یَا فی یٰسٓ	حمزہ، کسائی، شعبہ	نافع، مکی، بصری، شامی، حفص	
	یَا فی مریم	حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی، سوسی (بیک وجہ)	مکی، دوری بصری، حفص، سوسی (بوجہ ثانی)	نافع
۴	ھَا فی مریم	بصری، کسائی، شعبہ	مکی، شامی، حمزہ، حفص	نافع
	ھَا فی طٰہٰ	ورش، بصری، حمزہ، کسائی، شعبہ	قالون، مکی، شامی، حفص	
۵	حَا	حمزہ، کسائی، شعبہ، ابن ذکوان	قالون، مکی، ہشام، حفص	ورش، بصری

نوٹ: علامہ شاطبی نے ابتدائے مریم میں ھَا و یَا میں قالون کے لیے جو تقلیل ذکر کی ہے۔ اسی طرح یَاء مریم میں سوسی کے لیے خلف بیان کیا ہے۔ نشر میں اس پر تعقّب کیا گیا ہے کہ یہ ناظم کے طریق میں سے نہیں۔ لہٰذا قالون کے لیے ھَا، یَا میں فتحہ ہونا چاہیئے، نیز سوسی کے لیے یَاءِ مریم میں صرف فتحہ پڑھا جائے۔ (ضبَاع)

۵/۷۴۲ نُفَصِّلُ یَا حَقٌّ عُلاً سَاحِرٌ ظُبًی ۔۔۔ وَحَیْثُ ضِیَاءً وَافَقَ الْهَمْزُ قُنْبُلَا

یُفَصِّلُ میں (مکی، بصری، حفص کے لیے) یاءِ غیبت بلندی کے اعتبار سے حق ہے۔ (باقی نونِ عظمت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔) اور لفظ سَاحِرٌ قوت و شوکت کے اعتبار سے (کوفیین و مکی کے لیے) باالالف ہے (باقی کے لیے بغیر الف سِحْرٌ ہے۔) اور لفظ ضِیَاءً (منصوب یا مجرور) جہاں بھی ہو ہمزہ نے قنبل سے موافقت کی ہے۔ (یعنی قنبل ضِئَاءً پڑھتے ہیں۔)

۶/۷۴۳ وَفِی قُضِیَ الْفَتْحَانِ مَعْ اَلِفٍ هُنَا ۔۔۔ وَقُلْ اَجَلُ الْمَرْفُوعُ بِالنَّصْبِ كُمِّلَا

اور لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ میں لفظ قُضِیَ میں (شامی کے لیے) قٓ اور ضٓ پر یہاں دو فتحے مع الف کے ہیں اور کہو کہ اَجَلُهُمْ جو مرفوع ہے وہ شامی کے لیے نصب کے ساتھ کامل کیا گیا ہے۔ (یعنی شامی نے لَقَضٰی اِلَیْهِمْ اَجَلَهُمْ پڑھا ہے۔)

۷/۷۴۴ وَقَصْرُ وَلَا هَادٍ بِخُلْفٍ زَكَا وَفِی الْـ ۔۔۔ قِیٰمَةِ لَا الْاُولٰی وَبِالْحَالِ اُوِّلَا

اور قصر وَ لَاَدْرٰىكُمْ کے الف میں (بزی کے لیے بالخلف اور قنبل کے لیے بلا خلف) ہدایت دینے والا اور پاکیزہ ہے۔ اور سورۂ قیامہ میں پہلا لا (یعنی لَا اُقْسِمُ) میں بھی قصر ہے اور یہ حال کے ساتھ مؤول ہے (کیونکہ مضارع کے شروع میں لام تاکید مضارع کو حال کے لیے مخصوص کر دیتا ہے۔)

نوٹ: مطلب یہ کہ وَلَا اَدْرٰىكُمْ اور لَا اُقْسِمُ میں دوسری قراءتیں وَلَاَدْرٰىكُمْ اور لَاُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ بھی ہیں۔ قیامہ میں اُولٰی کی قید سے ثانی وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ سے احتراز ہو گیا کیونکہ اس میں اور لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں کوئی اختلاف نہیں۔

ان دو مختلف فیہ کلموں میں رسمًا الف کے محذوف ہونے کو علامہ شاطبی وغیرہ نے ذکر نہیں کیا۔ البتہ نثر المرجان کے مؤلف نے بحوالہ صاحبِ کشاف لکھا ہے کہ امام میں الف محذوف الرسم ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ الف شمول قراءت کے لیے ہے۔ یا رسم اصطلاحی ہے۔ جیسا کہ لَاَاذْبَحَنَّ وغیرہ میں۔ (قَالَهٗ اُسْتَاذُنَا رَحِمَهُ اللّٰهُ)

۸/۷۴۵ وَخَاطَبَ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُنَا شَذًا ۔۔۔ وَفِی الرُّوْمِ وَالْحَرْفَیْنِ فِی النَّحْلِ اُوِّلَا

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) عَمَّا یُشْرِكُوْنَ نے یہاں شہرت کو خطاب کیا ہے۔ اور روم میں

اور نحل کے پہلے دوکلموں کو (یعنی حمزہ، کسائی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا تُشْرِكُوْنَ یہاں روم اور نحل کے پہلے دونوں موقعوں میں بصیغہ خطاب اور باقی بصیغہ غائب پڑھتے ہیں)

٩/۲۴۶ يُسَيِّرُكُمْ قُلْ فِيْهِ يَنْشُرُكُمْ كَفٰى ۝ مَتَاعَ سِوٰى حَفْصٍ بِرَفْعٍ تَحَمَّلَا

يُسَيِّرُكُمْ کو لکھوا (شامی کے لیے) يَنْشُرُكُمْ ہو کر اس نے کفایت کی ہے۔ (یعنی شامی نَشْر سے مضارع يَنْشُرُكُمْ پڑھتے ہیں۔) اور لفظ مَتَاعَ کو اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ میں سوائے حفص کے باقی تمام قراء نے رفع کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۰/۲۴۷ وَاِسْكَانُ قِطْعًا دُوْنَ رَيْبٍ وُرُوْدُهٗ ۝ وَفِيْ بَاءِ تَبْلُوا التَّاءَ شَاعَ تَنَزُّلَا

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ میں قِطْعًا میں طاء کے اسکان کا (مکی، کسائی کے لیے) وارد ہونا بلا کسی شک کے ہے۔ اور (حمزہ، کسائی کے لیے) تَتْلُوْا کی باء میں نزول کے اعتبار سے تا شائع ہوئی ہے۔ (یعنی هُنَالِكَ تَتْلُوْا)

۱۱/۲۴۸ وَيَا لَا يَهَدِّيْ اكْسِرْ صَفِيًّا وَهَاهُ نَلْ ۝ وَاَخْفٰى بَنُوْ حَمْدٍ وَخُفِّفَ شُلْشُلَا

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْ کی یا کو ایک پاکیزہ قاری (شعبہ) کے لیے مکسور پڑھو (باقی کے لیے مفتوح) اور اس کی ھا کو (عاصم کے لیے) کسرہ کے ساتھ لو۔ اور قابل تعریف قاریوں (قالون، بصری) نے ھا کو فتحہ مختلسہ کے ساتھ پڑھا ہے۔
اور (حمزہ، کسائی کیلئے) دال کو خفیف (اور ھا کو ساکن) پڑھا گیا ہے۔ اس حال میں کہ وہ سریع التلفظ ہے۔
(حاصل یہ کہ اس میں پانچ قراءتیں ہیں۔ (۱) لَا يِهِدِّيْ شعبہ کے لیے (۲) لَا يَهِدِّيْ حفص کے لیے (۳) لَا يَهَدِّيْ قالون وبصری کے لیے بالاختلاس (۴) لَا يَهْدِيْ حمزہ، کسائی کے لیے (۵) لَا يَهَدِّيْ باقی کے لیے)

۱۲/۲۴۹ وَلٰكِنْ خَفِيْفٌ وَارْفَعِ النَّاسَ عَنْهُمَا ۝ وَخَاطِبْ فِيْهَا يَجْمَعُوْنَ لَهٗ مُلَا

حمزہ، کسائی سے وَلٰكِنَّ النَّاسَ میں وَلٰكِنَّ کا نون خفیف (اور مکسور) ہے اور انہیں دونوں سے اَلنَّاسُ کو مرفوع پڑھو۔ اور مِمَّا يَجْمَعُوْنَ میں (شامی نے) خطاب پڑھا ہے۔ اور اس طرح پڑھنے والے کیلئے بڑے دلائل ہیں۔

۱۳/۲۵۰ وَيَعْزُبُ كَسْرُ الضَّمِّ مَعْ سَبَاٍ رَسَا ۝ وَاَصْغَرَ فَارْفَعْهُ وَاَكْبَرَ فَيْصَلَا

اور لفظ يَعْزِبُ میں زائے مضمومہ کا مکسور ہونا مع اس لفظ يَعْزِبُ کے جو سبا میں ہے۔ (کسائی کے لیے) ثابت

ہوا ہے۔ (باقی مضموم الزائی پڑھتے ہیں۔) اور اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ میں لفظ اَصْغَرَ وَ اَكْبَرَ کو (حمزہ کے لیے) ایک قول فیصل میں مرفوع پڑھو۔ (باقی منصوب پڑھتے ہیں۔)

۱۴/۷۵۱ مَعَ الْمَدِّ قَطْعُ السِّحْرِ حُكْمٌ تَبَوَّءَا بِيَا وَقْفُ حَفْصٍ لَمْ يَصِحَّ فَيُحْمَلَا

قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ میں اٰلسِّحْرُ (بصری کے لیے) ہمزۂ قطعیہ ممدودہ کے ساتھ علم قرات کا حکم ہے (یعنی بصری اس کو ءَ السِّحْرُ پڑھتے ہیں جس میں ءَآلذَّكَرَيْنِ کی طرح ہمزۂ استفہامیہ کے بعد ہمزۂ وصلیہ میں ابدال یا تسہیل دونوں صحیح ہیں۔) اور اَنْ تَبَوَّءَا پر حفص کے لیے ہمزہ کی بجائے یا پر وقف کرنا (جیسا کہ بعض سے منقول ہے۔) صحیح نہیں کہ جس کو نقل کیا جائے۔ (لہٰذا وقف و وصل دونوں میں ہمزہ ہی پڑھا جائے گا۔)

۱۵/۷۵۲ وَتَتَّبِعَانِّ النُّوْنُ خَفَّ مَدًّا وَمَا جَ بِالْفَتْحِ وَالْاِسْكَانِ قَبْلُ مُثَقَّلَا

اور وَلَا تَتَّبِعَانِّ میں (ابن ذکوان کے لیے) نون مُدّ کے اعتبار سے خفیف ہوا ہے۔ (یعنی وَلَا تَتَّبِعَانِ) اور ابن ذکوان سے نقل کے اعتبار سے وہ قول مضطرب ہے (جس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔) کہ دوسری تا میں سکون وتخفیف ہو، باء مفتوح ہو، اور یہ نون مثقلہ سے پہلے ہو۔ (یعنی وَلَا تَتْبَعَانِّ)

۱۶/۷۵۳ وَفِيْ اَنَّهُ اكْسِرْ شَافِيًا وَبِنُوْنِهِ وَنَجْعَلُ صِفْ وَالْخِفُّ نُنْجِ رِضًى عَلَا

اور اٰمَنْتُ اَنَّهُ میں اَنَّهُ کے ہمزہ کو دراں حالیکہ وہ شافی ہے (حمزہ، کسائی کے لیے) مکسور پڑھ (باقی مفتوح پڑھتے ہیں) اور وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ میں (شعبہ کے لیے) نَجْعَلُ بیان کرو۔ (باقی یاءِ غیبت سے پڑھتے ہیں۔) اور نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ میں لفظ نُنْجِ میں (کسائی وحفص کے لیے) نون ثانیہ میں تخفیف وسکون بلندی کے اعتبار سے پسندیدہ ہے۔ (باقی نُنَجِّ بہ تشدید جیم اور نون ثانیہ پر فتح پڑھتے ہیں۔)

۱۷/۷۵۴ وَذَاكَ هُوَالثَّانِيْ وَنَفْسِيْ يَاءُهَا وَرَبِّيْ مَعْ اَجْرِيْ وَاِنِّيْ وَلِيْ حُلَا

اور لفظ مذکور نُنْجِ سے دوسرا کلمہ مراد ہے۔ (یعنی اوّل ثم نُنَجِّيْ مراد نہیں کیونکہ وہ باجماع بہ تشدید جیم ہے۔) اور اس سورت میں یاءاتِ اضافت نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ، وَرَبِّيْ اِنَّهُ لَحَقٌّ، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ، اِنِّيْ اَخَافُ اور مَا يَكُوْنُ لِيْ میں شیریں ہوئی ہیں۔

سُوْرَةُ هُوْدَ عَلَيْهِ السَّلَام

۱/۷۵۵ وَاِنِّيْ لَكُمْ بِالْفَتْحِ حَقُّ رُوَاتِهِ ۔۔۔ وَبَادِئَ بَعْدَ الدَّالِ بِالْهَمْزِ حُلِّلَا

اور اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ میں (مکی، بصری، کسائی کے لیے) فتح ہمزہ کے ساتھ اس کے راویوں کا حق ہے۔ اور بَادِئَ الرَّأْيِ (بصری کے لیے) دال کے بعد ہمزہ کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ (باقی بَادِيَ الرَّأْيِ بالیاء پڑھتے ہیں)

۲/۷۵۶ وَمِنْ كُلِّ نَوِّنْ مَعْ قَدْ اَفْلَحَ عَالِمًا ۔۔۔ فَعُمِّيَتْ اضْمُمْهُ وَثَقِّلْ شَذًا عَلَا

وَمِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ کے لام میں مع سورۂ قَدْ اَفْلَحَ کے (حفص) ایک عالم کے لیے تنوین پڑھو۔ (باقی بغیر تنوین پڑھتے ہیں۔) اور فَعُمِّيَتْ میں حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) عین کو مضموم اور میم کو مشدد پڑھو۔ کہ باعتبار شہرت کے یہ بلند ہے۔ (باقی بفتح عین وکسر میم مع تخفیف فَعَمِيَتْ پڑھتے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ قصص میں یہ لفظ باتفاق فتح وتخفیف ہی کے ساتھ ہے۔)

۳/۷۵۷ وَفِيْ ضَمِّ مَجْرَاهَا سِوَاهُمْ وَفَتْحُ يَا ۔۔۔ بُنَيَّ هُنَا نَصٌّ وَفِي الْكُلِّ عُوِّلَا

۴/۷۵۸ وَاٰخِرَ لُقْمَانٍ يُوَالِيْهِ اَحْمَدُ ۔۔۔ وَسَكَّنَهُ زَاكٍ وَشَيْخُهُ الْاَوَّلَا

اور لفظ مَجْرَاهَا کی میم میں ان کے یعنی حمزہ، کسائی اور حفص کے ماسوا ضمہ پڑھتے ہیں۔ (اور یہ تینوں فتح پڑھتے ہیں) اور لفظ يَابُنَيَّ کی یا پر (عاصم کے لیے) اس سورت میں فتحہ منصوص ہے۔ اور تمام قرآن میں (حفص کے لیے) يَابُنَيَّ کی یا کے فتحہ پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اور لقمان کے سب سے آخر والے لفظ یعنی يَابُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ میں احمد بزی حفص کی موافقت کرتے ہیں۔ (یعنی فتحہ پڑھتے ہیں) اور ایک پاکیزہ قاری (قنبل نے) آخر لقمان والے کلمہ کو ساکن الیاء پڑھا ہے۔ اور قنبل کے شیخ ابن کثیر مکی نے لقمان کے پہلے لفظ يَابُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ میں یا کو ساکن پڑھا ہے۔ باقی يَابُنَيِّ بکسر یا پڑھتے ہیں۔

۵/۷۵۹ وَفِيْ عَمَلٌ فَتْحٌ وَرَفْعٌ وَنَوِّنُوْا ۔۔۔ وَغَيْرَ ارْفَعُوْا اِلَّا الْكِسَائِيَّ ذَا الْمَلَا

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ میں لفظ عَمَلٌ میں میم پر فتحہ اور لام پر رفع ہے۔ اور لام کو منوّن پڑھو۔ اور لفظ

غَیْرُ کی را کو مرفوع پڑھو۔ کسائی صاحبِ شرف کے علاوہ چھ (۶) قاریوں کے لیے (اور کسائی اِنَّہٗ عَمِلَ غَیْرَ صَالِحٍ پڑھتے ہیں۔)

۷۶۰ وَتَسْأَلْنِ خِفُّ الْکَهْفِ ظِلُّ حِمًی وَهَا هُنَا غُصْنُهٗ وَافْتَحْ هُنَا نُوْنَهٗ دَلَا

اور لفظ لَا تَسْـَٔلْنِ (جو کہ ہود اور کہف دونوں میں ہے۔ دونوں میں اختلاف اس طرح ہے کہ) سورہ کہف میں (کوفیین، مکی، بصری کے لیے) لام میں سکون و تخفیفِ نون مکسورہ محفوظ سایہ ہے (اور نافع، شامی بفتحِ لام و نون مشددہ مکسورہ کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور یہاں (کوفیین و بصری کے لیے مثل کہف کے) اسکانِ لام و تخفیفِ نون مکسورہ کی شاخ ہے اور (مکی کے لیے) اس کے نون کو فتحہ دو۔ کیونکہ فتحہ کامیاب رہا ہے۔ (گویا ہود میں مکی، شامی اور نافع لام کو فتحہ اور نون کو مشدد پڑھتے ہیں۔ اور مکی نون کو فتحہ اور نافع و شامی کہف کی طرح نون مشدد کو مکسور پڑھتے ہیں۔)

نوٹ: باب یاءات زوائد بھی اِس جگہ دیکھ لینا چاہیئے۔ ناظمؒ نے وہاں فرمایا ہے۔

ع وَفِیْ هُوْدَ تَسْـَٔلْنِیْ حَوَارِیْهِ جَمَّلَا۔ یعنی ہود میں بصری اور ورش اثباتِ یاء کرتے ہیں۔ باقی حذف کرتے ہیں۔ اس اختلاف کو ذہن میں رکھنے کے بعد ہود میں پانچ قرائتیں ہوئیں اور کہف کے متعلق زوائد میں کہا ہے۔

وَفِی الْکَهْفِ تَسْـَٔلْنِیْ عَنِ الْکُلِّ یَاؤُهٗ
عَلٰی رَسْمِهٖ وَالْحَذْفُ بِالْخُلْفِ مُثِّلَا

لہٰذا کہف میں تین قرائتیں ہوئیں۔ نقشہ ذیل سے سمجھیئے۔

هُود		
قارئین	**صورتِ تلفظ**	**تشریح**
کوفیین	فَلَا تَسْـَٔلْنِ	بسکونِ لام و کسرِ نون مخففہ مع حذفِ یا
بصری	فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ	〃 〃 〃 〃 مع الیاء
شامی و قالون	فَلَا تَسْـَٔلَنِّ	بفتحِ لام و کسرِ نون مشددہ مع حذف الیاء
ورش	فَلَا تَسْـَٔلَنِّیْ	〃 〃 〃 〃 مع الیاء
مکی	فَلَا تَسْـَٔلَنَّ	〃 〃 و فتحِ نون مشددہ مع حذف الیاء

کھف		
قارئین	صورت تلفظ	تشریح
کوفیین، مکی، بصری	فَلَا تَسْئَلْنِي	بسکون لام وتخفیف نون مکسورہ مع الیاء
نافع، ہشام، ابن ذکوان فی وجہ ″	فَلَا تَسْئَلَنِّي	بفتح لام وکسر نون مشددہ ″ ″ ″
ابن ذکوان فی وجہ آخر ″	فَلَا تَسْئَلَنِّ	ایضًا بغیر الیاء

۷/۷۶۱ وَيَوْمَئِذٍ مَعْ سَالَ فَافْتَحْ اِذْ رِضًا وَفِي النَّمْلِ حِصْنٌ قَبْلَهُ النُّوْنُ ثُمِّلَا

اور لفظ یَوْمَئِذٍ کی میم کو یہاں مع سورۂ معارج کے (نافع وکسائی کے لیے) فتحہ دو۔ جو پسندیدہ صورت پر آیا ہے۔ (باقی مکسور پڑھتے ہیں۔) اور نمل میں وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ کی میم پر فتحہ (کوفیین ونافع کے لیے) ایک قلعہ ہے۔ جس سے پہلے فَزَعٍ کی عین پر (کوفیین کے لیے) نون تنوین صالح سمجھا گیا ہے۔ (گویا فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ کوفیین کے لیے فَزَعِ يَوْمَئِذٍ نافع کے لیے اور فَزَعِ يَوْمِئِذٍ باقی کے لیے)

۸/۷۶۲ ثَمُوْدَ مَعَ الْفُرْقَانِ وَالْعَنْكَبُوْتِ لَمْ يُنَوَّنْ عَلَى فَصْلٍ وَفِي النَّجْمِ فُصِّلَا

۹/۷۶۳ نَمَا لِثَمُوْدٍ نَوِّنُوْا وَاخْفِضُوْا رِضًى وَيَعْقُوْبُ نَصْبُ الرَّفْعِ عَنْ فَاضِلٍ كَلَا

لفظ ثَمُوْدَا یہاں مع فرقان اور عنکبوت کے (حفص وحمزہ کے لیے) ایک قول فیصل پر منوّن نہیں (باقی منوّن پڑھتے ہیں۔) اور نجم میں اُس تنوین کا نہ ہونا (حمزہ وعاصم کے لیے) اس حالت میں مفصّل بیان کیا گیا کہ نقل میں اوپر تک گیا ہے۔ (باقی منوّن پڑھتے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ تنوین پڑھنے والے وقف بالالف اور نہ پڑھنے والے۔ گو الف مرسوم ہے۔ مگر وقف بغیر الف کریں گے۔) اور اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ میں (کسائی کے لیے) پسندیدہ حالت میں لفظ ثَمُوْدٍ کو منوّن اور مجرور (باقی کے لیے غیر منوّن اور مفتوح) پڑھو۔ اور مِنْ وَّرَاءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ میں (حفص، حمزہ وشامی کے لیے) با پر رفع کی جگہ نصب ایک فاضل سے محفوظ چلا آیا ہے۔

۱۰/۷۶۴ هُنَا قَالَ سِلْمٌ كَسْرُهُ وَسُكُوْنُهُ وَقَصْرٌ وَفَوْقَ الطُّوْرِ شَاعَ تَنَزُّلَا

یہاں اور طور سے اوپر والی سورت ذاریات میں قَالَ سَلَامٌ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) سین کا کسرہ

لام کا سکون اور حذفِ الف نزول کے اعتبار سے شائع ہوا ہے۔

۱۱/۷۶۵ وَفَاسْرِ اَنِ اسْرِ الْوَصْلُ اَصْلُ دَنَا وَهَا هُنَا حَقٌّ اِلَّا امْرَاَتَكَ ارْفَعْ وَاَبْدِلَا

اور فَاسْرِ (یہاں حجر اور دخان میں) اور اَن اسْرِ (طٰہٰ و شعرا میں (نافع و مکی کے لیے) ہمزہ کا وصلیہ و مکسورہ ہونا ایک ایسا اصول ہے جو قریب الفہم ہے۔ (باقی ہمزہ قطعیہ مفتوحہ پڑھتے ہیں) اور یہاں اِلَّا امْرَاَتَكَ کی تا کا حق (مکی، بصری کے لیے) یہ ہے کہ اس کو مرفوع پڑھو۔ اور ماقبل سے بدل بناؤ۔ (باقی تا پر نصب پڑھتے ہیں، اور یہاں کی قید اس لیے ہے کہ یہی لفظ عنکبوت میں باتفاق منصوب ہے۔)

۱۲/۷۶۶ وَفِي سَعِدُوا فَاضْمُمْ صِحَابًا وَسَلْ بِهِ وَخِفُّ وَاِنْ كُلًّا اِلَى صَفْوِهِ دَلَا

اور لفظ سُعِدُوا میں صحاب (حمزہ، کسائی وحفص) کے لیے سین کو مضموم (باقی کے لیے مفتوح) پڑھو، اور اللہ سے اس سعادت کا سوال کرو۔ اور وَاِنْ كُلًّا کے نون میں سکون و تخفیف (نافع، شعبہ، مکی کے لیے) اپنی پاکیزگی کے ساتھ کامیاب ہوئی ہے۔

۱۳/۷۶۷ وَفِيهَا وَفِي يَاسِينَ وَالطَّارِقِ الْعُلَى يُشَدِّدُ لَمَّا كَامِلٌ نَصَّ فَاعْتَلَا

اور اس سورت میں كُلًّا لَمَّا اور یٰسٓ میں كُلٌّ لَمَّا اور طارق میں اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا تینوں عالی سورتوں میں لَمَّا کو (شامی، عاصم، حمزہ کے لیے) ایک کامل مشدد پڑھتا ہے جس نے اس کی تصریح کی اور بلند ہوا ہے۔ (باقی مخفف پڑھتے ہیں)

۱۴/۷۶۸ وَفِي زُخْرُفٍ فِي نَصِّ لُسْنٍ بِخُلْفِهِ وَيُرْجِعُ فِيهِ الضَّمُّ وَالْفَتْحُ اِذْ عَلَا

اور سورۂ زخرف میں كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا چند فصیحوں (حمزہ، عاصم اور ہشام بالخلف) کی تصریح میں اپنے خلف کے ساتھ بتشدید میم ہے۔ اور اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ میں (نافع وحفص کے لیے) یا کا ضمہ اور جیم کا فتحہ ہے کیونکہ وہ عالی ہے۔ (باقی کے لیے يَرْجِعُ ہے۔)

۱۵/۷۶۹ وَخَاطَبَ عَمَّا يَعْمَلُونَ هُنَا وَآ خِرَ النَّمْلِ عِلْمًا عَمَّ وَارْتَادَ مَنْزِلَا

اور اس سورت میں اور آخر نمل میں (حفص، نافع، شامی کے لیے) عَمَّا يَعْمَلُونَ نے ایک ایسے علم کے لحاظ سے جو عام ہوا ہے۔ اور حصولِ علم کے لیے منزل اختیار کی ہے خطاب کیا ہے۔ (باقی یاءِ غیبت سے پڑھتے ہیں۔)

١٦/٧٧٠ وَيَا آتَنِهَا عَنِّيْ وَإِنِّيْ تَمَانِيَا وَضَيْفِي وَلٰكِنِّيْ وَنُصْحِيْ فَاقْبَلَا

١٧/٧٧١ شِقَاقِيْ وَتَوْفِيْقِيْ وَرَهْطِيْ عُدَّهَا وَمَعْ فَطَرَنْ أَجْرِيْ مَعًا تُحْصِ مُكَمِّلَا

اور اس سورت کی یاءاتِ اضافت (اٹھارہ ہیں) عَنِّيْ اور إِنِّيْ آٹھ جگہ اور ضَيْفِيْ اور لٰكِنِّيْ اور نُصْحِيْ ہیں۔ پس قبول کرو۔ اور شِقَاقِيْ، تَوْفِيْقِيْ اور رَهْطِيْ ان کو بھی شمار کرو۔ مَعْ فَطَرَنِيْ اور دو جگہ أَجْرِيْ کے کامل ہونے کی حالت میں ان کو گن لو۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَام

١/٧٧٢ وَيَا أَبَتِ افْتَحْ حَيْثُ جَا لِابْنِ عَامِرٍ وَوَحِّدْ لِلْمَكِّيْ آيَاتُ الْوِلَا

اور يَا أَبَتِ جہاں بھی آئے (قرآن میں کل آٹھ جگہ ہے۔) ابن عامر کے لیے تا کو فتحہ (اور باقی کے لیے کسرۂ تا) پڑھو۔ اور اس سے قریب ہی لفظ آيَاتٌ کی کے لیے واحد (باقی کے لیے جمع) پڑھا گیا ہے

٢/٧٧٣ غَيَابَاتِ فِي الْحَرْفَيْنِ بِالْجَمْعِ نَافِعٌ وَتَأْمَنُنَا لِلْكُلِّ يُخْفِيْ مُفَصَّلَا

٣/٧٧٤ وَأَدْغَمَ مَعْ إِشْمَامِهِ الْبَعْضُ عَنْهُمُ وَنَرْتَعْ وَنَلْعَبْ يَاءُ حِصْنٍ تَطَوَّلَا

٤/٧٧٥ وَيَرْتَعْ سُكُوْنُ الْكَسْرِ فِي الْعَيْنِ ذُوْ حِمًى وَبُشْرَايَ حَذْفُ الْيَاءِ ثَبْتٌ وَمُيِّلَا

٥/٧٧٦ شِفَاءٌ وَقَلِّلْ جِهْبِذًا وَكِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ الْعَلَا وَالْفَتْحُ عَنْهُ تَفَضَّلَا

نافع نے لفظ غَيَابَاتِ دونوں کلموں میں جمع کے ساتھ (اور باقی نے واحد) پڑھا ہے۔ اور لفظ تَأْمَنَّا میں تمام قراء کے لیے پہلے نون کو دوسرے نون سے مفصّل یعنی جدا پڑھتے ہوئے پہلے میں روم کیا گیا ہے۔ اور تمام قراء سے بعض مشائخ نے اشمام کے ساتھ ادغام بھی کیا ہے۔ اور نَرْتَعْ وَنَلْعَبْ دونوں میں (کوفیین و نافع کے لیے) یاءِ غیبت ایک طویل قلعہ ہے۔ (باقی نون پڑھتے ہیں) اور لفظ يَرْتَعْ کی عین میں کسرہ کی جگہ سکون (کوفیین، شامی، بصری کے لیے) محفوظ ہے۔ (باقی مکسور پڑھتے ہیں۔) اور قَالَ يَا بُشْرَايَ کے آخر میں (کوفیین کے لیے) یا کا حذف ثابت ہے۔ (باقی یاء کے ساتھ يَا بُشْرَايَ پڑھتے ہیں۔ اور (حمزہ، کسائی کے لیے) يَا بُشْرَايَ کے الف میں شفا ہونے کے لحاظ سے امالہ کیا گیا ہے۔ اور ماہر ہونے کی حالت میں تو (ورش کے لیے) تقلیل کر۔ اور ابن العلا بصری

سے امالہ وتقلیل دونوں مروی ہیں۔ اور ان سے فتحہ نے فضیلت پائی ہے۔
نوٹ: یاد رہے کہ ناظمؒ نے امالہ و تقلیل کا یہاں اس لیے ذکر کیا کہ بصری نے اپنے اصول سے اس میں عدول کیا ہے۔

۶/۲۷۷ وَهَيْتَ بِكَسْرٍ اَصْلُ كُفْوٍ وَهَمْزُهُ ﴿﴾ لِسَانٌ وَضَمُّ التَّا لِوَا خُلْفُهُ دَلَا

اور لفظ هَيْتَ ایک صاحب مثال قاری (نافع وشامی) کے لیے بکسرِ ھا اصل ہے۔ اور اس میں (یا کی جگہ) ہمزہ پڑھنا بھی (ہشام کے لیے) ایک لغت ہے۔ اور تا کا ضمہ (ہشام ہی کے لیے بالخلف اور مکی کے لیے بلا خلف) ایسا جھنڈا ہے جس کا خلف کامیاب ہوا ہے۔ (حاصل یہ کہ پانچ قراءتیں ہیں (۱) هِيْتَ نافع اور ابنِ ذکوان کے لیے (۲، ۳) هِئْتُ اور هِئْتَ ہشام کے لیے (۴) هَيْتُ مکی کے لیے۔ اور (۵) هَيْتَ باقی کے لیے۔)

۷/۲۷۸ وَفِي كَانَ فَتْحُ اللَّامِ فِي مُخْلَصًا ثَوَى ﴿﴾ وَفِي الْمُخْلَصِيْنَ الْكُلِّ حِصْنٌ تَجَمَّلَا

اور سورۂ مریم میں لفظ مُخْلَصًا میں (کوفیین کے لیے) لام کا فتحہ قائم ہوا ہے اور اَلْمُخْلَصِيْنَ میں تمام جگہ لام کا فتحہ (کوفیین و نافع کے لیے) ایک خوب صورت قلعہ ہے (باقی بکسرِ لام پڑھتے ہیں۔)

۸/۲۷۹ مَعًا وَصْلُ حَاشَا حَجَّ دَاْبًا لِحَفْصِهِمْ ﴿﴾ فَحَرِّكْ وَخَاطِبْ يَعْصِرُوْنَ شَمَرْدَلَا

یوسف میں دونوں جگہ حالتِ وصل میں حَاشَا (بصری کے لیے) بالالف بعد الشین غالب ہوا ہے۔ (باقی وصل و وقف دونوں حالتوں میں اور بصری وقف میں بغیر الف پڑھتے ہیں) اور لفظ دَاْبًا میں حفص کے لیے ہمزہ کو حرکتِ فتحہ (اور باقی کے لیے ساکن) پڑھو۔ اور يَعْصِرُوْنَ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) خطاب پڑھو۔ کیونکہ وہ سریع الفہم ہے (باقی غائب پڑھتے ہیں۔)

۹/۲۸۰ وَنَكْتَلْ بِيَا شَافٍ وَحَيْثُ يَشَاءُ نُوْ ﴿﴾ نُ دَارٍ وَحِفْظًا حَافِظًا شَاعَ عُقَّلَا

اور لفظ نَكْتَلْ (حمزہ، کسائی کے لیے) یا کے ساتھ شافی ہے۔ اور حَيْثُ يَشَاءُ میں ایک عالم (مکی) کے لیے نونِ جمع متکلم ہے۔ اور (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) حِفْظًا میں حَافِظًا عقلمندوں کے لیے شائع ہوا ہے۔

۱۰/۲۸۱ وَفِتْيَتِهِ فِتْيَانِهِ عَنْ شَذًا وَرُدْ ﴿﴾ بِالِاخْبَارِ فِي قَالُوْا اَئِنَّكَ دِغْفَلَا

اور وَقَالَ لِفِتْيَتِهِ میں (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) فِتْيَانِهِ ایک مشہور روایت سے ہے۔ اور

قَالُوٓاءَاِنَّكَ میں ایک شاداب قاری (مکی) کے لیے (حذفِ ہمزۂ استفہام کے ساتھ) جملہ خبریہ کو طلب کرو۔

۱۱/۷۸۲ وَيَيْأَسْ مَعًا وَاسْتَيْأَسَ اسْتَيْأَسُوْا وَتَيْـ ـأَسُوا اقْلِبْ عَنِ الْبَزِّيْ بِخُلْفٍ وَّاَبْدِلَا

اور اَفَلَمْ يَيْأَسِ (رعد میں) اور اِنَّهٗ لَا يَيْأَسُ دونوں اور اِسْتَيْأَسَ اور اِسْتَيْأَسُوْا اور لَاتَيْأَسُوْا تمام کلمات میں بزی کے لیے ہمزہ کی جگہ یا اور یا کی جگہ ہمزہ کا قلب کرو۔ اور ہمزہ کو الف سے بدلتے ہوئے بزی کے لیے بالخلف پڑھو۔ (یعنی اَفَلَمْ يَايَسْ، اِنَّهٗ لَا يَايَسُ، اِسْتَايَسَ الخ)

۱۲/۷۸۳ وَيُوْحِيْ اِلَيْهِمْ كَسْرُحَاءٍ جَمِيْعِهَا وَنُوْنٌ عَلَا يُوْحِيْ اِلَيْهِ شَذًا عَلَا

اور لفظ يُوْحِيْ اِلَيْهِمْ میں (یہاں، نحل میں اور انبیاء میں) تمام جگہوں میں حا کا کسرہ اور نون جمع متکلم (حفص کے لیے) عالی ہوا ہے۔ اور لفظ يُوْحِيْ اِلَيْهِ (انبیاء) میں شہرت کے ساتھ کسرہ حا و نون (حمزہ کسائی و حفص کے لیے) بلند ہوا ہے۔ (باقی یاءِ مضمومہ چاروں میں اور فتحۂ حا کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

۱۳/۷۸۴ وَثَانِيْ نُنْجِيْ احْذِفْ وَشَدِّدْ وَحَرِّكَا كَذَا نَلْ وَخَفِّفْ كُذِّبُوْا ثَابِتًا تَلَا

یعنی فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ میں دوسرا نون حذف کرو۔ اور جیم کو مشدد پڑھو۔ اور یاء کو حرکت فتحہ دو۔ اس کو (شامی و عاصم کے لیے) اسی طرح لے لو۔ (باقی فَنُنْجِيْ مَنْ نَّشَآءُ پڑھتے ہیں) اور اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا کو ایک ثابت قدم قاری (کوفیین) کے لیے ذال میں تخفیف کرکے پڑھو۔ (باقی بتشدید ذال پڑھتے ہیں۔)

۱۴/۷۸۵ وَاَنِّيْ وَاِنِّيْ الْخَمْسُ رَبِّيْ بِاَرْبَعٍ اَرَانِيْ مَعًا نَفْسِيْ لَيَحْزُنُنِيْ حُلَا

۱۵/۷۸۶ وَفِيْ اِخْوَتِيْ حُزْنِيْ سَبِيْلِيْ بِيْ وَلِيْ لَعَلِّيْ آبَاءِيْ اَبِيْ فَاخْشَ مَوْحَلَا

(اس سورت میں یاءاتِ اضافت بائیس[۲۲] ہیں) اَنِّيْ ایک جگہ اور اِنِّيْ پانچ جگہ، رَبِّيْ چار جگہ، اَرَانِيْ دو جگہ، نَفْسِيْ، لَيَحْزُنُنِيْ یہ سب زینت و جمال ہیں۔ نیز اِخْوَتِيْ، حُزْنِيْ، سَبِيْلِيْ، بِيْ، لِيْ، لَعَلِّيْ، اٰبَاءِيْ، اَبِيْ میں ہیں، پس تو لغزش سے ڈر۔

سُوْرَۃُ الرَّعْدِ

۱/۴۸۷ وَزَرْعٌ نَّخِيْلٌ غَيْرُ صِنْوَانٍ اَوَّلاً لَدٰى خَفْضِهَا رَفْعٌ عَلٰى حَقِّهٖ طُلاً

اور زرعٌ، نخیلٌ، غیرٌ اور پہلا لفظ صِنْوَانٌ ان چاروں میں (حفص، کی، بصری کے لیے) جر کی بجائے رفع ہے۔ اس قراءت کا حق بہت سی گردنوں پر غالی ہوا ہے (باقی مجرور پڑھتے ہیں)۔

۲/۴۸۸ وَذَكِّرْ تُسْقٰى عَاصِمٌ وَابْنُ عَامِرٍ وَقُلْ بَعْدَهٗ بِالْيَا يُفَضِّلُ شُلْشُلاً

اور لفظ تُسْقٰى کو عاصم اور ابن عامر شامی نے مذکر (باقی نے مؤنث) پڑھا ہے۔ اور اس کے بعد لفظ یُفَضِّلُ (حمزہ، کسائی کے لیے) کھو کر یا غیبت کے ساتھ خفیف ہے۔ (باقی نون عظمت کے ساتھ پڑھتے ہیں)۔

۳/۴۸۹ وَمَا كُرِّرَ اسْتِفْهَامُهٗ نَحْوُ آئِذَا اَئِنَّا فَذُو اسْتِفْهَامٍ الْكُلُّ اَوَّلاً

۴/۴۹۰ سِوٰى نَافِعٍ فِي النَّمْلِ وَالشَّامِ مُخْبِرٌ سِوَى النَّازِعَاتِ مَعْ اِذَا وَقَعَتْ وِلاً

اور تمام وہ مواقع کہ ان میں استفہام مکرر ہو۔ (مع ہمزہ ہائے استفہام کے تکرار کے) جیسے ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا، ءَاِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيْدٍ میں ءَاِذَا اور ءَاِنَّا (استفہام مکرر میں اختلاف کی نوعیت یہ ہوئی ہے کہ جمہور تو دونوں جگہ ہمزہ استفہام کو باقی رکھتے ہیں۔ اور بعض قراء کہیں کہیں پہلے موقع میں بجائے استفہام کے ہمزہ کو حذف کرتے ہوئے خبر پڑھ رہے ہیں۔ اور بعض پہلے میں تو نہیں البتہ کہیں کہیں دوسرے موقعہ کو بصورت خبر پڑھتے ہیں۔ ناظمؒ استفہام اوّل کے اختلاف کو بیان کرتے ہیں۔ پھر استفہام ثانی کے اختلافات کو ذکر کریں گے۔ نیز واضح رہے کہ استفہام مکرر قرآن میں گیارہ جگہ ہے، جن کا وقوع نو سورتوں میں ہے۔ پہلا موقعہ یہ سورت رعد ہے۔ تمام سورتوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

رعد، اسراء میں دو جگہ، مومنون، نمل، عنکبوت، سجدہ، صافات، دو جگہ۔ واقعہ، نازعات۔ تمام قراء پہلے موقعہ میں استفہام پڑھنے والے ہیں۔ سوائے نافع کے سورۂ نمل میں (کہ وہ ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّاٰبَآؤُنَآ ءَاِنَّا (نمل) میں پہلی جگہ استفہام نہیں پڑھتے بلکہ اِذَا پڑھتے ہیں۔ مفہوم مخالف سے یہ نکلا کہ نافع کے علاوہ باقی چھ قاری ءَاِذَا استفہام ہی پڑھتے ہیں) اور سوائے شامی کے کہ وہ موضع اوّل کو ہر جگہ خبر پڑھتے ہیں۔ سوائے نازعات اور سورۂ

واقعہ کے (اور نمل کے) کہ ان تین سورتوں میں موضع اوّل کو نقل کی اتباع کرتے ہوئے استفہام پڑھتے ہیں (مستثنیات کے ذیل میں ہم نے سورۂ نمل کا اضافہ کر کے مجموعی طور پر تین سورتوں کا استثنا اس لیے قرار دیا گو ناظمؒ نے بصراحت نازعات اور واقعہ دو ہی سورتوں کا استثناء کیا ہے۔ کہ نمل میں بطور مفہوم مخالف سِوٰی نَافِعٍ فِی النَّمْلِ سے شامی کے لیے استفہام ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ وضاحت کی جا چکی ہے۔)

۵/۷۹۱ وَدُوْنَ عِنَادٍ عَمَّ فِي الْعَنْكَبُوْتِ مُخْـ ـبِرًا وَهْوَ فِي الثَّانِيْ اَتٰى رَاشِدًا وَلَا

اور بغیر کسی عناد کے (مکی حفص، نافع و شامی کے لیے) سورۂ عنکبوت میں استفہام اوّل اس حالت میں عام ہوا ہے کہ وہ (بجائے استفہام کے) خبر دینے والا ہے۔ (مطلب یہ کہ گذشتہ شعر سے شامی کے لیے عنکبوت میں بجائے استفہام کے خبر ہونا تو پہلے مفہوم ہو چکا ہے۔ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عنکبوت میں مکی، حفص اور نافع بھی شامی کا اتباع کرتے ہوئے پہلے موقع میں اخبار پڑھتے ہیں۔ آگے استفہام ثانی کے اختلافات کی تفصیل بیان کرتے ہیں) اور اخبار استفہام ثانی میں نافع و کسائی کے لیے) نصرت کے اعتبار سے باعث رشد ہو کر آیا ہے۔ (یعنی استفہام ثانی کے موقع میں اور تو تمام حضرات استفہام ہی پڑھتے ہیں۔ مگر تمام سورتوں میں نافع و کسائی کا اصول یہ ہے کہ وہ اخبار پڑھتے ہیں۔ آگے اس کا استثناء ہے۔)

۶/۷۹۲ سِوَى الْعَنْكَبُوْتِ وَهْوَ فِي النَّمْلِ كُنْ رِضًا وَزَادَاهُ نُوْنًا اِنَّنَا عَنْهُمَا اعْتَلَا

سوائے عنکبوت کے (کہ اس میں نافع و کسائی اپنے اصول کے خلاف جمہور کی طرح استفہام ہی پڑھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ عنکبوت کے استفہام ثانی میں باجماع استفہام ہی ہے۔) اور وہ اخبار سورۂ نمل کے موضع استفہام ثانی میں (شامی اور کسائی کے لیے) تو پسند کرنے والا ہو۔ مطلب یہ کہ سورۂ نمل کے استفہام ثانی میں شامی اپنے اصول کے خلاف اخبار پڑھتے ہیں، کیونکہ وہ نمل کے پہلے موقعہ میں اپنے اصول کے خلاف استفہام پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔ اور کسائی اپنے اصول کے مطابق اخبار پڑھتے ہیں۔ اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ شامی و کسائی کے علاوہ باقی پانچ قاری نمل کے موضع ثانی میں استفہام پڑھتے ہیں۔ گویا نافع کے لیے ایک عنکبوت اور دوسری نمل دو سورتیں ان کے اصول یعنی اخبار سے مستثنیٰ ہیں۔ اور کسائی کے لیے صرف عنکبوت ہی مستثنیٰ ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ) ابن عامر و کسائی نمل کے استفہام ثانی میں (خبر پڑھتے ہیں اور) نون کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ان دونوں سے لفظ اِنَّنَا بلند ہوا ہے۔

۷/۷۹۳ وَعَمَّ رِضًا فِي النَّازِعَاتِ وَهُمْ عَلٰى اُصُوْلِهِمْ وَامْدُدْ لِوَا حَافِظٍ بَلَا

اور (نافع، شامی اور کسائی کے لیے) سورۂ نازعات میں اس خبر کی پسندیدگی عام ہوئی ہے۔ (یعنی نافع کسائی

اپنے اصول کے مطابق اور شامی اپنے اصول کے خلاف نازعات کے استفہام ثانی کو خبر پڑھتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ
مواقع مذکورہ میں استفہام پڑھنے والے) اجتماع ہمزتین کی تحقیق و تسہیل میں اپنے اپنے اصول پر ہیں۔ اور اس حفظ والے
کے جھنڈے کو دراز کرو۔ جو آزمودہ کار ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ بین الہمزتین ہشام، بصری، قالون کے لیے ادخالِ الف کرو۔
اور ہشام کے لیے گو اصول یہ ہے کہ وہ ذاتُ الکسر میں ادخال بالخلف کرتے ہیں۔ لیکن استفہام مکرر کے ان مواقع
میں صرف ادخال ہی کریں گے۔ خلف نہیں ہے۔)

۸/۷۹۴ وَهَادٍ وَوَالٍ قِفْ وَوَاقٍ بِيَائِهِ ۔۔۔ وَبَاقٍ دَنَا هَلْ يَسْتَوِي صُحْبَةٌ تَلَا

(اور مکی کے لیے) ہَادٍ، وَالٍ، وَاقٍ اور بَاقٍ (جہاں بھی ہوں) اُن میں یا کے ساتھ وقف کرو۔ جیسا کہ تواتر سے
ہم تک قریب ہوا ہے۔ (باقی وقف و وصل میں اور مکی وصل میں بغیر یا پڑھتے ہیں۔) اور هَلْ يَسْتَوِي کو (یاءِ تذکیر
کے ساتھ جیسا کہ اطلاق سے مفہوم ہے۔) صُحْبَہ نے پڑھا ہے۔ (باقی تاءِ تانیث سے پڑھتے ہیں۔)

۹/۷۹۵ وَبَعْدُ صِحَابٌ يُوقِدُونَ وَضَمُّهُمْ ۔۔۔ وَصُدُّوا ثَوَى مَعْ صُدَّ فِي الطَّوْلِ وَانْجَلَا

اور اس کے بعد يُوقِدُونَ کو صحاب (یاءِ غیبت سے اور باقی تاءِ خطاب سے) پڑھتے ہیں۔ اور لفظ وَصُدُّوا
مع لفظ وَصُدَّ کے جو غافر میں ہے۔ (کوفیین کے لیے) ضمِ صاد کے ساتھ قائم و روشن ہوا ہے۔ (باقی بالفتح پڑھتے ہیں۔)

۱۰/۷۹۶ وَيُثْبِتُ فِي تَخْفِيفِهِ حَقُّ نَاصِرٍ ۔۔۔ وَفِي الْكَافِرُ الْكُفَّارُ بِالْجَمْعِ ذُلِّلَا

اور لفظ يُثْبِتُ (مکی، بصری و عاصم کے لیے) اپنی تخفیف میں ایک مددگار قاری کی سچائی ہے۔ باقی بفتح ثا و تشدید با
پڑھتے ہیں۔) اور وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ جمع کے ساتھ بجائے وَسَيَعْلَمُ الْكَافِرُ کے تابع کیا گیا ہے۔ (یعنی کوفیین و شامی
جمع۔ باقی واحد پڑھتے ہیں۔)

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱/۷۹۷ وَفِي الْخَفْضِ فِي اللّٰهِ الَّذِي الرَّفْعُ عَمَّ خَا ۔۔۔ لِقُ امْدُدْهُ وَاكْسِرْ وَارْفَعِ الْقَافَ شُلْشُلَا

۲/۷۹۸ وَفِي النُّورِ وَاخْفِضْ كُلَّ فِيهَا وَالْاَرْضَ هَا ۔۔۔ هُنَا مُصْرِخِيَّ اكْسِرْ لِحَمْزَةَ مُجْمِلَا

اور (اِلیٰ صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ کے بعد) لفظ اَللّٰهُ الَّذِیْ کے جر میں (نافع و شامی کے لیے) رفع عام ہوا ہے۔ (باقی مجرور پڑھتے ہیں) اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) خا کے بعد الف پڑھو۔ اور لام کو کسرہ دو۔ اور قاف پر رفع پڑھو۔ بحالیکہ یہ خفیف ہے۔ اور نور میں وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ میں بھی اسی طرح بصیغہ اسم فاعل پڑھو) اور لفظ خَالِقُ کے بعد والے الفاظ کو کہ نور میں كُلَّ ہے۔ اور یہاں اَلْاَرْضَ ہے۔ (ان کو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے) مجرور پڑھو۔ (باقی خَلَقَ کو بصیغہ ماضی اور بعد والے الفاظ كُلَّ اور اَلْاَرْضَ مفعولیت کی وجہ سے منصوب پڑھتے ہیں) اور ایک اچھا طریقہ اختیار کرتے ہوئے امام حمزہ کے لیے لفظ مُصْرِخِیَّ کو کسر یا (اور باقی کے لیے بفتح یا) پڑھو۔

۳/۷۹۹ كَهَا وَصْلٍ اَوْ لِلسَّاكِنَيْنِ وَقُطْرُبٌ ۔۔۔ حَكَاهَا مَعَ الْفَرَّآءِ مَعْ وَلَدِ الْعَلَا

(امام حمزہ کے لیے مُصْرِخِیَّ میں یا کا کسرہ ایسا ہی ہے) جیسا کہ ھا ضمیر مذکر میں (یا ساکنہ اور کسرہ کے بعد) حالت وصل میں ہوتا ہے۔ (مثلاً فِيْهِ اور بِهٖ اسی قدر مشترک کے طور پر مُصْرِخِیَّ میں یا متکلم بھی ضمیر ہے جس کے ماقبل یاء جمع ہے۔ کیونکہ مُصْرِخِیَّ اصل میں مُصْرِخِيْنَ ہے۔ یاء متکلم کی طرف مضاف ہونے کے بعد نون حذف ہوگیا۔ اور دونوں یاء میں ادغام ہونے کے بعد یاء ضمیر کو مکسور پڑھا گیا ہے۔ جیسا کہ يُوَجِّهْهُ میں دونوں ھا کا ادغام بھی ہوا۔ اور ھاء ضمیر اپنے اصول کے مطابق مضموم بھی پڑھی گئی۔ آگے کسرہ کی دوسری وجہ بیان کرتے ہیں) یا للساکنین کی وجہ سے ہے۔ (یعنی دو یاء ساکن جمع ہوئیں حسب قاعدہ اَلسَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ دونوں میں ادغام کرتے ہوئے کسرہ دیا گیا) نیز یاء متکلم کا کسرہ (بنی یربوع کی لغت میں ہے جس کو تلمیذ سیبویہ) قطرب نے نقل کیا ہے۔ (اور) فرآء مع ابوعمرو بصری کے اس کا جواز نقل کرتے ہیں۔

۴/۸۰۰ وَضُمَّ كَفَا حِصْنٍ يُضِلُّوْا يَضِلَّ عَنْ ۔۔۔ وَاَفْئِيْدَةً بِالْيَا بِخُلْفٍ لَهٗ وَلَا

ک حصن

اور (شامی، کوفیین و نافع کے لیے) ایک ایسے قاری کے لیے جو قلعہ کے مثل ہے۔ لِيُضِلُّوْا کو یہاں اور لِيُضِلَّ کو (حج، لقمان، زمر میں) مضموم الیاء پڑھو۔ (باقی یا کو فتحہ پڑھتے ہیں) اور فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً (ہشام کے لیے ہمزہ کے بعد یا کی زیادتی کے ساتھ نصرت میں بالخلف ہے۔ یعنی اَفْئِيْدَةً۔

نوٹ : واضح ہو کہ اَفْئِدَتُهُمْ میں کوئی اختلاف نہیں۔

۵/۸۰۱ وَفِي لِتَزُوْلَ الْفَتْحُ وَارْفَعْهُ رَاشِدًا ۔۔۔ وَمَا كَانَ لِيْ اِنِّيْ عِبَادِيْ خُذْ مُلَا

ر

اور لِتَزُوْلَ میں صاحب رشد ہوکر (کسائی کے لیے) پہلے لام کا فتحہ اور دوسرے کا رفع پڑھو۔ (باقی بکسر لام

اوّل ونصب ثانی پڑھتے ہیں۔) اور وَمَا كَانَ لِىَ، اِنِّىٓ اور عِبَادِىْ (تین یاءاتِ اضافت ہیں) صاحبِ دلائل ہو کر ان کو یاد کرلو۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

١/٨٠٢ وَرُبَ خَفِيفٌ اِذْ نَمَا سُكِّرَتْ دَنَا ۔۔۔ تَنَزَّلُ ضَمُّ التَّا لِشُعْبَةَ مُثِّلَا

اور رُبَمَا میں باجب کہ وہ نقل میں بلند ہوئی، تو (نافع، عاصم کے لیے) خفیف ہوئی۔ (باقی نے مشدد پڑھی) اور لفظ سُكِرَتْ بالتخفیف (مکی کے لیے) تخفیف ہم سے قریب ہوئی ہے (باقی تشدید کاف پڑھتے ہیں۔) اور مَا تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ میں تَنَزَّلُ کی تا کا ضمہ (اور نون وزاءِ مشددہ کا فتحہ) شعبہ کے لیے معین کیا گیا ہے۔ (اور اَلْمَلَائِكَةُ مرفوع ہے۔ جیسا کہ آئندہ شعر سے معلوم ہوگا۔)

٢/٨٠٣ وَبِالنُّوْنِ فِيْهَا وَاكْسِرِ الزَّايَ وَانْصِبِ الْـ ۔۔۔ ـمَلَائِكَةَ الْمَرْفُوْعَ عَنْ شَائِدٍ عُلَا

اور (حفص، حمزہ وکسائی کے لیے) تا کی جگہ نون کے ساتھ ہے۔ (یعنی پہلا نون مضموم اور دوسرا مفتوح) اور زاء مشددہ کو کسرہ دو۔ اور اَلْمَلَائِكَةُ جو کہ دوسروں کے لیے مرفوع ہے ایک ایسے قاری (حفص، حمزہ وکسائی) سے منصوب پڑھو جو رفعت میں بلند مرتبہ ہے۔ (باقی مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ بفتح تا ونون وزاء مشددہ ورفع ملائکۃ پڑھتے ہیں۔)

٣/٨٠٤ وَثَقِّلْ لِلْمَكِّيِّ نُوْنُ تُبَشِّرُوْ ۔۔۔ نَ وَاكْسِرْهُ حِرْمِيًّا وَمَا الْحَذْفُ اَوَّلَا

اور مکی کے لیے تُبَشِّرُوْنَ کا نون مشدد پڑھا گیا ہے (باقی کے لیے مخفف ہے) اور نافع، مکی دونوں کے لیے نون کو مکسور پڑھو۔ (باقی کے لیے مفتوح) اور (نافع کی قراءت میں) پہلا نون محذوف نہیں (کیونکہ وہ علامتِ رفع ہے بلکہ دوسرا نونِ وقایہ محذوف ہے اور نون کا کسرہ یا کے حذف پر علامت ہے۔ جس طرح مکی کے یہاں نون اعرابی اور نونِ وقایہ میں ادغام کے بعد نون مشدد کو اسی لیے کسرہ دیا ہے۔)

٤/٨٠٥ وَيَقْنَطُ مَعْهُ يَقْنَطُوْنَ وَتَقْنَطُوْا ۔۔۔ وَهُنَّ بِكَسْرِ النُّوْنِ رَافَقْنَ حُمَّلَا

اور يَقْنَطُ اسی سورت میں اور اس کے ساتھ ہی يَقْنَطُوْنَ (روم) اور لَا تَقْنَطُوْا (زمر) بہ سبب الفاظ

(کسائی، بصری کے لیے) نون کے کسرہ کے ساتھ ناقلین کے رفیق ہوتے ہیں۔ (باقی بفتح نون پڑھتے ہیں۔)

۵/۸۰۶ وَمُنجُوهُمُ خِفٌّ وَفِي الْعَنكَبُوتِ نُنـ ـجِيَنَّ شِفَا مُنجُوكَ صُحْبَتُهُ دَلَا

اور اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ یہاں اور عنکبوت میں لَنُنَجِّيَنَّهٗ (حمزہ، کسائی کے لیے) بتخفیفِ جیم وسکونِ نون ثانی ہوئے ہیں۔ (باقی بہ تشدید جیم وفتح نون پڑھتے ہیں) اور اِنَّا مُنَجُّوْكَ (عنکبوت) اس کی تخفیف میں صحبہ (حمزہ، کسائی، شعبہ، کی) کامیاب ہوئے ہیں۔ (باقی بالتشدید پڑھتے ہیں۔)

۶/۸۰۷ قَدَرْنَا بِهَا وَالنَّمْلِ صِفْ وَعِبَادِ مَعْ بَنَاتِي وَاَنِّيْ ثُمَّ اِنِّيْ فَاعْقِلَا

لفظ قَدَّرْنَا جو اس سورت میں اور نمل میں ہے بتخفیفِ دال (شعبہ کے لیے) بیان کرو۔ (باقی بتشدید دال پڑھتے ہیں۔ اور یاءاتِ اضافت چار ہیں۔ عِبَادِيْ مَعَ ۔ بَنَاتِيْ ، اَنِّيْ، اور اِنِّيْ ۔ پس تم ان کو سمجھ لو۔

سُورَةُ النَّحل

۱/۸۰۸ وَيُنْبِتُ نُونٌ صَحَّ يَدْعُونَ عَاصِمٌ وَفِي شُرَكَايَ الْخُلْفُ فِي الْهَمْزِ هَلْهَلَا

اور يُنْبِتُ میں (شعبہ کے لیے) نون جمع متکلم صحیح ہے (باقی کے لیے یاءِ غیبت ہے) اور وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ کو عاصم نے یاءِ غیبت کے ساتھ پڑھا ہے۔ (باقی تاءِ خطاب پڑھتے ہیں۔) اور شُرَكَآئِيَ میں (بزی کے لیے) حذفِ ہمزہ کے خلف میں ضعف ہے۔ (اور صحیح وجہ وہی ہے جو جمہور کے لیے ہے یعنی بقاءِ ہمزہ)

۲/۸۰۹ وَمِنْ قَبْلِ فِيهِمْ يَكْسِرُ النُّونَ نَافِعٌ مَعًا يَتَوَفَّاهُمْ لِحَمْزَةَ وُصِّلَا

اور فِيْهِمْ سے پہلے تُشَآقُّوْنَ میں نافع نون کو کسرہ پڑھتے ہیں۔ (باقی فتحہ) اور حمزہ کے لیے يَتَوَفّٰهُمُ دونوں جگہ (یاءِ تذکیر کے ساتھ) پہنچایا گیا ہے۔ (باقی کے لیے تاءِ تانیث کے ساتھ ہے۔)

۳/۸۱۰ سَمَا كَامِلًا يَهْدِي بِضَمٍّ وَفَتْحَةٍ وَخَاطِبْ تَرَوْا شَرْعًا وَالآخِرِ فِي كِلَا

کامل طور سے لفظ لَا يَهْدِيْ (نافع، کی، بصری اور شامی کے لیے) بضم یاء و بفتح دال بلند ہوا ہے۔ (باقی کے لیے

فتحہ یا کسرۂ دال سے) اور اَوَلَمۡ یَرَوۡا کو (حمزہ وکسائی کے لیے) ایک اچھے طریقہ پر خطاب پڑھو (باقی کے لیے غیب) اور دوسرا اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ (نا خطاب کے ساتھ حمزہ، شامی کے لیے) حفاظت میں ہے۔

۴/۸۱۱ وَرَا مُفۡرِطُوۡنَ اکۡسِرۡ اَصَا یَتَفَیَّؤُا الۡ ـ مُؤَنَّثُ لِلۡبَصۡرِیِّ قَبۡلُ تُقُبِّلَا

اور مُفۡرَطُوۡنَ کی راء کو (نافع کے لیے) مکسور (اور باقی کے لیے مفتوح) پڑھو۔ بحالیکہ تم علمی فیض میں مجمعِ آب کی طرح ہو۔ اور اس سے پہلے یَتَفَیَّؤُا کو بصری کے لیے مؤنث (اور باقی کے لیے مذکر) قبول کیا گیا ہے۔

۵/۸۱۲ وَحَقُّ صِحَابٍ ضَمَّ نَسۡقِیۡکُمُوۡ مَعًا ـ لِشُعۡبَةَ خَاطِبۡ یَجۡحَدُوۡنَ مُعَلِّلَا

حق صحاب

اور نُسۡقِیۡکُمۡ میں دونوں جگہ (یہاں اور مومنون میں) نون کا ضمہ چند مصاحبوں (مکی، بصری، حمزہ، کسائی و حفص) کے لیے حق ہے۔ اور شعبہ کے لیے اَفَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ یَجۡحَدُوۡنَ میں خطاب پڑھو۔ بحالیکہ اس کی علت بیان کرنے والے ہو۔ (باقی غیب پڑھتے ہیں۔)

۶/۸۱۳ وَظَعۡنِکُمُوۡ اِسۡکَانُهُ ذَائِعُ وَنَجۡ ـ زِیَنَّ الَّذِیۡنَ النُّوۡنُ دَاعِیۡهِ نُوِّلَا

۷/۸۱۴ مَلَکۡتُ وَعَنۡهُ نَصَّ الَاخۡفَشُ یَاءَهُ ـ وَعَنۡهُ رَوَی النَّقَّاشُ نُوۡنًا مُوَهَّلَا

اور ظَعۡنِکُمۡ میں عین کا سکون (کوفیین و شامی کے لیے) مشہور ہے۔ (باقی کے لیے عین کا فتحہ ہے) اور وَلَنَجۡزِیَنَّ الَّذِیۡنَ میں (مکی، عاصم اور ابنِ ذکوان کے لیے بالخلف) نون جمع متکلم کا داعی عطا کیا گیا تو میں مالک ہوا۔ اور ابنِ ذکوان سے اخفش ہارون بن موسیٰ دمشقی تلمیذ ابنِ ذکوان نے یاءِ غیبت کی تصریح کی ہے اور ابنِ ذکوان سے نقاش نے نون روایت کیا ہے جو ضعیف ہے۔

نوٹ: ناظم رح نے نون کو دانی کی اتباع میں اگرچہ ضعیف فرمایا ہے لیکن نشر میں دونوں وجہوں کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (ضباع)

۸/۸۱۵ سِوَی الشَّامِ ضُمُّوۡا وَاکۡسِرُوۡا فَتَنُوۡا لَهُمۡ ـ وَیُکۡسَرُ فِیۡ ضَیۡقٍ مَعَ النَّمۡلِ دُخَّلَا

قراءِ سبعہ ماسوائے شامی کے لیے فُتِنُوۡا میں فا کو ضمہ دو، اور تا کو کسرہ (اور شامی فَتَنُوۡا بفتحتین پڑھتے ہیں۔) اور یہاں اور نمل میں لفظ ضَیۡقٍ (مکی کے لیے) کثیر المداخلت ہو کر بکسرِ ضاد (باقی کے لیے بفتح ضاد) پڑھا گیا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاِسْرَاء

۱/۸۱۶ وَيَتَّخِذُوا غَيْبٌ حَلاَ لِيَسُوءَ نُوْ نُ رَاوٍ وَضَمُّ الْهَمْزِ وَالْمَدُّ عُدِّلاَ

۲/۸۱۷ سَمَا وَبُلَقَّاهُ يُضَمُّ مُشَدَّدًا كَفَى يَبْلُغَنَّ امْدُدْهُ وَاكْسِرْ شَمَرْدَلاَ

۳/۸۱۸ وَعَنْ كُلِّهِمْ شَدِّدْ وَفَا اُفِّ كُلِّهَا بِفَتْحٍ دَنَا كُفُؤًا وَنَوِّنْ عَلَى اعْتِلاَ

اور اَلَّا يَتَّخِذُوْا یاءِ غیبت کے ساتھ (بصری کے لیے اور تاءِ خطاب کے ساتھ باقی کے لیے) شیرین ہوا ہے اور لِنَسُوْءَ ایک روایت بیان کرنے والے (کسائی) کے لیے نون جمع متکلم ہے (باقی کے لیے یاءِ غیبت) اور (نافع، کی، بصری، حفص کے لیے) ضمِّ ہمزہ اور اس کے بعد واوِ مدہ کے ساتھ (لِيَسُوْءُ) موزوں اور بلند ہوا ہے (باقی کے لیے لِيَسُوْءَ) يُلَقَّاهُ مَنْشُوْرًا (شامی کے لیے) بضمِّ یاء وفتح لام وتشدید قاف کافی ہوا ہے۔ (باقی کے لیے بفتح یا وسکون لام وتخفیفِ قاف يَلْقَاهُ ہے۔) (اِمَّا يَبْلُغَنَّ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) غین کے بعد الف، اور نون کو مکسور پڑھو، بحالیکہ تم نظیف الطبع ہو۔ اور نون کو سب کے لیے مشدد ہی پڑھو۔ اور اُفٍّ کی فاء تمام جگہ (اسراء، انبیاء، احقاف میں کی، شامی کے لیے) فتحہ کے ساتھ ایک مثال ہو کر قریب ہوئی ہے۔ اور (نافع، حفص کے لیے) ایک بلند وجہ پر تنوین پڑھو۔ (حاصل یہ کہ تین قراءتیں ہیں۔ اُفَّ کی، شامی کے لیے۔ اُفٍّ نافع وحفص کے لیے۔ اُفِّ، باقی کے لیے۔)

۴/۸۱۹ وَبِالْفَتْحِ وَالتَّحْرِيكِ خِطْأً مُصَوَّبٌ وَحَرَّكَهُ الْمَكِّيُّ وَمَدَّ وَجَمَّلاَ

اور لفظ خِطْأً (ابن ذکوان کے لیے) بفتح خا وطا (بلا مد) درست قرار دیا گیا ہے۔ اور کی نے (کسرۂ خا کے ساتھ) طا پر حرکتِ فتحہ اور الفِ مدہ پڑھا ہے۔ اور خوبصورت لفظ اختیار کیا ہے۔ (یعنی خِطَاءً، باقی کے لیے خِطْأً ہے۔)

۵/۸۲۰ وَخَاطَبَ فِي يُسْرِفْ شُهُودٌ وَضَمُّنَا بِحَرْفَيْهِ بِالْقُسْطَاسِ كَسْرُ شَذٍ عَلاَ

اور فَلَا يُسْرِفْ میں چند شاہدوں (حمزہ، کسائی) نے خطاب (باقی نے غیب) پڑھا ہے۔ اور بِالْقُسْطَاسِ میں یہاں اور شعراء میں (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) بجائے ضمۂ قاف کے ایک شہرت والا کسرہ عالی ہوا ہے۔

۶/۸۲۱ وَسَيِّئَةً فِي هَمْزِهِ اضْمُمْ وَهَائِهِ ۔ وَذَكِّرْ وَلَا تَنْوِينَ ذِكْرًا مُكَمَّلَا

اور لفظ سَيِّئَةً کے ہمزہ اور ھا پر (کوفیین، شامی کے لیے) ضمہ پڑھو۔ اور ھاء کو مذکر پڑھو۔ اور اس میں کوئی تنوین نہیں بحالیکہ یہ مکمل ذکر ہے۔ (یعنی سَيِّئُهُ اور باقی کے لیے سَيِّئَةً)

۷/۸۲۲ وَخَفِّفْ مَعَ الْفُرْقَانِ وَاضْمُمْ لِيَذْكُرُوا ۔ شِفَاءً وَفِي الْفُرْقَانِ يَذْكُرُ فُصِّلَا

یہاں مع فرقان کے دونوں جگہ لِيَذَّكَّرُوا کے ذال کو ساکن و مخفف اور کاف کو مضموم پڑھو۔ دراں حالیکہ یہ قراءت (حمزہ، کسائی کی قراءت میں) باعث شفا ہے۔ اور فرقان میں اَنْ يَذَّكَّرَ (تخفیف ذال وضم کاف کے ساتھ حمزہ کے لیے) واضح کیا گیا ہے (باقی کے لیے ہر جگہ تشدید ذال وفتح کاف مشدد کے ساتھ ہے۔)

۸/۸۲۳ وَفِي مَرْيَمٍ بِالْعَكْسِ حَقٌّ شِفَاؤُهُ ۔ يَقُولُونَ عَنْ دَارٍ وَفِي الثَّانِ نَزَّلَا

۹/۸۲۴ سَمَا كِفْلُهُ اَنِّثْ يُسَبِّحُ عَنْ حِمًى ۔ شَفَا وَاكْسِرُوا اِسْكَانَ رَجْلِكَ عُمِّلَا

اور مریم میں (مکی، بصری، حمزہ و کسائی کے لیے) اَوَلَا يَذْكُرُ میں برعکس یعنی بالتشدید ہے جس کا شافی ہونا برحق ہے۔ (باقی کے لیے بالتخفیف ہے) اور كَمَا يَقُولُونَ ایک عالم (مکی حفص) سے (یاءِ غیبت کے ساتھ، اور باقی سے خطاب کے ساتھ) مروی ہے۔ اور ثانی یعنی عَمَّا يَقُولُونَ میں (عاصم، نافع، مکی، بصری و شامی کے لیے) یاءِ غیبت کی ذمہ داری نازل و بلند ہوئی ہے۔ (اور حمزہ، کسائی نے خطاب پڑھا ہے) اور يُسَبِّحُ لَهُ کو (حفص، بصری، حمزہ، کسائی کے لیے) ایک حامی کی روایت سے مؤنث پڑھو جو شافی ہے۔ (باقی مذکر پڑھتے ہیں) اور رَجْلِكَ میں جیم کے سکون کو (حفص کے لیے) کسرہ کے ساتھ پڑھو کہ یہی عمل میں لایا گیا ہے۔

۱۰/۸۲۵ وَيَخْسِفَ حَقٌّ نُونُهُ وَيُعِيدَكُمْ ۔ فَيُغْرِقَكُمْ وَاثْنَانِ يُرْسِلَ يُرْسِلَا

اور اَنْ يَخْسِفَ، اَنْ يُعِيدَكُمْ، فَيُغْرِقَكُمْ اور دو لفظ اَوْ يُرْسِلَ اور فَيُرْسِلَ ان پانچوں لفظوں میں (مکی، بصری کے لیے) نون جمع متکلم حق ہے (باقی یاءِ غیبت پڑھتے ہیں۔)

۱۱/۸۲۶ خِلَافَكَ فَافْتَحْ مَعَ سُكُونٍ وَقَصْرِهِ ۔ سَمَا صِفْ نَأَى اٰخِرْ مَعًا هَمْزَهُ مُلَا

وَاِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ میں خِلَافَكَ کی خا کو مفتوح پڑھو مع سکونِ لام و حذفِ الف کے۔ (نافع،

کی، بصری، شعبہ کے لیے) بیان کرو کہ یہی بلند ہے۔ اور وَنَائی میں (یہاں اور حم سجدہ میں) دونوں جگہ (ابن ذکوان کے لیے) اس کے ہمزہ کو الف سے موخر کرو۔ (یعنی نَاءَ بروزن شَاءَ) بحالیکہ یہ روایت مدلل ہے۔

۱۲/۸۲۷ تُفَجِّرَ فِی الْاُوْلیٰ کَتَقْتُلَ ثَابِتٌ وَعَمَّ نَدًی کِسْفًا بِتَحْرِیْکِهٖ وِلَا

۱۳/۸۲۸ وَفِیْ سَبَاٍ حَفْصٌ مَعَ الشُّعَرَاءِ قُلْ وَفِی الرُّوْمِ سَكِّنْ لَیْسَ بِالْخُلْفِ مُشْكِلَا

حَتّٰی تُفَجِّرَ لَنَا پہلے کلمہ میں مثل تَقْتُلَ کے (کوفیین کے لیے) ثابت ہے۔ باقی تفعیل سے پڑھتے ہیں۔ اور پہلے کی قید سے فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ سے احتراز ہو گیا۔ جس کو سب تفعیل سے پڑھتے ہیں۔) اور (نافع، شامی اور عاصم کے لیے) متابعت میں شادابی کے اعتبار سے لفظ کِسَفًا بفتح سین عام ہوا ہے۔ (باقی بسکون سین پڑھتے ہیں۔) اور سبا میں مع شعراء کے (صرف حفص کے لیے بفتح سین) کہو (باقی دونوں میں اسکان سے پڑھتے ہیں۔) اور روم میں (ہشام کے لیے بالخلف اور ابن ذکوان کے لیے بلاخلف) سین کو ساکن کرو، جو خلف کے ساتھ مشکل نہیں۔ (باقی بفتح سین پڑھتے ہیں، نیز یاد رہے کہ طور میں باجماع سکون کے ساتھ ہے۔)

۱۴/۸۲۹ وَقُلْ قَالَ الْاُوْلیٰ كَیْفَ دَارَ وَضَمَّ تَا عَلِمْتَ رِضًی وَالْیَاءُ فِیْ رَبِّیَ انْجَلَا

اور (شامی، کی کے لیے) پہلے قُلْ کو قَالَ کہو (دیکھو) لفظ کس طرح بدلا (پہلے قُلْ سے مراد قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ہے، دوسرا لفظ قُلْ لَوْ كَانَ ہے۔ جو بالاتفاق امر کا صیغہ ہے۔) اور لَقَدْ عَلِمْتَ کی تاء کا ضمہ (کسائی کے لیے) پسندیدہ ہے۔ (باقی فتحہ پڑھتے ہیں۔) اور ایک یاءِ اضافت رَبِّیْ میں واضح ہوئی ہے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

۱/۸۳۰ وَسَكْتَةُ حَفْصٍ دُوْنَ قَطْعٍ لَطِیْفَةٌ عَلَی اَلِفِ التَّنْوِیْنِ فِیْ عِوَجًا بَلَا

۲/۸۳۱ وَفِیْ نُوْنِ مَنْ رَاقٍ وَمَرْقَدِنَا وَلَا مِ بَلْ رَانَ وَالْبَاقُوْنَ لَا سَكْتَ مُوْصَلَا

حفص کے لیے بغیر سانس لیے عِوَجًا کی تنوین کے الف پر سکتہ لطیفہ ہے۔ کیونکہ حفص نے معنی کو پرکھا ہے۔ اور مَنْ رَاقٍ (قیامہ) کے نون پر اور مِنْ مَرْقَدِنَا (یٰس) پر اور بَلْ رَانَ (مطففین) کے لام پر بھی سکتہ ہے، اور باقی سے ان مواقع میں کوئی سکتہ نہیں پہونچایا گیا ہے۔

٣/٨٣٢ وَمِنْ لَدْنِهِ فِي الضَّمِّ اَسْكِنْ مُشِمَّهُ ۔ وَمِنْ بَعْدِهِ كَسْرَانِ عَنْ شُعْبَةَ اعْتَلَا

٤/٨٣٣ وَضُمَّ وَسَكِّنْ ثُمَّ ضُمَّ لِغَيْرِهِ ۔ وَكُلُّهُمُ فِي الْهَا عَلَى اَصْلِهِ تَلَا

اور مِنْ لَدُنْهُ میں شعبہ کے لیے دالِ مضموم کو ساکن پڑھو بحالیکہ ہونٹوں سے ضمّہ کا اشمام بھی کرو۔ اور دال کے بعد نون اور ہائے ضمیر پر دو کسرے بلند ہوئے ہیں۔ یعنی مِنْ لَّدْنِهٖ۔ اور غیر شعبہ کے لیے دال کو مضموم نون کو ساکن اور ہا کو مضموم پڑھو۔ اور تمام قراء ھا میں اپنی اصل پر (صلہ یا ترکِ صلہ) پڑھتے ہیں۔

٥/٨٣٤ وَقُلْ مِرْفَقًا فَتْحٌ مَعَ الْكَسْرِ عَمَّهُ ۔ وَتَزْوَرُّ لِلشَّامِي كَتَحْمَرُّ وُصِّلَا

٦/٨٣٥ وَتَزَّاوَرُ التَّخْفِيفُ فِي الزَّايِ ثَابِتٌ ۔ وَحِرْمِيُّهُمْ مُلِّئْتَ فِي اللَّامِ ثُقِّلَا

اور کہو (نافع، شامی کے لیے) مِرْفَقًا میں میم کا فتح معہ کسرِ فا کے ہے۔ اور شامی کے لیے تَزْوَرُّ مثل تَحْمَرُّ پہنچایا گیا ہے۔ اور (کوفیین کے لیے) تَزَاوَرُ کی زا میں تخفیف ثابت ہے۔ (باقی تَزَّاوَرُ بتشدید زا پڑھتے ہیں) اور نافع، مکی نے لام کو وَلَمُلِّئْتَ مِنْهُمْ میں مشدد (باقی نے مخفف) پڑھا ہے۔ (یعنی وَلَمُلِئْتَ)

٧/٨٣٦ بِوَرْقِكُمُ الْاِسْكَانُ فِي صَفْوِ حُلْوِهِ ۔ وَفِيهِ عَنِ الْبَاقِينَ كَسْرٌ تَأَصَّلَا

بِوَرْقِكُمْ میں (حمزہ، شعبہ، بصری کے لیے) را کا سکون اپنی شیرین پاکیزگی میں ہے۔ اور باقیوں سے را میں کسرہ بطور اصل ثابت ہوا ہے۔

٨/٨٣٧ وَحَذْفُكَ لِلتَّنْوِينِ مِنْ مِائَةٍ شَفَا ۔ وَتُشْرِكْ خِطَابٌ وَهُوَ بِالْجَزْمِ كُمِّلَا

مِنْ مِائَةٍ سِنِيْنَ کی تا سے تنوین کا حذف (حمزہ، کسائی کے لیے) شافی ہوا ہے۔ (باقی تنوین سے پڑھتے ہیں) اور (شامی کے لیے) وَلَا تُشْرِكْ میں خطاب ہے اور وہ کاف کے جزم کے ساتھ کامل قرار دیا گیا ہے۔ (باقی وَلَا يُشْرِكُ یا غیب و کافِ مرفوع سے پڑھتے ہیں۔)

٩/٨٣٨ وَفِي ثُمُرٍ ضَمَّيْهِ يَفْتَحُ عَاصِمٌ ۔ بِحَرْفَيْهِ وَالْاِسْكَانُ فِي الْمِيمِ حُصِّلَا

اور عاصم نے لَهٗ ثَمَرٌ اور بِثَمَرِهٖ میں ثا اور میم دونوں کے ضموں میں دونوں جگہ فتحہ پڑھا ہے۔ اور میم میں سکون (بصری کے لیے) حاصل ہوا ہے۔ (اور باقی بضمِ ثا و میم پڑھتے ہیں۔)

١٠/٨٣٩ وَدَعْ مِيمَ خَيْرًا مِنْهُمَا حُكْمُ ثَابِتٍ ۔ وَفِي الْوَصْلِ لٰكِنَّا فَمُدَّ لَهُ مُلَا

(اور بصری و کوفیین کے لیے) خَيْرًا مِنْهُمَا کی میم کو حذف کرو۔ یہ ایک ثابت شدہ حکم ہے (یعنی مِنْهَا) اور لٰكِنَّا کو وصل میں شامی کے لیے الف مد کے ساتھ پڑھو کہ اس پر دلائل موجود ہیں۔ (باقی بحالت وصل الف کو حذف کرتے ہیں۔ اور وقف میں باجماع سب پڑھتے ہیں۔)

١١/٨٤٠ وَذَكِّرْ تَكُنْ شَافٍ وَفِي الْحَقِّ جَرُّهُ ۔ عَلَى رَفْعِهِ حَبْرٌ سَعِيدٌ تَأَوَّلَا

اور وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فِئَةٌ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) فعل کو مذکر پڑھو کہ شفا دینے والا ہے۔ (باقی نے مؤنث پڑھا ہے) اور لِلّٰهِ الْحَقِّ کے قاف میں (بصری، کسائی کے) رفع پر ایک نیک عالم نے جر پڑھا ہے اور اس مجرور میں صفت ہونے کی تاویل کی ہے۔

١٢/٨٤١ وَعُقْبًا سُكُونُ الضَّمِّ نَصٌّ فَتًى وَيَا ۔ نُسَيِّرُ وَالِي فَتْحِهَا نَفَرٌ مَلَا

١٣/٨٤٢ وَفِي النُّونِ أَنِّثْ وَالْجِبَالَ بِرَفْعِهِمْ ۔ وَيَوْمَ يَقُولُ النُّونُ حَمْزَةُ فُضِّلَا

اور وَخَيْرٌ عُقْبًا میں قاف کے ضمہ کی جگہ (عاصم و حمزہ کے لیے) ایک جوان کی تصریح میں سکون ہے۔ (باقی ضمہ پڑھتے ہیں) اور وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ میں (مکی، بصری، شامی کے لیے) ایک جماعت اشراف نے یا کے فتحہ کی متابعت کی ہے اور نون کی جگہ تاءِ تانیث پڑھو۔ اور اَلْجِبَالُ رفع کے ساتھ ہے (یعنی تُسَيَّرُ الْجِبَالُ) اور وَيَوْمَ يَقُولُ میں نون جمع متکلم حمزہ کے لیے فضیلت دیا گیا ہے۔

١٤/٨٤٣ لِمَهْلِكِهِمْ ضَمُّوا وَمَهْلَكَ أَهْلِهِ ۔ سِوَى عَاصِمٍ وَالْكَسْرُ فِي اللَّامِ عُوِّلَا

لِمَهْلِكِهِمْ میں یہاں اور مَهْلِكَ أَهْلِهِ نمل میں غیر عاصم کے لیے میم کو ضمہ دیا گیا ہے (اور عاصم میم کو فتحہ پڑھتے ہیں) اور (حفص کے لیے) لام میں کسرہ قابلِ اعتماد سمجھا گیا ہے (باقی لام کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ کل تین قراءتیں ہیں۔ مُهْلَكَ جمہور کے لیے مَهْلِكَ حفص کے لیے مَهْلَكَ شعبہ کے لیے۔)

١٥/٨٤٤ وَهَا كَسْرِ أَنْسَانِيهِ ضُمَّ لِحَفْصِهِمْ ۔ وَمَعْهُ عَلَيْهُ اللّٰهَ فِي الْفَتْحِ وُصِّلَا

اور وَمَا أَنْسَانِيهُ میں یہاں اور اس کے ساتھ ہی عَلَيْهُ اللّٰهَ فتحنا میں حفص کے لیے ہاءِ ضمیر کے

کسرہ کو جو کہ غیر حفص کے لیے ہے) ضمہ کے ساتھ پہنچایا گیا ہے۔

16/845 لِتُغْرِقَ فَتْحُ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ غَيْبَةً   وَقُلْ أَهْلَهَا بِالرَّفْعِ رَاوِيهِ فَصَّلَا

اور لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) تاءِ مضموم اور راءِ مکسور دونوں پر فتحہ ہے۔ دراں حالیکہ فعل بصیغہ غائب ہے۔ اور أَهْلُهَا کا لام مرفوع ہے جیسا کہ اس کے راوی نے تفصیل بیان کی ہے۔ (باقی نے لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا پڑھا ہے)

17/846 وَمُدَّ وَخَفِّفْ يَاءَ زَاكِيَةً سَمَا   وَنُونُ لَدُنِّي خَفَّ صَاحِبُهُ إِلَى

18/847 وَسَكِّنْ وَأَشْمِمْ ضَمَّةَ الدَّالِ صَادِقًا   تَخِذْتَ فَخَفِّفْ وَاكْسِرِ الْخَاءَ دُمْ حُلَا

(نافع، مکی، بصری کے لیے) زَاكِيَةً میں زای کو الف مدہ کے ساتھ پڑھو۔ اور یا کو خفیف زَاكِيَةً پڑھو۔ یہ قراءت یونہی بلند ہوئی ہے اور لَدُنِّي کے نون کو اس کے پڑھنے والے (شعبہ و نافع) صاحبِ نعمت نے بنونِ خفیف پڑھا ہے۔ (باقی بنونِ مشدد پڑھتے ہیں۔) اور (شعبہ کے لیے) دال کو ساکن پڑھو۔ اور ضمہ کا اشمام کرو۔ بحالیکہ تم صادق ہو (گویا تین قراءتیں ہوئیں۔ لَدُنِي، لَدْنِي، لَدُنِّي) اور لَتَخِذْتَ میں (مکی بصری کیلیے) تاء کو خفیف اور خاء کو مکسور پڑھو۔ ہمیشہ خدا کرے تم صاحبِ زینت ہو۔ (یعنی لَتَخِذْتَ اور لَاتَّخَذْتَ دو قراءتیں ہیں)

19/848 وَمِنْ بَعْدُ بِالتَّخْفِيفِ يُبْدِلُ هٰهُنَا   وَفَوْقَ وَتَحْتَ الْمُلْكِ كَافِيهِ ظَلَّلَا

اور اس کے بعد لفظ يُبْدِلَ یہاں اور سورۂ ملک سے اوپر تحریم میں اور اس کے نیچے سورۂ نون میں (شامی، مکی، اور کوفیین کے لیے) تینوں میں تخفیفِ دال کی کفایت کرنے والے نے سایہ افگنی کی ہے یعنی افعال سے پڑھتے ہیں۔ اور نافع و بصری تفعیل سے بتشدید دال پڑھتے ہیں۔

20/849 فَأَتْبَعَ خَفِّفْ فِي الثَّلَاثَةِ ذَاكِرًا   وَحَامِيَةٍ بِالْمَدِّ صُحْبَتُهُ .... كَلَا

21/850 وَفِي الْهَمْزِ يَاءٌ عَنْهُمُو وَصِحَابُهُمْ   جَزَاءُ فَنَوِّنْ وَانْصِبِ الرَّفْعَ وَاقْبَلَا

فَأَتْبَعَ کو تینوں لفظوں میں ایک ذکر کرنے والے قاری (کوفیین و شامی) کے لیے تخفیفِ تاء (افعال سے ہمزۂ قطعیہ کے ساتھ، باقی کے لیے بتشدیدِ تاء افتعال سے ہمزۂ وصلیہ کے ساتھ فَاتَّبَعَ) پڑھو۔ اور (حمزہ، کسائی، شعبہ و شامی کے لیے) حَامِيَةٍ، حا کے بعد الف مدہ کے ساتھ ہے اور انہیں سے ہمزہ کی جگہ یا آئی ہے۔ (باقی حَمِئَةٍ پڑھتے ہیں۔) اور مرموزینِ صحاب کے لیے فَلَهُ جَزَاءُ کے ہمزہ کو تنوین اور رفع کی بجائے نصب دو اور قبول کرو۔ (یعنی فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ)

اور باقی فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنٰی پڑھتے ہیں۔)

۲۲/۸۵۱ عَلٰی حَقِّ اِلسَّدَّیْنِ سُدًّا صِحَابُ حَقِّهٖ ۔ ۔ ۔ بِنِ الضَّمِّ مَفْتُوحٌ وَیَاسِیْنَ شُدَّ عُلَا

(حفص، کی، بصری کے لیے) سَدَّیْنِ حق پر ہے۔ اور لفظ سَدًّا میں یہاں حق والوں (حمزہ، کسائی، حفص، کی و بصری کے لیے اور یٰس میں (حمزہ، کسائی و حفص کے لیے) سین مضموم پر فتحہ پڑھنے میں بلندی کے لحاظ سے مضبوط ہو۔

۲۳/۸۵۲ وَیَاجُوجَ مَاجُوجَ اهْمِزِ الْکُلَّ نَاصِرًا ۔ ۔ ۔ وَفِیْ یَفْقَهُوْنَ الضَّمُّ وَالْکَسْرُ شُکِّلَا

اور یَاجُوجَ مَاجُوجَ یہاں اور انبیاء دونوں میں ایک نصرت والے قاری (عاصم) کے لیے ہمزہ (اور باقی کے لیے الف) پڑھو۔ اور یَفْقَهُوْنَ میں (حمزہ، وکسائی کے لیے) یا ضمہ کے ساتھ اور قاف کسرہ کے ساتھ حرکات دیے گئے ہیں۔ (باقی یا اور قاف پر فتحہ پڑھتے ہیں۔)

۲۴/۸۵۳ وَحَرِّكْ بِهَا وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَمُدَّهٗ ۔ ۔ ۔ خَرَاجًا شَفَا وَاعْكِسْ فَخَرْجُ لَهٗ مُلَا

اور اس سورت میں اور مومنین میں پہلے لفظ خَرَاجًا (منصوب و منون) کو (حمزہ، کسائی کے لیے) بفتح را والف مدہ پڑھو کہ وہ شافی ہے۔ اور (مومنین میں دوسرے لفظ) فَخَرَاجُ کو (شامی کے لیے) برعکس بغیر الف کے (باقی کے لیے پہلے دو لفظوں میں بغیر الف کے اور تیسرے میں مع الف کے) پڑھو۔ کیونکہ پڑھنے والے کے لیے اس میں دلائل ہیں۔

۲۵/۸۵۴ وَمَكَّنَنِیْ اَظْهِرْ دَلِیْلًا وَسَكِّنُوْا ۔ ۔ ۔ مَعَ الضَّمِّ فِی الصَّدْفَیْنِ عَنْ شُعْبَةَ الْمَلَا

۲۶/۸۵۵ كَمَا حَقُّهٗ ضَمَّاهُ وَاهْمِزْ مُسَكِّنًا ۔ ۔ ۔ لَدٰی رَدْمًا ائْتُوْنِیْ وَقَبْلَ اكْسِرِ الْوِلَا

۲۷/۸۵۶ لِشُعْبَةَ وَالثَّانِیْ فَشَاصِفْ بِخُلْفِهٖ ۔ ۔ ۔ وَلَا كَسْرَ وَابْدَأْ فِیْهِمَا الْیَاءَ مُبْدِلَا

۲۸/۸۵۷ وَزِدْ قَبْلُ هَمْزَ الْوَصْلِ وَالْغَیْرُ فِیْهِمَا ۔ ۔ ۔ بِقَطْعِهِمَا وَالْمَدِّ بَدْءًا وَمَوْصِلَا

اور رہنما بن کر مَا مَكَّنَنِیْ میں (کی کے لیے) دو نون ظاہر کر کے پڑھو۔ (باقی ایک نون مشددہ مکسور پڑھتے ہیں۔)
اور مشائخ نے باعزت لوگوں میں سے شعبہ کے لیے الصَّدْفَیْنِ میں مع ضمہ صاد کے دال کو ساکن پڑھا ہے۔ جیسا کہ صاد و دال دونوں کے ضمے (شامی، کی، بصری) کا حق ہے (باقی بفتحتین پڑھتے ہیں) شعبہ کے لیے رَدْمًا ائْتُوْنِیْ میں ہمزہ ساکنہ پڑھو۔ اور اس سے پہلے تنوین کو کسرہ دو۔ اور دوسرے میں اسی طرح (حمزہ کے لیے اور بالخلف شعبہ کیلئے)

شائع ہوا ہے۔ مگر یہاں ماقبل ہمزہ میں کسرہ نہیں فتحہ ہے۔ (یعنی قَالَ ائْتُوْنِیْٓ آگے دونوں کلموں سے ابتدا کرنے کو واضح کرتے ہیں) اور ان دونوں میں اگر ابتدا انہیں سے کی جائے تو ہمزۂ ساکنہ کو یا سے بدل کر ابتدا کرو۔ اور ہمزہ وصل کا شروع میں اضافہ کرو۔ اور باقی ان دونوں میں وصل و ابتدا دونوں میں ہمزۂ قطعیہ اور الفِ مدہ سے پڑھتے ہیں۔ یعنی رَدْمًا اٰتُوْنِیْ اور قَالَ اٰتُوْنِیْٓ۔

۲۹/۸۵۸ وَطَاءَ فَمَا اسْطَاعُوْا لِحَمْزَةَ شَدِّدُوْا   وَاَنْ تَنْفَدَ التَّذْكِيْرُ شَافٍ تَاَوَّلَا

اور فَمَا اسْطَاعُوْا کی طا حمزہ کے لیے مشدد (اور باقی کے لیے مخفف) پڑھو۔ اور اَنْ تَنْفَدَ میں تاویل کے اعتبار سے (حمزہ وکسائی کے لیے) تذکیر (اور باقی کے لیے تانیث) شافی ہے۔

۳۰/۸۵۹ ثَلَاثٌ مَعِیْ دُوْنِیْ وَرَبِّیْ بِاَرْبَعٍ   وَمَا قَبْلَ اِنْ شَاءَ الْمُضَافَاتُ تُجْتَلَا

یعنی یاءاتِ اضافت نو ہیں۔ مَعِیَ تین، مِنْ دُوْنِیْ، رَبِّیْ چار جگہ اور اِنْ شَاءَ اللّٰهُ سے پہلے سَتَجِدُنِیْ یہ تمام یاءاتِ اضافت روشن ہیں۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَام

۱/۸۶۰ وَحَرْفَا يَرِثْ بِالْجَزْمِ حُلْوٌ رِضًى وَقُلْ   خَلَقْتُ خَلَقْنَا شَاعَ وَجْهًا مُجَمَّلَا

اور يَرِثُنِیْ وَيَرِثُ دونوں فعل (بصری اور کسائی کے لیے) شیریں پسند میں جزم کے ساتھ ہیں (باقی مرفوع پڑھتے ہیں) اور وَقَدْ خَلَقْتُكَ (حمزہ، کسائی کے لیے) ایک وجہ جمیل میں خَلَقْنَاكَ (بصیغہ جمع متکلم) شائع ہوا ہے۔

۲/۸۶۱ وَضَمُّ بُكِيًّا كَسْرُهٗ عَنْهُمَا وَقُلْ   عُتِيًّا صُلِيًّا مَعْ جُثِيًّا شَذًا عَلَا

اور لفظ بُكِيًّا کا ضمہ حمزہ، کسائی کے لیے کسرہ سے بدلا ہے۔ اور عُتِيًّا، صُلِيًّا مع لفظ جُثِيًّا کے، کہو کہ (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) یہ تینوں لفظ بکسرِ اول شیوع کے اعتبار عالی ہوئے ہیں۔ (باقی چاروں لفظ بضمِ اول پڑھتے ہیں)۔

٣/٨٦٢ وَهَمزُاَهَبُ بِالْيَاجَرٰى حُلُوَ بَحْرِهٖ ۔ بِخُلْفٍ وَنِسْيًا فَتْحُهٗ فَائِزٌ عُلَا
ج ح ب ا ن ع

اور لِاَهَبَ لَكِ کا ہمزہ (ورش، بصری کے لیے اور بالخلف قالون کے لیے) یا سے بدلا ہے۔ اور اس کی نرمی کی حلاوت جاری ہوئی ہے۔ (باقی ہمزہ پڑھتے ہیں قالون کی دوسری وجہ بھی یہی ہے) اور نَسْیًا میں نون کا فتحہ (حمزہ وحفص کے لیے) کامیابی کی حالت میں بلند ہوا ہے۔ (باقی کسرہ پڑھتے ہیں۔)

٤/٨٦٣ وَمَنْ تَحْتَهَا اكْسِرْ وَاخْفِضِ الدَّهْرَ عَنْ شَذًا ۔ وَخَفَّ تَسَاقَطْ فَاصِلًا فَتُحُمِّلَا
ع ش ف

٥/٨٦٤ وَبِالضَّمِّ وَالتَّخْفِيْفِ وَالْكَسْرِ حَفْصُهُمْ ۔ وَفِيْ رَفْعِ قَوْلُ الْحَقِّ نَصْبُ نَدٍ كَلَا
ن ك

اور فَنَادٰهَا مَنْ تَحْتِهَا میں مَنْ کی میم کو کسرہ دو۔ اور تَحْتِهَا کی دوسری تا کو مجرور پڑھو۔ (حمزہ، کسائی اور حفص کے لیے) کہ دوامًا یوں ہی شہرت سے ہے۔ باقی مَنْ بفتح میم تَحْتَهَا بنصب تا پڑھتے ہیں۔) اور لفظ تَسَاقَطْ (حمزہ کے لیے) بتخفیف سین ایسا علیحدہ لفظ ہے، جو یوں ہی نقل کیا گیا ہے۔ اور حفص نے یہ لفظ ضم تا، تخفیف سین اور کسر قاف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (باقی نے بتشدید سین، بفتح تا و قاف پڑھا ہے۔) اور قَوْلُ الْحَقِّ کے لام میں بجائے رفع کے (عاصم وشامی کے لیے) نصب ایک تازگی میں محفوظ ہوا ہے۔

٦/٨٦٥ وَكَسْرُ وَاَنَّ اللّٰهَ ذَالِكَ وَاَخْبَرُوْا ۔ بِخُلْفٍ اِذَا مَامُتُّ مُوْفِيْنَ وُصَّلَا
ذ م

اور وَاَنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ میں ہمزہ کا کسرہ (کوفیین وشامی کے لیے) مشہور ہے (باقی بالفتح پڑھتے ہیں) اور ءَاِذَا مَامِتُّ میں خلف کے ساتھ (ابن ذکوان کے لیے) ہمزۂ استفہام کے حذف کے ساتھ (ایک وجہ میں) جملہ خبریہ پڑھو۔ بحالیکہ تم میل ملاپ والوں سے وفاداری کرنے والے ہو۔

٧/٨٦٦ وَنُنْجِيْ خَفِيْفًا رُضْ مَقَامًا بِضَمِّهٖ ۔ دَنَا رِئْيًا اَبْدِلْ مُدْغِمًا بَاسِطًا مُلَا
ر د د ب م

اور ثُمَّ نُنْجِیْ میں فعل کو (کسائی کے لیے) بتخفیف جیم و سکون نون مسخر کر (باقی تفعیل سے، بتشدید جیم پڑھتے ہیں۔) اور لفظ مَقَامًا (مکی کے لیے) بضم میم (اور باقی کے لیے بفتح میم) قریب ہوا ہے۔ اور لفظ رِئْيًا میں (قالون وابن ذکوان کے لیے) ہمزہ کو یا سے بدل کر مدغم پڑھو۔ بحالیکہ تم دلائل خوب بیان کرنے والے ہو۔ (باقی بالہمزہ و اظہار پڑھتے ہیں۔ البتہ وقف میں امام حمزہ کے لیے بھی ابدال و ادغام ہے۔ جیسا کہ اصول میں گذرا۔)

۸۶۷/۸ وَوُلْدًا بِهَا وَالزُّخْرُفِ اضْمُمْ وَسَكِّنَنْ شِفَاءً وَفِي نُوحٍ شِفَا حَقُّهُ وَلَا

اور وُلْدًا اس سورت میں چار جگہ اور زخرف میں (حمزہ، کسائی کے لیے) واؤ کو ضمہ دو۔ اور لام کو ساکن پڑھو۔ اللہ تمہیں شفا عطا فرمائے۔ اور نوح میں (حمزہ، کسائی، مکی، بصری کے لیے) ضمہ واؤ و سکون لام کا حق نصرت کے اعتبار سے شافی ہوا ہے۔ (باقی بفتحتین پڑھتے ہیں۔)

۸۶۸/۹ وَفِيهَا وَفِي الشُّورٰى يَكَادُ أَتٰى رِضًا وَطَا يَتَفَطَّرْنَ اكْسِرُوا غَيْرَ اَثْقَلَا

۸۶۹/۱۰ وَفِي التَّاءِ نُونٌ سَاكِنٌ حَجَّ فِي صَفَا كَمَالٍ وَفِي الشُّورٰى حَلَا صَفْوُهُ وِلَا

اور سورۂ مریم اور سورۂ شوریٰ میں لفظ يَكَادُ (نافع، کسائی کے لیے) بالتذکیر (اور باقی کے لیے بالتانیث) پسندیدہ ہو کر آیا ہے۔ اور يَتَفَطَّرْنَ کی طا کو بحالیکہ وہ غیر مشدد ہے مکسور پڑھو۔ اور تا کی جگہ نون ساکن (بصری، حمزہ، شعبہ اور شامی کے لیے) اپنی کمال پاکیزگی میں غالب ہوا ہے۔ اور شوریٰ میں اسی قراءت کی (بصری و شعبہ کے لیے) پاکیزگی متابعت کے اعتبار سے شیریں ہوئی ہے۔ یعنی يَنْفَطِرْنَ۔

۸۷۰/۱۱ وَرَائِيَ وَاجْعَل لِّيْ وَاِنِّيْ كِلَاهُمَا وَرَبِّيْ وَاٰتَانِيْ مُضَافَاتُهَا الْعُلَا

اس سورت کی یاءات اضافت عالیہ وَرَائِيَ، وَاجْعَلْ لِّيْ اور دونوں اِنِّيْ اور رَبِّيْ اور اٰتَانِيْ میں ہیں

سُوْرَةُ طٰهٰ

۸۷۱/۱ لِحَمْزَةَ فَاضْمُمْ كَسْرَهَا اَهْلِهِ امْكُثُوا مَعًا وَافْتَحُوا اِنِّيْ اَنَا دَائِمًا حُلَا

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا کی ہاء ضمیر کو یہاں اور سورۂ قصص میں امام حمزہ کے لیے مضموم (اور باقی کے لیے مکسور) پڑھو۔ اور اِنِّيْ اَنَا کے ہمزۂ انی کو (مکی، بصری کے لیے) مفتوح (باقی کے مکسور) پڑھو جو دوامًا شیریں ہے۔

۸۷۲/۲ وَنَوِّنْ بِهَا وَالنَّازِعَاتِ طُوًى ذَكَا وَفِي اخْتَرْتُكَ اخْتَرْنَاكَ فَازَ وَثَقَّلَا

۸۷۳/۳ وَاَنَّا وَشَامٍ قَطْعُ اَشْدُدْ وَضَمُّ فِي اِبْتِدَا غَيْرِهِ وَاضْمُمْ وَاَشْرِكْهُ كُلِّلَا

لفظ طُوًی کو یہاں اور نازعات میں (کوفیین و شامی کے لیے) منوّن (باقی کے لیے غیر منوّن) پڑھو۔ کیونکہ یوں ہی شائع ہوا ہے اور بجائے اِخْتَرْتُکَ کے (حمزہ کے لیے) اِخْتَرْنَاكَ کامیاب ہوا ہے۔ اور امام حمزہ ہی نے اس سے پہلے وَاَنَا کو مشدد پڑھا ہے۔ اور اَخِي اشْدُدْ میں شامی کے لیے ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ ہے۔ اور باقی کے لیے ابتدا میں ہمزہ کو ضمہ دو۔ (اور وصل میں حذف کرد۔) اور (شامی کے لیے) اَشْرِكْهُ میں ہمزہ کو مضموم (باقی کے لیے مفتوح) پڑھو اور اس قراءت کو اپنے سینہ سے لگالو۔

۴/۸۷۴ مَعَ الزُّخْرُفِ اقْصُرْ بَعْدَ فَتْحٍ وَسَاكِنٍ ... مِهَادًا ثَوٰى وَاضْمُمْ سُوًى فِي نَدٍ كَلَا

۵/۸۷۵ وَيَكْسِرُ بَاقِيهِمْ وَفِيهِ وَفِي سُدًى ... مُمَالُ وُقُوفٍ فِي الْاُصُولِ تَأَصَّلَا

لفظ مِهَادًا کو یہاں اور زخرف میں میم کو مفتوح اور ھاء کو ساکن پڑھنے کے بعد الف کو حذف کرو۔ (یعنی مَهْدًا) کیونکہ (کوفیین کے لیے) یونہی ثابت ہوا ہے۔ اور محفوظ علمی تر و تازگی کے ساتھ (حمزہ، عاصم، شامی کے لیے) سُوًی کو بضمّ سین پڑھو۔ اور باقی سین کو کسرہ پڑھتے ہیں۔ اور سُوًی اور سُدًی میں بحالتِ وقف امالہ ہے۔ جس کا بیان اصول میں گذر چکا ہے۔

۶/۸۷۶ فَيُسْحِتَكُمْ ضَمٌّ وَكَسْرٌ صِحَابُهُمْ ... وَتَخْفِيفُ قَالُوا اِنَّ عَالِمُهُ دَلَا

۷/۸۷۷ وَهٰذَيْنِ فِي هٰذَانِ حَجَّ وَثِقْلُهُ ... دَنَا فَاجْمَعُوا صِلْ وَافْتَحِ الْمِيمَ حُوِّلَا

اور فَيُسْحِتَكُمْ میں صحاب نے یا کا ضمہ اور حا کا کسرہ پڑھا ہے۔ (باقی دونوں کو مفتوح پڑھتے ہیں) اور قَالُوا اِنْ هٰذَانِ میں اِنْ کے نون کی تخفیف میں اس کا عالم (حفص و مکّی کے لیے) کامیاب ہوا ہے۔ (باقی نون کو مشدد پڑھتے ہیں۔) اور (بصری کے لیے) هٰذَانِ میں هٰذَيْنِ غالب ہوا ہے۔ (باقی هٰذَانِ بالالف پڑھتے ہیں) اور (مکی کے لیے) هٰذَانِ کے نون کا مشدد ہونا کامیاب ہوا ہے۔ (باقی مخفف پڑھتے ہیں لہذا حفص کے لیے اِنْ هٰذَانِ بصری کے لیے اِنَّ هٰذَيْنِ، مکی کے لیے اِنْ هٰذَانِّ، باقی کے لیے اِنَّ هٰذَانِ ہے) اور فَاجْمَعُوا میں (بصری کے لیے) ہمزۂ وصل پڑھو۔ اور میم کو فتحہ دو۔ بحالیکہ تم تحویلِ الفاظ میں بڑے ماہر ہو۔ (باقی ہمزہ قطعی و میم مکسور پڑھتے ہیں۔)

۸/۸۷۸ وَقُلْ سَاحِرٍ سِحْرٍ شَفَا وَتَلَقَّفُ ارْ ... فَعِ الْجَزْمَ مَعْ اُنْثٰى يُخَيَّلُ مُقْبِلَا

اور کہو لفظ سَاحِرٍ (حمزہ، کسائی کے لیے) سِحْرٍ ہو کر شافی ہوا ہے۔ اور (ابن ذکوان کے لیے) تَلَقَّفْ کو بجائے مجزوم کے مرفوع پڑھو۔ نیز (ابن ذکوان کے لیے) تُخَيَّلُ اِلَيْهِ تاءِ تانیث کے ساتھ آیا ہے۔ (باقی مذکر پڑھتے ہیں)

نوٹ: تَلَقَّفُ میں لام و قاف کا حکم سورۂ اعراف میں گزر چکا ہے۔

٩ ٨٧٩ وَاَنْجَيْتُكُمْ وَاعَدْتُكُمْ مَا رَزَقْتُكُمْ ... شَفَا لَا تَخَفْ بِالْقَصْرِ وَالْجَزْمِ فُصِّلَا

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) وَاَنْجَيْتُكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ، وَوَاعَدْتُكُمْ، وَمَا رَزَقْتُكُمْ تینوں فعل تاءِ متکلم کے ساتھ شافی ہوئے ہیں۔ (باقی صیغہ جمع متکلم پڑھتے ہیں۔) اور (حمزہ کے لیے) لَا تَخَفْ قصر اور جزم فا کے ساتھ مفصل بیان کیا گیا ہے (باقی الف اور رفعِ فا کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

١٠ ٨٨٠ وَحَا فَيَحِلَّ الضَّمُّ فِي كَسْرِهِ رِضًا ... وَفِي لَامِ يَحْلِلْ عَنْهُ وَافِي مُحَلَّلَا

اور (کسائی کے لیے) فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ کی حا پر بجائے کسرہ، ضمہ پسندیدہ ہے، اسی طرح کسائی سے يَحْلِلْ کے لام میں وہ ضمہ محلِ وقوع کے اعتبار سے پوری طرح آیا ہے (باقی علی الترتیب حاءِ مضموم اور لام مکسور پڑھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اَنْ يَحِلَّ باتفاق بکسر حا ہے۔)

١١ ٨٨١ وَفِي مُلْكِنَا ضَمٌّ شَفَا وَافْتَحُوا اُولِي ... نُهًى وَحُمِّلْنَا ضَمَّ وَاكْسِرْ مُثَقِّلَا

١٢ ٨٨٢ كَمَا عِنْدَ حِرْمِيٍّ وَخَاطَبَ يَبْصُرُوا ... شَذًا وَبِكَسْرِ اللَّامِ تُخْلِفَهُ حَلَا

١٣ ٨٨٣ دِرَاكٍ وَمَعْ يَاءٍ بِنَنْفُخُ ضَمُّهُ ... وَفِي ضَمِّهِ افْتَحْ عَنْ سِوَى وَلَدِ الْعَلَا

اور مَلِكِنَا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) ضمہ میم شافی ہوا ہے۔ اور عقلمندوں (نافع، عاصم) کے لیے مفتوح پڑھو۔ (باقی کے لیے مکسور) اور حُمِّلْنَا میں (شامی، حفص، نافع، مکی کے لیے) حا کو مضموم اور میم مشدد کو مکسور پڑھو۔ جیسا کہ اہلِ حرم کے نزدیک ہے۔ (باقی حا اور میم دونوں پر فتحہ اور میم کو مخفف پڑھتے ہیں۔) اور تَبْصُرُوا بِهٖ (حمزہ، کسائی کے لیے) شیوع کے اعتبار سے مخاطب ہوا ہے۔ (باقی یاءِ غیبت پڑھتے ہیں) اور لَنْ تُخْلَفَهٗ (مکی، بصری کے لیے) خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ کسرہ لام کے ساتھ (اور باقی کے لیے بفتح لام) شیریں ہوا ہے۔ اور يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ غیر بصری کے لیے یاءِ مضمومہ کے ساتھ ہے۔ اور اس کی فاءِ مضمومہ کو مفتوح پڑھو۔ (بصری نَنْفُخُ بفتح نون وضم فا پڑھتے ہیں۔)

١٤ ٨٨٤ وَبِالْقَصْرِ لِلْمَكِّيِّ وَاجْزِمْ فَلَا يَخَفْ ... وَاَنَّكَ لَا فِي كَسْرِهِ صَفْوَةُ الْعُلَا

اور فَلَا يَخَافُ مکی کے لیے قصر کے ساتھ ہے۔ اور فا کو مجزوم پڑھو۔ یعنی فَلَا يَخَفْ اور اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا

(شعبہ، نافع کے لیے) لفظ اِنَّ اپنے کسرہ میں بلندی کی پاکیزگی میں ہے۔ (باقی اَنَّ بفتح ہمزہ پڑھتے ہیں۔)

١٥/٨٨٥ وَبِالضَّمِّ تُرْضٰى صِفْ رِضًا يَأْتِهِمْ مُؤَنَّـ ... ـثٌ عَنْ اُولِي حِفْظٍ لَعَلِّي اَخِي حُلَا

اور تُرْضٰى کو (شعبہ، کسائی کیلئے) ضمہ تا کے ساتھ پسندیدہ صورت پہ بیان کر۔ (باقی بالفتح پڑھتے ہیں)۔ اور اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ چند حفظ والوں (نافع، بصری، حفص) سے مؤنث (باقی سے مذکر) آیا ہے۔ اور لَعَلِّيْ اور اَخِيْ میں یاءِ اضافت شیریں ہوئی ہے۔

١٦/٨٨٦ وَذِكْرِي مَعًا اِنِّي مَعًا لِي مَعًا حَشَرْ ... تَنِي عَيْنِي نَفْسِي اِنَّنِي رَأْسِي انْجَلَا

اور ذِكْرِيْ دونوں، اِنِّيْ دونوں، لِيْ دونوں، حَشَرْتَنِيْ، عَيْنِيْ، نَفْسِيْ، اِنَّنِيْ، رَاْسِيْ یہ سب ظاہر ہوئیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

١/٨٨٧ وَقُلْ قَالَ عَنْ شُهْدٍ وَآخِرُهَا عَلَا ... وَقُلْ اَوَلَمْ لَا وَاوَ دَارِيْهِ وَصَّلَا

اور چند باخبروں (حفص، حمزہ، کسائی) سے بجائے قُلْ کے قَالَ رَبِّيْ مروی ہے اور آخر سورت میں بھی (حفص کے لیے) قَالَ رَبِّ احْكُمْ صیغہ ماضی بلند ہوا ہے۔ (باقی کے لیے صیغہ امر) اور اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ میں (مکی کے لیے) کیونکہ ہمزۂ استفہام کے بعد واؤ نہیں ہے۔ اس کے عالم نے یونہی پہنچایا ہے (یعنی اَلَمْ يَرَ)

٢/٨٨٨ وَتُسْمِعُ فَتْحُ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ غَيْبَةً ... سِوَى الْيَحْصَبِي وَالصُّمَّ بِالرَّفْعِ وُكِّلَا

٣/٨٨٩ وَقَالَ بِهِ فِي النَّمْلِ وَالرُّوْمِ دَارِمٌ ... وَمِثْقَالَ مَعْ لُقْمَانَ بِالرَّفْعِ اُكْمِلَا

اور غیر شامی نے وَلَا يَسْمَعُ یا مضمومہ و میم مکسور کو فتحہ دیتے ہوئے بصیغہ غائب پڑھا ہے۔ اور غیر شامی ہی کے لیے لفظ اَلصُّمُّ رفع کے ساتھ پہنچایا گیا ہے۔ اور ایک شیخ معمر (مکی) نے نمل اور روم میں یہی پڑھا ہے۔ اور وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ یہاں اور وَاِنْ تَكُ مِثْقَالَ لقمان میں نافع کیلئے لفظ مِثْقَالُ رفع کے ساتھ (باقی کیلئے نصب کے ساتھ) کامل کیا گیا ہے۔

٤/٨٩٠ جُذَاذًا بِكَسْرِ الضَّمِّ رَاوٍ وَنُوْنُهُ ... لِيُحْصِنَكُمْ صَافٍ وَاَنِّثْ عَنْ كِلَا

جِذَاذًا جیم کے ضمہ کی بجائے کسرہ کے ساتھ ایک، روایت والے (کسائی) نے پڑھا ہے۔ باقی مضموم پڑھتے ہیں
اور لِیُحْصِنَکُمْ میں (شعبہ کے لیے) نون پاکیزہ ہے۔ اور یہی لفظ (شامی و حفص) کی محفوظ روایت سے مؤنث پڑھا
گیا ہے۔ (باقی مذکر پڑھتے ہیں۔ گویا بالترتیب لِنُحْصِنَکُمْ، لِتُحْصِنَکُمْ، لِیُحْصِنَکُمْ۔)

٥ / ٨٩١ وَسَكِّنْ بَيْنَ الْكَسْرِ وَالْقَصْرِ صُحْبَةٌ ۔۔۔ وَحِرْمٌ وَنُنْجِي احْذِفْ وَثَقِّلْ كَذِي صِلَا

اور وَحِرْمٌ میں صحبہ نے کسرہ حا و حذف الف کے درمیان را کو ساکن پڑھا ہے (باقی وَحَرَامٌ پڑھتے ہیں)
اور نُنْجِي میں (شامی و شعبہ کے لیے) دوسرے نون کو حذف کر۔ اور ایک ہوشیار آدمی کی طرح جیم کو مشدد پڑھو۔
(باقی دو نون اور تخفیفِ جیم کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

٦ / ٨٩٢ وَلِلْكُتُبِ اجْمَعْ عَنْ شَذًا وَمُضَافُهَا ۔۔۔ مَعِي مَسَّنِي إِنِّي عِبَادِي مُجْتَلَا

اور لِلْکُتُبِ کو (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) شافی معنی کی رُو سے جمع پڑھو۔ (باقی واحد لِلْکِتَابِ پڑھتے ہیں)
اور اس سورت کی یاءاتِ اضافت مَعِيْ، مَسَّنِيْ، إِنِّيْ اور عِبَادِيْ میں روشن ہیں۔

سُورَةُ الْحَجِّ

١ / ٨٩٣ سُكَارَى مَعًا سَكْرَى شَفَا وَمُحَرِّكٌ ۔۔۔ لِيَقْطَعْ بِكَسْرِ اللَّامِ كَمْ جِيدُهُ حَلَا

سُکَارٰی دونوں جگہ (حمزہ، کسائی کے لیے) سَکْرٰی ہو کر شافی ہوا ہے، اور ثُمَّ لْيَقْطَعْ (شامی، ورش، بصری
کے لیے) لام کے کسرہ کے ساتھ اس کی گردن کس قدر آراستہ ہوئی ہے۔ (باقی بسکونِ لام پڑھتے ہیں۔)

٢ / ٨٩٤ لِيُوفُوا ابْنُ ذَكْوَانٍ لِيَطَّوَّفُوا لَهُ ۔۔۔ لِيَقْضُوا سِوَى بَزِّيِّهِمْ نَفَرٌ جَلَا

اور وَلْيُوفُوا اور وَلْيَطَّوَّفُوا دونوں ابن ذکوان کیلئے بکسرِ لام (اور باقی کیلئے بسکونِ لام) ہیں۔ اور ثُمَّ لْيَقْضُوا (مکی، بصری، شامی،
ورش کیلئے) علاوہ بزی کے ایک جماعت بکسرِ لام پڑھتے ہوئے ظاہر ہوئی۔ (باقی قراء و بزی بسکونِ لام پڑھتے ہیں۔)

٣ / ٨٩٥ وَمَعْ فَاطِرٍ انْصِبْ لُؤْلُؤًا نَظْمُ أُلْفَةٍ ۔۔۔ وَرَفْعُ سَوَاءً غَيْرَ حَفْصٍ تَنَخَّلَا

اور لُؤْلُؤًا کو یہاں مع سورۂ فاطر کے دونوں جگہ (عاصم و نافع کے لیے) ایک مالوف نظم میں منصوب پڑھو۔ (باقی دونوں جگہ مجرور پڑھتے ہیں۔) اور سَوَاءَنِ الْعَاكِفُ میں ہمزہ کا رفع غیر حفص نے منتخب کیا ہے۔ (اور حفص منصوب پڑھتے ہیں۔)

۴/۸۹۶ وَغَيْرُ صِحَابٍ فِي الشَّرِيعَةِ ثُمَّ وَلْـ يُوَفُّوا فَحَرِّكْهُ لِشُعْبَةَ أَثْقَلَا

اور غیر صحاب نے سورۂ شریعت سَوَاءً مَحْيَاهُمْ میں رفع اختیار کیا ہے۔ (اور صحاب نے نصب) اور وَلْيُوفُوا میں (شعبہ کے لیے) واوِ (ثانی) کو حرکتِ فتحہ پڑھو بحالیکہ فاء مشدد ہے۔ (باقی واؤ کو ساکن اور فا کو مخفف پڑھتے ہیں)

۵/۸۹۷ فَتَخْطَفُهُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلُهُ وَقُلْ مَعًا مَنْسَكًا بِالْكَسْرِ فِي السِّينِ شُلْشُلَا

اور لفظ فَتَخَطَّفُهُ بھی نافع سے وَلْيُوَفُّوا کی طرح (بفتحِ خا و تشدید طا۔ اور باقی کے لیے بسکونِ خا و تخفیفِ طا) ہے۔ کہو کہ مَنْسِكًا دونوں جگہ، سین پر کسرہ کے ساتھ (حمزہ، کسائی کے لیے اور بفتح باقی کے لیے) خفیف ہے۔

۶/۸۹۸ وَيَدْفَعُ حَقٌّ بَيْنَ فَتْحَيْهِ سَاكِنٌ يُدَافِعُ وَالْمَضْمُومُ فِي أُذِنَ اعْتَلَا

۷/۸۹۹ نَعَمْ حَفِظُوا وَالْفَتْحُ فِي تَا يُقَاتِلُو نَ عَمَّ عُلَاهُ هُدِّمَتْ خَفَّ إِذْ دَلَا

اور يُدَافِعُ میں لفظ يَدْفَعُ اس حالت میں کہ اس کے دو مفتوح حرفوں (یا اور فا) کے درمیان دال ساکن ہے۔ (مکی، بصری کے لیے) حق ہے (باقی يُدَافِعُ پڑھتے ہیں) اور اُذِنَ میں (نافع، عاصم، بصری کے لیے) ہمزہ کا ضمہ عالی ہوا ہے۔ ہاں مشائخ قراءت نے اس کو یاد رکھا ہے۔ (باقی کے لیے بفتح ہمزہ ہے۔) اور يُقَاتَلُوْنَ کی تا پر (نافع، شامی و حفص کے لیے) فتحہ کی بلندی عام ہوئی ہے۔ (باقی کے لیے بکسرِ تا ہے) اور لَهُدِّمَتْ میں (نافع، مکی کے لیے) جس وقت کامیابی ہوئی تو اس کی دال خفیف ہوئی۔ (باقی کے لیے مشدد ہے۔)

۸/۹۰۰ وَبَصْرِيُّ اَهْلَكْنَا بِتَاءٍ وَضَمِّهَا يَعُدُّونَ فِيهِ الْغَيْبُ شَايَعَ دُخْلُلَا

وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا کو بصری نے اَهْلَكْتُهَا تاءِ مضمومہ کے ساتھ (اور باقی نے نونِ جمع متکلم کے ساتھ) پڑھا ہے۔ اور مِمَّا يَعُدُّوْنَ میں (حمزہ، کسائی، مکی کے لیے) یاءِ غیب (اور باقی کے لیے تاءِ خطاب) کثیر المداخلت ہو کر شائع ہوئی ہے۔

۹/۹۰۱ وَفِي سَبَا حَرْفَانِ مَعْهَا مُعَاجِزِيْـ ـنَ حَقٌّ بِلَا مَدٍّ وَفِي الْجِيمِ ثَقَّلَا

اور سورۂ سبا میں دو کلمے ہیں مع اس سورۂ حج کے مُعَاجِزِيْنَ کے یہ تینوں لفظ (مکی، بصری کے لیے) بغیر الف کے حق ہیں، اور جیم مشدد ہوا ہے۔ یعنی مُعَجِّزِيْنَ۔

۱۰/۹۰۲ وَالْاَوَّلُ مَعْ لُقْمَانَ يَدْعُونَ غَلَّبُوا سِوَى شُعْبَةٍ وَالْيَاءُ بَيْتِي جَمَّلَا

اور پہلا لفظ یَدْعُوْنَ یعنی اِنَّمَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مع سورۂ لقمان کے کہ اس میں شعبہ کے سوا (کوفیین، بصری نے) صیغۂ غائب کو غالب رکھا ہے۔ (باقی خطاب پڑھتے ہیں۔ اور اوّل کی قید سے دوسرا یعنی اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نکل گیا کیونکہ وہ باتفاق صیغۂ خطاب ہے۔) اور اس سورت میں ایک یاءِ اضافت بَیْتِیَ نے جمال بخشا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

۱/۹۰۳ اَمَانَاتِهِمْ وَحِّدْ وَفِي سَالَ دَارِيًا صَلَاتِهِمْ شَافٍ وَعَظْمًا كَذِي صِلَا

۲/۹۰۴ مَعَ الْعَظْمِ وَاضْمُمْ وَاكْسِرِ الضَّمَّ حَقُّهُ بِتَنْبُتُ وَالْمَفْتُوحُ سِيْنَاءَ ذُ لِّلَا

اور اَمَانَاتِهِمْ کو یہاں اور معارج میں ایک عالم (مکی) کے لیے واحد (اور باقی کے لیے جمع) پڑھو۔ اور (حمزہ، کسائی کے لیے) عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ (توحید کے ساتھ اور باقی کے لیے جمع کے ساتھ) شافی ہے۔ اور لفظ عَظْمًا مع اَلْعَظْمَ کے یعنی فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ میں دونوں لفظ (شامی و شعبہ کے لیے) ایک ذہین کی طرح واحد (اور باقی کے لیے جمع) پڑھو۔ اور تَنْۢبُتُ میں (مکی، بصری کے لیے) تاءِ اوّل کو ضمہ دو اور باء مضموم کو کسرہ دو۔ (باقی تاء اوّل کو فتحہ اور باء کو ضمہ دیتے ہیں۔) اور سَيْنَاءَ (کوفیین، شامی کے لیے) فتح سین کے ساتھ (اور باقی کے لیے کسر سین کے ساتھ) آسان کیا گیا ہے۔

۳/۹۰۵ وَضَمٌّ وَفَتْحٌ مُنْزَلًا غَيْرُ شُعْبَةٍ وَنَوِّنْ تَتْرًا حَقُّهُ وَاكْسِرِ الْوِلَا

۴/۹۰۶ وَاَنَّ ثَوَى وَالنُّوْنَ خَفِّفْ كَفَى وَتَهْـ ـجُرُونَ بِضَمٍّ وَاكْسِرِ الضَّمَّ اَجْمَلَا

اور غیر شعبہ مُنْزَلًا کو ضم میم و فتح زا کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (اور شعبہ فتح میم و کسر زا پڑھتے ہیں) اور تَتْرًا میں (کی، بصری کے لیے) نون تنوین کا حق ثابت ہے (باقی بغیر تنوین پڑھتے ہیں) اور قریب ہی وَاِنَّ هٰذِهٖ کو (کوفیین کے لیے) مکسور پڑھو۔ وہ کسرہ جو اِنَّ کے ہمزہ میں قائم ہوا ہے (باقی ہمزہ کو مفتوح پڑھتے ہیں) اور نون کو بحالیکہ وہ کافی ہوا۔ (شامی کے لیے) خفیف پڑھو (باقی مشدد پڑھتے ہیں) اور تَهْجُرُوْنَ (نافع کے لیے) ضم تا کے ساتھ ہے اور جیم کے ضمہ کو کسرہ دو۔ بحالیکہ وہ جمیل ہے۔ (باقی تا کو مفتوح اور جیم کو مضموم پڑھتے ہیں۔)

٥/٩٠٧ وَفِي لَامِ لِلّٰهِ الْاَخِيرَيْنِ حَذْفُهَا ۞ وَفِي الْهَاءِ رَفْعُ الْجَرِّ عَنْ وَلَدِ الْعَلَا

اور سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ اخیرین یعنی دوسرے اور تیسرے میں لِلّٰه کے لام جر کا بصری سے حذف ثابت ہے۔ اور ھا میں جر کی جگہ رفع ہے۔ (چنانچہ حسب تصریح علامہ دانی مصاحف بصرہ میں رسم یوں ہی ہے۔ اور باقی حجاز و شام کے مصاحف کے رسم کے مطابق لام جارہ اور ھا کے جر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اخیرین کی قید سے اشارہ ہے کہ اول باجماع لام جر ہی کے ساتھ ہے۔)

٦/٩٠٨ وَعَالِمُ خَفْضُ الرَّفْعِ عَنْ نَفَرٍ وَفَتْـ ۞ ـحُ شِقْوَتُنَا وَامْدُدْ وَحَرِّكْهُ شُلْشُلَا

اور عَالِمُ الْغَيْبِ میں ایک جماعت (کی، بصری، شامی و حفص) سے میم مرفوع کا جر ثابت ہے (باقی کے لیے مرفوع ہے) اور شِقْوَتُنَا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) شین کا فتحہ ہے۔ اور قاف کو حرکت فتحہ دو۔ اور اس کے بعد الف پڑھو۔ (یعنی شَقَاوَتُنَا) بحالیکہ یہ خفیف ہے۔ (باقی کے لیے شِقْوَتُنَا ہے۔)

٧/٩٠٩ وَكَسْرُكَ سُخْرِيًّا بِهَا وَبِصَادِهَا ۞ عَلٰى ضَمِّهٖ اَعْطٰى شِفَاءً وَاَكْمَلَا

اور لفظ سِخْرِيًّا میں اس سورت میں اور صاد میں (نافع، حمزہ، کسائی کے لیے) سین مضموم پر تیرے کسرہ پڑھنے نے شفا بخشی اور کامل کی ہے۔ (باقی سین مضموم پڑھتے ہیں یاد رہے کہ سورۂ زخرف میں سُخْرِيًّا باجماع ضم سین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

٨/٩١٠ وَفِي اَنَّهُمْ كَسْرٌ شَرِيفٌ وَتُرْجَعُوْ ۞ نَ فِي الضَّمِّ فَتْحٌ وَاكْسِرِ الْجِيمَ وَاكْمُلَا

اور اَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُوْنَ کے ہمزہ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) کسرہ باشرف ہے۔ (باقی بفتح ہمزہ پڑھتے ہیں۔) اور نیز لَا تُرْجَعُوْنَ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) تاء مضموم پر فتحہ ہے۔ اور جیم کو کسرہ دو اور کامل ہو جاؤ۔

٩/٩١١ وَفِي قَالَ كَمْ قُلْ دُونَ شَكٍّ وَبَعْدَهُ　　شَفَا وَبِهَا يَاءُ لَعَلِّي عُلِّلَا

اور قَالَ كَمْ میں (مکی حمزہ، کسائی کے لیے) قُلْ كَمْ بغیر کسی شک کے ہے اور اس کے بعد یعنی — قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ میں (حمزہ، کسائی کے لیے بصیغہ امر) قُلْ شافی ہوا ہے۔ اور اس سورت میں صرف لَعَلِّي کی یاءِ اضافت ہے جو آسودہ کی گئی ہے۔

سُورَةُ النُّور

١/٩١٢ وَحَقٌّ وَفَرَّضْنَا ثَقِيلًا وَرَأْفَةٌ　　يُحَرِّكُهُ الْمَكِّي وَأَرْبَعُ أَوَّلَا

٢/٩١٣ صِحَابٌ وَغَيْرُ الْحَفْصِ خَامِسَةُ الْأَخِيرُ　　أَنْ غَضِبَ التَّخْفِيفُ وَالْكَسْرُ أُدْخِلَا

٣/٩١٤ وَيَرْفَعُ بَعْدَ الْجَرِّ يَشْهَدُ شَائِعٌ　　وَغَيْرُ أُولِي بِالنَّصْبِ صَاحِبُهُ كِلَا

وَفَرَّضْنَاهَا بتشدیدِ را (مکی، بصری کے لیے اور تخفیفِ را باقی کے لیے) حق ہے۔ اور لفظ رَأْفَةٌ میں مکی ہمزہ کو حرکت فتحہ دیتے ہیں (باقی بسکونِ ہمزہ پڑھتے ہیں نیز یہ اختلاف صرف یہاں ہے حدید میں باتفاق بسکونِ ہمزہ ہے) فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ میں لفظ أَرْبَعُ جو پہلا ہے۔ مرموزین صحاب مرفوع (جیسا کہ اطلاق سے رفع کی طرف اشارہ ہے۔ اور باقی منصوب) پڑھتے ہیں۔ (اور اوّل کی قید سے اشارہ ہے کہ دوسرا أَرْبَعَ باتفاق منصوب ہے) اور حفص کے علاوہ دوسرے وَالْخَامِسَةُ کو مرفوع (اور حفص منصوب) پڑھتے ہیں۔ (اور پہلے وَالْخَامِسَةُ کے رفع میں اتفاق ہے۔) اور أَنْ غَضِبَ کے نون میں تخفیف اور غَضِبَ کے ضاد میں کسرہ (نافع کے لیے) داخل کیا گیا ہے۔ (باقی أَنَّ کو مشدد مفتوح اور غَضَبَ کو بفتح ضاد پڑھتے ہیں۔) اور نافع غَضِبَ کے بعد والے اسم الجلالہ مجرور کو رفع پڑھتے ہیں۔ (باقی مجرور پڑھتے ہیں۔) اور يَشْهَدُ (حمزہ، کسائی کے لیے) یاءِ تذکیر کے ساتھ اور باقی کے لیے (تاءِ تانیث سے) شائع ہے۔ اور غَيْرَ أُولِي کی را کو اس کے صاحب (شامی و شعبہ) نے نصب کے ساتھ یاد کیا ہے (باقی جر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

٤/٩١٥ وَدُرِّيٌّ اكْسِرْ ضَمَّهُ حُجَّةٌ رِضًا　　وَفِي مَدِّهِ وَالْهَمْزِ صُحْبَتُهُ حَلَا

اور لفظ دُرِّيٌّ میں (بصری، کسائی کے لیے) دال مضموم کو کسرہ دو۔ (باقی مضموم پڑھتے ہیں) اور راء کے بعد اس میں یاء مدہ اور ہمزہ اس کے ہم صحبت (حمزہ، کسائی، شعبہ و بصری) قراء کے لیے شیریں ہوتا ہے۔ (یعنی کل تین قراءتیں ہیں۔ دِرِّيءٌ بروزن سِکِّينٌ بصری، کسائی کے لیے۔ دُرِّيءٌ حمزہ و شعبہ کے لیے۔ دُرِّيٌّ باقی کیلئے۔)

۵/۹۱۶ يُسَبَّحُ فَتْحُ الْبَا كَذَا صِفْ وَيُوقَدُ الْـ   مُؤَنَّثُ صِفْ شَرْعًا وَحَقٌّ تَفَعَّلَا

يُسَبِّحُ لَهُ میں با کا فتحہ (شامی و شعبہ کے لیے) بیان کر دو۔ (باقی کے لیے کسرۂ با ہے) اور يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ میں ایک طریقہ کے اعتبار سے (شعبہ، حمزہ و کسائی کے لیے) فعل مؤنث ہے۔ اور صاحب حق (مکی، بصری) نے تَوَقَّدَ بروزن تَفَعَّلَ پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے يُوقَدُ ہے)

۶/۹۱۷ وَمَا نُونَ الْبَزِّي سَحَابٌ وَرَفْعُهُمْ   لَدَى ظُلُمَاتٍ جَرَّ دَارٍ وَأَوْصَلَا

اور بزی نے سَحَابٌ پر تنوین نہیں پڑھی۔ اور لفظ ظُلُمَاتٌ میں رفع کی بجائے ایک عالم (مکی) نے جر دیا۔ اور ہم تک پہنچایا ہے۔ (گویا تین قراءتیں ہوئیں سَحَابُ ظُلُمَاتٍ بزی کے لیے، سَحَابٌ ظُلُمَاتٍ، قنبل کے لیے۔ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ باقی کے لیے۔)

۷/۹۱۸ كَمَا اسْتُخْلِفَ اضْمُمْهُ مَعَ الْكَسْرِ صَادِقًا   وَفِي يُبْدِلَنَّ الْخِفُّ صَاحِبُهُ دَلَا

كَمَا اسْتَخْلَفَ میں (شعبہ کے لیے) تا کو مضموم مع کسرہ لام کے پڑھو، بحالیکہ تم بڑے سچے ہو۔ (باقی دونوں پر فتحہ پڑھتے ہیں) اور لَيُبَدِّلَنَّ کی دال کو خفیف اور با کو ساکن پڑھنے والا (شعبہ و مکی کے لیے) کامیاب ہوا ہے۔ (باقی با پر فتحہ اور دال کو مشدد پڑھتے ہیں۔)

۸/۹۱۹ وَثَانِي ثَلَاثَ ارْفَعْ سِوَى صُحْبَةٍ وَقِفْ   وَلَا وَقْفَ قَبْلَ النَّصْبِ إِنْ قُلْتَ أُبْدِلَا

اور لفظ ثَلَاثٌ دوسرے میں صحبہ کے سوا سب کے لیے رفع (اور صحبہ کے لیے نصب) پڑھو۔ (اور پہلے لفظ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ میں باتفاق نصب ہے۔) اور مرفوع پڑھتے ہیں۔ اس کے ماقبل یعنی مِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ پر وقف کر دو۔ (کیونکہ ثَلٰثٌ سے نیا جملہ شروع ہے) اور نصب پڑھنے کے وقت میں ماقبل پر وقف نہیں۔ اگر یہ کہو کہ ثَلَاثَ عَوْرَاتٍ ماقبل یعنی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سے بدل ہے۔ (لیکن اگر فعل محذوف اِتَّقُوْا کا مفعول قرار دیا جائے یعنی اِتَّقُوْا اَوْقَاتًا ثَلَاثَ عَوْرَاتٍ لَكُمْ تو نصب پڑھنے میں بھی ماقبل پر وقف حسن ہی ہو گا۔)

سُوْرَةُ الْفُرْقَان

۱/۹۲۰ وَنَاكُلُ مِنْهَا النُّوْنُ شَاعَ وَجَزْمُنَا وَيَجْعَلْ بِرَفْعٍ دَلَّ صَافِيهِ كُمَّلَا

لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا میں (حمزہ، کسائی سے) نون جمع متکلم شائع ہوا ہے۔ اور وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا میں (مکی، شعبہ، شامی کے لیے) بجائے جزم کے رفع ہے۔ جس کے پاکیزہ قاری نے بکمال راہنمائی کی ہے یعنی وَيَجْعَلُ لَكَ۔

۲/۹۲۱ وَنَحْشُرُ يَا دَارٍ عَلَا فَيَقُوْلُ نُوْ نُ شَامٍ وَخَاطِبْ تَسْتَطِيْعُوْنَ عُمَّلَا

اور وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ میں یاءِ غائب ایک عالم (مکی حفص) کے لیے عالی ہوئی۔ (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے) فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ میں شامی کے لیے نون جمع متکلم ہے (باقی کے لیے یاءِ غیب ہے) اور فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ کو ایک کثیر العمل (حفص) کے لیے مخاطب (باقی کے لیے غائب) پڑھو۔

۳/۹۲۲ وَنُزِّلَ زِدْهُ النُّوْنَ وَارْفَعْ وَخِفَّ وَالْ مَلَائِكَةُ الْمَرْفُوْعُ يُنْصَبُ دُخْلُلَا

اور نُزِّلَ میں ایک نون کا اضافہ کرو۔ اور لام کو مرفوع پڑھو۔ اور زا کو خفیف پڑھو۔ اور ایک کثیر المداخلت قاری (مکی) کے لیے اَلْمَلٰٓئِكَةُ مرفوع کو نصب دیا جاتا ہے (حاصل یہ کہ وَنُنْزِلُ الْمَلٰٓئِكَةَ مکی کے لیے ہے اور وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ باقی کے لیے)۔

۴/۹۲۳ تَشَقَّقُ خِفُّ الشِّيْنِ مَعْ قَافَ غَالِبٌ وَيَامُرُ شَافٍ وَاجْمَعُوْا سُرُجًا وِلَا

اور تَشَقَّقُ میں یہاں اور سورۂ قاف میں (کوفیین و بصری کے لیے) شین میں خفت غالب ہے۔ (باقی کے لیے بتشدید شین ہے۔) اور (حمزہ، کسائی کے لیے) لِمَا يَاْمُرُنَا میں یاءِ غیبت (اور باقی کے لیے تاءِ خطاب) شافی ہے اور متصلاً ہی لفظ سُرُجًا کو (حمزہ کسائی کے لیے) جمع پڑھو۔ (باقی سِرَاجًا واحد پڑھتے ہیں)۔

۵/۹۲۴ وَلَمْ يَقْتِرُوْا اضْمُمْ عَمَّ وَالْكَسْرَ ضُمَّ ثِقْ يُضَاعَفْ وَيَخْلُدْ رَفْعُ جَزْمٍ كَذِيْ صِلَا

وَلَمْ يَقْتُرُوْا میں یا کو (نافع، شامی کے لیے) ضمہ دو کہ عام ہوا ہے (باقی کے لیے فتحہ ہے) اور تا میں

کسرہ کی جگہ (کوفیین کے لیے) ضمہ پڑھو (اور) یقین کرو (باقی کے لیے تا مکسور ہے لہذا تین قراءتیں ہوئیں۔) یُضَاعَفْ اور یَخْلُدْ میں (شعبہ، شامی کے لیے) جزم کی بجائے ایک ذہانت والے کے مثل رفع دیا گیا ہے (باقی مجزوم پڑھتے ہیں۔)

۶/۹۲۵ وَوَحَّدَ ذُرِّيَّاتِنَا حِفْظُ صُحْبَةٍ ۔۔۔ وَيَلْقَوْنَ فَاضْمُمْهُ فَحَرِّكْ مُثَقِّلَا

۷/۹۲۶ سِوَى صُحْبَةٍ وَالْيَاءُ قَوْمِي وَلَيْتَنِي ۔۔۔ وَكَمْ لَوْ وَلَيْتٍ تُورِثُ الْقَلْبَ أَنْصُلَا

اور محفوظ رکھنے والے چند دوستوں (بصری، حمزہ، کسائی اور شعبہ) نے ذُرِّيَّاتِنَا کو واحد (باقی نے جمع) پڑھا ہے۔ اور يُلَقَّوْنَ کو مرموزین صحبہ کے علاوہ کے لیے یا کو ضمہ اور لام کو حرکت فتحہ دو بحالیکہ قاف کو مشدد پڑھ رہے ہو۔ (اور صحبہ يَلْقَوْنَ پڑھتے ہیں۔) اور یاءِ اضافت لفظ قَوْمِي اور لَيْتَنِي میں ہیں، اور کتنے ہی "اگر"، اور "کاش" (ہیں ایسے لغو منصوبے ہوتے ہیں جو) دل میں (دُکھ کے) تیروں کو پیدا کرتے ہیں۔

نوٹ: آخری مصرعہ میں صحیح مسلم کی ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا گیا ہے "اگر تجھے کوئی مصیبت پیش آئے تو یہ نہ کہہ اگر میں یہ نہ کرتا یوں ہوتا۔ کیونکہ اللہ نے تقدیر و مشیت میں وہی مقرر فرمایا تھا جو ہوا، اس قسم کا "اگر" شیطانی کاموں کا دروازہ کھولتا ہے۔"

سُورَةُ الشُّعَرَاء

۱/۹۲۷ وَفِي حَاذِرُونَ الْمَدُّ مَاثِلُ فَارِهِيـ ۔۔۔ ـنَ ذَاعَ وَخَلْقُ اضْمُمْ وَحَرِّكْ بِهِ الْعُلَا

۲/۹۲۸ كَمَا فِي نَدٍ وَالْأَيْكَةِ اللَّامُ سَاكِنٌ ۔۔۔ مَعَ الْهَمْزِ وَاخْفِضْهُ وَفِي صَادَ غَيْطَلَا

یعنی (ابن ذکوان، کوفیین کے لیے) حَاذِرُونَ میں حا کے بعد الف مدہ گرایا نہیں گیا۔ (باقی کے لیے حَذِرُونَ بلا الف ہے) اسی طرح فَارِهِينَ (کوفیین، شامی کے لیے مع الالف اور باقی کے لیے بلا الف) شائع ہوا ہے۔ اور إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ میں لفظ خُلُقُ کی خا کو (نافع، شامی، حمزہ و عاصم کے لیے) ضمہ دو۔ اور ضمہ ہی کے ساتھ لام کو بھی حرکت دو۔ جیسا کہ یہ بلند قرات، بڑی شادابی میں ہے۔ (باقی خا کو فتحہ اور لام کو ساکن پڑھتے ہیں) اور یہاں اور صاد میں لفظ الْأَيْكَةِ میں (کوفیین و بصری کے لیے) لام تعریف ساکن ہے اس کے بعد ہمزہ مفتوحہ ہے اور آخر میں تا کو مجرور پڑھو۔ بحالیکہ تم کثیر الخیر ہو۔ (باقی کے لیے لَيْكَةَ بروزن طَلْحَةَ لام مفتوحہ

بغیر ہمزۂ وصلیہ کے اور اس کے بعد بغیر ہمزہ قطعیہ مفتوحہ کے تا مفتوحہ کے ساتھ ہے۔)
نوٹ: یاد رہے کہ سورۂ قٓ و حِجر میں باتفاق الف مع اسکان لام اس کے بعد ہمزہ مفتوحہ اور تا کے جر کے ساتھ ہے۔

۳/۹۲۹ وَفِي نَزَّلَ التَّخْفِيفُ وَالرُّوحُ وَالْأَمِيـ ـنُ رَفْعُهُمَا عُلْوٌ سَمَا وَتَبَجَّلَا

اور نَزَلَ میں (حفص، نافع، مکی، بصری کے لیے) زا مخفف ہے اور اَلرُّوْحُ اور اَلْاَمِیْنُ دونوں پر رفع ایسی بلندی ہے جو عالی و محترم ہوئی ہے۔ (باقی زا کو مشدد اور اَلرُّوْحَ اور اَلْاَمِیْنَ کو منصوب پڑھتے ہیں۔)

۴/۹۳۰ وَأَنِّثْ يَكُنْ لِلْيَحْصَبِي وَارْفَعْ آيَةً وَفَا فَتَوَكَّلْ وَاوُ ظَمْآنِهِ حَلَا

اور اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ اٰیَةً میں یَکُنْ کو شامی کے لیے مؤنث (باقی کے لیے مذکر) پڑھو۔ اور اٰیَةٌ پر رفع (اور باقی کے لیے نصب) پڑھو۔ اور فَتَوَکَّلْ کی فا اپنے پیاسے کے لیے (یعنی کوفیین، مکی، بصری کے لیے) واؤ ہو کر شیریں ہوئی ہے۔ (اور نافع و شامی کے لیے فا کے ساتھ ہے)

۵/۹۳۱ وَيَا خَمْسُ أَجْرِي مَعْ عِبَادِي وَلِي مَعِي مَعًا مَعْ أَبِي إِنِّي مَعًا رَبِّي انْجَلَا

اور یاءاتِ اضافت اَجْرِیْ میں پانچ جگہ مع عِبَادِیْ اور لِیْ اور مع مَعِیْ کے دو جگہ اور اَبِیْ اور اِنِّیْ کے دو جگہ۔ اور مع رَبِّیْ کے ان سب میں منکشف ہوئی ہیں۔

سُورَةُ النَّمْل

۱/۹۳۲ شِهَابٍ بِنُونٍ ثِقْ وَقُلْ يَأْتِيَنَّنِي دَنَا مَكُثَ افْتَحْ ضَمَّةَ الْكَافِ نَوْفَلَا

بِشِهَابٍ قَبَسٍ میں شِهَابٍ کو (کوفیین کے لیے) نون تنوین کے ساتھ (اور باقی کے لیے بغیر تنوین کے) یقین کرو۔ اور کہو کہ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ (مکی کے لیے دونوں کے ساتھ ہے۔ پہلا مشددہ مفتوحہ دوسرا مخففہ مکسورہ (باقی کیلئے ایک نون مشددہ مکسورہ) قریب ہوا ہے۔ فَمَکُثَ میں کاف کے ضمہ کو (عاصم کیلئے فتحہ دو۔ (اور باقی کیلئے مضموم پڑھو۔) بحالیکہ تم بڑے سخی ہو۔

۲/۹۳۳ مَعًا سَبَأَ افْتَحْ دُونَ نُونٍ حِمًى هُدًى وَسَكِّنْهُ وَانْوِ الْوَقْفَ زُهْرًا وَمَنْدَلَا

لفظ سَبَأ یہاں اور سورۂ سبا میں دونوں کو بغیر نون تنوین کے (بصری اور بزّی کے لیے) ہمزہ کو فتحہ دو۔ بحالیکہ ہدایت کی رُو سے اس کی حمایت کی گئی ہے۔ اور (قنبل کے لیے) ہمزہ کو ساکن پڑھو۔ اور وصل میں وقف کی نیت کرو۔ در آں حالیکہ یہ لغت بھی روشن اور خوشبودار ہے۔ (یعنی وصل میں وقف کے احکام جاری کرنا بھی بعض لغات میں فصیح ہے۔ اسی لیے قنبل وصل میں ہمزہ کو ساکن پڑھتے ہیں۔ باقی ہمزہ کو مکسور و منوّن پڑھتے ہیں۔)

۳/۹۳۴ اَلَا یَسْجُدُوْا رَاوٍ وَقِفْ مُبْتَلًی اَلَا ۔۔۔ وَیَا وَاسْجُدُوْا وَابْدَاْهُ بِالضَّمِّ مُوْصِلَا

۴/۹۳۵ اَرَادَ اَلَا یَا ھٰؤُلَاءِ اسْجُدُوْا وَقِفْ ۔۔۔ لَهٗ قَبْلَهٗ وَالْغَیْرُ اَدْرَجَ مُبْدِلَا

۵/۹۳۶ وَقَدْ قِیْلَ مَفْعُوْلًا وَاَنْ اَدْغَمُوْا بِلَا ۔۔۔ وَلَیْسَ بِمَقْطُوْعٍ فَقِفْ یَسْجُدُوْا وَلَا

ایک راوی (کسائی) نے اَلَا یَسْجُدُوْا (بتخفیفِ لام) پڑھا ہے۔ (گویا اَلَا حرفِ تنبیہ ہے۔ جو جملۂ ندائیہ پر داخل ہوا ہے۔ کیونکہ اس قراءت پر یَسْجُدُوْا اصل میں یَا اُسْجُدُوْا اور حرفِ ندا کا منادیٰ لفظ قَوْمِ محذوف ہے) لہٰذا اضطرار کی حالت میں اَلَا اور یَا اور اُسْجُدُوْا تینوں پر وقف کر سکتے ہو۔ اور اُسْجُدُوْا سے ابتدا کرو تو ہمزۂ وصلیہ مضمومہ کے ساتھ کرو۔

یعنی مطلب ہے اَلَا یَا ھٰؤُلَاءِ اسْجُدُوْا۔ اور اَلَا سے ماقبل یعنی لَا یَھْتَدُوْنَ پر وقف تام کرو۔ (کیونکہ اس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں)۔ اور باقی نے اس کو ماقبل لَا یَھْتَدُوْنَ میں داخل کیا ہے۔ اور بدل بنایا ہے۔ (یعنی باقی جو اَلَّا یَسْجُدُوْا پڑھتے ہیں وہ لَا یَھْتَدُوْنَ سے بدل بناتے ہیں) اور کہا گیا ہے کہ اَلَّا یَسْجُدُوْا ماقبل کا مفعول ہے (یعنی منصوب بنزع الخافض ہے جو اصل میں لِئَلَّا یَسْجُدُوْا ہے) اور ان حضرات نے اَنْ کا لَا میں ادغام کیا ہے اور چونکہ اَنْ اور لَا مقطوع مرسوم نہیں اس لیے صرف یَسْجُدُوْا یا اَلَّا پر وقف کر سکتے ہو۔ (اَنْ پر نہیں)۔

نوٹ: مفعول سے ناظم کی مراد مفعول لہٗ ہے۔ بعض نے مفعول بہ بھی بتایا ہے۔ اس صورت میں لَا یَھْتَدُوْنَ کا حرفِ نفی زائد ہوگا۔

۶/۹۳۷ وَیُخْفُوْنَ خَاطِبْ یُعْلِنُوْنَ عَلٰی رِضًا ۔۔۔ تُمِدُّوْنَنِیَ الْاِدْغَامُ فَازَ فَثَقَّلَا

اور (حفص، کسائی کے لیے) مَا یُخْفُوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ دونوں کو تا خطاب سے ایک پسندیدہ صورت پر پڑھو۔ (باقی کے لیے غائب ہیں)۔ اور تُمِدُّوْنَنِیْ میں (حمزہ کے لیے) ادغام کامیاب ہوا ہے۔

پس حمزہ نے دونوں نونوں میں ادغام کرکے ایک نون مشددہ کسورہ پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے بلا ادغام دونون ہیں۔)

۷/۹۳۸ مَعَ السُّوْقِ سَاقَيْهَا وَسُوْقِ اهْمِزُوْا زَكَا ۔۔۔ وَوَجْهٌ بِهَمْزٍ بَعْدَهُ الْوَاوُ وُكِّلَا

سَاقَيْهَا یہاں مع اَلسُّوْقِ (صٓ) اور سُوْقِهٖ (فتح) کے۔ ان تینوں میں (قنبل کے لیے) سین کے بعد ہمزہ پڑھو۔ کیونکہ یہ بھی پاکیزہ لغت ہے۔ اور (قنبل کے لیے) ایک وجہ اور بھی ہے۔ (جو صرف اَلسُّوْقِ اور سُوْقِهٖ میں ہے) اس وجہ میں ہمزہ کے بعد واؤ سپرد کی گئی ہے یعنی سُؤُوْق۔

۸/۹۳۹ نَقُوْلَنَّ فَاضْمُمْ رَابِعًا وَنُبَيِّتَنْـ ۔۔۔ نَهٗ وَمَعًا فِي النُّوْنِ خَاطِبْ شَمَرْدَلَا

اور نَقُوْلَنَّ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) ایسے ہی لَنُبَيِّتَنَّهٗ میں چوتھے حرف کو مضموم پڑھو۔ نیز دونوں میں بجائے نون کے ایک سریع الفہم کے لیے تاء خطاب پڑھو (یعنی لَتُبَيِّتُنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَتَقُوْلُنَّ۔ باقی کے لیے دونوں صیغہ جمع متکلم ہیں۔ اور چوتھا حرف مفتوح ہے۔)

۹/۹۴۰ وَمَعْ فَتْحِ اَنَّ النَّاسَ مَا بَعْدَ مَكْرِهِمْ ۔۔۔ لِكُوْفٍ وَاَمَّا يُشْرِكُوْنَ نَدٍ حَلَا

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا مع اس کے جو مَكْرِهِمْ کے بعد ہے۔ یعنی عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا ان دونوں میں اَنَّ کوفیین کے لیے بفتح ہمزہ ہے۔ (باقی کے لیے بکسر ہمزہ) اور اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ایسے قاری کے لیے ہے جو شاداب و مزین ہے۔ (یعنی عاصم و بصری کے لیے بالغیب ہے۔ جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے۔ اور باقی کے لیے بالخطاب ہے۔)

۱۰/۹۴۱ وَشَدِّدْ وَصِلْ وَامْدُدْ بَلِ ادَّارَكَ الَّذِيْ ۔۔۔ ذَكَا قَبْلَهُ يَذَّكَّرُوْنَ لَهٗ حَلَا

اور بَلِ ادّٰرَكَ میں (نافع، کوفیین و شامی کے لیے) دال کو مشدد پڑھو اور ہمزہ وصل پڑھو۔ اور دال کے بعد اس اِدّٰرَكَ میں جو کہ معطر ہوا ہے الف مدہ پڑھو۔ (باقی اَدْرَكَ بتخفیف دال ساکن بغیر الف مع ہمزہ قطعیہ کے پڑھتے ہیں۔) اور اس سے پہلے يَذَّكَّرُوْنَ (بالغیب ہشام و بصری کے لیے) شیریں ہوا ہے۔ (باقی خطاب پڑھتے ہیں۔ نیز سورہ انعام میں جو حفص، حمزہ، کسائی کے لیے تخفیف ذال اور باقی کے لیے بتشدید ذال ہونا آچکا ہے وہ یہاں بھی مراد ہے یعنی ع وَتَذَّكَّرُوْنَ الْكُلُّ خَفَّ عَلٰى شَذًا۔

۱۱/۹۴۲ بِهَادِي مَعًا تَهْدِي فَشَا الْعُمْيِ نَاصِبًا ۔۔۔ وَبِالْيَا لِكُلٍّ قِفْ وَفِي الرُّوْمِ شَمْلَلَا

بِهَادِی یہاں اور روم میں دونوں جگہ (امام حمزہ کے لیے) تَهْدِی عام ہوا ہے۔ اور وہ اَلْعُمْیَ کو نصب دیتے ہیں۔ (باقی بِهَادِی الْعُمْیِ پڑھتے ہیں۔) اور یہاں (مرسوم ہونے کی وجہ سے) سب کے لیے یا پر وقف کرو۔ اور روم میں (صرف حمزہ، کسائی کے لیے) تَهْدِی میں وقف میں یا نے سرعت کی ہے (باقی بغیر یا وقف کرتے ہیں یعنی بِهَادْ۔

۹۴۳/۱۲ وَاٰتُوْهُ فَاقْصُرُوْا فَتْحُ الضَّمِّ عِلْمُهُ ۔۔۔ فَشَا تَفْعَلُوْنَ الْغَیْبُ حَقٌّ لَهٗ وَلَا

وَکُلٌّ اَتَوْهُ میں (حفص، حمزہ کے لیے) ہمزہ کو مقصور اور تاء مضمومہ کو مفتوح پڑھو۔ جیسا کہ اس کا علم شائع ہوا ہے۔ (باقی ہمزہ کو بالمد اور تا کو مضموم اٰتُوْهُ پڑھتے ہیں۔) اور تَفْعَلُوْنَ میں (مکی، بصری، ہشام کے لیے) نصرت کے اعتبار سے غیب حق ہے۔ (باقی کے لیے خطاب ہے۔)

۹۴۴/۱۳ وَمَالِیَ وَاَوْزِعْنِیْ وَاِنِّیْ کِلَاهُمَا ۔۔۔ لِیَبْلُوَنِیْ الْیَاءَاتُ فِیْ قَوْلِ مَنْ بَلَا

مَالِیَ، اَوْزِعْنِیْ اور اِنِّیْ دونوں جگہ اور لِیَبْلُوَنِیْ میں اس شخص کے قول میں یاءات اضافت ہیں۔ جو آزمودہ کار ہے۔ (یعنی یاءِ اضافت کا بیان پڑھ چکا ہے)

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

۹۴۵/۱ وَفِیْ نُرِیَ الْفَتْحَانِ مَعْ اَلِفٍ وَیَا ۔۔۔ ئِهٖ وَثَلَاثٌ رَفْعُهَا بَعْدُ شُکِّلَا

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) نُرِیَ میں پہلے اور دوسرے حرفوں پر فتحہ ہے مع آخر میں الف (ممالہ) اور شروع میں یاءِ غیبت کے۔ اور تین اسم جو اس کے بعد ہیں یعنی فِرْعَوْنُ وَهَامَانُ وَجُنُوْدُهُمَا ان پر رفع کا اعراب بنایا گیا ہے۔ (باقی وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا پڑھتے ہیں۔)

۹۴۶/۲ وَحُزْنًا بِضَمٍّ مَعْ سُکُوْنٍ شَفَا وَیَصْـ ۔۔۔ ـدُرَ اضْمُمْ وَکَسْرُ الضَّمِّ ظَامِیْهِ اَنْهَلَا

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) حُزْنًا بضم حا مع سکون زا کے شافی ہوا ہے (باقی بفتحتین حَزَنًا پڑھتے ہیں) اور یُصْدِرَ میں کوفیین، مکی، نافع کے لیے) یاءِ مضموم پڑھو۔ اور دالِ مضمومہ پر کسرہ ہے۔ کہ اس قراءت کا پیاسا

اسی طرح سیراب ہوا ہے۔ (باقی یَصْدُرَ باب نَصَرَ سے پڑھتے ہیں۔ (اور صاد میں حمزہ کسائی کے لیے اشمام کا بیان گزر چکا ہے۔

٣/٩٤٧ وَجَذْوَةٍ اِضْمُمْ فُزْتَ وَالْفَتْحُ نَلْ وَصُحْـ ـبَةٌ كَهْفُ ضَمِّ الرَّهْبِ وَاسْكِنْهُ ذُبَّلَا

اور جَذْوَةٍ کو (حمزہ کے لیے) مضموم پڑھ خدا تجھے کامیابی دے اور فتحہ (عاصم کے لیے) اختیار کر۔ (باقی کے لیے کسرہ ہے) اور چند یار غار دوستوں (حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی) کے لیے اَلرَّهْبِ کی را کو مضموم پڑھ۔ اور چند بڑے دلائل والوں (کوفیین، شامی) کے لیے اَلرَّهْبِ کی ھا کو ساکن پڑھ۔ (باقی بفتحتین پڑھتے ہیں۔)

٤/٩٤٨ يُصَدِّقُنِي ارْفَعْ جَزْمَهُ فِي نُصُوصِهِ وَقُلْ قَالَ مُوسٰى وَاحْذِفِ الْوَاوَ دُخْلُلَا

يُصَدِّقُنِيْ اس کی نصوص کے مطابق قاف مجزوم کو (حمزہ، عاصم کے لیے) مرفوع پڑھو۔ (اور باقی کے لیے مجزوم) اور (مکی کے لیے) کہو قَالَ مُوْسٰى اور کثیر المداخلت ہو کر شروع سے واؤ کو حذف کرو۔ (چنانچہ مصحف مکہ میں واو مرسوم نہیں۔ باقی وَقَالَ مُوْسٰى پڑھتے ہیں۔)

٥/٩٤٩ نَمَا نَفَرٌ بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ يَرْجِعُوْ نَ سِحْرَانِ ثِقْ فِي سَاحِرَانِ فَتُقْبَلَا

ایک جماعت (عاصم، مکی، بصری، شامی) بلند ہوئی۔ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ کے ضم یا و فتح جیم کے ساتھ (باقی کے لیے بفتح یا و کسر جیم ہے۔) اور سَاحِرَانِ میں (کوفیین کے لیے) سِحْرَانِ یقین کر تاکہ تو مقبول ہو۔ (باقی کے لیے سَاحِرَانِ ہے۔)

٦/٩٥٠ وَيُجْبٰى خَلِيْطٌ يَعْقِلُوْنَ حِفِظْتُهُ وَفِي خُسِفَ الْفَتْحَيْنِ حَفْصٌ تَنَخَّلَا

اور لفظ يُجْبٰى میں (چھ قاریوں کے لیے) تذکیر (اور نافع کے لیے تانیث) پسندیدہ ہے ــــ اور اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ میں (بصری کے لیے) یاء غیبت ہے (اور باقی کے لیے تاء خطاب ہے۔) جس کو میں نے یاد رکھا ہے اور لَخَسَفَ بِنَا میں حفص نے خا اور سین پر دو فتحوں کو منتخب کیا ہے۔ (باقی کیلئے خا کا ضمہ اور سین کا کسرہ ہے)

نوٹ: واضح ہو کہ يُجْبٰى اور يَعْقِلُوْنَ میں بالترتیب تذکیر اور غیب کی طرف اطلاق سے اشارہ کیا گیا ہے۔

٧/٩٥١ وَعِنْدِيْ وَذُوا الثُّنْيَا وَاِنِّيْ اَرْبَعٌ لَعَلِّيْ مَعًا رَبِّيْ ثَلَاثٌ مَعِي اعْتَلَا

اور عِنْدِيْ اور استثناء والی یا یعنی سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اور چار جگہ لفظ اِنِّيْ اور دو جگہ لَعَلِّيْ

اور تین جگہ رَبِّیْ اور مَعِیَ میں یاءاتِ اضافت بلند ہوئی ہیں۔

نوٹ: اس باب کے شعر نمبر ۱، ۶ میں لفظ نُذُرِیَ اور خَسِیْفَ کی دونوں قراءتوں میں ناظمؒ کے کلام میں فتحتین کی ضد واضح نہیں ہے، سوائے اس کے کہ عدمِ توضیح کو شہرت پر محمول کیا جائے۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت

۱/۹۵۲ يَرَوْا صُحْبَةٌ خَاطِبْ وَحَرِّكْ وَمُدَّ فِي الـنَّـ ... شَاءَةِ حَقًّا وَهْوَ حَيْثُ تَنَزَّلَا
صحبة ... حق

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ میں مرموزین صحبہ کے لیے خطاب (اور باقی کے لیے غیب) پڑھو۔ اور لفظ نَشْاَةَ میں جہاں بھی واقع ہو۔ (یہاں نجم اور واقعہ میں تین جگہ ہے۔) شین کے بعد (مکی، بصری کے لیے) حق ہونے کے لحاظ سے الف مدہ پڑھو۔ (یعنی نَشَاءَةَ۔)

۲/۹۵۳ مَوَدَّةً الْمَرْفُوْعُ حَقٌّ رُوَاتِهٖ ... وَنَوِّنْهُ وَانْصِبْ بَيْنِكُمْ عَمَّ صَنْدَلَا
ن حق ر ... عم ص

مَوَدَّةَ میں اس کے راویوں (مکی، بصری، کسائی) کا حق یہ ہے کہ اس کو مرفوع پڑھو۔ اور اس پر تنوین پڑھو۔ اور اس کے بعد والے لفظ بَيْنِكُمْ کے نون کو منصوب پڑھو کہ یہ (نافع، شعبہ، شامی کے لیے) صندل جیسی خوشبو کی طرح عام ہوا ہے (گویا مکی، بصری، کسائی مَوَدَّةُ کو مرفوع غیر منون اور بَيْنِكُمْ کو مجرور پڑھتے ہیں اور نافع، شامی، شعبہ مَوَدَّةً منصوب منون اور بَيْنَكُمْ کو منصوب پڑھتے ہیں۔ اور حفص و حمزہ مَوَدَّةَ کو منصوب بلا تنوین اور بَيْنِكُمْ کو مجرور پڑھتے ہیں۔)

۳/۹۵۴ وَيَدْعُوْنَ نَجْمٌ حَافِظٌ وَمُوَحِّدٌ ... هُنَا اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ صُحْبَةٌ دَلَا
ن ج ح ... صحبة د

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ میں يَدْعُوْنَ کا غیب (جیسا کہ اطلاق سے مفہوم ہے عاصم و بصری کے لیے) ایک نگہبان ستارہ ہے (باقی خطاب پڑھتے ہیں) اور اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ میں اٰيَةٌ کو یہاں واحد پڑھنے والا صحبہ اور مکی کے لیے کامیاب ہوا ہے۔ (باقی جمع پڑھتے ہیں۔)

۴/۹۵۵ وَفِيْ وَنَقُوْلُ الْيَاءُ حِصْنٌ وَيُرْجَعُوْ ... نَ صَفْوٌ وَحَرْفُ الرُّوْمِ صَافِيْهِ حُلِّلَا
حصن ... ص ص ح

اور وَنَقُوْلُ میں (کوفیین، نافع کے لیے) یاءِ غیب ایک قلعہ ہے (باقی جمع متکلم پڑھتے ہیں۔) اور ثُمَّ اِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ یاءِ غیب کے ساتھ (شعبہ کے لیے) پاکیزہ ہے (باقی کے لیے خطاب ہے۔) اور سورۂ روم کے لفظ یُرْجَعُوْنَ میں (شعبہ و بصری کے لیے) غیب پڑھنے والا پاکیزہ آراستہ کیا گیا ہے (باقی کیلئے خطاب ہے۔

۵/۹۵۶ وَذَاتُ ثَلَاثٍ سُكِّنَتْ بَا نُبَوِّئَنَّـــــنْ مَعْ خِفِّهِ وَالْهَمْزُ بِالْيَاءِ شَمْلَلَا

اور لَنُبَوِّئَنَّهُمْ میں (حمزہ، کسائی کے لیے) بجائے با کے تین نقطوں والی ثا خفیف و ساکن پڑھی گئی اور ہمزہ نے یا کے ساتھ بدلنے میں سُرعت کی ہے۔ (یعنی لَنُثْوِيَنَّهُمْ۔)

۶/۹۵۷ وَاِسْكَانُ وَلْ فَاكْسِرْ كَمَا حَجَّ جَا نَدًى وَرَبِّيْ عِبَادِيْ اَرْضِيَ الْيَا بِهَا انْجَلَا

اور وَلْيَتَمَتَّعُوْا میں ل کے سکون کی جگہ (شامی، بصری، ورش، عاصم کے لیے) کسرہ پڑھو۔ جیسا کہ یہ لغت غالب ہوئی اور شادابی بن کر آئی ہے۔ (باقی ساکن پڑھتے ہیں۔) اور اِلٰی رَبِّیْ، یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ، اِنَّ اَرْضِیْ میں یاءِ اضافت منکشف ہوئی ہے۔

مِنْ سُوْرَةِ الرُّوْمِ اِلٰى سُوْرَةِ سَبَا

۱/۹۵۸ وَعَاقِبَةُ الثَّانِيْ سَمَا وَبِنُوْنِهِ نُذِيْقُ زَكَا لِلْعَالِمِيْنَ اكْسِرُوْا عُلَا

اور دوسرا لفظ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ (نافع، مکی، بصری کے لیے) رفع کے ساتھ (جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے) بلند ہوا ہے۔ (باقی کے لیے منصوب ہے۔) اور لِنُذِیْقَهُمْ (قنبل کے لیے) نون جمع متکلم کے ساتھ (باقی کے لیے یاءِ غیب کے ساتھ) پاکیزہ ہوا ہے اور (حفص کے لیے) لِلْعَالِمِیْنَ میں (تیسرے لام کو) بلندی معنی کے اعتبار سے مکسور (اور باقی کے لیے مفتوح) پڑھو۔

۲/۹۵۹ لِيَرْبُوْا خِطَابٌ ضُمَّ وَالْوَاوُ سَاكِنٌ اَتَى وَاجْمَعُوْا آثَارَ كَمْ شَرَفًا عَلَا

(نافع کے لیے) لِتُرْبُوْا صیغہ مخاطب تاءِ مضموم اور واؤ ساکن آئی ہے۔ (باقی کے لیے صیغہ غائب یاءِ مفتوحہ اور واؤ پر فتحہ ہے۔) اور اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ میں اٰثَارِ کو (شامی، حمزہ، کسائی، حفص کے لیے)

جمع پڑھو کہ یہ شرف کے لحاظ سے کتنا بلند ہے۔ باقی بحذفِ الف اَثَرِ واحد پڑھتے ہیں۔)

۳/۹۶۰ وَيَنْفَعُ كُوفِيٌّ وَفِي الطَّوْلِ حِصْنُهُ ۔۔۔ وَرَحْمَةً ارْفَعْ فَائِزًا وَمُحَصِّلَا

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ کو کوفیین نے مذکر پڑھا ہے۔ اور سورۂ غافر ہیں (کوفیین و نافع کے لیے) اس کی تذکیر کا قلعہ ہے۔ (باقی مؤنث پڑھتے ہیں۔ یہاں سورۂ روم ختم ہوگئی۔) اور وَرَحْمَةً کو (امام حمزہ کے لیے) مرفوع پڑھو۔ بحالیکہ تم کامیاب ہو۔ اور علم کے طالب ہو۔

۴/۹۶۱ وَيَتَّخِذَ الْمَرْفُوعُ غَيْرُ صِحَابِهِمْ ۔۔۔ تُصَعِّرْ بِمَدٍّ خَفَّ إِذْ شَرْعُهُ حَلَا

اور ان میں غیر صحاب نے وَيَتَّخِذَهَا کے ذال کو مرفوع پڑھا ہے۔ (اور صحاب نے منصوب) اور وَلَا تُصَاعِرْ (نافع، حمزہ، کسائی اور بصری کے لیے) صاد کے بعد الف کے ساتھ اور عین میں خفت کے ساتھ ہے۔ جبکہ اس کا طریقہ شیریں ہوا ہے۔ (باقی وَلَا تُصَعِّرْ پڑھتے ہیں۔)

۵/۹۶۲ وَفِي نِعَمَةً حَرِّكْ وَذَكِّرْ هَاؤُهَا ۔۔۔ وَضُمَّ وَلَا تَنْوِينَ عَنْ حُسْنٍ اعْتَلَا

اور لفظ نِعَمَةً میں (حفص، بصری و نافع کے لیے) عین کو حرکت فتحہ دو۔ اور اس کی ھا کو مذکر پڑھا گیا اور اس پر ضمہ پڑھو۔ اور تنوین نہیں ہے۔ یہ قراءت ایسی خوبی سے مروی ہے جو بلند ہے۔ (یعنی نِعَمَهُ اور نِعْمَةً دو قراءتیں ہیں)

۶/۹۶۳ سِوَى ابْنِ الْعَلَا وَالْبَحْرُ أُخْفِي سُكُونُهُ ۔۔۔ فَشَا خَلَقَهُ التَّحْرِيكُ حِصْنٌ تَطَوَّلَا

بجز ابن العلا بصری کے باقی نے وَالْبَحْرُ رفع کے ساتھ پڑھا ہے (اور بصری نے منصوب پڑھا ہے۔ یہاں سورۂ لقمان ختم ہوگئی۔) مَا أُخْفِيَ میں (حمزہ کے لیے) یا کا سکون مشہور ہوا ہے۔ (باقی کے لیے یا کا فتحہ ہے) اور اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ میں خَلْق کے لام پر حرکتِ فتحہ (کوفیین، نافع کے لیے) ایک طویل قلعہ ثابت ہوئی ہے۔ (باقی لام کو ساکن پڑھتے ہیں۔)

۷/۹۶۴ لِمَا صَبَرُوا فَاكْسِرْ وَخَفِّفْ شَذًا وَقُلْ ۔۔۔ بِمَا يَعْمَلُونَ اثْنَانِ عَنْ وَلَدِ الْعَلَا

لِمَا صَبَرُوا میں (حمزہ، کسائی کے لیے) لام کو مکسور پڑھو۔ اور شہرت کے اعتبار سے میم کو خفیف پڑھو۔ (باقی لَمَّا پڑھتے ہیں۔ اور یہاں سورۂ سجدہ ختم ہوگئی) اور بِمَا يَعْمَلُونَ جو (سورۂ احزاب کے شروع میں)

دڈو ہیں۔ بصری سے دونوں کو غیب کے ساتھ (اور باقی کے لیے خطاب کے ساتھ) پڑھو۔

۸/۹۶۵ وَبِالْهَمْزِ كُلُّ اللَّاءِ وَالْيَاءِ بَعْدَهُ ذَكَا وَبِيَاءٍ سَاكِنٍ حَجَّ هُمَّلاَ

اور تمام جگہ لفظ اَللّٰٓـئِی (احزاب، مجادلہ اور دو جگہ طلاق میں) ہمزہ اور اس کے بعد یاء ساکنہ سے (کوفیین و شامی کے لیے وصل و وقف دونوں حالتوں میں) شائع ہوا ہے۔ اور (بغیر ہمزہ کے صرف) یاد ساکنہ کے ساتھ (وقف و وصل میں بصری و بزی کے لیے) اُن لوگوں پر غالب ہوا ہے جو اس لغت کو مہمل سمجھنے والے ہیں۔ (یعنی اَللّٰٓئِی)

۹/۹۶۶ وَكَالْيَاءِ مَكْسُورًا لِوَرْشٍ وَعَنْهُمَا وَقِفْ مُسْكِنًا وَالْهَمْزُ زَاكِيهِ بُجِّلاَ

اور ورش کے لیے اور (دوسری وجہ میں) بصری و بزی سے بھی مروی ہے کہ یاءِ مُسَہّلہ مکسورہ پڑھو۔ (یہ تو وصل میں ہے۔) اور وقف میں (ورش اور بصری و بزی کی اس دوسری وجہ میں) فقط یاءِ ساکنہ پر وقف کرو۔ (یعنی اَللّٰٓئِیْ) اور ہمزہ کا پڑھنے والا پاکیزہ قاری (قنبل و قالون کے لیے) معزز سمجھا گیا ہے۔ (یعنی قنبل اور قالون بغیر یا کے ہمزہ محققہ کے ساتھ وصل و وقف میں اَللّٰٓءِ پڑھتے ہیں۔)

۱۰/۹۶۷ وَتَظَّاهَرُونَ اضْمُمْهُ وَاكْسِرْ لِعَاصِمٍ وَفِي الْهَاءِ خَفِّفْ وَامْدُدِ الظَّاءَ ذُبَّلاَ
۱۱/۹۶۸ وَخَفَّفَهُ ثَبْتٌ وَفِي قَدْ سَمِعْ كَمَا هُنَا وَهُنَاكَ الظَّاءُ خُفِّفَ نَوْفَلاَ

اور لفظ تَظّٰهَرُوْنَ میں عاصم کے لیے تا کو مضموم اور ھاء کو مکسور پڑھو۔ (باقی کے لیے تا اور ھا مفتوح ہیں۔) اور (کوفیین و شامی کے لیے) ھا کو خفیف پڑھو اور ظا کو الف مدہ کے ساتھ پڑھو۔ (باقی کے لیے ھا کو مشدد اور ظا کو بغیر الف مدہ کے پڑھو۔) بحالیکہ تم مؤثر دلائل بیان کرنے والے ہو۔ اور ایک ثابت قدم نے (کوفیین کے لیے) ظا کو خفیف پڑھا ہے۔ (اور باقی کے لیے مشدد پڑھا ہے) اور سورۂ قد سمع میں بھی ایسے ہی ہے۔ جیسا کہ یہاں ہے۔ البتہ وہاں پر ایک کثیر العطا قاری (عاصم کے لیے) ظا مخفف ہے (باقی سب کے لیے مشدد ہے۔ گویا یہاں چار قراءتیں ہیں، تُظٰهِرُوْنَ عاصم کے لیے۔ تَظّٰهَرُوْنَ شامی کے لیے، تَظٰهَرُوْنَ، حمزہ کسائی کے لیے، اور تَظَّهَّرُوْنَ نافع، مکی، بصری کے لیے۔ اور مجادلہ میں لفظ یُظٰهِرُوْنَ (دونوں جگہ) عاصم کے لیے، اور یَظّٰهَرُوْنَ حمزہ، کسائی، شامی کے لیے، اور یَظَّهَّرُوْنَ نافع، مکی، بصری کے لیے۔)

۱۲/۹۶۹ وَحَقُّ صِحَابٍ قَصْرُ وَصْلِ الظُّنُونَ وَالرَّسُولَ السَّبِيلاَ وَهُوَ فِي الْوَقْفِ فِي حُلاَ

اور اَلظُّنُوْنَا، اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِیْلَا میں بحالت وصل (مکی، بصری، حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) چند مصاحبوں کا حق قصر یعنی حذفِ الف ہے۔ (باقی وصل میں الف پڑھتے ہیں۔) اور وقف میں وہ قصر (حمزہ، بصری کے لیے) خوبصورت لغت میں ہے (باقی کے لیے وقف میں اثباتِ الف ہے۔ گویا مکی، کسائی، حفص وصل میں الف کو حذف کرتے اور وقف میں پڑھتے ہیں۔ اور حمزہ، بصری حالَین میں حذف کرتے ہیں۔ اور باقی حالین میں الف باقی رکھتے ہیں۔)

۱۳/۹۷۰ مَقَامَ لِحَفْصٍ ضُمَّ وَالثَّانِ عَمَّ فِي الـ ـدُّخَانِ وَآتَوْهَا عَلَى الْمَدِّ ذُو حُلَا

لفظ مَقَامَ میں حفص کے لیے (پہلی میم میں) ضمّ پڑھا گیا ہے (باقی کے لیے فتحہ ہے) اور سورۂ دخان میں دوسری جگہ لفظ مَقَامٍ (نافع، شامی کے لیے) بضمّ میم (اور باقی کے لیے بفتح میم) عام ہوا ہے۔ (اور پہلا لفظ باتفاق بفتح میم ہے۔) اور لَآتَوْهَا (کوفیین، شامی، بصری کے لیے) الف مدہ کے ساتھ آراستہ ہے۔ (باقی لَأَتَوْهَا قصر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

۱۴/۹۷۱ وَفِي الْكُلِّ ضَمُّ الْكَسْرِ فِي إِسْوَةٍ نَدًى وَقَصْرُ كَفَا حَقٍّ يُضَاعَفْ مُثَقَّلَا

۱۵/۹۷۲ وَبِالْيَا وَفَتْحِ الْعَيْنِ رَفْعُ الْعَذَابِ حِصْـ ـنُ حُسْنٍ وَيَعْمَلْ نُؤْتِ بِالْيَاءِ شَمْلَلَا

اور (یہاں اور ممتحنہ میں دو جگہ) تمام میں لفظ اِسْوَةٍ کے ہمزہ مکسورہ پر (امام عاصم کے لیے) ضمہ ہے۔ بحالیکہ یہ شاداب ہے۔ (باقی کے لیے بکسر ہمزہ ہے) اور لفظ یُضَعَّفْ بحالیکہ اس میں عین مشدد ہے حق کے حامل قاری (مکی، بصری، شامی) کے لیے قصر ہے۔ (اور باقی کے لیے عین مخفف اور ضاد کے بعد الف ہے) اور یا کے ساتھ اور عین کے فتحہ کے ساتھ اور لفظ اَلْعَذَابُ میں رفع کے ساتھ ایک خوبصورت قلعہ والوں (کوفیین، نافع، بصری) کی قراءت ہے۔ (باقی کے لیے نون جمع متکلم عین مکسور اور اَلْعَذَابَ کے نصب کے ساتھ ہے۔ گویا مکی، شامی کے لیے نُضَعِّفْ لَهَا الْعَذَابَ بصری کے لیے یُضَعَّفْ لَهَا الْعَذَابُ اور باقی کے لیے یُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ہے۔) اور وَيَعْمَلْ صَالِحًا (حمزہ، کسائی کے لیے) یاءِ تذکیر کے ساتھ ہے۔ (جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے۔ اور باقی کیلئے تاءِ تانیث سے ہے۔) اور نُؤْتِ نے (حمزہ، کسائی کیلئے) یاء کے ساتھ سرعت کی ہے (باقی کیلئے نون جمع متکلم ہے)

۱۶/۹۷۳ وَقَرْنَ افْتَحْ إِذْ نَصُّوا يَكُونَ لَهُ ثَوَى يَحِلُّ سِوَى الْبَصْرِي وَخَاتَمَ وُكِّلَا

۱۷/۹۷۴ بِفَتْحٍ نَمَا سَادَاتِنَا اجْمَعْ بِكَسْرَةٍ كَفَى وَكَثِيرًا نُقْطَةٌ تَحْتُ نُفِّلَا

اور وَقَرْنَ کو (نافع، عاصم کے لیے) بفتح قاف پڑھو جیسا کہ انہوں نے تصریح کی ہے۔ (باقی کے لیے بکسر قاف ہے) اَن یَّکُوْنَ لَھُمُ میں (ہشام وکوفیین کے لیے) تذکیر (اور باقی کے لیے تانیث) ثابت ہوئی ہے۔ اور لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ میں بصری کے علاوہ باقی کے لیے تذکیر (اور بصری کے لیے تانیث) ہے۔ اور لفظ خَاتَمَ (عاصم کے لیے) ایسے فتحہ کے ساتھ رواۃ کے سپرد کیا گیا جو ادراک بلند ہوا ہے۔ (باقی خَاتِمَ بکسر تا پڑھتے ہیں۔) اور سَادَاتِنَا (شامی کے لیے جمع سلامت بکسر تا) (اور باقی کے لیے واحد بفتح تا سَادَتَنَا) کافی ہوا ہے۔ اور لَعْنًا کَبِیْرًا میں (کاف کے بعد باء کو عاصم کے لیے) ایک نقطہ نیچے دیا گیا ہے۔ (باقی کَثِیْرًا ثاء مثلثہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

سُوْرَةُ سَبَأٍ وَفَاطِرٍ

۹۷۵/۱ وَعَالِمِ قُلْ عَلَّامِ شَاعَ وَرَفْعُ خَفْـ ـضِهٖ عَمَّ مِنْ رِجْزٍ اَلِیْمٍ مَعًا وِلَا

۹۷۶/۲ عَلٰی رَفْعِ خَفْضِ الْمِیْمِ دَلَّ عَلِیْمُهٗ وَنَخْسِفْ نَشَأْ نُسْقِطْ بِهَا الْیَاءُ شَمْلَلَا

لفظ عَالِمِ الْغَیْبِ (حمزہ، کسائی کے لیے) عَلَّامِ (بصیغہ مبالغہ) شائع ہوا ہے۔ (باقی عَالِمِ بصیغہ اسم فاعل پڑھتے ہیں۔) اور (نافع، شامی کے لیے) اس لفظ کی میم میں بجائے جر کے رفع (اور باقی کے لیے جر) عام ہوا ہے۔ اور (ابن کثیر، حفص کے لیے) مِنْ رِجْزٍ اَلِیْمٌ میں (یہاں اور جاثیہ میں) دونوں جگہ یکے بعد دیگرے میم پر جر کی بجائے اس کے عالم نے رفع پر راہنمائی کی ہے۔ (باقی مِنْ رِجْزٍ اَلِیْمٍ پڑھتے ہیں۔) اور (حمزہ، کسائی کے لیے) اِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ میں یاء غیب نے (تینوں فعلوں میں) سرعت کی ہے۔ (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے۔)

۹۷۷/۳ وَفِی الرِّیْحَ رَفْعٌ صَحَّ مِنْسَاَتَهٗ سُکُوْ نُ هَمْزَتِهٖ مَاضٍ وَاَبْدِلْهُ اِذْ حَلَا

(شعبہ کے لیے) وَلِسُلَیْمَانَ الرِّیْحَ میں حا پر رفع (اور باقی کے لیے نصب) صحیح ہوا ہے۔ اور مِنْسَاَتَهٗ میں (ابن ذکوان کے لیے) ہمزہ میں سکون جاری ہے۔ اور (نافع، بصری کے لیے) اس ہمزہ کو الف سے بدلو۔ کیونکہ یہ شیریں ہے۔ (باقی کے لیے ہمزہ مفتوحہ ہے۔)

۹۷۸/۴ مَسَاکِنِهِمْ سَکِّنْهُ وَاقْصُرْ عَلٰی شَذًا وَفِی الْکَافِ فَافْتَحْ عَالِمًا فَتُبَجَّلَا

مَسَاکِنِهِمْ میں (حفص، حمزہ، کسائی کے لیے) سین کو ساکن پڑھو۔ اور الف کو حذف کرو۔ ایک شائع

ہونے والی صورت میں (اور باقی کے لیے مَسَاكِنِهِمْ ہے) اور مَسْكَنِهِمْ کے کاف میں (حفص و حمزہ کے یہاں)
ایک عالم کے لیے جو معزز ہوا ہے فتحہ پڑھو۔ (اور کسائی کے لیے بکسرۂ کاف ہے)

٥/٩٧٩ نُجَازِي بِيَاءٍ وَافْتَحِ الزَّايَ وَالْكَفُورُ ۝ رَفْعُ سَمَا كَمْ صَابَ اُكْلِ اُضِفْ حُلَا

يُجَازِي یا کے ساتھ ہے اور زا پر فتحہ پڑھو۔ اور اَلْكَفُوْرُ پر رفع بلند ہوا ہے۔ اور کس قدر نازل ہوا ہے (یہ
نافع، مکی، بصری، شامی، شعبہ کے لیے، باقی نُجَازِي جمع متکلم معروف اور اَلْكَفُوْرَ کو منصوب پڑھتے ہیں) اُكُلٍ کو
خَمْطٍ کی طرف مضاف کر دو بحالیکہ یہ آراستہ ہے۔ (یہ بصری کے لیے ہے باقی اُكُلٍ تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں)۔
نوٹ: لفظ اُكُلٍ کے کاف کے ضمہ اور سکون کا اختلاف بقرہ میں گذر چکا ہے۔

٦/٩٨٠ وَحَقٌّ لِوَا بَاعِدْ بِقَصْرٍ مُشَدِّدًا ۝ وَصَدَّقَ لِلْكُوفِيِّ جَاءَ مُثَقَّلَا

اور بَعِّدْ حذفِ الف اور تشدید عین والی قراءت کا جھنڈا حق ہے (یہ قراءت مکی، بصری، ہشام کی ہے۔ باقی
بَاعِدْ پڑھتے ہیں) اور صَدَّقَ عَلَيْهِمْ کوفیین کے لیے تشدید دال (اور باقی کے لیے بالتخفیف) آیا ہے۔

٧/٩٨١ وَفُزِّعَ فَتْحُ الضَّمِّ وَالْكَسْرِ كَامِلٌ ۝ وَمَنْ اَذِنَ اضْمُمْ حُلْوُ شَرْعٍ تَسَلْسَلَا

اور فُزِّعَ میں فاءِ مضموم اور زای مکسور کا فتحہ کامل ہے (یعنی شامی فَزَّعَ اور باقی فُزِّعَ پڑھتے ہیں) اور اِلَّا
لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ میں ہمزہ کو مضموم پڑھو کہ اس طریقہ کا مٹھاس خوشگوار ہوا ہے (یعنی بصری، حمزہ، کسائی اُذِنَ پڑھتے ہیں)

٨/٩٨٢ وَفِي الْغُرُفَةِ التَّوْحِيدُ فَازَ وَيَهْمِزُ التَّ ۝ نَاوُشُ حُلْوًا صُحْبَةً وَّتَوَصَّلَا

اور اَلْغُرُفَةِ میں توحید کامیاب ہوئی ہے (یعنی غیر حمزہ فِي الْغُرُفَاتِ جمع پڑھتے ہیں) اور اَلتَّنَاوُشُ
میں (الف کے بعد بجائے واؤ) ہمزہ پڑھا گیا ہے۔ بحالیکہ یہ چند دوستوں کے لیے مٹھاس اور توسل کا ذریعہ ہے (یعنی
بصری، حمزہ، کسائی شعبہ اَلتَّنَاؤُشُ ہمزہ کے ساتھ اور باقی اَلتَّنَاوُشُ واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں)۔

٩/٩٨٣ وَاَجْرِيْ عِبَادِيْ رَبِّيْ الْيَا مُضَافُهَا ۝ وَقُلْ رَفْعُ غَيْرُ اللّٰهِ بِالْخَفْضِ شُكِّلَا

اور اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا - مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ - رَبِّيْ اِنَّهٗ میں اس سورت کی یاءات اضافت ہیں۔ (یہاں
سورۂ سبا ختم ہوگئی) اور کہو کہ غَيْرُ اللّٰهِ کا رفع جر کے ساتھ حرکت دیا گیا ہے (یعنی حمزہ، کسائی هَلْ مِنْ خَالِقٍ

غَيْرُ اللهِ اور باقی غَيْرُ اللهِ پڑھتے ہیں۔)

۹۸۴ وَنَجْزِيْ بِيَاءٍ ضُمَّ مَعْ فَتْحِ زَايِهٖ ۔۔۔ وَكُلٌّ بِهٖ ارْفَعْ وَهُوَ عَنْ وَّلَدِ الْعَلَا

اور نَجْزِيْ یاء مضموم معہ اپنی زای مفتوح کے ہے اور اس کے ساتھ ہی کُلَّ کو مرفوع پڑھو۔ اور یہ قراءت ابنُ العلاء کی ہے (یعنی بصری وَكَذٰلِكَ يُجْزٰى كُلُّ كَفُوْرٍ اور باقی نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ پڑھتے ہیں۔)

۹۸۵ وَفِي السَّيِّئِ الْمَخْفُوْضِ هَمْزًا سُكُوْنُهٗ ۔۔۔ فَشَا بَيِّنَاتٍ قَصْرُ حَقٍّ فَتًى عَلَا

اور اُس لفظ اَلسَّيِّئِ میں جو ہمزہ کے لحاظ سے مجرور ہے (احتراز ہو گیا وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ سے جس میں باتفاق ہمزہ متحرک ہے۔) ہمزہ کا سکون مشہور ہوا ہے (یعنی امام حمزہ وصل میں اَلسَّيِّئْ کو ہمزہ ساکنہ کے ساتھ اور وقف میں اپنے اصول کے مطابق یا سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ اور باقی وصل و وقف میں ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ہمزہ کو وصل میں مجرور اور وقف میں ساکن پڑھتے ہیں۔) عَلٰی بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ایک ایسے صاحب حق کے لیے قصر کے ساتھ ہے جو مردانگی میں بلند ہے (یعنی مکی، بصری، حمزہ، حفص بَيِّنَتٍ واحد، باقی بَيِّنَاتٍ جمع پڑھتے ہیں۔)

سُوْرَةُ يٰسٓ

۹۸۶ وَتَنْزِيْلُ نَصْبُ الرَّفْعِ كَهْفُ صِحَابِهٖ ۔۔۔ وَخَفِّفْ فَعَزَّزْنَا لِشُعْبَةَ مُحْمِلَا

اور تَنْزِيْلَ میں لام مرفوع کا نصب اپنے پڑھنے والوں کے لیے گوشۂ امن ہے (یعنی شامی، حفص، حمزہ، کسائی تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ اور باقی تَنْزِيْلُ الْعَزِيْزِ پڑھتے ہیں۔ اور فَعَزَزْنَا کو شعبہ کے لیے خفیف پڑھو۔ بحالیکہ شعبہ اس کو کثرت سے نقل کرنے والے ہیں (باقی فَعَزَّزْنَا مشدد پڑھتے ہیں۔)

۹۸۷ وَمَا عَمِلَتْهُ يُحْذَفُ الْهَاءُ صُحْبَةً ۔۔۔ وَوَالْقَمَرَ ارْفَعْهُ سَمَا وَلَقَدْ حَلَا

وَمَا عَمِلَتْهُ میں صحبہ ھاءِ ضمیر کو حذف کرتے ہیں (چنانچہ مصاحفِ کوفہ میں رسمًا محذوف ہے، باقی دیگر مصاحف کے مطابق ھا پڑھتے ہیں) اور وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ کو مرفوع پڑھو کہ یہ رفع بلند اور یقینًا شیریں ہوا ہے (یعنی نافع، مکی، بصری وَالْقَمَرُ مرفوع اور باقی منصوب پڑھتے ہیں۔)

۳/۹۸۸ وَخَا يَخِصِّمُونَ افْتَحْ سَمَا لُذْ وَاَخْفِ حُلْوَ ۔۔۔ وَبَرٌّ وَسَكِّنْهُ وَخَفِّفْ فَتُكْمِلَا

اور یَخِصِّمُوْنَ کی خا کو فتحہ دو کہ وہ بلند ہوا ہے اور اس میں پناہ لو (یعنی نافع، کی بصری، ہشام یَخَصِّمُوْنَ پڑھتے ہیں) اور فتحہ میں اختلاس کرو کہ یہ خیر شیریں ہے (یعنی بصری قالون فتحہ مختلسہ پڑھتے ہیں) اور خا کو ساکن پڑھو۔ اور صاد کو مخفف پڑھو تاکہ قراءت کو مکمل کر سکو۔ (یعنی امام حمزہ یَخْصِمُوْنَ بروزن یَضْرِبُوْنَ پڑھتے ہیں، باقی کے لیے یَخِصِّمُوْنَ کسرۂ خا و تشدید صاد کے ساتھ ہے، چار قراءتیں ہوئیں۔)

۴/۹۸۹ وَسَاكِنَ شُغُلٍ ضُمَّ ذِكْرًا وَكَسْرُ فِيْ ۔۔۔ ظِلَالٍ بِضَمٍّ وَاقْصُرِ اللَّامَ شُلْشُلَا

اور شُغُلٍ کی غین ساکن کو شہرت کے اعتبار سے ضمہ دو (یعنی کوفیین و شامی بضم غین اور باقی سکون پڑھتے ہیں) اور ظِلَالٍ میں ظا کا کسرہ ضمہ کے ساتھ بدلا ہے اور خفیف ہونے کے اعتبار سے لام کو قصر سے پڑھو۔ (یعنی حمزہ، کسائی فِيْ ظُلَلٍ اور باقی فِيْ ظِلَالٍ پڑھتے ہیں۔)

۵/۹۹۰ وَقُلْ جُبُلًا مَعْ كَسْرِ ضَمَّيْهِ ثِقْلُهُ ۔۔۔ اَخُوْ نُصْرَةٍ وَاضْمُمْ وَسَكِّنْ كَذِيْ حَلَا

اور کہو جِبِلًّا جیم اور با کے ضموں کی جگہ کسروں کے ساتھ اور قراءت کے حامیوں نے اس کے لام کو مشدد پڑھا ہے (یعنی نافع، عاصم جِبِلًّا پڑھتے ہیں) اور جیم کو ضمہ اور با کو ساکن (مع تخفیف لام کے) صاحب زینت کی طرح پڑھو۔ یعنی شامی، بصری جُبْلًا پڑھتے ہیں اور باقی جُبُلًا بضمتین و تخفیف لام پڑھتے ہیں۔

۶/۹۹۱ وَنَنْكُسْهُ فَاضْمُمْهُ وَحَرِّكْ لِعَاصِمٍ ۔۔۔ وَحَمْزَةَ وَاكْسِرْ عَنْهُمَا الضَّمَّ اَثْقَلَا

اور نَنْكُسْهُ میں عاصم و حمزہ کے لیے پہلے نون کو مضموم اور دوسرے نون کو حرکت، فتحہ پڑھو۔ اور ان دونوں کے لیے کاف مضمومہ کو کسرہ دو۔ بحالیکہ وہ مشدد ہے (یعنی نُنَكِّسْهُ حمزہ، عاصم کے لیے اور نَنْكُسْهُ باقی کے لیے ہے۔)

۷/۹۹۲ لِيُنْذِرَ دُمْ غُصْنًا وَالْاَحْقَافُ هُمْ بِهَا ۔۔۔ بِخُلْفٍ هَدٰى مَالِيْ وَاِنِّيْ مَعًا حُلَا

لِيُنْذِرَ یائے غیب کے ساتھ ہے۔ خدا کرے تو شاخ تازہ کی طرح ہو۔ اور سورۂ احقاف میں بھی یہی حضرات یائے غیب پڑھتے ہیں (مگر) ایسے خلف کے ساتھ جو ہادی ہوا ہے (یعنی مکی، بصری، کوفیین یہاں اور احقاف میں

لِیُنْذِرَ کو یاءِ غیب کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر احقاف میں بزی کے لیے خلف ہے اور باقی دونوں جگہ لِتُنْذِرَ تاءِ خطاب کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور وَمَالِیَ اور اِنِّیْ میں دو جگہ یاءِ اضافت شیریں ہوئی ہے۔

سُوْرَةُ الصَّآفَّات

۱/۹۹۳ وَصَفًّا وَزَجْرًا ذِكْرًا دْغَـمْ حَمْزَةٌ ۔۔۔ وَذَرْوًا بِلَا رَوْمٍ بِهَا التَّا فَثَـقِّلَا

اور صَفًّا اور زَجْرًا اور ذِكْرًا اور ذَرْوًا میں امام حمزہ نے (ماقبل) کی تا کا بغیر روم کے ادغام کیا ہے، اور تشدید پڑھا ہے (یعنی امام حمزہ وَالصَّآفَّات صَّفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَّجْرًا فَالتَّالِيَاتِ ذِّكْرًا پڑھتے ہیں۔ اور سورہ ذاریات کے شروع میں وَالذَّارِيَاتِ ذَّرْوًا پڑھتے ہیں یہ ادغام کبیر حمزہ کے لیے بلا روم کے ہے۔)

۲/۹۹۴ وَخَلَّادُهُمْ بِالْخُلْفِ فَالْمُلْقِيَاتِ فَالْـ ۔۔۔ مُغِيرَاتِ فِیْ ذِكْرًا وَصُبْحًا فَحَـصِّلَا

اور خلاد نے (سورہ والمرسلات اور والعادیات میں) فَالْمُلْقِيَاتِ اور فَالْمُغِيرَاتِ کا (بترتیب) ذِكْرًا اور صُبْحًا میں بالخلف ادغام کیا ہے۔ پس تو سب کو حاصل کر (باقی ان تمام لفظوں میں اظہار کرتے ہیں بجز اس بیان کے جو سوسی کے لیے باب ادغام کبیر میں گزرا ہے۔)

۳/۹۹۵ بِزِيْنَةِ نَوِّنْ فِیْ نَدٍ وَالْكَوَاكِبِ انْـ ۔۔۔ صِبُوا صَفْوَةً يَسَّمَّعُوْنَ شَـذًا عَلَا

بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ میں ایک وجہ شاداب میں تنوین پڑھو اور ایک پاکیزہ وجہ میں اَلْكَوَاكِبَ کو منصوب پڑھو۔ (یعنی حمزہ، عاصم بِزِيْنَةٍ نِ الْكَوَاكِبِ مع تنوین اور اَلْكَوَاكِبِ کے جر کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر شعبہ اَلْكَوَاكِبَ کو منصوب پڑھتے ہیں، باقی بغیر تنوین اور اَلْكَوَاكِبِ کو مجرور پڑھتے ہیں) اور لَا يَسَّمَّعُوْنَ شہرت میں بلند ہوا ہے۔ (یعنی حمزہ، کسائی، حفص لَا يَسَّمَّعُوْنَ سین اور میم کو مشدد پڑھتے ہیں۔ باقی لَا يَسْمَعُوْنَ بالتخفیف پڑھتے ہیں)

۴/۹۹۶ بِثِقْلَيْهِ وَاضْمُمْ تَا عَجِبْتَ شَـذًا وَسَا ۔۔۔ كِنُ مَعًا اَوْ آبَاؤُ نَا كَيْفَ بَـلَّلَا

سین و میم کے دو تشدیدوں کے ساتھ (یہ ماقبل کے شعر سے متعلق ہے) اور باعتبار شہرت کے عَجِبْتَ کی تا کو مضموم پڑھو۔ (یعنی حمزہ، کسائی مضموم اور باقی مفتوح پڑھتے ہیں) اور اَوَ آبَاؤُنَا (یہاں اور واقعہ میں)

دونوں جگہ جس طرح بھی تازگی بخشے ، اس میں واؤ ساکن ہے (یعنی شامی ، قالون کے لیے ساکن باقیوں کیلئے مفتوح ہے)

۵/۹۹۷ وَفِي يُنْزَفُونَ الزَّايَ فَاكْسِرْ شَذًا وَّقُلْ فِي الْاُخْرٰى ثَوٰى وَاضْمُمْ يَزِفُّوْنَ فَاكْمُلَا

اور یُنْزَفُوْنَ میں (یہاں) شہرت کے اعتبار سے زا کو مکسور پڑھو۔ (یعنی حمزہ ، کسائی بکسر زای باقی بفتح زای پڑھتے ہیں) اور کہو دوسری سورت میں (یعنی واقعہ میں تمام کوفیین کے لیے زای پر کسرہ ثابت ہوا ہے (یعنی واقعہ میں تمام کوفیین بکسر زای اور باقی بفتح زای پڑھتے ہیں۔) اور یَزِفُّوْنَ میں یا کو ضمہ پڑھو۔ اور کمال حاصل کرو۔ (یعنی حمزہ بضم یا اور باقی بفتح یا پڑھتے ہیں۔)

۶/۹۹۸ وَمَاذَا تَرٰى بِالضَّمِّ وَالْكَسْرِ شَائِعٌ وَاِلْيَاسَ حَذْفُ الْهَمْزِ بِالْخُلْفِ مُثِّلَا

اور مَاذَا تُرِیٰ ضمہ و کسرہ کے ساتھ مشہور ہے (یعنی حمزہ ، کسائی ضم تا و کسر زای کے ساتھ باقی بفتحتین پڑھتے ہیں۔) اور وَاِنَّ اِلْیَاسَ میں حذف ہمزہ بالخلف متعین کیا گیا ہے (ابن ذکوان ہمزہ وصلیہ پڑھتے ہیں کہ وصل میں حذف اور ابتداء میں ہمزۂ مفتوحہ پڑھتے ہیں ، ابن ذکوان کی یہ ایک وجہ ہے اور دوسری وجہ میں وہ بھی جمہور کی طرح ہمزہ قطعیہ مکسورہ پڑھتے ہیں)

۷/۹۹۹ وَغَيْرُ صِحَابٍ رَفْعُهُ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ وَاِلْيَاسِيْنَ بِالْكَسْرِ وُصِّلَا

۸/۱۰۰۰ مَعَ الْقَصْرِ مَعْ اِسْكَانِ كَسْرٍ دَنَا غِنًى وَاِنِّيْ وَذُوا الثُّنْيَا وَاَنِّيْ اُجْمِلَا

اور غیر صحاب نے اَللّٰہُ رَبُّکُمْ وَرَبُّ میں رفع پڑھا ہے (یعنی غیر صحاب رفع اور صحاب تینوں پر نصب پڑھتے ہیں) اور اِلْ یَاسِیْنَ بکسر ہمزہ پہنچایا گیا ہے مع قصر کے اور مع لام مکسورہ کے اسکان کے ، یہ لفظ باعتبار غنا کے یونہی قریب ہوا ہے (یعنی کوفیین ، مکی ، بصری نے اِلْ یَاسِیْنَ اور نافع شامی نے آلِ یَاسِیْنَ پڑھا ہے۔ یاد رہے کہ باتفاق مصاحف لام یاسین سے مقطوع مرسوم ہے ، لیکن لام پر نافع ، شامی کے لیے وقف ہوسکتا ہے ، جمہور کے لیے نہیں۔) اور اِنِّیْٓ اَرٰی اور استثناء والی یعنی سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اور اِنِّیْٓ اَذْبَحُکَ میں یاء اضافت اچھی سمجھی گئی ہے۔

سُوْرَةُ صٓ

١/١٠٠١ وَضَمُّ فُوَاقٍ شَاعَ خَالِصَةٍ اَضِفْ ۔۔۔ لَهُ الرَّحْبُ وَحِّدْ عَبْدَنَا قَبْلُ دُخْلُلَا

اور فُوَاقٍ کا ضمہ مشہور ہے (یعنی حمزہ، کسائی فُوَاقٍ بضم فا اور باقی بفتح فلا پڑھتے ہیں) اور بِخَالِصَةٍ کو ذِكْرَى کے لیے مضاف بناؤ کیونکہ اس میں وسعت ہے (یعنی ہشام ونافع بِخَالِصَةِ ذِكْرَى اضافت کے ساتھ بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں، باقی بغیر اضافت تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور اس عَبْدَنَا کو واحد پڑھو جو خَالِصَةٍ سے پہلے ہے۔ وجوہ قراءت میں کثیر المداخلت بن کر (یعنی مکی وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اِبْرَاهِيْمَ میں جو کہ خَالِصَةٍ سے پہلے ہے عَبْدَنَا کو واحد، باقی جمع پڑھتے ہیں۔ خَالِصَةٍ سے پہلے کی قید سے اشارہ ہے کہ باقی جگہ باجماع عَبْدَنَا واحد ہے)

٢/١٠٠٢ وَفِي يُوعَدُوْنَ دُمْ حُلًا وَبِقَافَ دُمْ ۔۔۔ وَثَقَّلَ غَسَّاقًا مَعًا شَائِدٌ عُلَا

اور يُوعَدُوْنَ میں، تو ہمیشہ شیریں رہے یہاں اور قاف میں تجھے اللہ درازی عمر بخشے تذکیر ہے۔ (یعنی يُوعَدُوْنَ جو یہاں اور قاف میں ہے۔ یہاں مکی، بصری دونوں کے لیے اور قاف میں صرف مکی کے لیے یاءِ غیبت کے ساتھ ہے، باقی کے لیے تاءِ خطاب ہے) اور غَسَّاقًا میں دونوں جگہ قاری نے تشدید پڑھا ہے جو اونچائی میں ایک بلند مرتبہ ہے (یعنی حمزہ، کسائی، حفص یہاں اور نبأ میں غَسَّاقًا کو بتشدید سین اور باقی بالتخفیف پڑھتے ہیں۔)

٣/١٠٠٣ وَاٰخَرُ لِلْبَصْرِيْ بِضَمٍّ وَّقَصْرِهٖ ۔۔۔ وَوَصْلُ اتَّخَذْنَاهُمْ حَلَا شَرْعُهٗ وِلَا

اور لفظ آخَرُ بصری کے لیے ضمہ اور قصر کے ساتھ ہے (یعنی بصری أُخَرُ بضم ہمزہ وبحذف الالف پڑھتے اور باقی آخَرُ پڑھتے ہیں) اور اَتَّخَذْنَاهُمْ میں ہمزہ وصلیہ کا طریقہ متابعت کے اعتبار سے شیریں ہوا ہے۔ (یعنی بصری، حمزہ، کسائی ہمزہ وصلیہ مکسورہ اور باقی ہمزہ قطعیہ مفتوحہ پڑھتے ہیں)

٤/١٠٠٤ وَفَالْحَقُّ فِيْ نَصْرٍ وَخُذْ يَاءَ لِيْ مَعًا ۔۔۔ وَاِنِّيْ وَبَعْدِيْ مَسَّنِيْ لَعْنَتِيْ اِلٰى

اور فَالْحَقُّ (رفع کے ساتھ) کامیابی میں ہے (یعنی حمزہ، عاصم نے قَالَ فَالْحَقُّ مرفوع اور باقی نے

منصوب پڑھا ہے، فَالْحَقُّ کہنے سے وَالْحَقَّ اَقُوْلُ سے احتراز ہوگیا جو باتفاق منصوب ہے) اور یاءات اضافت لِیْ میں دو جگہ اور اِنِّیْ اور بَعْدِیْ اور مَسَّنِیْ اور لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ میں یاد کرو۔

سُوْرَةُ الزُّمَر

۱/۱۰۰۵ اَمَنْ خَفَّ حِرْمِیٌّ فَشَا مَدَّ سَالِمًا مَعَ الْكَسْرِ حَقٌّ عَبْدَهُ اجْمَعْ شَمَرْدَلَا

اَمَّنْ کو اہلِ حرم نے بالتخفیف پڑھا ہے بحالیکہ یہ مشہور ہے (یعنی نافع، مکی، حمزہ اَمَنْ هُوَ قَانِتٌ بتخفیفِ میم اور باقی بتشدیدِ میم پڑھتے ہیں) سَالِمًا کو مع کسرۂ لام کے اہلِ حق نے الف کے ساتھ پڑھا ہے (یعنی، مکی، بصری، رَجُلًا سَالِمًا لِرَجُلٍ اور باقی سَلَمًا لِرَجُلٍ پڑھتے ہیں۔) عَبْدَهٗ کو جمع پڑھو کیونکہ وہ خفیف ہے (یعنی حمزہ کسائی اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عِبَادَهٗ پڑھتے ہیں اور باقی واحد پڑھتے ہیں۔)

۲/۱۰۰۶ وَقُلْ كَاشِفَاتٌ مُمْسِكَاتٌ مُنَوِّنًا وَرَحْمَتِهِ مَعْ ضُرِّهِ النَّصْبُ حُمِّلَا

اور کہو کاشِفَاتٌ، مُمْسِكَاتٌ تنوین کے ساتھ اور رَحْمَتِهٖ مَعْ ضُرِّهٖ منصوب نقل کیے گئے ہیں (یعنی بصری نے کَاشِفَاتٌ ضُرَّهٗ اور مُمْسِكَاتٌ رَحْمَتَهٗ پڑھا ہے، باقی کَاشِفَاتُ ضُرِّهٖ اور مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهٖ پڑھتے ہیں۔

۳/۱۰۰۷ وَضَمُّ قَضٰى وَاكْسِرْ وَحَرِّكْ وَبَعْدُ رَفْ عُ شَافٍ مَفَازَاتِ اجْمَعُوْا شَاعَ صَنْدَلَا

اور قَضٰی میں ضمۂ قاف اور کسرۂ ضاد اور یا پر حرکتِ فتحہ پڑھو۔ اور اس کے بعد والے لفظ پر رفع شافی ہے۔ (یعنی حمزہ، کسائی نے قُضِيَ عَلَيْهِ الْمَوْتُ اور باقی نے قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ پڑھا ہے) مَفَازَاتِ کو جمع پڑھو کہ صندل کی سی خوشبو کے ساتھ شائع ہے (یعنی حمزہ، کسائی شعبہ نے اَلَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَاتِهِمْ اور باقی نے بِمَفَازَتِهِمْ پڑھا ہے۔)

۴/۱۰۰۸ وَزِدْ تَامُرُوْنِيْ النُّوْنَ كَهْفًا وَعَمَّ خِفْ فُهٗ فُتِّحَتْ خَفِّفْ وَفِي النَّبَاِ الْعُلَا

۵/۱۰۰۹ لِكُوْفٍ وَخُذْ يَا تَامُرُوْنِيْ اَرَادَنِيْ وَاِنِّيْ مَعًا مَعْ يَا عِبَادِيْ فَحَصِّلَا

اور تَامُرُوْنِّيْ میں نون زیادہ کرو۔ بحالیکہ تم گوشۂ علم ہو (یعنی شامی تَامُرُوْنَنِيْ دو نونوں کے ساتھ پڑھتے

ہیں، پہلا نون مفتوح اور دوسرا مکسور ہے، باقی ایک نون پڑھتے ہیں) اور اس نون کی خِفّت عام ہوئی ہے (یعنی نافع، شامی کے لیے نون مخفف ہے اور باقی کے لیے مشدد ہے۔ گویا تَاْمُرُوْنَنِیْ شامی کے لیے تَاْمُرُوْنِیْ نافع کے لیے تَاْمُرُوْنِّیْ باقی کے لیے ہے) اور فُتِحَتْ یہاں اور سورۃ نباءِ عالی میں کوفیین کے لیے مخفف پڑھو۔ (یعنی کوفیین فُتِحَتْ اور باقی فُتِّحَتْ پڑھتے ہیں) اور تَاْمُرُوْنِّیْ، اَرَادَنِیْ اور اِنِّیْ دونوں جگہ مع عِبَادِیْ کی یا کے سب یاداتِ اضافت کو حاصل کرلو۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنْ

۱/۱۰۱۰ وَیَدْعُوْنَ خَاطِبْ اِذْ لَوٰی هَاءُ مِنْهُمُ بِکَافٍ کَفٰی اَوْ اَنْ زِدِ الْهَمْزَ ثُمَّلَا

اور یَدْعُوْنَ کو خطاب سے پڑھو جب کہ اس میں غیب نے رُخ تبدیل کیا (یعنی نافع، ہشام تَدْعُوْنَ باقی یَدْعُوْنَ پڑھتے ہیں) مِنْهُمْ کی ھا کاف کے ساتھ کافی ہوئی (یعنی شامی بجائے مِنْهُمْ مِنْکُمْ پڑھتے ہیں) اَوْ اَنْ ہمزہ کے اضافہ کے ساتھ ہے مصلحوں کے لیے (یعنی کوفیین اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ اور باقی وَاَنْ یُّظْهِرَ پڑھتے ہیں۔

۲/۱۰۱۱ وَسَکِّنْ لَهُمْ وَاضْمُمْ بِیَظْهَرَ وَاکْسِرَنْ وَرَفْعُ الْفَسَادَ انْصِبْ اِلٰی عَاقِلٍ حَلَا

اور کوفیین کے لیے اَوْ اَنْ میں واؤ کو ساکن کرو (یہ شعر سابق سے متعلق ہے) اور یُظْهِرَ میں یا کو مضموم پڑھو۔ اور ھاء کو کسرہ دو اور اَلْفَسَادَ میں بجائے رفع کے نصب پڑھو بحالیکہ یہ منسوب ہے، ایک شیریں عقلمند کی طرف (یعنی نافع، حفص، بصری یُظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ اور باقی یَظْهَرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادُ پڑھتے ہیں)

۳/۱۰۱۲ فَاَطَّلِعَ ارْفَعْ غَیْرَ حَفْصٍ وَقَلْبِ نَـوْ وِنُوا مِنْ حَمِیْدٍ اَدْخِلُوْا نَفَرٌ صِلَا

۴/۱۰۱۳ عَلَی الْوَصْلِ وَاضْمُمْ کَسْرَہٗ یَتَذَکَّـرُوْ نَ کَهْفٌ سَمَا وَاحْفَظْ مُضَافَاتِهَا الْعُلَا

۵/۱۰۱۴ ذَرُوْنِیْ وَادْعُوْنِیْ وَاِنِّیْ ثَلَاثَةٌ لَعَلِّیْ وَفِیْ مَالِیْ وَاَمْرِیْ مَعْ اِلٰی

فَاَطَّلِعُ کو غیر حفص کے لیے مرفوع (اور حفص کے لیے منصوب) پڑھو اور عَلٰی کُلِّ قَلْبِ کی با ایک قابلِ تعریف سے منوّن پڑھو۔ (یعنی ابنِ ذکوان اور بصری قَلْبٍ مُّتَکَبِّرٍ اور باقی قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ پڑھتے) ہیں اور ایک

ذہین باہمت سے لیے اَدْخِلُوْا کو وصل پر پڑھو اور خاءِ مکسور کو مضموم پڑھو (یعنی مکی، بصری، شامی، شعبہ اُدْخُلُوْا
آلَ ہمزہ وصل مضموم کے ساتھ اور باقی ہمزۂ قطعی مفتوح اور خاءِ مکسورہ کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور یَتَذَکَّرُوْنَ
میں غیب نذر بلند ہوا (یعنی شامی، نافع، کوفی بجز یَتَذَکَّرُوْنَ یاءِ غیب کے ساتھ اور باقی تاءِ خطاب سے پڑھتے
ہیں) اور اس سورت کی یاءاتِ اضافتِ خالیہ کو یاءِ مکسورہ ذَرُوْنِیْٓ، اُدْعُوْنِیْٓ اور تین اِنِّیْٓ، لَعَلِّیْٓ، مَالِیْٓ
اور اُمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ہیں۔

سُوْرَةُ فُصِّلَتْ

۱/۱۰۱۵ وَاِسْكَانُ نَحْسَاتٍ بِهٖ كَسْرُهٗ ذَكَا　　وَقَوْلُ مُمِيْلِ السِّيْنِ لِلَّيْثِ اُخْمِلَا

اور نَحِسَاتٍ کی حاءِ ساکنہ میں کسرہ مشہور ہوا ہے (یعنی کوفیین، شامی فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ بکسرِ حا اور باقی بسکونِ حا پڑھتے ہیں اور ابو الحارث لیث کے لیے نَحْسَاتٍ کے سین (کے بعد والے الف) میں امالہ کرنے والے کا قول متروک ہے۔

۲/۱۰۱۶ وَنَحْشُرُ يَاءٌ ضُمَّ مَعْ فَتْحِ ضَمِّهٖ　　وَاَعْدَاۤءُ خُذْ وَالْجَمْعُ عَمَّ عَقَنْقَلَا

۳/۱۰۱۷ لَدٰى ثَمَرَاتٍ ثُمَّ يَاشُرَكَاۤئِيَ الْـ　　ـمُضَافُ وَيَارَبِّيْ بِهِ الْخُلْفُ بُجِّلَا

اور یُحْشَرُ میں یاءِ مضموم مع اپنے شینِ مضموم کے فتحہ کے ہے اور اَعْدَاۤءُ کو (مرفوع) یاد کرو (یعنی غیر نافع وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں اور نافع نَحْشُرُ اَعْدَاۤءَ اللّٰهِ پڑھتے ہیں) اور جمع وسعت کے اعتبار سے عام ہوئی ہے۔ ثَمَرَاتٍ میں (یعنی نافع، شامی، حفص مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ جمع پڑھتے ہیں اور باقی مِنْ ثَمَرَةٍ واحد پڑھتے ہیں) اور شُرَكَاۤئِیْ کی یا اضافت کی ہے اور رَبِّیْٓ کی یا میں (قالون کے لیے) خلف (فتح واسکان) کو بنظرِ توقیر دیکھا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى وَالزُّخْرُفِ وَالدُّخَانِ

۱/۱۰۱۸ وَيُوْحِيْ بِفَتْحِ الْحَاۤءِ دَانَ وَيَفْعَلُوْ　　نَ عَنْ غَيْرِ صِحَابٍ يَعْلَمَ ارْفَعْ كَمَا اعْتَلَا

اور لفظ یُوحَیٰ اِلَیْكَ فتحِ حا اور الف کے ساتھ (مکی کے لیے) قریب ہوا ہے (باقی بکسرِ حا اور یائے ساکنہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔) اور یَعْلَمُ مَا یَفْعَلُوْنَ غیر صحاب نے بصیغۂ غائب پڑھا ہے (صحاب کے لیے تَفْعَلُوْنَ مخاطب ہے) اور یَعْلَمَ کو مرفوع پڑھو جیسا کہ وہ عالی ہوا ہے یعنی نافع، شامی یَعْلَمُ الَّذِیْنَ برفعِ میم اور باقی منصوب پڑھتے ہیں۔

۲/۱۰۱۹ بِمَا كَسَبَتْ لَا فَاءَ عَمَّ كَبِيرَ فِي ... كَبَائِرَ فِيهَا ثُمَّ فِي النَّجْمِ شَمْلَلَا

بِمَا كَسَبَتْ (نافع، شامی کے لیے) بغیر فا عام ہوا ہے (باقی فَبِمَا كَسَبَتْ پڑھتے ہیں۔ كَبِيرَ اس سورت میں اور نجم میں بجائے كَبَائِرَ (حمزہ، کسائی کے لیے) خفیف ہوا ہے (باقی کے لیے كَبَائِرَ جمع ہے)

۳/۱۰۲۰ وَيُرْسِلَ فَارْفَعْ مَعْ فَيُوحِي مُسَكِّنًا ... أَنَانَا وَأَنْ كُنْتُمْ بِكَسْرٍ شَذَا الْعُلَا

يُرْسِلَ کے لام کو (نافع کے لیے) مرفوع پڑھو مع فَيُوحِيْ کے کہ اس میں یا کو ساکن پڑھو کیونکہ ہمارے پاس اسی طرح آیا ہے (باقی دونوں فعلوں کو منصوب پڑھتے ہیں۔ یہاں سورۂ شوریٰ ختم ہو گئی) اور اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ کسرۂ ہمزہ کے ساتھ (حمزہ، کسائی، نافع کے لیے) بلندی میں مشہور ہوا ہے۔ (باقی کیلئے ہمزہ مفتوح ہے)

۴/۱۰۲۱ وَيَنْشَأُ فِي ضَمٍّ وَثِقْلٍ صِحَابُهُ ... عِبَادُ بِرَفْعِ الدَّالِ فِي عِنْدَ غَلْغَلَا

اور يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ کو (حمزہ، کسائی، حفص نے) ضمِ یا (فتحِ نون) اور تشدیدِ شین کے ساتھ پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے فتحِ یا، سکونِ نون اور تخفیفِ شین کے ساتھ ہے) اور (کوفیین و بصری کے لیے) عِنْدَ میں عِبَادُ برفعِ دال داخل ہوا ہے (یعنی کوفیین، بصری عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اور باقی عِنْدَ الرَّحْمٰنِ پڑھتے ہیں۔)

۵/۱۰۲۲ وَسَكِّنْ وَزِدْ هَمْزًا كَوَاوٍ أَؤُشْهِدُوا ... أَمِينًا وَفِيهِ الْمَدُّ بِالْخُلْفِ بَلَّلَا

اور (نافع کے لیے) شین کو ساکن کرو وَاُشْهِدُوْا میں اور ایک ہمزہ زائد کرو جو کہ واو (یعنی ہمزۂ مضمومہ مسہلہ) ہو۔ بحالیکہ تم امین ہو، اور اس کے (دو ہمزوں) میں مدنے یعنی ادخال الف (قالون کے لیے) بالخلف نے شاداب کیا ہے (یاد رہے کہ نافع کیلئے چونکہ یہاں اجتماع ہمزتین فی کلمۃٍ ہو رہا ہے اس لیے ان کے دونوں راویوں کے لیے حسبِ اصول پڑھا گیا ہے، باقی اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ایک ہمزہ مفتوحہ اور فتحِ شین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

۶/۱۰۲۳ وَقُلْ قَالَ عَنْ كُفْؤٍ وَسَقْفًا بِضَمِّهِ ... وَتَحْرِيكِهِ بِالضَّمِّ ذَكَّرَ أَنْبَلَا

اور لفظ قُلْ کی جگہ قَالَ پڑھا گیا ہے ایک صاحبِ مثال سے (یعنی حفص و شامی کے لیے۔ باقی قُلْ بصیغۂ امر پڑھتے ہیں) اور (کوفیین، شامی، نافع کے لیے) لفظ سُقُفًا نے ضمِ سین کے ساتھ اور قاف کو ضمہ کی حرکت دینے کے ساتھ ایک شریف کو یاد دہانی کرائی ہے (باقی بفتحِ سین و سکونِ قاف پڑھتے ہیں۔)

۷/۱۰۲۴ وَحُكْمُ صِحَابٍ قَصْرُ هَمْزَةِ جَاءَنَا ۔ وَأَسْوِرَةٌ سَكِّنْ وَبِالْقَصْرِ عُدِّلَا

اور مرموزینِ صحاب (و بصری) کا حکم جَاءَنَا کے ہمزہ میں قصر ہے (باقی جَاءَانَا تثنیہ پڑھتے ہیں) اور أَسْوِرَةٌ میں (حفص کے لیے) سین کو ساکن پڑھو اور قصر کے ساتھ موزوں قرار دیا گیا ہے (باقی أَسَاوِرَةٌ پڑھتے ہیں)

۸/۱۰۲۵ وَفِي سَلَفًا ضَمَّا شَرِيفٍ وَصَادُهُ ۔ يَصُدُّونَ كَسْرُ الضَّمِّ فِي حَقِّ نَهْشَلَا

اور فَجَعَلْنٰهُمْ سُلُفًا (کے سین و لام) میں (حمزہ، کسائی کے لیے) ایک شریف کے دو ضمے ہیں (باقی کے لیے سَلَفًا بفتحتین ہے) اور اس شریف آدمی کے لیے يَصِدُّوْنَ کے صاد مضموم میں (حمزہ، کی، بصری، عاصم کے لیے) کسرہ ہے ایک شیخ کے حق میں (باقی بضمِ صاد پڑھتے ہیں۔)

۹/۱۰۲۶ ءَالِهَةٌ كُوفٍ يُحَقِّقُ ثَانِيًا ۔ وَقُلْ أَلِفًا لِلْكُلِّ ثَالِثًا ابْدِلَا

ءَالِهَةٌ (جو اصل میں أَءَالِهَةٌ تھا، اس) میں کوفیین (اپنے اصول کے مطابق) دوسرے ہمزہ کو محقق (اور باقی مسہل) پڑھتے ہیں اور کہو کہ الف سے تمام قراء کے لیے تیسرے ہمزہ کو بدلا گیا ہے (تین ہمزوں والے دو لفظ ہیں ءَامَنْتُمْ اور ءَالِهَةٌ اوّل کے اختلافات بَابُ اِجْتِمَاعِ هَمْزَتَيْنِ فِيْ كَلِمَةٍ میں گزر چکے ہیں۔ دوسرا باقی تھا اس کو یہاں بیان کیا ہے۔ نیز جس طرح ءَامَنْتُمْ میں ادخال الف نہیں، یہاں بھی کسی کے لیے نہیں ہے، جیسا کہ بابِ مذکور کے شعر نمبر ۱۲ میں گزر چکا ہے۔)

۱۰/۱۰۲۷ وَفِي تَشْتَهِيهِ تَشْتَهِي حَقُّ صُحْبَةٍ ۔ وَفِي تُرْجَعُونَ الْغَيْبُ شَايَعَ دُخْلُلَا

اور تَشْتَهِيْهِ میں (مکی، بصری، حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے) تَشْتَهِيْ (بحذفِ ہاءِ ضمیر) چند مصاحبوں کا حق ہے۔ باقی تَشْتَهِيْهِ پڑھتے ہیں۔ اور تُرْجَعُوْنَ میں (حمزہ، کسائی، مکی کیلئے) غیب کثیر المداخلت ہو کر شائع ہوا ہے۔

۱۱/۱۰۲۸ وَفِي قِيلِهِ اكْسِرْ وَاكْسِرِ الضَّمَّ بَعْدُ فِي ۔ نَصِيرٍ وَخَاطِبْ تَعْلَمُونَ كَمَا انْجَلَا

اور وَقِيلِهِ يَارَبِّ میں (لام کو) مجرور پڑھو اور ھاءِ ضمیر مضموم جو بعد میں ہے اس کو کسرہ دو یہ قراءت
اس قاری کی قراءت میں ہے جو منصور ہے (یعنی حمزہ و عاصم کی قراءت میں اور باقی لام مفتوح اور ھاء مضمومہ پڑھتے
ہیں) اور تَعْلَمُونَ کو (شامی، نافع کے لیے) مخاطب پڑھو (باقی یاءِ غیب پڑھتے ہیں۔)

١٢/١٠٢٩ بِتَحْتِيَ عِبَادِي الْيَا وَيَغْلِي دَنَا عُلاً وَرَبُّ السَّمٰوَاتِ اخْفِضُوا الرَّفْعَ ثُمِّلاَ

اور تَحْتِيَ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اور يَا عِبَادِيَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ میں (دو) یاءِ اضافت ہیں (یہاں
سورۂ زخرف ختم ہو گئی) اور (مکی و حفص کے لیے) يَغْلِي (یاءِ تذکیر کے ساتھ) بلندی کے اعتبار سے قریب
ہوئی ہے (باقی تاءِ تانیث کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور رَبُّ السَّمٰوَاتِ (کی با) کے رفع کو چند مصلحین (کوفیین)
کے لیے جر پڑھو، باقی رفع پڑھتے ہیں۔

١٣/١٠٣٠ وَضَمُّ اعْتِلُوهُ اكْسِرْ غِنىً إِنَّكَ افْتَحُوا رَبِيعًا وَقُلْ إِنِّي وَلِي الْيَاءُ جُمِّلاَ

اور فَاعْتِلُوهُ کی تاءِ مضمومہ کو (کوفیین و بصری کے لیے) مکسور پڑھو اور کسائی کے لیے أَنَّكَ کو مفتوح
اور باقین کے لیے مکسور پڑھو۔ بحالیکہ تم صاحب فیض ہو اور کہو کہ (دخان میں) إِنِّي آتِيكُمْ اور لِي فَاعْتَزِلُونِ
(دو) یاءِ اضافت جمیل سمجھی گئی ہیں۔

سُورَةُ الشَّرِيعَةِ وَالأَحْقَافِ

١/١٠٣١ مَعًا رَفْعُ آيَاتٍ عَلَى كَسْرِهِ شَفَا وَإِنَّ وَفِي أَضْمِرْ بِتَوْكِيدٍ اوَّلاَ

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٌ اور وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ میں لفظ آیاتٌ پر
(حمزہ، کسائی کے لیے) بجائے رفع کے دونوں جگہ کسرہ شافی ہوا ہے (باقی دونوں کو مرفوع پڑھتے ہیں اور حمزہ،
کسائی کیلئے کسرہ کی توجیہ یہ ہے کہ) إِنَّ اور فِي مقدر مانو کیونکہ تاکید کے ساتھ تاویل کی گئی ہے (یعنی پہلے موقع میں
إِنَّ اور دوسرے میں إِنَّ فِي مقدر ہے یعنی وَإِنَّ فِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٍ اور وَإِنَّ فِي تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٍ)

٢/١٠٣٢ لِيَجْزِيَ بِالنُّونِ سَمَا وَغِشَاوَةً بِهِ الْفَتْحُ وَالْإِسْكَانُ وَالْقَصْرُ شُمِّلاَ

(عاصم، نافع، مکی، بصری کے لیے) لِيَجْزِيَ قَوْمًا میں یاءِ غیب ایک باندصراحت ہے) (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے) اور (حمزہ، کسائی کے لیے) غَشْوَةً میں غین کا فتحہ اور شین کا سکون اور حذفِ الف اسی سورت کو شامل ہوا ہے (باقی بکسرِ غین اور بفتحۂ شین اور اس کے بعد الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

۳/۱۰۳۳ وَوَالسَّاعَةَ ارْفَعْ غَيْرَ حَمْزَةَ حُسْنًا اِلْ ۔۔۔ مُحَسِّنُ اِحْسَانًا لِكُوفٍ تَحَوَّلَا

اور غیر حمزہ کے لیے وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا کی تا کو مرفوع پڑھو (اور حمزہ کے لیے منصوب۔ یہاں سورہ شریعت ختم ہو گئی) اور لفظ حُسْنًا جو احسان کا پیغام دینے والا ہے، کوفیین کے لیے اِحْسَانًا سے بدلا ہے۔

۴/۱۰۳۴ وَغَيْرُ صِحَابٍ اَحْسَنَ ارْفَعْ وَقَبْلَهُ ۔۔۔ وَبَعْدُ بِيَاءٍ ضُمَّ فِعْلَانِ وُصِّلَا

صحاب

اور حمزہ، کسائی، حفص کے علاوہ کے لیے يُتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنُ مَا عَمِلُوا وَيُتَجَاوَزُ میں لفظ اَحْسَنُ کو مرفوع پڑھو اور اس سے پہلے اور بعد دو فعل (يُتَقَبَّلُ اور يُتَجَاوَزُ) یاءِ مضموم کے ساتھ پہونچائے گئے ہیں۔ (اور حمزہ، کسائی، حفص اَحْسَنَ کو منصوب اور ماقبل و مابعد کے فعلوں کو نون جمع متکلم کے ساتھ پڑھتے ہیں۔)

۵/۱۰۳۵ وَقُلْ عَنْ هِشَامٍ اَدْغَمُوا اَتَعِدَانِنِيْ ۔۔۔ نُوَفِّيَهُمْ بِالْيَا لَهُ حَقُّ نَهْشَلَا

اور کہو کہ مشائخ نے ہشام سے اَتَعِدَانِنِيْ میں دونوں نونوں کا ادغام نقل کیا ہے (یعنی اَتَعِدَانِّيْ، باقی اظہار کرتے ہیں) اور لِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ (ہشام، مکی، بصری، عاصم کے لیے) یاءِ غیب (اور باقی کے لیے نون) کے ساتھ ہے، اس قراءت کو ایک تجربہ کار شیخ کا ساحق حاصل ہے۔

۶/۱۰۳۶ وَقُلْ لَا يُرَى بِالْغَيْبِ وَاضْمُمْ وَبَعْدَهُ ۔۔۔ مَسَاكِنُهُمْ بِالرَّفْعِ فَاشْهِ نُوِّلَا

اور (حمزہ، عاصم کے لیے) کہو کہ لَا يُرَى یاءِ غیب کے ساتھ ہے اور اس یا کو ضمہ دو اور اس کے بعد اِلَّا مَسَاكِنُهُمْ رفع کے ساتھ ہے۔ اس کو شہرت دینے والا قابلِ انعام قرار دیا گیا ہے۔ (باقی لَا تَرَى تاءِ خطاب مفتوحہ کے ساتھ اور اِلَّا مَسَاكِنَهُمْ کو منصوب پڑھتے ہیں۔

۷/۱۰۳۷ وَيَاءُ وَلٰكِنِّيْ وَيَا اَتَعِدَانِنِيْ ۔۔۔ وَاِنِّيْ وَاَوْزِعْنِيْ بِهَا خُلْفُ مَنْ بَلَا

وَلٰكِنِّيْ اَرَاكُمْ، اَتَعِدَانِنِيْ اَنْ اُخْرَجَ، اِنِّيْ اَخَافُ اور اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ کی یاءاتِ اضافت

ہیں ان لوگوں کیلئے جنھوں نے ان کو آزمایا ہے (فتح و اسکان میں) اختلاف ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى سُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ عز وجل

1/1038 وَبِالضَّمِّ وَاقْصُرْ وَاكْسِرِ التَّاءَ قَاتَلُوْا   عَلٰى حُجَّةٍ وَالْقَصْرُ فِيْ آسِنٍ دَلَا

اور (حفص، بصری کے لیے) قَاتَلُوْا کو بضم قاف پڑھو، الف کو حذف کردو اور تا کو کسرہ دو (یعنی قُتِلُوْا) بحالیکہ یہ قراءت ایک دلیل پر مبنی ہے اور مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ میں (مکی کیلئے) قصر کامیاب ہوا ہے یعنی اَسِنٍ)

2/1039 وَفِيْ آنِفًا خُلْفٌ هُدًى وَبِضَمِّهِمْ   وَكَسْرٍ وَتَحْرِيْكٍ وَاُمْلِيْ حُصِّلَا

اور (بزی کے لیے) آنِفًا میں خلف ہادی ہوا ہے (یعنی بزی کے لیے آنِفًا اور اَنِفًا دونوں طرح ہے۔ مگر نشر کی تحقیق کے مطابق تیسیر و شاطبیہ کے طریق میں بالالف ہی ہے، لہذا طریق دانی و شاطبی میں قصر نہیں پڑھا جائے گا) اور وَاَمْلٰى لَهُمْ (بصری کے لیے) ضم ہمزہ، کسر لام اور یا پر حرکت فتحہ کے ساتھ حاصل کیا گیا ہے (وَاُمْلِيَ)

3/1040 وَاَسْرَارَهُمْ فَاكْسِرْ صِحَابًا وَنَبْلُوَنْ   نَكُمْ نَعْلَمَ الْيَا صِفْ وَنَبْلُوَا وَاقْبَلَا

اور (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَسْرَارَهُمْ میں چند مصاحبت والوں کے لیے ہمزہ کو کسرہ دو (باقی کے لیے بفتح ہمزہ ہے) اور (شعبہ کے لیے) نَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ اور نَبْلُوَا تینوں کو یاءِ غیب کے ساتھ بیان کرو اور قبول کرو (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے۔ یہاں سورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئی)

4/1041 وَفِيْ يُؤْمِنُوْا حَقٌّ وَبَعْدُ ثَلَاثَةٌ   وَفِيْ يَاءِ يُؤْتِيْهِ غَدِيْرٌ تَسَلْسَلَا

اور (مکی، بصری کے لیے) لِيُؤْمِنُوْا اور اس کے بعد والے تین فعلوں يُعَزِّرُوْهُ، وَيُوَقِّرُوْهُ، وَيُسَبِّحُوْهُ میں یاءِ غیب حق ہے (باقی کے لیے تاءِ خطاب ہے) اور (کوفیین و بصری کے لیے) يُؤْتِيْهِ کی یاءِ غیب ایک تالاب کی طرح خوشگوار ہوئی ہے (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے۔

5/1042 وَبِالضَّمِّ ضُرًّا شَاعَ وَالْكَسْرُ عَنْهُمَا   بِلَامِ كَلَامَ اللّٰهِ وَالْقَصْرُ وُكِّلَا

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) اِنْ اَرَادَبِکُمْ ضُرًّا میں ضمّۂ ضاد شائع ہوا ہے (باقی کے لیے فتحۂ ضاد ہے) اور حمزہ، کسائی سے ہی اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلِمَ اللّٰہِ کے لام میں کسرہ اور حذفِ الف راویوں کو سپرد کیا گیا ہے (یعنی کَلِمَ اللّٰہِ باقی کے لیے کَلَامَ اللّٰہِ ہے۔)

۱۰۴۳/۶ بِمَا یَعْمَلُوْنَ حَجَّ حَرَّکَ شَطْـأَہٗ دُعَا مَاجِدٍ وَاقْصُرْ فَاٰزَرَہٗ مُلَا

بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (بصری کے لیے) یاءِ غیب کے ساتھ غالب ہوا ہے۔ (باقی کے لیے تاءِ خطاب ہے) اور شَطْأَہٗ میں (مکی و ابنِ ذکوان نے) طاء کو حرکت فتحہ دی ہے کہ یہ ایک بزرگی والے کا مقصود ہے (باقی کے لیے سکون ہے) اور ایک صاحبِ دلائل (ابنِ ذکوان) کے لیے فَاٰزَرَہٗ کو حذفِ الف کے ساتھ پڑھو۔ (یعنی فَاٰزَرَہٗ باقی کے لیے بالالف ہے۔ یہاں سورۂ فتح ختم ہوگئی۔)

۱۰۴۴/۷ وَفِیْ یَعْمَلُوْنَ دُمْ یَقُوْلُ بِیَاءٍ اِذْ صَفَا وَاکْسِرُوْا اَدْبَارَ اِذْ فَازَ دُخْلُلَا

اور (مکی کے لیے آخر حجرات میں) یَعْمَلُوْنَ میں یاءِ غیب ہے خدا تم کو ہمیشہ رکھے (باقی کے لیے تاءِ خطاب ہے) اور (سورۂ قاف میں نافع وشعبہ کے لیے) یَوْمَ یَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ یاء کے ساتھ ہے جیسا کہ یہ پاکیزہ ہے (باقی کے لیے نون جمع متکلم ہے) اور (نافع، حمزہ، مکی کے لیے) اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے ہمزہ کو مکسور پڑھو جیسا کہ یہ کثیر المداخلت ہو کر کامیاب ہے (باقی کے لیے بفتح ہمزہ ہے۔ واضح ہو کہ طور میں باتفاق سبعہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ بکسر ہمزہ ہے)

۱۰۴۵/۸ وَبِالْیَا یُنَادِیْ قِفْ دَلِیْلًا بِخُلْفِہٖ وَقُلْ مِثْلُ مَا بِالرَّفْعِ شَمَّمَ صَنْدَلَا

اور (مکی کے لیے) یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ میں (لفظ یُنَادِیْ پر) بالخلف یاء کے ساتھ وقف کرو بحالیکہ تم راہنما ہو (یعنی وصل میں اجتماع ساکنین کے سبب باتفاق، یاء حذف ہوگی اور وقف میں جمہور حذف کرتے ہیں اور مکی کے لیے خلف ہے۔ یہاں سورۂ قاف ختم ہوگئی) اور (حمزہ، کسائی، شعبہ کے لیے اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّکُمْ میں) لفظ مِثْلَ کو رفع کے ساتھ پڑھو۔ کیونکہ رفع (کی فصاحت) نے صندل کی سی خوشبو پیدا کی ہے (باقی کے لیے منصوب ہے۔)

۱۰۴۶/۹ وَفِی الصّٰعِقَةِ اقْصُرْ مُسْکِنَ الْعَیْنِ رَاوِیًا وَقَوْمِ بِخَفْضِ الْمِیْمِ شَرَّفَ حُمَّلَا

اور فَاَخَذَتْهُمُ الصَّعْقَةُ (کسائی کے لیے) عین کو ساکن پڑھتے ہوئے الف کو حذف کردو۔ بحالیکہ تم روایت بیان کرنے والے ہو۔ (باقی کے لیے اَلصَّاعِقَةُ ہے) اور قَوْمَ نُوْحٍ کی میم کو جر کے ساتھ پڑھتے ہوئے (حمزہ، کسائی، بصری نے) اس کے راویوں کو شرف بخشا ہے (باقی کیلئے قَوْمَ منصوب ہے۔ یہاں سورۃ ذاریات ختم ہوگئی)

۱۰ / ۱۰۴۷ وَبَصْرٍ وَاَتْبَعْنَا بِوَا اتَّبَعَتْ وَمَا ... اَلَتْنَا اكْسِرُوا دِيْنًا وَاِنَّ افْتَحُوا الْجَلَا

۱۱ / ۱۰۴۸ رِضًا يَصْعَقُوْنَ اضْمُمْهُ كَمْ نَصَّ وَالْمُسَـ ... يْطِرُوْنَ لِسَانٌ عَابَ بِالْخُلْفِ زُمَّلَا

۱۲ / ۱۰۴۹ وَصَادٌ كَزَايٍ قَامَ بِالْخُلْفِ ضَبْعُهُ ... وَكَذَّبَ يَرْوِيْهِ هِشَامٌ مُثَقَّلَا

اور بصری نے وَاتَّبَعَتْهُمْ کی بجائے وَاَتْبَعْنَاهُمْ پڑھا ہے۔ (اور ذُرِّيَّتُهُمْ کے واحد و جمع میں اختلاف کا ذکر آچکا ہے) اور وَمَا اَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ جو وَاتَّبَعَتْ سے قریب ہی ہے۔ (اس کو مکی کے لیے اَلِتْنَا بکسر لام پڑھو۔ اور اِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ میں (نافع و کسائی کے لیے) ہمزہ کو فتحہ دو کہ یہ پسندیدگی میں واضح ہے۔ (باقی کے لیے بکسر ہمزہ ہے۔) اور فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ (شامی، عاصم کے لیے) یا کو مضموم (اور باقی کے لیے مفتوح) پڑھو کہ کتنے ہی راویوں نے اس کی تصریح کی ہے۔ اَلْمُسَيْطِرُوْنَ (سین کے ساتھ ہشام و قنبل کے لیے بلا خلف اور حفص کے لیے بالخلف) ایک ایسی لغت ہے جس نے نکتہ چینی کرنے والوں کو عیب دار کر دیا ہے۔ اور (خلف کے لیے بلا خلف اور خلاد کے لیے) بالخلف صاد مانند زا کے (اشمام کے ساتھ) اس کی قوت قائم ہوئی ہے۔ (باقی خالص صاد پڑھتے ہیں۔ اور حفص و خلاد کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔ یہاں سورۃ طور ختم ہوگئی) اور مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ کو ہشام بتشدید ذال (اور باقی بالتخفیف) روایت کرتے ہیں۔

۱۳ / ۱۰۵۰ تُمَارُوْنَهُ تَمْرُوْنَهُ وَافْتَحُوْا شَذًا ... مَنَاءَةَ لِلْمَكِّيْ زِدِ الْهَمْزَ وَاحْفِلَا

(حمزہ، کسائی کے لیے) اَفَتُمَارُوْنَهُ کی بجائے اَفَتَمْرُوْنَهُ ہے۔ اور شہرت کے اعتبار سے تا کو مفتوح پڑھو۔ اور مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ میں مکی کیلئے ہمزہ کا اضافہ کرو۔ (یعنی مَنَاءَةَ) اور ان تمام وجوہ کو محفوظ کرلو۔

۱۴ / ۱۰۵۱ وَيَهْمِزُ ضِيْزٰى خُشَّعًا خَاشِعًا شَفَا ... حَمِيْدًا وَخَاطِبْ تَعْلَمُوْنَ فَطِبْ كَلَا

اور مکی ضِیْزٰی کو (بجائے یا کے) ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (یہاں سورۃ نجم ختم ہوگئی۔) خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ میں (حمزہ، کسائی، بصری کے لیے) خَاشِعًا قابل تعریف ہو کر شافی ہوا ہے

اور سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا میں (حمزہ، شامی کے لیے) خطاب پڑھو۔ اور باعتبار حافظ کے عمدہ رہو۔ (باقی یاءِ غیب پڑھتے ہیں۔)

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن عَزَّوَجَلَّ

١/١٠٥٢ وَوَالْحَبُّ ذُوالرَّيْحَانُ رَفْعُ ثَلَاثِهَا ۔ بِنَصْبٍ كَفٰى وَالنُّوْنُ بِالْخَفْضِ شُكِّلَا

اور وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ان تینوں میں (شامی کے لیے) بجائے رفع کے نصب کافی ہوا ہے۔ (یعنی وَالْحَبَّ، ذَاالْعَصْفِ، وَالرَّيْحَانَ) اور اَلرَّيْحَانِ کا نون (حمزہ، کسائی کے لیے) جر کے ساتھ حرکت دیا گیا ہے۔ (یعنی وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفِ وَالرَّيْحَانِ۔ (باقی کے لیے یہ تینوں حالت رفعی میں ہیں۔ واضح ہو کہ پہلے اور تیسرے اسم کا اعراب بالحرکت ہے دوسرے کا اعراب بالحرف ہے۔ یعنی ذُو یا ذَا، اور جیسا کہ شامی کی قراءت ہے۔ شامی مصحف میں ذَا ہی مرسوم ہے۔)

٢/١٠٥٣ وَيَخْرُجُ فَاضْمُمْ وَافْتَحِ الضَّمَّ اِذْ حَمٰى ۔ وَفِى الْمُنْشَاٰتُ الشِّيْنُ بِالْكَسْرِ فَاحْمِلَا

٣/١٠٥٤ صَحِيْحًا بِخُلْفٍ نَفْرُغُ الْيَاءُ شَائِعٌ ۔ شُوَاظٌ بِكَسْرِ الضَّمِّ مَكِّيُّهُمْ جَلَا

اور (نافع، بصری کے لیے) وَيَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ میں یا کو مضموم اور راءِ مضمومہ کو مفتوح پڑھو۔ (یعنی بصیغۂ مضارع مجہول) جیساکہ پڑھنے والوں نے اس کی حمایت کی ہے (باقی بصیغۂ معروف پڑھتے ہیں) اور (حمزہ کے لیے بلاخلف اور شعبہ کے لیے بالخلف) اَلْمُنْشَاٰتُ میں شین کو کسرہ کے ساتھ نقل کرو۔ بحالیکہ یہ بالخلف صحیح ہے۔ باقی کے لیے شین کا فتحہ ہے، اور شعبہ کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔ (اور حمزہ، کسائی کے لیے) سَنَفْرُغُ لَكُمْ میں یاءِ غیب مشہور رہے (باقی کے لیے نون جمع متکلم کے ساتھ ہے۔) اور مکی شُوَاظٌ میں شین کے کسرہ کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے ہیں (باقی کے لیے شین مضموم ہے۔)

٤/١٠٥٥ وَرَفْعُ نُحَاسٌ جَرَّ حَقٌّ وَكَسْرُ مِيْـ ۔ ـمِ يَطْمِثْ فِى الْاُوْلٰى ضُمَّ تُهْدٰى وَتُقْبَلَا

٥/١٠٥٦ وَقَالَ بِهٖ لِلَّيْثِ فِى الثَّانِ وَحْدَهٗ ۔ شُيُوْخٌ وَنَصُّ اللَّيْثِ بِالضَّمِّ الَاوَّلَا

٦/١٠٥٧ وَقَوْلُ الْكِسَائِىْ ضُمَّ اَيَّهُمَا تَشَا ۔ وَجِيْهٌ وَبَعْضُ الْمُقْرِئِيْنَ بِهٖ تَلَا

(کی اصری کے لیے) مِن نّارٍ وَنُحَاسٌ کے سین مرفوع کو اہل حق نے مجرور (اور باقی نے مرفوع) پڑھا ہے۔ اور پہلے لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ میں میم کے کسرہ کو (دوری، کسائی کے لیے) مضموم پڑھو ہدایت پاؤ گے اور مقبول ہو گے۔ اور بعض شیوخ نے ابوالحارث لیث کے لیے صرف دوسرے لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ میں بھی (یعنی میم کا ضمہ) کہا ہے۔ اور خود لیث کی تصریح ضمہ میم کے متعلق پہلے لفظ میں ہے (گویا وہ دوری، کسائی کی طرح ہوئے) اور کسائی کا قول (ایک جماعت نے نقل کیا) ہے کہ دونوں لفظوں میں سے جس کسی ایک کو بھی چاہو ضمہ دینا ٹھیک ہے۔ اور بعض مقرئین (جیسے ابن اُشتہ وغیرہ) نے اس تخییر کے ساتھ ہی پڑھا ہے۔ (حاصل یہ ہوا کہ دوری، کسائی اور ابوالحارث دونوں کے لیے جب پڑھا جائے تو پہلے لفظ کو اول ضمہ کے ساتھ اور پھر کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ اور دوسرے کو پہلے کسرہ کے ساتھ اور پھر ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ ضباع۔)

۷/۱۰۵۸ وَاٰخِرُهَا یَا ذِی الْجَلَالِ ابْنُ عَامِرٍ ۔ بِوَاوٍ وَرَسْمُ الشَّامِ فِیْهِ تَمَثَّلَا

اور سورۂ رحمٰن کے آخر میں ذِی الْجَلَالِ کی یا کو شامی نے واؤ کے ساتھ یعنی ذُو الْجَلَالِ پڑھا ہے۔ اور مصحف شامی کا رسم واؤ کے ساتھ متعین ہے۔ (باقی نے ذِیْ پڑھا ہے بغیر مصحف شامی میں یہی مرسوم ہے۔)

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ وَالْحَدِیْدِ

۱/۱۰۵۹ وَحُوْرٌ وَعِیْنٌ خَفْضُ رَفْعِهِمَا شَفَا ۔ وَعُرْبًا سُکُوْنُ الضَّمِّ صُحِّحَ فَاعْتَلَی

اور (حمزہ، کسائی کے لیے) وَحُوْرٌ اور عِیْنٌ دونوں میں رفع کی بجائے جر شافی ہوا ہے۔ (باقی کے لیے مرفوع ہیں) اور لفظ عُرُبًا میں (حمزہ و شعبہ کے لیے) ضمۂ را کی بجائے سکونِ صحیح سمجھا گیا ہے۔ اور وہ عالی ہوا ہے۔ (باقی کے لیے ضمۂ را ہے۔)

۲/۱۰۶۰ وَخِفُّ قَدَرْنَا دَارَ وَانْضَمَّ شُرْبَ فِیْ ۔ نَدَی الصَّفْوِ وَاسْتِفْهَامُ اِنَّا صَفَا وِلَا

اور نَحْنُ قَدَّرْنَا میں (مکی کے لیے) دال میں تخفیف (اور باقی کے لیے تشدید) دائر ہے۔ اور شُرْبَ الْهِیْمِ میں (حمزہ، عاصم، نافع کے لیے) پاکیزہ شادابی میں شین مضموم (اور باقی کے لیے مفتوح) ہوا ہے۔ اور اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ میں (شعبہ کے لیے) اتباع کے اعتبار سے ہمزۂ استفہام کا اضافہ پاکیزہ ہوا ہے۔ (باقی جملۂ خبریہ پڑھتے ہیں۔)

٣/١٠٦١ بِمَوْقِعِ بِالْاِسْكَانِ وَالْقَصْرِ شَائِعٌ　　　وَقَدْ اُخِذَ اضْمُمْ وَاكْسِرِ الْخَاءَ حُوِّلَا

(حمزہ، کسائی کے لیے) فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ واؤ کے اسکان کے ساتھ اور حذف الف کے ساتھ (یعنی بِمَوْقِعِ) مشہور ہے۔ (باقی کے لیے جمع ہے۔ یہاں سورہ واقعہ ختم ہوگئی۔) اور (بصری کے لیے) وَقَدْ اَخَذَ مِيثَاقَكُمْ میں تبدیلی کرتے ہوئے ہمزہ کو ضمہ اور خا کو کسرہ دے کر پڑھو۔ (باقی مفتحتین بصیغہ معروف پڑھتے ہیں۔)

٤/١٠٦٢ وَمِيثَاقُكُمْ عَنْهُ وَكُلٌّ كَفَى وَاَنْـ　　　ـظِرُونَا بِقَطْعٍ وَاكْسِرِ الضَّمَّ فَيْصَلَا

اور بصری سے مِيثَاقُكُمْ (نائب فاعل ہونے کی وجہ سے) مرفوع ہے (اور باقی کے لیے مفعولیت کی بناء پر منصوب ہے) اور (شامی کے لیے) وَكُلٌّ وَعَدَ اللّٰهُ رفع لام کے ساتھ کافی ہوا ہے۔ (چنانچہ مصحف شامی کا رسم بھی یہی ہے۔ باقی وَكُلًّا منصوب پڑھتے ہیں۔) اور (حمزہ کے لیے) ایک قول فیصل میں اَنْظِرُونَا ہمزہ قطعیہ (مفتوحہ) کے ساتھ ہے۔ اور ظاء مضمومہ کو مکسور پڑھو۔ (باقی اُنْظُرُونَا ہمزہ وصلیہ مضمومہ اور ظاء مضمومہ کے ساتھ پڑھتے ہیں)

٥/١٠٦٣ وَيُؤْخَذُ غَيْرُ الشَّامِ مَا نَزَلَ الْخَفِيْـ　　　ـفُ اِذْ عَزَّ وَالصَّادَانِ مِنْ بَعْدُ دُمْ صِلَا

اور لفظ يُؤْخَذُ غیر شامی کے لیے (بالتذکیر اور شامی کے لیے بالتانیث) ہے۔ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ جیسا کہ غالب ہوا ہے۔ (نافع، حفص کے لیے) خفیف ہے (اور باقی کے لیے بالتشدید ہے۔) اور نیز اس کے بعد دو صاد بھی (مکی، شعبہ کے لیے) خفیف (اور باقی کے لیے مشدد) ہیں۔ خدا کرے کہ تو ہمیشہ شیریں اخلاق رہے۔ (یعنی اِنَّ الْمُصَدِّقِيْنَ وَالْمُصَدِّقَاتِ)

٦/١٠٦٤ وَاٰتَاكُمْ فَاقْصُرْ حَفِيظًا وَقُلْ هُوَ الْـ　　　ـغَنِيُّ هُوَ احْذِفْ عَمَّ وَصْلًا مُوَصَّلَا

اور وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاكُمْ میں (بصری کے لیے) الف کو حذف کرو۔ (باقی کے لیے بالالف ہے) اور (نافع، شامی کے لیے) پڑھو۔ فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ یعنی هُوَ کو حذف کرو۔ بحالیکہ یہ بکثرت پہنچائے جانے کے اعتبار سے عام ہے۔ (چنانچہ شامی اور مدنی مصاحف میں اسی طرح مرسوم ہے۔ باقی کے لیے هُوَ الْغَنِيُّ ہے۔)

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُجَادَلَةِ اِلٰی سُوْرَةِ نٓ

1/1065 وَفِي يَتَنَاجَوْنَ اقْصُرِ النُّوْنَ سَاكِنًا ۔۔۔ وَقَدِّمْهُ وَاضْمُمْ جِيْمَهُ فَتُكَمِّلَا

اور (حمزہ کے لیے) یَتَنَاجَوْنَ میں نون اس حالت میں کہ وہ ساکن ہے۔ اس کے بعد والے الف کو حذف کرو۔ اور اس کو تا پر مقدم کرو۔ اور جیم کو مضموم پڑھو۔ تاکہ قراءت کو مکمل کر سکو۔ (یعنی امام حمزہ یَنْتَجُوْنَ بروزن یَنْتَهُوْنَ اور باقی یَتَنَاجَوْنَ بروزن یَتَنَاهَوْنَ پڑھتے ہیں۔)

2/1066 وَكَسْرَ انْشِزُوْا فَاضْمُمْ مَعًا صَفْوُ خُلْفِهِ ۔۔۔ عُلًا عَمَّ وَامْدُدْ فِي الْمَجَالِسِ نَوْفَلَا

اور اُنْشُزُوْا فَانْشُزُوْا دونوں میں شینِ مکسور کو (شعبہ کے لیے بالخلف اور حفص، نافع، شامی کے لیے بلا خلف) مضموم پڑھو۔ بحالیکہ اس قراءت کے خلف کی پاکیزگی بلندی کے اعتبار سے عام ہوتی ہے۔ (باقی کے لیے بکسر شین ہے۔) اور تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ کو (عاصم کے لیے) جیم کے بعد الف مد بڑھا کر پڑھو۔ بحالیکہ تم کثیر العطا ہو۔ (یعنی اَلْمَجَالِسِ جمع پڑھو۔ باقی کے لیے اَلْمَجْلِسِ مفرد ہے)

3/1067 وَفِي رُسُلِي الْيَا يُخْرِبُوْنَ الثَّقِيْلُ حُزْ ۔۔۔ وَمَعْ دُوْلَةً اَنِّثْ يَكُوْنَ بِخُلْفِ لَا

اور (اس سورت میں صرف ایک جگہ) لفظ رُسُلِيْ میں یاء اضافت ہے۔ (یہاں سورۂ مجادلہ ختم ہوگئی)

اور یُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ میں (بصری کے لیے) را مشددہ کو یاد رکھو (باقی کے لیے مخفف ہے۔) اور مع لفظ دُوْلَةٌ (مرفوع۔ جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے) کے یَكُوْنُ کو بالخلف مؤنث پڑھو۔ (تذکیر کو) موخر رکھنے والے (ہشام) کے لیے (یعنی ہشام کے لیے لِكَيْلَا يَكُوْنَ دُوْلَةٌ، اور لِكَيْلَا تَكُوْنَ دُوْلَةٌ۔ دونوں طرح صحیح ہے۔ اور باقی کے لیے یَكُوْنَ مذکر ہے۔ اور دُوْلَةً منصوب ہے۔)

نوٹ: واضح ہو کہ ہشام کا خلف صرف لفظ یَكُوْنُ کی تذکیر و تانیث میں ہے۔ دُوْلَةٌ بہر حال مرفوع ہے بعض شراح نے اس کے رفع و نصب میں خلف سمجھا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ چنانچہ نشر میں اس پر تنبیہ کیا گیا ہے۔

لفظ لَا یا تو نہی کے لیے ہے یعنی لَا تُؤَنِّثْ یا لَاءٍ، بمعنی مُبْطِئٍ صیغہ اسم فاعل ہے۔ اشارہ ہے کہ ہشام کیلئے گو تذکیر و تانیث میں خلف ہے۔ مگر تذکیر مؤخر و ضعیف ہے اور تانیث مقدم ہے۔ (قاری رح)

۴/۱۰۶۸ وَكَسْرَجِدَارٍ ضُمَّ وَالْفَتْحَ وَاقْصُرُوا ذَوِي أُسْوَةٍ إِنِّي بِيَاءٍ تَوَصَّلَا

اور جِدَارٍ میں (کوفیین، شامی اور نافع کے لیے) کسرۂ جیم اور فتحۂ دال دونوں کو مضموم پڑھو۔ اور الف کو حذف کرو۔ بحالیکہ تم اچھی عادت کے مالک ہو۔ (یعنی مِن وَرَاءِ جُدُرٍ) اور اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰہَ میں یاء اضافت پہنچی ہے۔ (یہاں سورۂ حشر ختم ہوگئی۔)

۵/۱۰۶۹ وَيُفْصَلُ فَتْحُ الضَّمِّ نَصٌّ وَصَادُهُ بِكَسْرٍ ثَوَى وَالثِّقْلُ شَافِيهِ كَمَّلَا

اور (عاصم کے لیے) یُفْصَلُ میں یاء مضموم کا فتحہ ہے۔ (اور باقی کے لیے ضمہ ہے) اور اس کا صاد (کوفیین کے لیے) کسرہ کے ساتھ ثابت ہوا ہے (باقی کے لیے فتحِ صاد ہے) اور صاد میں تشدید (اور فا کا فتحہ) اس کے شافی نے (حمزہ، کسائی اور شامی کے لیے) مکمل کیا ہے۔ (باقی کے لیے فا کا سکون اور صاد میں تخفیف ہے۔ حاصل یہ کہ چار قراتیں ہیں۔ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ، یُفْصَلُ، یُفَصَّلُ، یُفَصِّلُ۔ اوّل عاصم کے لیے ثانی نافع، مکی، بصری کے لیے، ثالث شامی کے لیے، رابع حمزہ، کسائی کے لیے۔)

۶/۱۰۷۰ وَفِي تُمْسِكُوا ثِقْلٌ حَلَا وَمُتِمُّ لَا تُنَوِّنْهُ وَاخْفِضْ نُورَهُ عَنْ شَذًا دَلَا

اور وَلَا تُمَسِّکُوْا میں (بصری کے لیے) سین کا تشدید (اور میم کا فتحہ) شیریں ہوا ہے۔ (باقی کے لیے تخفیف سین اور سکون میم ہے۔ یہاں سورۂ ممتحنہ ختم ہوگئی۔) اور مُتِمٌّ کو (حفص، حمزہ، کسائی اور مکی کے لیے) بغیر تنوین پڑھو۔ اور لفظ نُوْرِہٖ کو مجرور پڑھو۔ ایک ایسی شائع ہونے والی روایت ہے جو کامیاب رہی ہے۔ باقی کے لیے مُتِمٌّ نُوْرَهٗ ہے۔)

۷/۱۰۷۱ وَلِلّٰهِ زِدْ لَامًا وَأَنْصَارَ نَوِّنَا سَمَا وَتُنَجِّيكُمْ عَنِ الشَّامِ ثُقِّلَا

اور (نافع، مکی، بصری کے لیے) کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ میں لفظ اللّٰہِ میں لام زائد کرو۔ اور اَنْصَارًا کو منوّن پڑھو۔ دراں حالیکہ یہ وجہ بلند ہے۔ اور تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ شامی کے لیے بتشدید جیم (و فتحۂ نون) پڑھا گیا ہے۔ (باقی کے لیے سکونِ نون و تخفیف جیم ہے۔)

نوٹ: واضح ہو کہ اختلاف کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ میں ہے۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ میں نہیں۔ ناظم کی عبارت میں بظاہر تعیین پر کوئی اشارہ موجود نہیں۔ لیکن غور سے کام لیا جائے تو یہ تعیین عقلاً نکالی جاسکتی ہے۔ اَنْصَارَ اللّٰہِ

پہلا لفظ كُونُوٓا کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ رسم الخط کے اعتبار سے یہاں تنوین کی گنجائش ہے کیونکہ لفظ اللّٰہ کا ہمزۂ وصل اَنْصَارًا کی تنوین کا الف ہو جائے گا۔ اور آگے لِلّٰہِ میں لام جارہ سمجھا جائے گا۔ لیکن دوسرے میں یہ قرأت جاری نہیں ہوسکتی۔ وہاں اَنْصَارُ بحالت رفعی ہے۔ تنوین پڑھے جانے کی صورت میں الف رسمًا بے معنی ہو جاتا ہے۔

۸/۱۰۷۲ وَبَعْدِیْ وَاَنْصَارِیْ بِیَاءِ اِضَافَةٍ وَخُشْبٌ سُكُوْنُ الضَّمِّ زَادَ رِضًا حَلَا

(اس سورہ میں) مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اور اَنْصَارِیْ اِلَى اللّٰهِ یاء اضافت کے ساتھ ہیں۔ (یہاں سورۂ صف ختم ہوئی۔) اور (قنبل، کسائی اور بصری کے لیے سورت منافقون میں) كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ شینِ مضموم، اسکان کے ساتھ ہے جس میں اس سکون نے شیریں پسندیدگی کو زیادہ کیا ہے۔ (باقی کے لیے بضمِ شین ہے۔)

۹/۱۰۷۳ وَخَفَّ لَوَوْا اِلْفًا بِمَا يَعْمَلُوْنَ صِفْ اَكُوْنَ بِوَاوٍ وَانْصِبُوا الْجَزْمَ حُفَّلَا

اور (نافع کے لیے) لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ مالوف ہونے کی حالت میں خفیف ہوا ہے۔ (باقی کے لیے تشدید واؤ ہے۔) اور (شعبہ کے لیے) وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ کو غیب کے ساتھ (اور باقی کے لیے خطاب کے ساتھ) بیان کرو۔ (اور بصری کے لیے) وَاَكُوْنَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (کاف کے بعد) واؤ کے ساتھ ہے۔ اور نون مجزوم کو نصب دو۔ (گویا بصری کے لیے حرکات اس طرح پر ہوں گی، وَاَكُوْنَ) بحالیکہ تم مسائل پر خوب احاطہ کرنے والے ہو۔ (باقی کے لیے وَاَكُنْ ہے۔ یہاں سورۂ منافقون ختم ہوئی۔)

۱۰/۱۰۷۴ وَبَالِغُ لَا تَنْوِيْنَ مَعْ خَفْضِ اَمْرِهٖ لِحَفْصٍ وَبِالتَّخْفِيْفِ عَرَّفَ رُفَّلَا

اور حفص کے لیے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ میں غین پر تنوین نہیں۔ نیز حفص کے لیے آگے لفظ اَمْرِهٖ (مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے) مجرور ہے۔ (اور باقی کے لیے بَالِغٌ تنوین کے ساتھ اور اَمْرَهٗ منصوب ہے۔) اور عَرَّفَ بَعْضَهٗ (کسائی کے لیے) تخفیف را عطا کیا گیا ہے۔ (باقی کے لیے بالتشدید ہے۔)

۱۱/۱۰۷۵ وَضَمَّ نَصُوْحًا شُعْبَةٌ مِنْ تَفَوُّتٍ عَلَى الْقَصْرِ وَالتَّشْدِيْدِ شَقَّ تَهَلُّلَا

اور تَوْبَةً نَّصُوْحًا کو شعبہ نے بضمِّ نون (اور باقی نے بفتح نون) پڑھا ہے۔ (یہاں سورۂ تحریم ختم ہوگئی۔) مِنْ تَفٰوُتٍ (حمزہ، کسائی کیلئے) نے حذفِ الف اور تشدید واؤ کے ساتھ خوش روئی کو تخلیق کیا ہے۔)

۱۲/۱۰۷۶ وَآمَنْتُمُو فِي الْهَمْزَتَيْنِ اُصُوْلُهُ ۔۔۔ وَفِي الْوَصْلِ الْاُوْلٰى قُنْبُلٌ وَاوًا اَبْدَلَا

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ وَاٰمَنْتُمْ کے متعلق "باب الھمزتین فی کلمۃ" میں اس کے اصول گزر چکے ہیں۔ اور حالتِ وصل میں پہلے ہمزہ کو قنبل نے واؤ سے بدلا ہے۔ (اور اگر اَلنُّشُوْرُ پر وقف کیا جائے تو پہلا ہمزہ محقق اور دوسرا مسہّل پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ بالتفصیل گزر چکا ہے۔)

نوٹ: ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں فُرُش میں اس مسئلہ کو دوبارہ اس لیے بیان فرمایا کہ اصول میں تین ہمزوں کے اجتماع کے بیان کے ذیل میں بطورِ مثال اس کو بیان کیا گیا تھا اور یہاں اپنے موقعہ پر اس کو مستقلاً بیان کرتے ہیں۔

۱۳/۱۰۷۷ فَسُحْقًا سُكُوْنًا ضُمَّ مَعْ غَيْبِ يَعْلَمُوْ ۔۔۔ نَ مَنْ رُضْ مَعِيْ بِالْيَا وَاَهْلَكَنِيْ انْجَلَا

(کسائی کے لیے) فَسُحُقًا کی حاءِ ساکن کو مضموم پڑھو۔ (باقی کے لیے ساکن ہے) نیز (کسائی کے لیے) فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ کو یاءِ غیب کے ساتھ (اور باقی کے لیے تاءِ خطاب کے ساتھ) طلب کرو۔ اور مَعِيَ اَوْ رَحِمَنَا اور اَهْلَكَنِيْ میں یاءِ اضافت واضح ہے۔

نوٹ: يَعْلَمُوْنَ کے بعد مَنْ کلمۂ قرآنی ہے۔ یہ اس لیے بیان کیا تاکہ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ سے احتراز ہو جائے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ نٓ اِلٰى سُوْرَةِ الْقِيَامَةِ

۱/۱۰۷۸ وَضَمُّهُمُ فِيْ يَزْلِقُوْنَكَ خَالِدٌ ۔۔۔ وَمَنْ قَبْلَهٗ فَاكْسِرْ وَحَرِّكْ رِوًى حَلَا

لِيُزْلِقُوْنَكَ کی یاء میں نافع کے سوا قراء کے لیے ضمہ دائمی ہے۔ (نافع کے لیے بفتح الیاء ہے)۔ اور وَمَنْ قِبَلِهٖ (الحاقہ) میں (کسائی اور بصری کے لیے) قاف کو کسرہ دو۔ اور با کو حرکتِ فتحہ دو۔ بحالیکہ یہ وجہ شیریں سیرابی ہے (باقی کے لیے وَمَنْ قَبْلَهٗ بفتح القاف وسکون الباء ہے۔)

۲/۱۰۷۹ يَخْفٰى شِفَاءً مَالِيَهْ مَاهِيَهْ فَصِلْ ۔۔۔ وَسُلْطَانِيَهْ مِنْ دُوْنِ هَاءٍ فَتُوْصَلَا

لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ (حاقہ) (حمزہ، کسائی کے لیے) یاءِ تذکیر کے ساتھ (اور باقی کے لیے تاءِ تانیث کے ساتھ)

شفا ہے۔ مَالِیَهْ (حاقہ) مَاهِیَهْ (قارعہ) اور سُلْطَانِیَهْ (حاقہ) ہیں (حمزہ کے لیے) بغیر ھا کے وصل میں
پڑھو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔ (باقی کے لیے وصل و وقف میں اور حمزہ کے لیے صرف وقف میں ھا پڑھی جائے گی۔ واضح ہو
کہ کِتَابِیَهْ اور حِسَابِیَهْ (حاقہ) میں باتفاق دونوں حالتوں میں اثباتِ ھا ہے)

٣/١٠٨٠ وَيَذَّكَّرُونَ يُؤْمِنُونَ مَقَالُهُ ۔۔۔ بِخُلْفٍ لَهُ دَاعٍ وَيَعْرُجُ رُتِّلَا

(حاقہ میں) قَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ اور قَلِيلًا مَّا يَذَّكَّرُونَ میں (ابن ذکوان کے لیے بالخلف اور ہشام و
مکی کے لیے بلاخلف) یاءِ غیبت کی گفتگو ایسے خلف کے ساتھ ہے جس کی طرف بلانے والا موجود ہے (باقی کے لیے
تاءِ خطاب ہے) اور تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ (معارج) (کسائی کے لیے) بالتذکیر (اور باقی کیلئے بالتانیث) پڑھا گیا ہے۔

٤/١٠٨١ وَسَالَ بِهَمْزٍ غُصْنُ دَانٍ وَغَيْرُهُمْ ۔۔۔ مِنَ الْهَمْزِ اَوْ مِنْ وَاوٍ اَوْ يَاءٍ اِبْدِلَا

سَأَلَ (معارج کے شروع میں) ہمزہ کے ساتھ ایک قریبی شاخ ہے (یعنی کوفیین، مکی اور بصری سَأَلَ کو
مہموز العین پڑھتے ہیں) اور ان کے علاوہ ہمزہ یا واو یا یا کو الف سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ (یعنی نافع، شامی
سَالَ بروزن بَاعَ بالالف پڑھتے ہیں۔ اور یہ یا تو سَأَلَ کے ہمزہ کو خلاف قیاس الف سے بدلا گیا ہے۔ یا اصل میں
سَوِلَ اجوف واوی از سَمِعَ تھا یا سَيَلَ اجوف یائی ضَرَبَ سے تھا اور واو یا یا کو الف سے بدل لیا
گیا ہے۔ سَالَ الْمَاءُ بمعنی جَرَیٰ)

٥/١٠٨٢ وَنَزَّاعَةً فَارْفَعْ سِوَى حَفْصِهِمْ وَقُلْ ۔۔۔ شَهَادَاتِهِمْ بِالْجَمْعِ حَفْصٌ تَقَبَّلَا

اور نَزَّاعَةً (معارج) کو غیر حفص کے لیے مرفوع (اور حفص کے لیے منصوب) پڑھو۔ اور بِشَهَادَتِهِمْ
کو کہو کہ حفص نے جمع کے ساتھ (اور غیر حفص نے مفرد کے ساتھ) قبول کیا ہے۔

٦/١٠٨٣ اِلَى نُصُبٍ فَاضْمُمْ وَحَرِّكْ بِهِ عُلَا ۔۔۔ كِرَامٍ وَقُلْ وُدًّا بِهِ الضَّمُّ اُعْمِلَا

اِلَى نُصُبٍ (معارج) میں نون کو مضموم پڑھو اور ضمہ کے ساتھ ہی صاد کو بھی حرکت دو۔
بحالیکہ اس کو بلندی کے ساتھ معزز لوگوں (حفص و شامی) نے پڑھا ہے (باقی بفتح نون وسکون
صاد پڑھتے ہیں۔) اور لَا تَذَرُنَّ وُدًّا (نوح) میں (نافع کے لیے) ضمۂ واو عمل میں لایا گیا ہے۔
(باقی کے لیے فتحۂ واو ہے۔)

۷/۱۰۸۴ دُعَائِیْ وَاِنِّیْ ثُمَّ بَیْتِیْ مُضَافُہَا ۔۔۔ مَعَ الْوَاوِ فَافْتَحْ اَنَّ کَمْ شَرَفًا عَلَا

فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَائِیْ، وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ، وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ سورۂ نوح کی یاءاتِ اضافت ہیں۔ واؤ کے ساتھ لفظ اَنَّ کو مفتوح پڑھو کہ یہ شرف کے اعتبار سے کس قدر عالی ہے۔ (یعنی سورۂ جن میں اَنَّ مع واؤ کے جس قدر آئے ہیں شامی، حمزہ، کسائی اور حفص کے لیے بفتح ہمزہ پڑھو اور باقی کے لیے بکسر ہمزہ۔ جیسے وَاَنَّهٗ تَعَالٰی، وَاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ، وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ" وغیرہ۔)

۸/۱۰۸۵ وَعَنْ كُلِّهِمْ اَنَّ الْمَسَاجِدَ فَتْحُهٗ ۔۔۔ وَفِیْ اَنَّهٗ لَمَّا بِكَسْرِ صُوَی الْعُلَا

اور وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ (جن) میں سب سے فتح ہمزہ ہی مروی ہے۔ اور وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ میں عالی نشان والوں (شعبہ ونافع) کے لیے کسرۂ ہمزہ کے ساتھ ہے۔ (صُوٰی صُوَّۃٌ کی جمع ہے بمعنی نشانِ راہ)

۹/۱۰۸۶ وَنَسْلُكْهُ یَا كُوْفٍ وَفِیْ قَالَ اِنَّمَا ۔۔۔ هُنَا قُلْ فَشَا نَصًّا وَطَابَ تَقَبُّلَا

اور نَسْلُكْهُ (جن) میں کوفیین کے لیے یاءِ غیب ہے۔ (باقی کے لیے نون جمع متکلم) اور قَالَ اِنَّمَا (جن) میں یہاں پر (حمزہ، عاصم کیلئے) صراحت کے اعتبار سے قُلْ (بصیغۂ امر) شائع ہوا اور قبولیت میں بھی عمدہ ہوا ہے۔

۱۰/۱۰۸۷ وَقُلْ لِبَدًا فِیْ كَسْرِهِ الضَّمُّ لَازِمٌ ۔۔۔ بِخُلْفٍ وَیَا رَبِّیْ مُضَافُ تَجَمَّلَا

اور لِبَدًا (جن) کو اس حالت میں پڑھو کہ اس کے کسرۂ لام میں (ہشام کیلئے) بالخلف ضمہ لازم ہے۔ (یعنی ہشام کیلئے لام کا ضمہ وکسرہ دونوں ہیں باقی کیلئے بالکسر ہے) اور اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ (جن) کی یاء خوب صورت یاءِ اضافت ہے۔

۱۱/۱۰۸۸ وَوَطْئًا وِطَاءً فَاكْسِرُوْهُ كَمَا حَكَوْا ۔۔۔ وَرَبُّ بِخَفْضِ الرَّفْعِ صُحْبَتُهٗ كَلَا

هِیَ اَشَدُّ وَطْئًا (مزمل) کو (شامی، بصری کے لیے) وِطَاءً (بروزن قِتَالًا) پڑھو اور واؤ کو کسرہ دو۔ جیسا کہ اُنہوں نے نقل کیا ہے۔ اور رَبُّ الْمَشْرِقِ (مزمل) میں باء پر رفع کی بجائے جر کے ساتھ اس کے ہم صحبتوں (حمزہ، کسائی، شعبہ، شامی) نے حفظ کیا ہے (باقی کے لیے مرفوع ہے)

۱۲/۱۰۸۹ وَثَاثُلْثِهٖ فَانْصِبْ وَفَا نِصْفِهٖ ظُبًی ۔۔۔ وَثُلْثَیْ سُكُوْنُ الضَّمِّ لَاحَ وَجَمَّلَا

اور نِصْفَـهٗ کی فا اور ثُلُثَـهٗ کی ثا کو (کوفیین و مکی کے لیے) منصوب پڑھو۔ بحالیکہ تم تیز ذہان والے ہو۔ (اور ہاءِ ضمیر مضموم ہوگی۔ باقی مجرور پڑھتے ہیں۔ اور حسب قاعدہ ہاءِ ضمیر بھی ان کے یہاں مجرور رہے۔) اور مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ (مزمل) میں لفظ ثُلُثَیِ کے لام مضموم کا (ہشام کے لیے) سکون ظاہر و جمال بخش ہوا ہے (باقی کیلئے لام مضموم ہے)

۱۳/۱۰۹۰ وَوَالرُّجْزَ ضَمَّ الْكَسْرَ حَفْصٌ إِذَا قُلْ إِذْ ۔۔۔ وَأَدْبَرَ فَاهْمِزْهُ وَسَكِّنْ عَنِ اجْتِلَا

۱۴/۱۰۹۱ فَبَادِرْ وَفَا مُسْتَنْفِرَهْ عَمَّ فَتْحُهُ ۔۔۔ وَمَا يَذْكُرُونَ الْغَيْبُ خُصَّ وَخُلِّلَا

اور وَالرُّجْزَ (مدثر) میں حفص نے راءِ مکسورہ کو ضمہ دیا ہے۔ (باقی کے لیے کسرہ ہے) اور اِذَا اَدْبَرَ (مدثر) میں (حفص، نافع وحمزہ کے لیے) اِذَا کو اِذْ پڑھو، اور دَبَرَ کے شروع میں ہمزہ پڑھو۔ اور دال کو ساکن کرو۔ کہ یہ ایک اچھے جلوہ فرما سے مروی ہے۔ پس تم اس کی طرف سبقت کرو۔ اور مُسْتَنْفِرَہْ (مدثر) کی فا میں (نافع، شامی کے لیے) فتحہ عام ہوا ہے۔ (باقی کے لیے کسرہ ہے) اور وَمَا يَذْكُرُونَ (مدثر) میں (غیر نافع کے لیے) یاءِ غیب خاص کی گئی اور محبوب سمجھی گئی ہے۔ (نافع خطاب پڑھتے ہیں۔)

وَمِنْ سُورَةِ الْقِيَامَةِ إِلَى سُورَةِ النَّبَأِ

۱/۱۰۹۲ وَرَا بَرِقَ افْتَحْ آمِنًا يَذَرُونَ مَعْ ۔۔۔ يُحِبُّونَ حَقٌّ كَفَّ يُمْنَى عُلًا عَلَا

اور بَرِقَ (قیامہ) کی را کو بحالت امن (نافع کے لیے) مفتوح (اور باقی کے لیے مکسور) پڑھو۔ یُحِبُّونَ اور یَذَرُونَ (قیامہ) میں غیب (مکی، بصری، شامی کے لیے) حق ہے جو مبارک اور بلند قرادت میں منحصر ہو کر عالی ہوا ہے۔ (باقی کیلئے خطاب ہے) اور (حفص کیلئے ایک بلند وجہ میں یُمْنٰی (مذکر، جیسا کہ اطلاق سے اشارہ ہے اور باقی کیلئے مؤنث) عالی ہوا ہے۔

۲/۱۰۹۳ سَلَاسِلَ نَوِّنْ إِذْ رَوَوْا صَرْفَهُ لَنَا ۔۔۔ وَبِالْقَصْرِ قِفْ مِنْ عَنْ هُدًى خُلْفُهُمْ فَلَا

۳/۱۰۹۴ زَكَا وَقَوَارِيرًا فَنَوِّنْهُ إِذْ دَنَا ۔۔۔ رِ ۔۔۔ صَرْفِهِ وَاقْصُرْهُ فِي الْوَقْفِ فَيْصَلَا

سَلَاسِلَا (دہر) کو (نافع، کسائی، شعبہ اور ہشام کیلئے) منوّن پڑھو۔ جیسا کہ انہوں نے اس کا منصرف ہونا ہمارے لیے روایت کیا ہے۔ (باقی غیر منوّن یعنی غیر منصرف پڑھتے ہیں۔) اور بغیر الف کے وقف کرو۔ چند ہدایت والوں (ابن ذکوان، حفص، بزّی) کیلئے بالخلف (اور حمزہ و قنبل کیلئے بلا خلف ہے) کیونکہ ان کے خلف نے جدا کر دیا ہے۔ اس لیے یہ

خلف پاکیزہ ہوگیا ہے. (باقی کے لیے وقف بلاخلاف الف کے ساتھ ہے.) اس کو نقشہ ذیل سے سمجھو.

قراء	وصل	وقف	قراء	وصل	وقف
نافع	بالتنوین	بالالف	ابن ذکوان	بغیر تنوین	خلف
بزی	بغیر تنوین	خلف	شعبہ	بالتنوین	بالالف
قنبل	″	بغیر الف	حفص	بغیر تنوین	خلف
بصری	″	بالالف	حمزہ	″	بغیر الف
ہشام	بالتنوین	″	کسائی	بالتنوین	بالالف

اور قَوَارِیْرًا (پہلا) اس کو (نافع، مکی، کسائی اور شعبہ کیلئے) منوّن پڑھو کیونکہ پسندیدگی کے لحاظ سے اس کا منصرف ہونا قریب ہوا ہے (باقی کیلئے غیر منوّن غیر منصرف ہے) اور ایک قول فیصل میں (حمزہ کیلئے) اس کو وقف میں حذف الف کے ساتھ پڑھو (باقی کیلئے وقف میں بالالف)

قولہ فَلَا. صیغہ ماضی ہے بمعنی فَصَلَ (قاری)

۴/۱۰۹۵ وَفِي الثَّانِ نَوِّنْ إِذْ رَوَوْا صَرْفَهُ وَقُلْ يَمُدُّ هِشَامٌ وَاقِفًا مَعْهُمْ وِلَا

اور دوسرے قَوَارِیْرًا میں (نافع، کسائی، شعبہ کے لیے) تنوین پڑھو. اس لیے کہ انہوں نے اس کا منصرف ہونا روایت کیا ہے. (اور باقی کے لیے غیر منوّن ہے.) اور کہو کہ ہشام بحالتِ وقف اس کو بالالف پڑھتے ہیں. اتباع میں مع اُن (اہلِ تنوین) کے ساتھ ہو کر (یعنی اہلِ تنوین بھی بالالف وقف کرتے ہیں. باقی بغیر الف وقف کرتے ہیں.)

قَوَارِیْرًا (اوّل)			قَوَارِیْرًا (ثانی)		
اسماء قراء	وصل	وقف	اسماء قراء	وصل	وقف
نافع	بالتنوین	بالالف	نافع	بالتنوین	بالالف
مکی	″	″	مکی	بغیر تنوین	بغیر الف
بصری	بغیر تنوین	″	بصری	″	″
شامی	″	″	ہشام	″	بالالف
شعبہ	بالتنوین	″	ابن ذکوان	″	بغیر الف
حفص	بغیر تنوین	″	شعبہ	بالتنوین	بالالف
حمزہ	″	بغیر الف	حفص	بغیر تنوین	بغیر الف
کسائی	بالتنوین	بالالف	حمزہ	″	″
			کسائی	بالتنوین	بالالف

٥/١٠٩٦ وَعَالِيهِمْ اسْكِنْ وَاكْسِرِ الضَّمَّ إِذْ فَشَا   وَخُضْرٌ بِرَفْعِ الْخَفْضِ عَمَّ حُلاً عُلاَ

اور وَعَالِيَهُمْ (دہر) میں (نافع، حمزہ کے لیے) یا کو ساکن اور ہاء مضموم کو مکسور پڑھو۔ کیونکہ اسی طرح شائع ہوا ہے۔ (باقی کے لیے بفتح الیاء وضم ھا ہے) اور خُضْرٍ (دہر) میں راء مجرورہ کا رفع (نافع، شامی، بصری اور حفص کے لیے) شیرینی اور بلندی میں عام ہوا ہے۔ (باقی کے لیے مجرور ہے)

٦/١٠٩٧ وَاِسْتَبْرَقٌ حِرْمِيٌّ نَصْرٍ وَخَاطَبُوا   تَشَاءُونَ حِصْنٌ وُقِّتَتْ وَاوُهُ حَلاَ

اور وَاِسْتَبْرَقٍ مجرور کو مدد کرنے والے اہلِ حرم نافع، مکی، عاصم نے رفع پڑھا ہے (باقی کے لیے مجرور ہے) یاد رہے کہ رفع کی ضد سے جر کا مراد ہونا خُضْرٌ پر عطف سے مفہوم ہوتا ہے اور وَمَا تَشَاؤُنَ (دہر) کو اہلِ حصن (کوفیین و نافع) نے خطاب (اور باقی نے غائب) پڑھا ہے۔ اور وُقِّتَتْ (مرسلات) میں (بصری کے لیے) واؤ شیریں ہوئی ہے۔ (باقی أُقِّتَتْ ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ شعر کے شروع میں آتا ہے۔)

٧/١٠٩٨ وَبِالْهَمْزِ بَاقِيهِمْ قَدَرْنَا ثَقِيلاً إِذْ   رَسَا وَجِمَالاَتٌ فَوَحِّدْ شَذًا عَلاَ

اور قَدَرْنَا (مرسلات) بحالیکہ (دال) مشدد ہے۔ (نافع، کسائی کے لیے) جس وقت کہ ثابت ہوا ہے۔ (باقی کے لیے دال مخفف ہے) جِمَالَتٌ جو شائع ہونے میں عالی ہوا ہے (حمزہ، کسائی، حفص کے لیے) اس کو واحد (اور باقی کے لیے جمع) پڑھو۔

وَمِنْ سُورَةِ النَّبَأِ إِلَى سُورَةِ الْعَلَقِ

١/١٠٩٩ وَقُلْ لاَبِثِينَ الْقَصْرُ فَاشٍ وَقُلْ وَلاَ   كِذَابًا بِتَخْفِيفِ الْكِسَائِيِّ أَقْبَلاَ

اور کہو کہ لَابِثِينَ (نباء) میں (حمزہ کے لیے) لام کے بعد الف کا حذف مشہور ہے۔ (باقی کے لیے بالالف ہے) اور کہو کہ لَغْوًا وَلَا كِذَابًا (نباء) کسائی کے لیے بتخفیفِ ذال آیا ہے۔ (باقی کے لیے بتشدیدِ ذال آیا ہے وَلَا کلمۂ قرآنی ہے۔ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا سے احتراز مقصود ہے۔)

٢/١١٠٠ وَفِي رَفْعِ بَارَبُّ السَّمٰوٰاتِ خَفْضُهٗ ذَلُوْلٌ وَفِي الرَّحْمٰنِ نَامِيهِ كَمَّلَا

اور رَبُّ السَّمٰوٰتِ (نباء) کی با کے رفع میں (کوفیین وشامی کے لیے) جر تابع ہے۔ (اور باقی کے لیے با مرفوع ہے۔) اور وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ میں اَلرَّحْمٰنِ کے نون میں جر کے روایت کرنے والے نے کامل کسرہ پڑھا ہے۔ (یعنی شامی و عاصم مجرور اور باقی مرفوع پڑھتے ہیں۔)

٣/١١٠١ وَنَاخِرَةً بِالْمَدِّ صُحْبَتُهُمْ وَفِي تَزَكّٰى تَصَدّٰى الثَّانِ حِرْمِيٌّ اِثْقَلَا

عِظَامًا نَّاخِرَةً نون کے بعد الف مدہ کے ساتھ ان کے ہم صحبتوں (حمزہ، کسائی، شعبہ) نے پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے بغیر الف ہے) اور تَزَكّٰى وَتَصَدّٰى میں دوسرے حرف (یعنی زا و صاد) کو اہل حرم (نافع، مکی) نے مشدد پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے تخفیف ہے۔)

٤/١١٠٢ فَتَنْفَعَهُ فِي رَفْعِهٖ نَصْبُ عَاصِمٍ وَاِنَّا صَبَبْنَا فَتْحُهٗ ثَبْتُهٗ تَلَا

فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى کے عین کے رفع میں عاصم کے لیے نصب ہے۔ (اور باقی کے لیے رفع ہے) اور اَنَّا صَبَبْنَا میں ہمزہ کا فتحہ اس کے ثابت قدم قاری نے (کوفیین کے لیے) پڑھا ہے۔ (باقی کے لیے اِنَّا بکسرہ ہمزہ ہے۔)

٥/١١٠٣ وَخَفِّفْ حَقٌّ سُجِّرَتْ ثِقْلُ نُشِّرَتْ شَرِيعَتُهٗ حَقٌّ سُعِّرَتْ عَنْ اُولِي مَلَا

اور اہل حق (مکی، بصری) نے سُجِّرَتْ کو تخفیف جیم (اور باقی نے بتشدید) پڑھا ہے اور نُشِّرَتْ میں شین پر تشدید (حمزہ، کسائی، مکی، بصری کے لیے) ایک طریقہ حق ہے۔ (باقی کے لیے تخفیف ہے۔) اور سُعِّرَتْ میں عین پر تشدید اہل شرف سے (حفص، نافع، ابن ذکوان کے لیے) مروی ہے۔ (باقی کے لیے تخفیف ہے۔)

٦/١١٠٤ وَظَا بِضَنِيْنٍ حَقُّ رَاوٍ وَخَفَّ فِي فَعَدَّلَكَ الْكُوْفِي وَحَقُّكَ يَوْمَ لَا

اور وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ میں بجائے ضاد کے ظاء (مکی، بصری، کسائی کے لیے) ایک راوی کا حق ہے (اور باقی کے لیے ضاد ہے۔) اور فَعَدَّلَكَ میں کوفیین کے لیے دال کو خفیف (اور باقی نے مشدد) پڑھا ہے۔ اور يَوْمَ لَا تَمْلِكُ میں لفظ يَوْمَ پر رفع (جیسا کہ اطلاق سے مفہوم ہے۔ مکی، بصری کیلئے) تیرا حق ہے (باقی کیلئے منصوب ہے۔)

٧/١١٠٥ وَفِي فَاكِهِينَ اقْصُرْ عُلاً وَخِتَامُهُ بِفَتْحٍ وَقَدِّمْ مَدَّهُ رَاشِدًا وَلَا

اِنْقَلَبُوْا فَاكِهِيْنَ میں فَا کے بعد (حفص کے لیے) ایک بلند وجہ میں الف حذف کرو۔ (اور باقی کے لیے باالالف ہے۔) اور (کسائی کے لیے) خِتٰمُهٗ میں خَا مفتوح ہے۔ اور اس کے الف مدہ کو تا پر مقدم کرو بحالیکہ تم نصرت میں صاحب رشد ہو۔ (یعنی وَخَاتَمُهٗ)

٨/١١٠٦ يُصَلّٰى ثَقِيْلًا ضُمَّ عَمَّ رِضًا دَنَا وَبَا تَرْكَبُنَّ اضْمُمْ حَيًا عَمَّ نُهَّلَا

وَيُصَلّٰى سَعِيْرًا میں (نافع، شامی، کسائی، مکی کے لیے) لام ثقیل ہے۔ اور یا کو مضموم (اور صاد کو مفتوح) پڑھو کیونکہ یہ وجہ باعتبار اس پسندیدگی کے کہ جو قریب ہے، عام ہوئی ہے۔ (باقی یَصْلٰى بتخفیف لام وفتح یا و سکونِ صاد پڑھتے ہیں۔) اور لَتَرْكَبُنَّ کی با کو مضموم پڑھو۔ (بصری، نافع، شامی اور عاصم کے لیے) بحالیکہ یہ وجہ مثل ایک بارش کے ہے جو پینے والوں کے لیے عام ہوئی ہے۔ (باقی کے لیے با مفتوح ہے۔)

٩/١١٠٧ وَمَحْفُوْظٌ اخْفِضْ رَفْعَهُ خُصَّ وَهْوَ فِي الْـ ـمَجِيْدِ شِفَا وَالْخِفُّ قَدَّرَ رُتِّلَا

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ میں ظا کے رفع کو (غیر نافع کے لیے) مجرور (اور نافع کے لیے مرفوع) پڑھو۔ اور وہ خبر ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ کی دال میں (حمزہ، کسائی کے لیے) شافی ہوا ہے۔ (باقی کے لیے مرفوع ہے۔) اور وَالَّذِيْ قَدَّرَ میں (کسائی کے لیے) دال خفیف (اور باقی کے لیے مشدد) تلاوت کی گئی ہے۔

١٠/١١٠٨ وَبَلْ يُؤْثِرُوْنَ حُزْ وَتَصْلٰى يُضَمُّ حُزْ صَفَا تَسْمَعُ التَّذْكِيْرُ حَقٌّ وَذُوْ جِلَا

١١/١١٠٩ وَضَمَّ أُولُوْا حَقٍّ وَلَاغِيَةٌ لَهُمْ مُصَيْطِرِ اشْمِمْ ضَاعَ وَالْخُلْفُ قُلِّلَا

١٢/١١١٠ وَبِالسِّيْنِ لُذْ وَالْوَتْرِ بِالْكَسْرِ شَائِعٌ فَقَدَّرَ يَرْوِي الْيَحْصَبِيُّ مُثَقَّلَا

اور بَلْ يُؤْثِرُوْنَ کو (بصری کے لیے) یاء غیب کے ساتھ محفوظ کر (باقی کے لیے تاء خطاب ہے۔) اور تَصْلٰى نَارًا میں (بصری و شعبہ کے لیے) تا مضموم ہے۔ اس کو یاد کر کہ یہ پاکیزہ ہے۔ (باقی کے لیے تا مفتوح ہے۔) اور لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً فعل میں (مکی، بصری کے لیے) تذکیر حق اور روشن ہے۔ اور اہلِ حق (نافع، مکی، بصری) علامتِ مضارع کو ضمہ دیتے ہیں۔ اور لَاغِيَةٌ ان کے لیے مرفوع ہے۔ (باقی کے لیے لَا تَسْمَعُ میں

خطاب ہے۔ اور تا مفتوح ہے۔ اور لَاغِيَةً منصوب ہے۔) اور لفظ مُصَيْطِرٍ کے صاد میں (خلف کے لیے بلاخلف اور خلاد کے لیے بالخلف) زا کا اشمام کر کیونکہ یہ مشہور ہوا ہے۔ اور خلف قلیل سمجھا گیا ہے۔ اور صاد کو سین پڑھنے کے ساتھ (ہشام کے لیے) پناہ حاصل کر۔ (اور باقی کے لیے صاد خالص ہے۔ اور خلاد کی دوسری وجہ بھی یہی ہے۔) اور وَالْوَتْرِ (حمزہ، کسائی کے لیے) بکسر واؤ (اور باقی کے لیے بفتح واؤ) شائع ہے۔ اور فَقَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ کو شامی بتشدید دال روایت کرتے ہیں۔ (باقی کے لیے تخفیف ہے۔)

۱۳/۱۱۱۱ وَأَرْبَعُ غَيْبٍ بَعْدَ بَلْ لَا حُصُولُهَا ... يَحُضُّونَ فَتْحُ الضَّمِّ بِالْمَدِّ ثُمِّلَا

اور (بصری کے لیے) بَلْ لَا کے بعد چار لفظوں تُكْرِمُونَ، تَحُضُّونَ، تَأْكُلُونَ، تُحِبُّونَ میں یاء غیب کا حصول ہے۔ (اور باقی کے لیے خطاب ہے) اور وَلَا تَحَاضُّونَ میں (کوفیین کے لیے) حاءِ مضمومہ کا فتحہ معہ مد کے اصلاح کیا گیا ہے۔ (باقی کے لیے حا کا ضمہ اور قصر ہے۔)

۱۴/۱۱۱۲ يُعَذِّبُ فَافْتَحْهُ وَيُوثِقُ رَاوِيًا ... وَيَاءَانِ فِي رَبِّي وَفَكَّ ارْفَعَنْ وِلَا

۱۵/۱۱۱۳ وَبَعْدُ اخْفِضَنْ وَاكْسِرْ وَمُدَّ مُنَوِّنًا ... مَعَ الرَّفْعِ إِطْعَامٌ نَدًى عَمَّ فَانْهَلَا

لَا يُعَذِّبُ اور وَلَا يُوثِقُ میں (کسائی کے لیے) ذال اور ثا کو مفتوح پڑھو۔ (اور باقی کے لیے مکسور) اور دو یا لفظ رَبِّيْ میں اضافت کی ہیں۔ (یعنی رَبِّيْ أَكْرَمَنِ اور رَبِّيْ أَهَانَنِ) اور اس کے بعد لفظ فَكُّ کو (عاصم، نافع، شامی اور حمزہ کے لیے) مرفوع پڑھو۔ اور اس کے بعد والے لفظ رَقَبَةٍ کو مجرور پڑھو۔ اور إِطْعَامٌ میں ہمزہ کو مکسور پڑھو۔ اور بعد عین کے الف پڑھو۔ دراں حالیکہ میم کو منون و مرفوع پڑھنے والے ہو۔ بحالیکہ یہ وجہ شادابی ہو کر عام ہوئی ہے۔ پس تو بھی سیراب ہو (باقی کے لیے فَكَّ رَقَبَةً أَوْ أَطْعَمَ ہے۔)

۱۶/۱۱۱۴ وَمُوصَدَةٌ فَاهْمِزْ مَعًا عَنْ فَتًى حِمًى ... وَلَا عَمَّ فِي وَالشَّمْسِ بِالْفَاءِ وَانْجَلَا

اور لفظ مُؤْصَدَةٌ کو یہاں اور سورہ ہُمَزہ میں (حفص، حمزہ اور بصری کے لیے) مہموز پڑھو۔ ایک ایسے قاری سے جو اس کی حمایت میں جوان ہے۔ (باقی کے لیے دونوں جگہ ابدال بالواو ہے۔) اور سورۂ والشمس میں (نافع و شامی کے لیے) لفظ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا بجائے واؤ کے فا کے ساتھ عام اور روشن ہوا ہے۔ (اور باقی کے لیے واؤ ہے۔)

وَمِنْ سُورَةِ الْعَلَقِ إِلٰى آخِرِ الْقُرْآنِ

۱/۱۱۱۵ وَعَنْ قُنْبُلٍ قَصْرًا رَوَى ابْنُ مُجَاهِدٍ ۔۔۔ رَآهُ وَلَمْ يَأْخُذْ بِهِ مُتَعَمِّلَا

اور قنبل سے اَن رَّاٰہُ میں ابنِ مجاہد نے (بالخلف) قصر روایت کیا ہے۔ اور ابنِ مجاہد نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔ (کیونکہ لغت کے لحاظ سے یہ وجہ صحیح نہیں۔ لیکن ابنِ مجاہد کی یہ رائے نقلِ صحیح کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، صحیح یہی ہے کہ قنبل کیلئے قصر اور مثل جمہور کے مد دونوں وجہیں صحیح اور متواتر ہیں۔)

۲/۱۱۱۶ وَمَطْلَعِ كَسْرُ اللَّامِ رَحْبٌ وَحَرْفَيِ الْـ ۔۔۔ ـبَرِيَّةِ فَاهْمِزْ آهِلًا مُتَاَهِّلَا

اور حتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ میں (کسائی کے لیے) لام کا کسرہ وسیع ہے۔ (باقی کے لیے لام مفتوح ہے۔) اور اَلْبَرِیَّۃِ کے دونوں لفظ (یعنی خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَشَرُّ الْبَرِیَّۃِ) میں (نافع و ابنِ ذکوان کے لیے) یا کے بعد ہمزہ مفتوحہ پڑھو۔ بحالیکہ تم اہل والے اور متاہل ہو۔ (یعنی بَرِیْئَۃ باقی کے لیے یاء مشددہ مفتوحہ ہے۔)

۳/۱۱۱۷ وَتَا تَرَوُنَّ اضْمُمْ فِي الْاُولٰى كَمَا رَسَا ۔۔۔ وَجَمَّعَ بِالتَّشْدِيدِ شَافِيهِ كَمَّلَا

اور پہلے لفظ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ میں (شامی، کسائی کے لیے) تا کو مضموم پڑھو۔ جیسا کہ ثابت ہوا ہے۔ (باقی کے لیے تا مفتوح ہے۔ اور اولیٰ کی قید سے اشارہ ہے کہ لَتَرَوُنَّهَا کی تا باجماع مفتوح ہے۔) اور اَلَّذِیْ جَمَعَ میں تشدید میم کو اس کے شافی نے (حمزہ، کسائی، شامی کیلئے) کامل کیا ہے۔ (باقی کے لیے میم مخفف ہے۔)

۴/۱۱۱۸ وَصُحْبَةُ اِلضَّمَّيْنِ فِي عَمَدٍ وَعَوْا ۔۔۔ لِاِيلَافِ بِالْيَا غَيْرُ شَامِيِّهِمْ تَلَا

اور حمزہ، کسائی، شعبہ نے فِیْ عُمُدٍ میں عین اور میم پر دو ضموں کی حفاظت کی ہے۔ (باقی کیلئے بفتحتین ہے۔) اور غیر شامی نے لِاِیْلٰفِ کو یا کے ساتھ (اور شامی نے بغیر یا) تلاوت کیا ہے۔

۵/۱۱۱۹ وَإِيلَافِ كُلٌّ وَهْوَ فِي الْخَطِّ سَاقِطٌ ۔۔۔ وَلِي دِينِ قُلْ فِي الْكَافِرِينَ تَحَصَّلَا

اور لفظ اِیْلٰفِ کو تمام قراء نے بالیاء پڑھا ہے حالانکہ وہ یا رسم الخط میں ساقط ہے اور کہو کہ سورۃ

کافرین میں وَلِیَ دِیۡنِ میں ایک یاءِ اضافت حاصل ہوئی ہے۔

٦/١١٢٠ وَهَاءَ اَبِیْ لَهَبٍ بِالْاِسْكَانِ دَوَّنُوْا   وَحَمَّالَةُ الْمَرْفُوْعُ بِالنَّصْبِ نُزِّلَا

اور تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ کی ھا کو (مکی کے لیے) سکون کے ساتھ محفوظ کیا ہے۔ (باقی کے لیے ھا مفتوح ہے۔ نیز واضح ہو کہ دوسرے لفظ لَهَبٍ کی ھا باتفاق مفتوح ہے۔) اور حَمَّالَةُ جو کہ مرفوع ہے (عاصم کے لیے) نصب کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ

١/١١٢١ رَوَى الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ فَاسْتَسْقِ مُقْبِلًا   وَلَا تَعْدُ رَوْضَ الذَّاكِرِيْنَ فَتُمْحِلَا

دل کی سیرابی اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے۔ تو بھی اس کی طرف متوجہ ہو کر سیرابی حاصل کر۔ اور ذکر کرنے والوں کے باغ سے مت نکل۔ ورنہ خشک صحرا میں جا پڑے گا۔ (حدیث حَلَقُ الذِّكْرِ رِيَاضُ الْجَنَّةِ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔)

٢/١١٢٢ وَآثِرْ عَنِ الْآثَارِ مَثْرَاةَ عَذْبِهٖ   وَمَا مِثْلُهٗ لِلْعَبْدِ حِصْنًا وَمَوْئِلَا

اور احادیث کی روشنی میں ذکر کی شیریں دولت کو ترجیح دے۔ بندہ کے لیے اس کے مثل کوئی قلعہ اور جائے پناہ نہیں۔

٣/١١٢٣ وَلَا عَمَلٌ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِهٖ   غَدَاةَ الْجَزَا مِنْ ذِكْرِهٖ مُتَقَبَّلَا

اور کل روزِ جزا میں اس کے ذکر مقبول سے بڑھ کر عذاب سے نجات دلانے والا اور کوئی عمل نہیں۔

٤/١١٢٤ وَمَنْ شَغَلَ الْقُرْاٰنُ عَنْهُ لِسَانَهٗ   يَنَلْ خَيْرَ اَجْرِ الذَّاكِرِيْنَ مُكَمَّلَا

اور جس شخص کی زبان کو قرآن خوانی خود اس کے وجود سے بھی بے توجہ کر دے وہ ذاکرین کا بہترین اور مکمل ثواب پائے گا۔

5/1125 وَمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا افْتِتَاحُهُ   مَعَ الْخَتْمِ حِلًّا وَارْتِحَالًا مُوَصَّلَا

اور اعمال میں سب سے افضل قرآن کو ختم کرتے ہی اس کو شروع کرنا ہے۔ یہ اترنا اور کوچ کرنا ہے۔ جیسا کہ پہنچایا گیا ہے۔

نوٹ: حدیث میں ہے۔ قرآن کو ختم کرتے ہی شروع کرنا بہترین عمل ہے (ترمذی)

6/1126 وَفِيهِ عَنِ الْمَكِّينَ تَكْبِيرُهُمْ مَعَ الْـ   خَوَاتِمِ قُرْبَ الْخَتْمِ يُرْوٰى مُسَلْسَلَا

اور اہل مکّہ سے اس سلسلہ میں قرآن کے قریب الختم ہونے کے وقت سورتوں کے خواتم پر ان کا تکبیر پڑھنا مسلسل مروی ہے۔

7/1127 إِذَا كَبَّرُوا فِي آخِرِ النَّاسِ أَرْدَفُوا   مَعَ الْحَمْدِ حَتَّى الْمُفْلِحُونَ تَوَسُّلَا

وہ جب سورۂ ناس کے آخر میں تکبیر پڑھتے تو ساتھ ہی اَلْحَمْدُ سے مُفْلِحُوْنَ تک کو توسّل کے طور پر ملا دیتے ہیں۔

8/1128 وَقَالَ بِهِ الْبَزِّيُّ مِنْ آخِرِ الضُّحٰى   وَبَعْضٌ لَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَصَّلَا

یہ تکبیر بزّی نے آخرِ والضُّحٰی سے کہی ہے۔ اور بعض نے بزّی کے لیے اس کو آخر واللَّیل سے پہنچایا ہے۔

9/1129 فَإِنْ شِئْتَ فَاقْطَعْ دُونَهُ أَوْ عَلَيْهِ أَوْ   صِلِ الْكُلَّ دُونَ الْقَطْعِ مَعَهُ مُبَسْمِلَا

پس اگر تو چاہے تو بغیر تکبیر آخر سورت پر سانس منقطع کر، یا تکبیر پر، یا تمام کو ملا کر پڑھ لے۔ بغیر اس کے کہ اس تکبیر کے ساتھ بِسْمِ اللہ پڑھتے ہوئے (آئندہ سورت کو) قطع کیا جائے۔

10/1130 وَمَا قَبْلَهُ مِنْ سَاكِنٍ أَوْ مُنَوَّنٍ   فَلِلسَّاكِنَيْنِ اكْسِرْهُ فِي الْوَصْلِ مُرْسَلَا

اور تکبیر کا ماقبل (یعنی آخر سورت) اگر ساکن یا منوّن ہو تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس حرف ساکن یا تنوین کو مطلقاً وصل میں کسرہ دے کر ملاؤ۔ (جیسے فَارْغَبِ اللّٰهُ اَكْبَر، لَخَبِيْرُنِ اللّٰهُ اَكْبَر، تَوَّابًا نِ اللّٰهُ اَكْبَر، مَسَدٍ نِ اللّٰهُ اَكْبَر)

۱۱/۱۱۳۱ وَادْرِجْ عَلٰى اِعْرَابِهٖ مَا سِوَاهُمَا وَلَا تَصِلَنْ هَاءَ الضَّمِيْرِ لِتُوْصَلَا

اور ساکن یا تنوین کے ماسوا میں (لفظ اللّٰہ کا ہمزۂ وصل حذف کرتے ہوئے) ماقبلِ تکبیر (یعنی آخر سورت) کی حرکت کے ساتھ ملاؤ (مثلاً وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اللّٰهُ اَكْبَرُ) اور (ماقبلِ تکبیر) ھاضمیر میں صلہ مت کرو تاکہ تم مقصد کو پہنچو۔ (مثلاً وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اللّٰهُ اَكْبَرُ)

۱۲/۱۱۳۲ وَقُلْ لَفْظُهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَقَبْلَهٗ لِاَحْمَدَ زَادَ ابْنُ الْحُبَابِ فَهَلَّلَا

اور تکبیر کے (مشہور و رائج) الفاظ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" ہیں۔ اور احمد بزّی کے لیے (اُن کے تلمیذ) ابن الحباب ابوعلی حسن بن مخلد دقاق نے تکبیر پر اضافہ کرتے ہوئے (اس سے پہلے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه بھی کہا ہے۔

۱۳/۱۱۳۳ وَقِيْلَ بِهٰذَا عَنْ اَبِى الْفَتْحِ فَارِسٍ وَعَنْ قُنْبُلٍ بَعْضٌ بِتَكْبِيْرِهٖ تَلَا

اور یہی (یعنی تہلیل و تکبیر کو علامہ دانی کے شیخ) ابوالفتح فارس بن احمد ضریر (متوفی ۴۰۱ھ) سے بھی نقل کیا گیا ہے۔ اور بعض نے بزّی والی تکبیر کو قنبل کے لیے بھی پڑھا ہے۔

بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَصِفَاتِهَا الَّتِيْ يَحْتَاجُ الْقَارِئُ اِلَيْهَا

۱/۱۱۳۴ وَهَاكَ مَوَازِيْنَ الْحُرُوْفِ وَمَا حَكٰى جَهَابِذَةُ النُّقَّادِ فِيْهَا مُحَصَّلَا

مخارج حروف اور (اس سلسلہ میں) ماہر ناقدینِ فن نے جو کچھ نقل کیا ہے اس کو بطورِ خلاصہ اخذ کرو۔

۲/۱۱۳۵ وَلَا رِيْبَةٌ فِيْ عَيْنِهِنَّ وَلَا رِبَا وَعِنْدَ صَلِيْلِ الزَّيْفِ يَصْدُقُ الْاِبْتِلَا

اِن مخارج کی تعیین میں نہ کوئی شک ہے اور نہ اضافہ کی گنجائش ہے۔ اور کھوٹے سکّے کی آواز کے وقت اس کی آزمائش بالکل صحیح ثابت ہوتی ہے۔

٣/١١٣٦ وَلَا بُدَّ فِي تَعْيِينِهِنَّ مِنَ الْأُولٰى ‏ عُنُوا بِالْمَعَانِي عَامِلِينَ وَقُوَّلَا

اور مخارج کی تعیین میں انہیں حضرات سے استفادہ ہونا چاہیئے جنہوں نے قول وعمل سے اِن حقائق کا اہتمام کیا ہے۔

٤/١١٣٧ فَابْدَأْ مِنْهَا بِالْمَخَارِجِ مُرْدِفًا ‏ لَهُنَّ بِمَشْهُورِ الصِّفَاتِ مُفَصِّلَا

ان حقائق میں سے مخارج کے بیان سے ابتدا کرتا ہوں۔ مخارج کے بعد مشہور صفات کو مفصّل بیان کروں گا۔

٥/١١٣٨ ثَلَاثٌ بِأَقْصَى الْحَلْقِ وَاثْنَانِ وَسْطَهُ ‏ وَحَرْفَانِ مِنْهَا أَوَّلَ الْحَلْقِ جُمِّلَا

تین حروف اقصیٰ حلق سے اور دو وسطِ حلق سے اور دو حرف اُن میں سے اوّل حلق میں خوب صورت قرار دیے گئے ہیں۔ (ان حروف کی تعیین آگے آتی ہے۔)

٦/١١٣٩ وَحَرْفٌ لَهُ أَقْصَى اللِّسَانِ وَفَوْقَهُ ‏ مِنَ الْحَنَكِ احْفَظْهُ وَحَرْفٌ بِأَسْفَلَا

اور ایک حرف وہ ہے جس کا مخرج اقصیٰ لسان اور اس کا مقابل حَنک ہے۔ اور ایک حرف (اس حرف سے) ذرا نیچے سے ادا ہوتا ہے۔ تم اِس کو اچھی طرح یاد رکھو۔

٧/١١٤٠ وَوَسْطُهُمَا مِنْهُ ثَلَاثٌ وَحَافَةُ الـ ‏ لِّسَانِ فَأَقْصَاهَا لِحَرْفٍ تَطَوَّلَا

اور زبان اور اس کے مقابل حنک کے درمیانی حصّہ سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ اور حافۂ لسان کا اقصیٰ اس حرف کے لیے ہے جو مستطیل ہوا ہے۔

٨/١١٤١ إِلَى مَا يَلِي الْأَضْرَاسَ وَهُوَ لَدَيْهِمَا ‏ يَعِزُّ وَبِالْيُمْنٰى يَكُونُ مُقَلَّلَا

اس حصّہ تک جو داڑھوں سے متصل ہے۔ اور یہ حرف دونوں طرف کے حافتین سے ادا ہونا نادر الوجود ہے۔ اور داہنی طرف سے بہت کم ہے۔

۹/۱۱۴۲ وَحَرْفٌ بِأَدْنَاهَا إِلَىٰ مُنْتَهَاهُ قَدْ ... يَلِي الْحَنَكَ الْأَعْلَىٰ وَدُوْنَهُ ذُوْ وِلَا

اور ایک حرف کا مخرج اُدنیٰ حافہ سے منتہائے لسان تک ہے اور یہ حنک اعلیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ اور ایک حرف اس (اُوپر والے حرف) سے ذرا کم (مگر) اس سے قریب ہے۔

۱۰/۱۱۴۳ وَحَرْفٌ يُدَانِيْهِ إِلَى الظَّهْرِ مَدْخَلٌ ... وَكَمْ حَاذِقٍ مَعْ سِيْبَوَيْهِ بِهِ اجْتَلَىٰ

اور ایک حرف اس (گذشتہ) سے ذرا قریب قریب ہے۔ جس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے۔ اور کتنے ماہرین ہوئے ہیں جو سیبویہ کے ساتھ متفق ہوکر اسی بیان کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں۔

۱۱/۱۱۴۴ وَمِنْ طَرَفٍ هُنَّ الثَّلَاثُ لِقُطْرُبٍ ... وَيَحْيَىٰ مَعَ الْجَرْمِيِّ مَعْنَاهُ قُوِّلَا

(مگر) قطرب کی رائے میں یہ تینوں حروف طرفِ لسان سے ادا ہوتے ہیں اور یحیٰ (یعنی فراء) اور ابوعمر صالح بن اسحاق جرمی کی طرف بھی یہی مطلب منسوب کیا گیا ہے۔

۱۲/۱۱۴۵ وَمِنْهُ وَمِنْ عُلْيَا الثَّنَايَا ثَلَاثَةٌ ... وَمِنْهُ وَمِنْ أَطْرَافِهَا مِثْلُهَا انْجَلَا

اور طرفِ لسان اور ثنایا علیا سے تین حرف ادا ہوتے ہیں۔ اور طرفِ لسان اور اطرافِ ثنایا علیا سے گذشتہ حرفوں کی طرح تین حروف ظاہر ہوئے ہیں۔

۱۳/۱۱۴۶ وَمِنْهُ وَمِنْ بَيْنِ الثَّنَايَا ثَلَاثَةٌ ... وَحَرْفٌ مِنَ اطْرَافِ الثَّنَايَا هِيَ الْعُلَا

اور طرفِ لسان اور ثنایا علیا کے درمیان سے تین حروف (مزید) ادا ہوتے ہیں۔ اور ایک حرف ایسا بھی ہے۔ جو ثنایا ـــــ مراد عُلیا ہیں ـــــ کے اطراف سے ہے.....

۱۴/۱۱۴۷ وَمِنْ بَاطِنِ السُّفْلَىٰ مِنَ الشَّفَتَيْنِ قُلْ ... وَلِلشَّفَتَيْنِ اجْعَلْ ثَلَاثًا لِتَعْدِلَا

اور کہو کہ ایک حرف دونوں ہونٹوں میں سے نیچے والے ہونٹ کے باطن سے ادا ہوتا ہے۔ اور دونوں ہونٹوں کے لیے مقرر کرو تین حرفوں کو، تاکہ تم باانصاف ہو جاؤ۔

١٥/١١٤٨ وَفِي اَوَّلٍ مِنْ كَلِمِ بَيْتَيْنِ جَمْعُهَا　　سِوٰى اَرْبَعٍ فِيهِنَّ كِلْمَةُ اَوَّلَا

اور (آنے والے) دو شعروں کے کلمات کے ابتدائی حروف میں یہ تمام مذکورہ مخارج والے حروف جمع ہیں۔ بجز چار حرفوں کے جن کے لیے پہلا کلمہ ہے۔ (جو چار حرفوں کو جامع ہے۔)

١٦/١١٤٩ اَهَاعَ حَشَا غَاوٍ خَلَا قَارِئٍ كَمَا　　جَرٰى شَرْطُ يُسْرٰى ضَارِعٍ لَاحَ نُوفَلَا

ء ہ ا ع　ح　غ　خ　ق　ك　ج　ش　ی　ض　ل　ن

اَهَاعَ یہ وہ ابتدائی کلمہ ہے جس کے متعلق شعرِ گذشتہ میں ناظمؒ نے فرمایا ہے کہ اس میں چاروں حروف شمار میں مراد ہیں۔ آگے باقی کلمات کے صرف ابتدائی حروف مراد ہیں۔ جو مخارج کی ترتیب پر لائے گئے ہیں۔ چنانچہ حَشَا، غَاوٍ الیٰ آخرہ میں حا، غین، خا، قاف، ابتدائی حروف مراد ہیں۔

ترجمہ: خوف میں مبتلا کر دیا گمراہ آدمی کے دل کو قاری کی عمدہ قرأت نے، جیسا کہ چلی آتی ہے یہی شرط اس دردمند قاری کی سرایت کرنے والی قرأت کی، جو خوب بخشش والا ہونے کی حالت میں ظاہر ہوا ہو۔

١٧/١١٥٠ رَعٰى طُهْرَ دِينٍ تَمَّهُ ظِلُّ ذِي ثَنَا　　صَفَا سَجْلُ زُهْدٍ فِي وُجُوهِ بَنِي مَلَا

ر　ط　د　ت　ظ　ذ　ث　ص　س　ز　ف　و　ب　م

ترجمہ: اس قاری نے ایسے دین کی پاکیزگی کی رعایت کی جس کو ایک صاحبِ حمد (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سائے نے کامل کیا ہے، اور اس صاحبِ حمدؐ کے زہد کا ڈول پاکیزہ ہوا شرفاءِ قوم کے بیٹوں کے چہروں میں۔

١٨/١١٥١ وَغُنَّةُ تَنْوِينٍ وَنُونٍ وَمِيمِ اِنْ　　سَكَنَّ وَلَا اِظْهَارَ فِي الْاَنْفِ يُجْتَلٰى

اور تنوین اور نون اور میم اگر ساکن ہوں اور ان میں اظہار نہ ہوا ہو تو اُن کے غُنّہ (کا مخرج) ناک میں دیکھا جاتا ہے۔

١٩/١١٥٢ وَجَهْرٌ وَرَخْوٌ وَانْفِتَاحٌ صِفَاتُهَا　　وَمُسْتَفِلٌ فَاجْمَعْ بِالْاَضْدَادِ اَشْمُلَا

اور جہر، رخاوت، انفتاح اور استفال حروف کی صفات ہیں۔ اضداد سمیت پس جمع کر لو ان عام صفتوں کو۔

٢٠/١١٥٣ فَمَهْمُوسُهَا عَشْرٌ (حَثَّتْ كِسْفَ شَخْصِهِ)　　(اَجِدْتَ كَقُطْبٍ) لِلشَّدِيدَةِ مُثِّلَا

اِن حرفوں میں سے دس مہموسہ ہیں جن کا مجموعہ "حَثَّتْ كِسْفَ شَخْصِهِ" ہے ـــ اور

"اَجَدْتَ كَقُطْبٍ" (آٹھ حرفوں کا مجموعہ) حروفِ شدیدہ کے لیے متعین کیا گیا ہے۔

۲۱/۱۱۵۴ وَمَا بَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيْدَةِ (عُمَرْنَلْ) وَ(وَايٌ) حُرُوْفُ الْمَدِّ وَالرِّخْوِ كَمَّلَا

اور رخوہ و شدیدہ کے درمیان "عمرنل" (پانچ حروف متوسط) ہیں۔ اور "وای" حروفِ مدہ اور حروفِ رخوہ کو کامل کرتے ہیں (یعنی حروفِ مدہ حروفِ متوسطہ میں سے نہیں، جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ بلکہ یہ رخوہ میں سے ہیں۔)

۲۲/۱۱۵۵ وَ(قِظْ خُصَّ ضَغْطٍ) سَبْعُ عُلْوٍ وَمُطْبَقٌ هُوَ الضَّادُ وَالظَّا أُعْجِمَا وَإِنْ اُهْمِلَا

اور "قِظْ خُصَّ ضَغْطٍ" سات حروفِ مستعلیہ ہیں۔ اور حروفِ مطبقہ ضاد اور ظا ہیں۔ خواہ یہ دونوں بانقطہ ہوں یا بے نقطہ ہوں۔

۲۳/۱۱۵۶ وَصَادٌ وَسِيْنٌ مُهْمَلَانِ وَزَايُهَا صَفِيْرٌ وَشِيْنٌ بِالتَّفَشِّيْ تَعَمَّلَا

اور صاد و سین مہملتین اور زای حروفِ صفیر ہیں اور شین میں تفشّی پر عمل پیرا ہو۔

۲۴/۱۱۵۷ وَمُنْحَرِفٌ لَامٌ وَرَاءٌ وَكُرِّرَتْ كَمَا الْمُسْتَطِيْلُ الضَّادُ لَيْسَ بِاَغْفَلَا

اور لام و را حروفِ منحرفہ ہیں۔ اور را صفتِ تکریر سے متصف کی گئی ہے۔ جیسا کہ ضاد مستطیل ہے۔ جو بے نقطہ نہیں۔

۲۵/۱۱۵۸ كَمَا الْاَلِفُ الْهَاوِيْ وَ(آوِيْ) لِعِلَّةٍ وَفِيْ (قُطْبِ جَدٍّ) خَمْسُ قَلْقَلَةٍ عَلَا

جیسا کہ الف کا نام "ھاوی" ہے۔ اور "عاوی" حروفِ علت کا نام ہے۔ اور "قُطْبُ جَدٍّ" میں قلقلہ کے پانچ عالیشان حروف ہیں۔

۲۶/۱۱۵۹ وَاَعْرَفُهُنَّ الْقَافُ كُلٌّ يَعُدُّهَا فَهٰذَا مَعَ التَّوْفِيْقِ كَافٍ مُحَصِّلَا

اور حروفِ قلقلہ میں سب سے زیادہ مشہور قاف ہے۔ سب اُس کو شمار کرتے ہیں۔ پس یہ بیان اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ علم حاصل کرنے والے کو کافی

سینہ ...

٢٧/١١٦٠ وَقَدْ وَفَّقَ اللّٰهُ الْكَرِيْمُ بِمَنِّهِ　　لِإِكْمَالِهَا حَسْنَاءَ مَيْمُوْنَةَ الْجِلَا

اور اللہ کریم نے اپنے فضل سے اس قصیدہ کی تکمیل کی توفیق بخشی جو نہایت عمدہ اور مبارک جلوہ ہے۔

٢٨/١١٦١ وَأَبْيَاتُهَا أَلْفٌ تَزِيْدُ ثَلَاثَةً　　وَمَعْ مِائَةٍ سَبْعِيْنَ زُهْرًا وَكُمَّلَا

اس کے اشعار ایک ہزار ہیں اور ساتھ ہی ایک سو تہتر، یہ اشعار جو نہایت روشن اور کامل ہیں۔

٢٩/١١٦٢ وَقَدْ كُسِيَتْ مِنْهَا الْمَعَانِيْ عِنَايَةً　　كَمَا عَرِيَتْ عَنْ كُلِّ عَوْرَاءَ مِفْصَلَا

پوری توجہ کے ساتھ ان اشعار کو معانی کا جامہ پہنایا گیا ہے جیسا کہ ہر عیب سے قافیہ کے اعتبار سے خالی ہیں۔

٣٠/١١٦٣ وَتَمَّتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فِي الْخَلْقِ سَهْلَةً　　مُنَزَّهَةً عَنْ مَنْطِقِ الْهُجْرِ مِقْوَلَا

قصیدہ بحمد اللہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ جو اپنی تخلیق میں نہایت سہل ہے ہر اس بات سے پاک ہے۔ جو زبان کے اعتبار سے ناشائستہ کلام ہو۔

٣١/١١٦٤ وَلٰكِنَّهَا تَبْغِيْ مِنَ النَّاسِ كُفْؤَهَا　　أَخَا ثِقَةٍ يَعْفُوْ وَيُغْضِيْ تَجَمُّلَا

لیکن یہ قصیدہ انسانوں میں سے وہ انسان چاہتا ہے جو اس کا مماثل ہو۔ قابل وثوق ہو۔ درگزر کرتا ہو۔ اور اخلاقِ جمیلہ کی وجہ سے چشم پوشی اختیار کرتا ہو۔

٣٢/١١٦٥ وَلَيْسَ لَهَا إِلَّا ذُنُوْبُ وَلِيِّهَا　　فَيَا طَيِّبَ الْأَنْفَاسِ أَحْسِنْ تَأَوُّلَا

اس قصیدہ کے لیے عیب نہ ملنے کی وجہ اور تو کچھ نہیں مگر اس کے ناظم کے گناہ ہیں پس اے بہترین عادات کے مالک تو کوئی اچھی توجیہہ اختیار کر۔

٣٣/١١٦٦ وَقُلْ رَحِمَ الرَّحْمٰنُ حَيًّا وَمَيِّتًا　　فَتًى كَانَ لِلْإِنْصَافِ وَالْحِلْمِ مَعْقِلَا

اور کہو کہ اللہ تعالیٰ مہربان رحم فرمائے ہر اس جوان پر خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ جو انصاف و حلم کا قلعہ ہو۔

۳۴/۱۱۶۷ عَسَى اللّٰهُ يُدْنِيْ سَعْيَهٗ بِجَوَازِهٖ ۔۔۔ وَاِنْ كَانَ زَيْفًا غَيْرَ خَافٍ مُزَلَّلَا

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ناظمؒ کی مساعی کو اپنے انعام سے قریب فرمائے گا۔ اگرچہ نظم واضح طور پر کھوٹی اور لغزشوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔

۳۵/۱۱۶۸ فَيَا خَيْرَ غَفَّارٍ وَيَا خَيْرَ رَاحِمٍ ۔۔۔ وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ جَدًا وَّتَفَضُّلَا

پس اے بہترین مغفرت ، اور اے بہترین رحم فرمانے والے ، اور بخشش و فضل کے لحاظ سے اے بہترین امید گاہ۔

۳۶/۱۱۶۹ اَقِلْ عَثْرَتِيْ وَانْفَعْ بِهَا وَبِقَصْدِهَا ۔۔۔ حَنَانَيْكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَافِعَ الْعُلَا

میری لغزشوں کو معاف فرما اور اس قصیدے سے نفع عام کر۔ اس قصیدہ سے مقصود تیری بار بار شفقتوں کی خواہش ہے۔ اے اللہ ! اے حسنات کو بلندی بخشنے والے!

۳۷/۱۱۷۰ وَآخِرُ دَعْوَانَا بِتَوْفِيْقِ رَبِّنَا ۔۔۔ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَحْدَهٗ عَلَا

اپنے رب کی توفیق سے ہمارا آخری مدعا یہ ہے کہ تمام ستائش اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اکیلا ہے عالی ہے۔

۳۸/۱۱۷۱ وَبَعْدُ صَلَاةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ ۔۔۔ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ الرِّضَا مُتَنَخَّلَا

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہوں اس سید الکائناتؐ پر جو منتخب ہونے میں پسندیدہ ہیں۔

۳۹/۱۱۷۲ مُحَمَّدِ نِ الْمُخْتَارِ لِلْمَجْدِ كَعْبَةً ۔۔۔ صَلَاةً تُبَارِي الرِّيْحَ مِسْكًا وَمَنْدَلَا

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو منتخب ہیں۔ اور شرف کے لیے کعبہ ہیں۔ ایسی رحمتیں جو مشک و مندل کی خوشبو سے مقابلہ کریں۔

٣٠/١١٧٢ وَتَبْدِي عَلَىٰ أَصْحَابِهِ نَفَحَاتُهَا　　بِغَيْرِ تَنَاهٍ زَرْنَبًا وَقَرَنْفُلَا

اور یہ رحمتیں آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے شمار اپنی خوشبوئیں زرنب و لونگ کی سی ظاہر کریں۔

(تمّت)

بحمدہ تعالیٰ ماہ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ میں اس شرح اَمَانِیّہ سے فراغت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر نفع عام کا ذریعہ بنائے۔

العاجز: اظہار احمد تھانوی

استاذ قراءت و علوم دین

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی۔ اسلام آباد

۱۰ راگست ۱۹۸۵ء

اساتذہ و مشائخ کی تقریر و تحریر سے استفادہ کئے ہوئے کچھ ضروری فوائد

قراءت، روایت اور طریق جو اختلافات ائمہ قرآءت سبعہ میں سے کسی کی طرف منسوب ہو، اس کو "قرآءت" اور جو اُن کے راویوں کی طرف منسوب ہو اس کو روایت، اور جو اُن راویوں سے نیچے کے طبقہ کی طرف منسوب ہو اس کو طریق کہتے ہیں۔

خلافِ واجب اور خلافِ جائز جو اختلافات بطورِ تخییر کے ہوں اُن کو وجوہ کہتے ہیں۔ پھر قراءت، روایت اور طریق کے اختلافات کو خلافِ واجب اور وجوہ کے اختلافات کو خلافِ جائز کہتے ہیں۔

سبعہ قراءت کی تکمیل کے لیے خلافِ واجب میں ہر قاری کے اختلاف کی تمام صورتوں کو پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی قراءت یا روایت یا طریق رہ جائے تو سبعہ قراءت ناقص رہے گی، اسی طرح اگر ایک قاری کی پوری قراءت پڑھنا چاہیں تو اس کے دونوں راویوں کی روایتوں کا پڑھنا ضروری ہے، ورنہ قراءت ناقص رہے گی۔ اسی طرح اگر کسی قاری کے صرف ایک راوی کی پوری روایت پڑھنا چاہیں تو ہر طریق کا پڑھنا ضروری ہے، اگر کوئی طریق رہ جائے گا تو اس راوی کی روایت پوری نہ ہوگی، اسی طرح اگر کسی راوی کے ایک ہی طریق کو پورا کرنا چاہیں، اور اس طریق سے مختلف صورتیں ثابت ہوں، تو اس طریق کی تکمیل کے لیے ان تمام صورتوں کا پڑھنا ضروری ہے ورنہ وہ طریق پورا نہ ہوگا۔

بخلاف، خلافِ جائز کے، کہ تمام وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کا پڑھ لینا کافی ہے۔ تمام وجوہ کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اگر افادہ یا استفادہ کی نیت سے جمع کرلے تو کوئی حرج نہیں۔

خلافِ واجب کی صورت میں جو قراءت یا روایت یا طریق پڑھنا شروع کرے ہر جگہ اسی کی پابندی ضروری ہے ایک قراءت کو دوسری قراءت کے ساتھ یا ایک روایت کو دوسری روایت کے ساتھ یا ایک طریق کو دوسرے طریق کے ساتھ خلط کرنا جائز نہیں۔ ورنہ کذب لازم آئے گا۔

فائدہ: تعوذ و تسمیہ و ابتداء قراءت کے وصل و فصل کے وجوہ، اسی طرح وقف میں اسکان و روم و اشمام کے وجوہ، اسی طرح مد عارض، مدلین لازم و عارض میں قصر و توسط و طول کے وجوہ۔ نیز امام حمزہ و ہشام کے لیے مہموز پر وقف کرنے کے وجوہ یہ سب خلافِ جائز ہیں۔

جمع قراءت

چند قراءتوں کو جمع کرنے کے تین طریقے مروّج رہے ہیں۔

اوّل یہ کہ سب سے اوّل قالون کی روایت پڑھنا شروع کریں۔ اور آیت یا علامتِ وقف پر وقف کرکے یہ دیکھیں کہ ان کے ساتھ شروع سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شریک ہے تو اس سے بھی ساتھ کے ساتھ فراغت ہوگئی، اب جتنے باقی رہ گئے ہیں، ان میں سے جو ترتیب میں مقدم ہے۔ اس کے لیے پھر وہیں سے شروع کریں، جہاں سے پہلے شروع کیا تھا اور وہیں جاکر وقف کریں۔ جہاں پہلے وقف کیا تھا۔ اور پھر یہاں بھی دیکھ لیں کہ ان کے ساتھ اوّل سے آخر تک کوئی شریک ہے یا نہیں؟ جو شریک ہو اس سے بھی اپنے کو فارغ سمجھیں، پھر باقی میں سے جو ترتیب میں مقدم ہو، اس کے لیے بھی وہیں سے پڑھیں، غرض اسی طرح سب کے لیے پورا پڑھیں، اور جو شریک ہوتا جاوے، اس کو چھوڑتے جائیں۔ اس کو جمع وقفی کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو راوی مقدم ہو اس کی نیت سے پڑھنا شروع کرے اور جب لفظ مختلف فیہ پر پہنچے تو تمام قراء کے اختلافات کو ترتیب وار پورا کرکے آگے بڑھے، اسی طرح ہر لفظ مختلف فیہ پر پہنچ کر اس کی تمام صورتوں کو وہیں کے وہیں پورا کرتا جائے اور ترتیب کا لحاظ رکھے، اور اگر کسی لفظ میں دوسرے لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھنے میں اختلاف پیدا ہو تو ہر مرتبہ ان دونوں لفظوں کو ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ جیسے مد منفصل وغیرہ۔ اس طریقہ کو جمع حرفی کہتے ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اوّل جو راوی مقدم ہے اس کی روایت پڑھے اور آیت یا کسی علامتِ وقف پر وقف کرکے یہ دیکھ لے کہ کوئی قاری یا راوی شریک ہوا یا نہیں؟ جو شریک ہو اس سے فراغت ہوئی اور جو باقی رہ گئے ہوں، ان میں قراء و رواۃ کی ترتیب سے قطع نظر کرکے یہ دیکھنا چاہیئے کہ شروع آیت سے جہاں سے پڑھنا شروع کیا ہے زیادہ دور تک کون موافق اور شریک ہے، یعنی ختم آیت کے قریب جس کا اختلاف ہو، اس کو اسی لفظ سے جہاں سے وہ اختلاف شروع ہے پڑھ کر آخر تک پورا کرے اور پھر یہ دیکھ لے کہ اس کا کوئی شریک و مندرج ہوا یا نہیں؟ جو شریک ہوا اس سے بھی فراغت ہوگئی، پھر جو باقی رہ گئے ہوں، ان میں سے دیکھے کہ کس کا اختلاف محلِ وقف سے زیادہ قریب ہے، جس کا اختلاف زیادہ قریب ہو، اس کو محلِ اختلاف سے پڑھنا شروع کرکے محلِ وقف تک پڑھے۔ غرض اسی طرح الاقرب فالاقرب پڑھتا جائے، اور ہر دفعہ یہ غور کرے کہ کوئی مندرج ہوا یا نہیں جو مندرج ہو چکا ہو، اس کے لیے مستقلاً پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر محلِ اختلاف واحد ہو اور ایک سے زیادہ قاری یا راوی کا اختلاف وہاں سے شروع ہوا ہو اور وہ آپس میں مختلف ہوں اس وقت قراء و رُواۃ کی ترتیب کا لحاظ کرتے ہوئے ترتیب میں جو مقدم ہو اسی کے لیے پڑھے۔ اس طریقہ کو جمع الجمع کہا جاتا ہے اور جمع مرکب بھی کہتے ہیں۔

ان مذکورہ تینوں طریقوں میں اصل تو پہلا ہی ہے، لیکن آج کل اختصار کی غرض سے جمع الجمع ہی اکثر پڑھتے ہیں۔
علامہ جزری کے دور سے اکثر یہی رائج ہے، اجرا کی مثالیں رسالہ تنشیط الطبع مؤلفہ حضرت مولانا تھانویؒ میں دیکھنی چاہئیں

مدِّ لین، مدِّ بدل اور ذوات الیاء

ورشؒ کے لیے مدّ لین، مدّ بدل اور ذوات الیاء کے اجتماع کی صورتوں میں جس قدر وجوہ ضربی پیدا ہو سکتی ہیں، ان میں سے بعض صورتوں میں بعض وجہیں ناجائز بھی ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر صورت کے وجوہ جائزہ اور غیر جائزہ کو نقشوں کی صورت میں مع امثلہ کے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔

اس اجتماع کی کل بارہ صورتیں ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

شکل[۱] اوّل

	تعداد وجوه	لین مقدم	بدل مؤخر	مثال
وجوہ جائزہ	۱	توسط	قصر	اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
	۲	〃	توسط	
	۳	〃	طول	
	۴	طول	〃	
غیر جائزہ	۱	طول	قصر	
	۲	〃	توسط	

شکل[۲] دوم

	تعداد وجوه	بدل مقدم	لین مؤخر	مثال
وجوہ جائزہ	۱	قصر	توسط	وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا
	۲	توسط	〃	
	۳	طول	〃	
	۴	〃	طول	
غیر جائزہ	۱	قصر	طول	
	۲	توسط	〃	

شکل[۳] سوم

تعداد وجوه	لین مقدم	یائی مؤخر	مثال
۱	توسط	فتحہ	وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی
۲	〃	تقلیل	
۳	طول	فتحہ	
۴	〃	تقلیل	

نوٹ: ناجائز کوئی وجہ نہیں

شکل[۴] چہارم

تعداد وجوه	یائی مقدم	لین مؤخر	مثال
۱	فتحہ	توسط	عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا
۲	〃	طول	
۳	تقلیل	توسط	
۴	〃	طول	

نوٹ: ناجائز کوئی وجہ نہیں۔

شکل۵ پنجم

	تعداد وجوہ	بدل مقدم	یائی مؤخر	مثال
باغنہ	۱	قصر	فتحہ	وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ
	۲	توسط	تقلیل	
	۳	طول	فتحہ	
	۴	〃	تقلیل	
ناباغنہ	۱	قصر	تقلیل	
	۲	توسط	فتحہ	

شکل۶ ششم

	تعداد وجوہ	یائی مقدم	بدل مؤخر	مثال
باغنہ	۱	فتحہ	قصر	فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ
	۲	〃	طول	
	۳	تقلیل	توسط	
	۴	〃	طول	
ناباغنہ	۱	فتحہ	توسط	
	۲	تقلیل	قصر	

شکل۷ ہفتم

	تعداد وجوہ	یائی	بدل	لین	مثال
باغنہ	۱	فتحہ	قصر	توسط	اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ
	۲	〃	طول	〃	
	۳	〃	〃	طول	
	۴	تقلیل	توسط	توسط	
	۵	〃	طول	〃	
	۶	〃	〃	طول	
ناباغنہ	۱	فتحہ	قصر	طول	
	۲	〃	توسط	توسط	
	۳	〃	〃	طول	
	۴	تقلیل	قصر	توسط	
	۵	〃	〃	طول	
	۶	〃	توسط	〃	

شکل۸ ہشتم

	تعداد وجوہ	یائی	لین	بدل	مثال
باغنہ	۱	فتحہ	توسط	قصر	فَمَا أَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ
	۲	〃	〃	طول	
	۳	〃	طول	〃	
	۴	تقلیل	توسط	توسط	
	۵	〃	〃	طول	
	۶	〃	طول	〃	
ناباغنہ	۱	فتحہ	توسط	توسط	
	۲	〃	طول	قصر	
	۳	〃	〃	توسط	
	۴	تقلیل	توسط	قصر	
	۵	〃	طول	〃	
	۶	〃	〃	توسط	

شکل نہم ۹

	تعداد وجوہ	بدل	لین	یائی	مثال
جائز	۱	قصر	توسط	فتحہ	فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ ۞ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
	۲	توسط	″	تقلیل	
	۳	طول	توسط	فتحہ	
	۴	″	″	تقلیل	
	۵	″	طول	فتحہ	
	۶	″	″	تقلیل	
ناجائز	۱	قصر	توسط	تقلیل	
	۲	″	طول	فتحہ	
	۳	″	″	تقلیل	
	۴	توسط	توسط	فتحہ	
	۵	″	طول	″	
	۶	″	″	تقلیل	

شکل دہم ۱۰

	تعداد وجوہ	لین	بدل	یائی	مثال
جائز	۱	توسط	قصر	فتحہ	اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ ۝
	۲	″	توسط	تقلیل	
	۳	″	طول	فتحہ	
	۴	″	″	تقلیل	
	۵	طول	″	فتحہ	
	۶	″	″	تقلیل	
ناجائز	۱	توسط	قصر	تقلیل	
	۲	″	توسط	فتحہ	
	۳	طول	قصر	″	
	۴	″	″	تقلیل	
	۵	″	توسط	فتحہ	
	۶	″	″	تقلیل	

شکل یازدہم [۱۱]

	تعداد وجوہ	لین	یائی	بدل	مثال
ورش	۱	توسط	فتحہ	قصر	وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم
	۲	〃	〃	طول	
	۳	〃	تقلیل	توسط	
	۴	〃	〃	طول	
	۵	طول	فتحہ	〃	
	۶	〃	تقلیل	〃	
ازرق	۱	توسط	فتحہ	توسط	
	۲	〃	تقلیل	قصر	
	۳	طول	فتحہ	〃	
	۴	〃	〃	توسط	
	۵	〃	تقلیل	قصر	
	۶	〃	〃	توسط	

شکل دوازدہم [۱۲]

	تعداد وجوہ	بدل	یائی	لین	مثال
ورش	۱	قصر	فتحہ	توسط	وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا
	۲	توسط	تقلیل	〃	
	۳	طول	فتحہ	〃	
	۴	〃	〃	طول	
	۵	〃	تقلیل	توسط	
	۶	〃	〃	طول	
ازرق	۱	قصر	فتحہ	طول	
	۲	〃	تقلیل	توسط	
	۳	〃	〃	طول	
	۴	توسط	فتحہ	توسط	
	۵	〃	〃	طول	
	۶	〃	تقلیل	〃	

ماہرین سے استفادہ

علم القراءت علوم منقولہ میں سے ہے۔ فن میں کمال جب ہی پیدا ہو سکتا ہے کہ کافی عرصہ ماہر اساتذہ و مشائخ سے استفادہ میں گزارا جائے۔ نیز اس فن کو شروع کرنے سے پہلے علم تجوید، صرف، نحو اور ادب میں مہارت ہونی بھی ضروری ہے۔ خالی تراجم اور شروحات دیکھ کر اس فن کو پڑھنے پڑھانے کی کوشش کرنا بدترین بددیانتی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں (یعنی تمہیں قرآن سکھاؤں) حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے فرمایا: ہاں، تمہارا نام لیا ہے۔ اُبی رضی اللہ عنہ یہ سُن کر (خوشی میں) آبدیدہ ہو گئے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی تعلیم کا حکم فرمایا۔ چنانچہ حضرت اُبیؓ نے تجوید اور قراءات متواترہ اسی طریقہ سے حفظ و ضبط کے ساتھ پڑھیں۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پڑھی تھیں۔ استفادہ میں پوری سعی سے کام لیا حتیٰ کہ اعلیٰ درجہ کے حافظ اور تمام قراءت

کے قاری ہو گئے۔ اس غایت عظمیٰ کو پالینے ہی کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَقْرَؤُکُمْ اُبَیٌّ رضی اللہ عنہ، تم میں سب سے بڑے قاری اُبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے بے شمار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے پڑھا۔ اسی طرح اسلاف سے اَخلاف باقاعدہ پڑھتے چلے آئے حتیٰ کہ یہ علوم قراءات امت میں تواتر کے ساتھ خوب پھیلے دس ائمہ قراءت میں سے نو ائمہ کی قراءتوں کا سلسلہ سند حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ مشائخ سے استفادہ کا یہ سلسلہ جو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے چلا تھا وہ باقاعدہ چلتا رہا اور آج تک بحمداللہ قائم ہے مگر اب کچھ لوگوں نے تراجم وغیرہ کی مدد سے تجوید و قراءت کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ قائم کیا ہے جو نہایت مذموم و قبیح ہے کسی نے سچ کہا ہے ؎

مَنْ یَّاْخُذُ الْعِلْمَ عَنْ شَیْخٍ مُّشَافَهَةً ۔۔۔ یَکُنْ عَنِ الزَّیْغِ وَالتَّصْحِیْفِ فِیْ حَرَمٍ

یعنی جو مشائخ کی خدمت میں رہ کر ان کی زبانی استفادہ کرتا ہے وہ گمراہی اور تحریف سے محفوظ رہتا ہے۔

وَمَنْ یَّکُنْ اٰخِذًا لِلْعِلْمِ مِنْ صُحُفٍ ۔۔۔ فَعِلْمُهٗ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ کَالْعَدَمِ

اور جو شخص محض کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے، اہل علم کے نزدیک اس کا وہ تمام علم لاشئ اور بے حقیقت ہے۔

قراءات کا نزول

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے نہایت صحت کے ساتھ بتواتر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ "یعنی قرآن مجید سات لغات پر اتارا گیا ہے۔ ان میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو۔ اسی میں پڑھ لو۔"

امام شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ نشر میں فرماتے ہیں کہ امام کبیر ابو عبداللہ قاسم بن سلّام رحمہ اللہ نے بصراحت لکھا ہے کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہوتی ہے اور میں نے اس حدیث کے تمام طُرق کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے راوی حضرت عمر فاروق، ہشام بن حکیم حزام، عبدالرحمٰن بن عوف، اُبی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس، ابو سعید خدری، حذیفہ بن الیمان، ابوبکرہ، عمرو بن عاص، زید بن ارقم، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عمرو بن ابی سلمہ، ابو جہم، ابو طلحہ انصاری اور ام ابو ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ حافظ ابو یعلیٰ موصلی اپنی مسند کبیر میں روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پہ خطبہ کے دوران فرمایا کہ زیادہ لوگ کھڑے ہو جائیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو کہ "یہ قرآن سات لغتوں میں اترا ہے اور ہر لغت شافی و کافی ہے"! اس پہ بے شمار لوگ کھڑے ہو گئے اور شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ایسا فرمایا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ٹھیک کہتے ہو اور گواہ رہو

کہ میں بھی اس کے حق ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔

"احرف سبعہ" کی تشریح میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جن کی تعداد چالیس[۴] سے بھی اوپر پہنچتی ہے۔ لیکن ان سب میں صحیح ترین اور حقیقت سے زیادہ قریب یہ ہے کہ اس سے سات لغات مراد ہیں، بیہقی، ابہری، صاحب نشر، علامہ ابن حجر، صاحب قاموس اور اکثر علماء کی یہی رائے ہے، یعنی قراءاتِ سبعہ کے اختلافات عرب کی سات لغات سے باہر نہیں ہیں، یعنی لغتِ قریش[۱]، ہذیل[۲]، ثقیف[۳]، ہوازن[۴]، کنانہ[۵]، تمیم[۶] اور یمن[۷]۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کے سات قراءتوں میں اُترنے کی حکمت یہ بتلائی گئی کہ قرآن کے تکلم میں تمام اہل عرب کو تخفیف و آسانی میسر ہوسکے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شروع میں خداوند تعالیٰ نے قرآن ایک لغت پر نازل فرمایا تو میں نے درخواست کی یارب! اُمت پر آسانی کیجئے۔ یہ درخواست بار بار کی گئی حتّٰی کہ سات لغات پر پڑھنے کی اجازت ہوگئی۔

بہر حال اس اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ ادا کے سات مختلف طریقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوص ہوکر بتواتر پہنچے ہیں۔ لہٰذا یہ اختلافِ تنوع ہے نہ کہ اختلافِ تضاد و تناقض، کیونکہ ایسا اختلاف کلام اللہ میں محال ہے۔ فرمایا گیا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

امام ابو عبداللہ بن قُتیبہ کتابُ المشکل میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سہولت بہم پہنچائی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہر اُمت کو اس کے لغت و عادت کے مطابق کلماتِ قرآنیہ پڑھائیے۔ چنانچہ بنی تمیم قِیلَ غِیضَ میں کسرہ کو ضمہ کے اشمام کے ساتھ بولتے تھے، اسی طرح کچھ قبائل میں لَا تَامَنَّا جیسے کلمات میں ادغام کے ساتھ اشمام ہوتا تھا، اور کچھ قبائل میم جمع میں صلہ کرتے تھے۔ کچھ قبائل قَدْ اَفْلَحَ، قُلْ اُوْحِیَ وغیرہ میں نقلِ حرکت کرتے تھے، کچھ موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ ذواتُ الیاء میں امالہ کرتے تھے۔ کچھ خبیرا وغیرہ کی راء کو ترقیق سے پڑھتے تھے۔ اسی طرح بعض قبائل صلوٰۃ طلاق وغیرہ میں لام کو پُر کرتے تھے۔ ان سب قبائل کو اپنے اپنے اسلوب و عادات کے مطابق پڑھنے کی اجازت دی گئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اہل عرب کو اپنی مثال لانے کا چیلنج کیا ہے اور فرمایا کہ جس قدر معاونین و مددگار جمع کرسکتے ہو کرو۔ تم سب مل کر قرآن جیسا کلام نہیں لاسکتے ہو۔ سبع قراءت سے قرآن کے طرزِ ادا میں وسعت ہوگئی۔ اب اس چیلنج کے مخاطب صرف قریش ہی نہیں، ہذیل، کنانہ، تمیم وغیرہ تمام قبائل عرب ہوگئے۔ اب کسی قبیلہ کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ اگر قرآن ہماری لغت پر اُترتا تو ہم اس کا مقابلہ (نعوذ باللہ) کرسکتے تھے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ قراءات متواتر ہیں تو ان کا قبول کرنا واجب اور ان کا انکار حرام ہے۔ کسی شخص کے لیے جو صدق دل سے مسلمان ہے اس کی گنجائش نہیں کہ قراءات کا رد کرے، کیونکہ ہر قراءت قرآن ہے۔

اور اس سے یہ بھی واضح ہو جانا چاہیئے کہ اختلافِ قراء، اختلافِ فقہاء سے جداگانہ چیز ہے۔ اختلاف قراء تمام حق وصواب اور منزل من اللہ ہے جس میں شک کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور اختلافِ فقہاء، اختلافِ اجتہادی ہے کہ نفس الامر میں حق ایک ہوتا ہے اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہوتا ہے۔ مگر ظنی طور پر اس میں خطا کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ لیکن ہر قراءت دوسری قراءت کی نسبت حق وصواب اور فی نفس الامر قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ جس پر ایمان واعتقاد ضروری ہوتا ہے۔

اور قراءت کی نسبت جو کسی صحابی یا امام کی طرف کی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ صحابی یا امام اس قراءت کے سب سے بہتر حافظ وضابط تھے۔ اسی طرح قراء یا رُوات کی طرف نسبت اس لیے ہوتی کہ انھوں نے اپنی عمروں کو اس قراءت یا روایت کے پڑھانے میں فنا کردیا۔ اُن کی ملازمت ودوام کی وجہ سے ان کی طرف نسبت کی جانے لگی۔ یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے اپنی رائے، اجتہاد اور اختراع سے یہ قراءات تجویز کرلی تھیں۔

واللہ اعلم

خادم الطلاب اظہار احمد تھانوی عفا اللہ عنہٗ
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی
اسلام آباد

حرز الامانی و وجہ التہانی

المعروف

شاطبیہ (متن)

عرصے سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ متن شاطبیہ کو دیدہ زیب اور خوبصورت انداز میں طبع کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر قرآءت اکیڈمی کی عمدہ پیشکش ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے تقریباً سوا سو صفحات پر مشتمل اشعار شاطبیہ، دو رنگا خوبصورت ٹائیٹل۔ عمدہ سفید کاغذ پر اچھی چھپائی سے مزین۔ پاکستان میں پہلی دفعہ چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے۔ مصری متن سے زیادہ خوبصورت اور دیدہ زیب۔ آغاز کتاب میں فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا قاری المقری اظہار احمد تھانوی کے قلم سے امام شاطبیؒ کے حالات زندگی اور قرآءت سبع سے متعلقہ معلوماتی مضمون۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے مکمل اور خوبصورت پیشکش

منگوانے کا پتہ

قرآءت اکیڈمی، ۲۸- الفضل مارکیٹ، ۱۷- اردو بازار لاہور-۲

الجواهر النقيه

شرح

المقدمة الجزريه

مقدمۃ الجزری کی مکمل، آسان اور تفصیلی شرح جوکہ ۴۰ سے زائد کتب کا نچوڑ ہے، اُردو زبان میں اشعار جزری سے متعلق معلومات کا ایک عظیم الشان خزانہ، جو کہ آپ کو دوسری تمام شروح سے بے نیاز کر دے گی، ۲۰×۳۰ کے تین سو صفحات پر مشتمل خوبصورت ٹائیٹل سے مزین۔ فضیلۃ الشیخ المقری اظہار احمد تھانوی کی وہ مایہ ناز تخلیق جو کہ برصغیر ہند و پاک میں خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اسم بامسمیٰ، کتابت، عمدہ، طباعت اور کاغذ بھی عمدہ۔

منگوانے کا پتہ

قرآءت اکیڈمی، ۲۸۔ الفضل مارکیٹ، ۱۷۔ اُردو بازار، لاہور۔۲

اوقاتِ نماز کے دائمی چارٹ کے بعد

اوقاتِ نماز کی دائمی جنتری

(کتابی صورت میں)

منفرد اور جداگانہ انداز جسے جدید بنیادوں پر ترتیب دیا گیا ہے۔ پاکستان کے چھ مرکزی شہروں (پشاور، لاہور، اسلام آباد، کوئٹہ، کراچی اور مظفر آباد) کے پورے سال کے اوقاتِ نماز جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی یہ جنتری پورے پاکستان میں قابلِ عمل ہو گی۔ پاکستان اور بیرونِ ملک اوقات کا فرق، اس کے علاوہ نماز کے متعلق دوسرے اہم امور بالتفصیل موجود ہیں۔

پیش کش

قراءت اکیڈمی ۲۸-الفضل مارکیٹ، ۱۷-اُردو بازار

لاہور-۲

مجموعہ نادرہ

معہ حواشی

پاکستان میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح کے دو رسالے تجوید القرآن اور یادگار حق القرآن کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ جس کے ہمراہ فضیلۃ الشیخ قاری اظہار احمد تھانوی کے نادر قلم سے حواشی بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا قاری عبد اللہ صاحب مکی رح کا رسالہ تعلیم الوقف اور آداب معلم و متعلم شامل ہیں۔ اپنے نام کی طرح نادر مجموعہ، سفید کاغذ اور خوبصورت ٹائیٹل سے مزین۔

طابع وناشر

قراءت اکیڈمی ۲۸۔ الفضل مارکیٹ ۱۷۔ اردو بازار

لاہور۔۲

قرآت اکیڈمی کی مطبوعات

- جمال القرآن مکمل، کتابت، طباعت دیدہ زیب، سرورق انتہائی خوش نما، کاغذ نہایت عمدہ، جا بجا خود جناب مصنف حضرت مولانا قاری اشرف علی صاحب تھانوی کے قلم سے نکلے ہوئے حواشی کے علاوہ تسہیل و تشریح میں قاری اظہار احمد صاحب تھانوی کے حواشی سے مزین۔

- تیسیر التجوید: تالیف ماہر فن حضرت مولانا قاری عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ، تجوید کے مسائل میں جامع اور مستند کتاب، حاشیہ میں قاری اظہار احمد صاحب تھانوی کے قلم سے عمدہ تشریحات۔

- فوائد مکیہ: مع حاشیہ بے نظیر تعلیقات مالکیہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے نہایت علمی اور پُرمغز حواشی سے مزین، آخر میں چند نہایت علمی مباحث کا اضافہ۔

- مقدمۃ الجزری: مع تحفۃ الاطفال، آخر میں ترتیب وار شعر وار ترجمہ، مترجم قاری اظہار احمد تھانوی، خوشنما عمدہ چھپائی۔

- الجواهر النقیه: شرح مقدمۃ جزری اردو، مبسوط شرح بلکہ مکمل فنی معلومات کا خزانہ قابل دید ہے، ضخامت $\frac{۳۰۰}{۳۰+۲۰}$ صفحات، از قاری اظہار احمد صاحب تھانوی۔

- افضل الدرر: شرح رائیہ عربی از حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الٰہ آبادی، قرآءت کی مقبول عام کتاب، بہترین کاغذ، عمدہ چھپائی پر مشتمل، حسین سرورق۔

- اخلاق محمدی: چار صد احادیث مبارکہ کا خوبصورت مجموعہ، مؤلفہ قاری اظہار احمد تھانوی، نفیس کاغذ و طباعت سے آراستہ۔

- پیغام رمضان: رمضان کے مبارک مہینے کے متعلق تمام اہم مسائل اور احادیث کو سموئے ہوئے ایک خوبصورت کتاب۔ (زیر طبع) مؤلفہ قاری اظہار احمد صاحب تھانوی۔

- شاطبیہ: بحواشی عربیہ، خوشنما دیدہ زیب، ہر شعر کی آسان عربی میں تشریح، محشی حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ و حضرت قاری محمد صدیق صاحب اساتذہ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ۔

- امانیہ: شرح شاطبیہ اردو، غیر ضروری طوالت سے خالی، آسان اور عام فہم اردو میں اشعار کی تشریح، طلباء کے لیے نہایت مفید، از قاری اظہار احمد تھانوی (دو جلدوں میں، مکمل)

ملنے کا پتہ

قرآت اکیڈمی، ۲۸۔ الفضل مارکیٹ، ۱۷۔ اردو بازار۔ لاہور۔ ۲